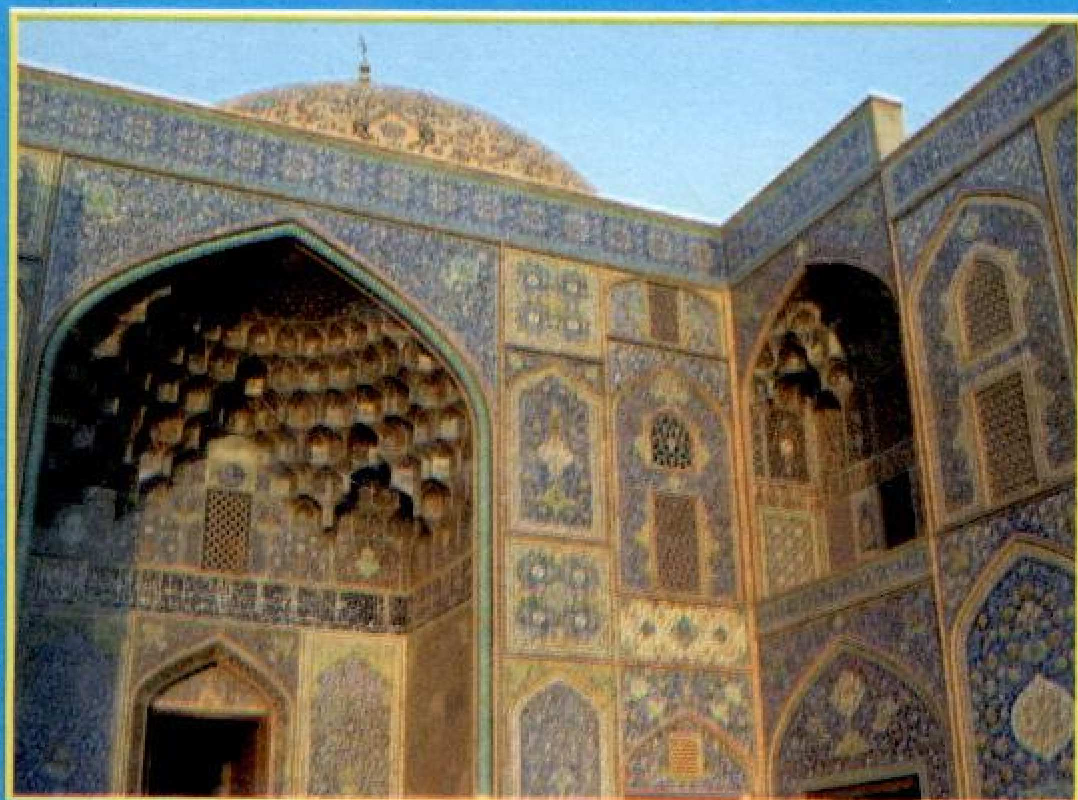
فتاوی رشیدیہ

مبوّب بطرز جدید



مولانا رشید احمد گنگوهی رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ رشیدیہ

مبوّب بطرز جدید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوھی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ اسلام
کراچی پاکستان

فتاویٰ رشیدیہ

مبوّب بطرز جدید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوهی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ اسلام

کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہٗ کی شخصیت علمی و مذہبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ کو یوں تو تمام علوم اسلامیہ میں ایک طرح سے منصب امامت حاصل تھا لیکن فقہ اور حدیث آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ ان علوم کے وہ مشکل مسائل جن کے حال میں علمائے عصر پریشان و سرگرداں رہتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ چٹکی بجاتے حل کر دیا کرتے تھے۔ اور ایسے جچے تلے الفاظ میں کہ کسی کو دم مارنے کی مجال باقی نہ رہتی تھی۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ، علامہ شامی کے تبحر علمی کو بے حد سراہتے تھے۔ لیکن آپ نے ''فقیہ النفس'' کا موزوں ترین خطاب حضرت گنگوہیؒ کو مرحمت فرمایا۔

حضرت گنگوہی نے دین متین کے ہر اس گوشے کی حفاظت فرمائی جہاں سے رسوم جاہلیت داخل ہو کر اسلام کی شکل و صورت کو داغدار کر رہی تھیں یہ رسوم جاہلیت اور رواج قبیحہ کچھ تو نادانستگی کے سبب داخل ہو رہے تھے اور کچھ دانستہ طور پر قبول کئے جا رہے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ نے ان کے خلاف اپنے فتووں کی شکل میں جہاد کیا اور اس سیل جہالت کے مقابل زیر نظر فتاویٰ کا پشتہ کھڑا کر دیا اس طرح اسلام اور مسلمان اس یلغار قبیح سے محفوظ و مصئون ہو گئے یہ سارا فیضان ولی اللہی ہونے کا تھا اس خاندان کی للّٰہیت خدمت اسلامی اور علمی و عملی کمالات کی ایک دنیا معترف ہے اور اس خاندان کا ہر فرد آسمان علم و عمل پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکا او ظلم و جہالت و ضلالت میں ڈوبی ہوئی دنیا کو انوار نبوت اور علوم الٰہی سے منور کر دیا۔ حضرت گنگوہیؒ کے یہ فتاویٰ یوں تو اس سے پہلے بھی شائع ہوتے رہے ہیں لیکن ہم نے جدید عکسی ایڈیشن کی ترتیب و تہذیب کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا ہے اور عصر حاضر کی ذہنی اور مزاجی کیفیات کو بھی پیش نظر رکھا ہے ہم نے جملہ مسائل کو ان کی نوعیت اور اقسام کے اعتبار سے الگ الگ کتاب اور ابواب کے ماتحت ایک جگہ کر دیا ہے اس طرح قاری کو کسی بھی مسئلہ میں اس کا جواب تلاش کرنے میں دقت اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے گی۔ فہرست مضامین میں متعلقہ مسئلہ کی کتاب اور باب پر نظر ڈالئے اور صفحہ متعلقہ

کھول کر جواب حاصل کر لیجئے اسی طرح پچھلی اشاعت میں ملفوظات منتشر ومتفرق تھے۔ ہم نے انہیں بھی ابواب کے اختتام پر ایک جگہ کر دیا ہے۔ ان تمام مسائی اور کوششوں کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ اس مفید چیز کے افادے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ناشرین

مسلک صاحب فتاویٰ

صاحب فتاویٰ مذاہب اربعہ میں سے کسی پر طعن نہیں کرتے

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم لملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم. سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ الطیبین الطاھرین وعلیٰ مجتھدی ملتہ واتباعہ الی یوم الدین

امابعد۔ احقر العباد بندہ رشید احمد گنگوہیؒ عفا اللہ تعالیٰ عنہ بخدمت ارباب فہم و دیانت عرض کرتا ہے کہ بندہ کا مذہب حسب مسلک حق جملہ حق و دین یہی ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہ و مجتہدین علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہو تو اس میں سے جس جانب کو اپنی تحقیق سے یا تقلید کسی مجتہد اہل حق سے راجح سمجھے اس پر عمل در آمد رکھے اور دوسری جانب پر بھی کوئی طعن و تشنیع نہ کرے۔ اور عند الضرورت اس پر بھی عمل کر لے۔ اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز حنفی المذہب ہے کسی اہل مذہب پر طعن نہیں کرتا اور نہ اپنے مذہب کی خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے مگر عند الضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح متصور ہوتی ہے تو اس مسئلہ میں کچھ لکھ دیتا ہے۔ انتہیٰ

جواب:۔ مذاہب سب حق ہیں، مذہب شافعیؒ پر عند الضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو عذر یا حجۃ شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں ہے۔ سب مذاہب کو حق جانے کسی پر طعن نہ کرے۔ سب کو اپنا امام جانے۔ فقط

کتبہ الاحقر
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

فہرست مضامین
فتاویٰ رشیدیہ ہر سہ حصص کامل مبوب

عنوان	صفحہ
کتاب التقلید والاجتہاد	
تقلید واجتہاد کے مسائل	
مطلق تقلید کا ثبوت	۸۶
اجماع اور قیاس کا حجت ہونا	۸۸
تقلید شخصی	۸۸
تقلید شخصی کا وجود	۹۰
تقلید شخصی کا ثبوت	۹۰
تقلید شخصی کسی پر ضروری نہیں	۹۰
غیر مقلدوں کی برائی	۹۰
ائمہ پر طعن	۹۱
غیر مسلک والوں کو برا نہ کہنا	۹۱
اہل حدیث کو برا نہ کہنا	۹۱
وصیت شاہ ولی اللہ صاحب	۹۲
جماعت میں غیر مقلدوں کی شرکت	۹۲
شاہ اسمٰعیل شہید کا مسلک	۹۳
ملفوظات	۹۳
(۱) عند الضرورت مذہب شافعی پر عمل کرنا	۹۳
(۲) اصلیت تقلید شخصی	۹۳
(۳) محرم سے نکاح پر امام صاحب کا مسلک	۹۷
(۴) اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعویٰ کرے کہ	
وہ اس کی بیوی ہے اس میں امام صاحب کا مسلک	۹۸

صفحہ	عنوان
	مسافر کے احکام کا بیان
۴۳۳	مسافر امام مقتدی مقیم کی نیتوں کا مسئلہ۔
۴۳۳	سفر میں سنت و نفل پڑھنا
۴۳۴	فرسخ اور میل کی صحیح حد
۴۳۴	صحیح مسافت سفر
	ملفوظ
۴۳۴	اگر اسٹیشن شہر میں داخل نہیں ہے تو قصر کرے۔
	شہید کا بیان
۴۳۴	چور اور ظالم کے ہاتھ سے مارے جانے والے کی شہادت۔
۴۳۵	حضرت حسینؓ کی شہادت
	کتاب الزکوٰۃ
	زکوٰۃ کے مسائل کا بیان
۴۳۶	نوٹ پر زکوٰۃ کا حکم
۴۳۶	مال نصاب سے کوئی چیز خرید لینا
۴۳۶	زکوٰۃ اپنے مخصوصین کو دینا
۴۳۷	دوسرے شہر میں زکوٰۃ ادا کرنا
۴۳۷	زکوٰۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا۔
۴۳۷	مدیون کے قرضہ کو زکوٰۃ میں محسوب کرنا۔
	ملفوظ
۴۳۷	زکوٰۃ میں غلہ دینا اور اسقاط حمل کا بیان۔

عنوان	صفحہ
ملفوظ	
اگراس قدر کھانا کھالے کہ بعد طلوع آفتاب کے ڈکاریں آئیں اور پانی بھی آئے تو روزہ پر کیا اثر ہوگا۔	۴۵۷
باب: اعتکاف کا بیان	
اعتکاف مسنون کی مدت	۴۵۸
معتکف کا علاج کرنا	۴۵۸
معتکف حقہ کہاں پئے	۴۵۸
معتکف کن وجوہ کی بنا پر مسجد سے نکل سکتا ہے۔	۴۵۸
اعتکاف فاسد ہو جائے تو کیا کرے	۴۵۸
ملفوظ	
اعتکاف مسنون اگر فاسد ہو جائے	۴۵۹
کتاب الحج	
حج کا بیان	
رشوت کے روپیہ سے حج کرنا	۴۶۰
حج بدل کا مسئلہ	۴۶۰
عالم کا ہجرت کرنا	۴۶۰
مدینہ منورہ کی زیارت کا حکم	۴۶۰
کتاب النکاح	
نکاح کے مسائل	
بذریعہ خط ڈاک نکاح کا مسئلہ	۴۶۲

باب: رضاعت کا بیان

عنوان	صفحہ

باب: بدھنی کا بیان

ملفوظ

کتاب الدعویٰ
دعویٰ کے مسائل

کتاب الاجرۃ
اجرت کے مسائل

صفحہ	عنوان

باب: جوئے کا بیان

باب: رشوت کا بیان

ملفوظات

کتاب الامانۃ

امانت کے مسائل

عنوان	صفحہ
قبرستان کی زمین کا حکم	۵۳۲
رقم چندہ محصل چندہ یا مہتمم کے ذاتی اخراجات میں صرف کرنا۔	۵۳۲
مسجد کا تیل	۵۳۳
مسجد کی خراب اشیاء کا مسئلہ	۵۳۳
ملفوظات	
کسی مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا۔	۵۳۳
مسجد کا چندہ اور روپیہ میں ملانا	۵۳۳
مسجد کے چندے سے مسجد کے لئے زمین خریدنا۔	۵۳۴
باب: مساجد کے احکام کا بیان	
مسلمان بھنگی کا مال مساجد میں لگانا	۵۳۴
شیعہ کی بنوائی ہوئی مسجد	۵۳۴
تعمیر مسجد کے لئے کافر سے چندہ وصول کرنا۔	۵۳۴
کافر کی بنوائی ہوئی مسجد	۵۳۴
طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد	۵۳۵
مسجد کے لئے کافر کا چندہ	۵۳۵
مراثی وطوائف کی بنوائی ہوئی مسجد	۵۳۵
مسجد ومدرسہ میں کافر کا روپیہ لگانا	۵۳۵
مسجد میں کافر کا روپیہ لگانا۔	۵۳۵
کافر کی بنوائی ہوئی مسجد	۵۳۶
رمضان شریف میں مساجد میں زیادہ روشنی کرنا۔	۵۳۶
مسجد میں رمضان میں ضرورت سے زیادہ روشنی۔	۵۳۶
مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی	۵۳۶

باب اخلاق اور تصوف کے مسائل

طریقت اور شریعت کا فرق

(سوال) شریعت کہ جس کو علم سفینہ اور طریقت کہ جس کو علم سینہ کہتے ہیں فی الحقیقت یہ ایک چیز ہیں یا دو اگر یہ ایک ہی ہیں تو فقط علم ظاہر سے ہی تزکیہ کیوں نہیں ہو جاتا اور ہر عالم صوفی کیوں نہیں ہوتا اور ہر صوفی کو عالم ہونا کیوں شرط نہیں ہے اور جو حضرات علم ظاہری کے مجتہد ہوئے۔ انہوں نے طریقت کا اجتہاد کیوں نہ فرمایا۔ مثلاً حضرت امام اعظم صاحب شریعت کے امام ہیں۔ اور خواجہ معین الدین چشتی طریقت کے مجتہد ہیں۔ کہیں اس کے برعکس نہیں سنا گیا صوفیا کرام نے جو اشکال افکار، اذکار، مراقبہ، ذکر جہر ذکر ارہ راگ کیا اس کا پکڑنا، تصور شیخ ضربیں لگانا، چلہ کرنا، حبس دم وغیرہ وغیرہ بہت سے امر تعلیم فرمائے کہیں یہ بات نہیں سنی گئی کہ امام اعظمؒ صاحب نے بھی کوئی بات اس قسم کی کہیں کسی کو تعلیم فرمائی ہو یا حضرت خواجہ صاحب نے کسی مسئلہ شریعت میں اجتہاد فرمایا ہو یا ان کو کوئی شخص امام اور مجتہد جانے یا امام صاحبؒ کو کوئی شخص طریقت کا امام جانے بلکہ بعض علماء کو تو تصوف کے ہونے سے ہی انکار ہے میری یہ غرض ہرگز نہیں کہ طریقت شریعت کے خلاف ہے یا امام صاحبؒ طریقت نہیں جانتے تھے یا حضرت خواجہ صاحب شریعت نہیں جانتے تھے معاذ اللہ منہا مثلاً حضرت اویس قرنیؓ سرور عالم ﷺ کے دیدار سراپا انوار سے فیضیاب نہ ہوئے تھے اور کوئی عالم بھی ایسے نہ تھے کہ اپنے زمانہ کے عالم ہوں۔ لیکن ان کو فیض باطنی سرور عالم ﷺ سے اس قدر عطا ہوا تھا کہ وہ واصل الی اللہ ہوئے اور تمام صوفیوں کے سرحلقہ اور اہل سلسلہ اور مقتداء ہوئے۔ اور ان سے ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر طریقت علم ظاہری کی ہی وجہ سے ہوتی تو سلسلہ رویہ میں غالباً بہت سے آدمی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے علم ظاہری میں زیادہ ہوئے ہوں گے تو اس قیاس سے جو عالم و فاضل زیادہ ہو وہی مرتبہ ولایت میں زیادہ ہونا چاہئے اور یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے اس میں ایک صوفی صاحبؒ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں علم ظاہری کا کچھ تعلق نہیں ہے ان کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت تھی۔ لہذا یہ بڑے لوگ ہوئے اور جن کو اولیا۔ اللہ سے نسبت ہوگی، وہ اسی درجہ کے ولی ہوں گے۔ مثلاً حضرت بابا صاحبؒ اور حضرت صابر صاحب

وحضرت نظام الدین وغیرہ ہم یہ سب لوگ عالم اور بڑے فاضل ہیں۔ لیکن ان سے اس وقت تک علم ظاہری کا کوئی سلسلہ نہیں سنا گیا۔ اور طریقت میں یہ اہل سلسلہ میں ہزار ہا عالم فاضل ان کے سلسلۂ طریقت میں موجود ہیں۔ مگر زمرۂ علماء میں ان کا کہیں پتہ نہیں اور نیز ابن تیمیہ اور ابن قیم محدث کہ جو نقد حدیث میں بڑے فاضل ہیں۔ لیکن ان سے کوئی سلسلہ صوفیوں میں نہ چلا بلکہ زمرۂ صوفیوں میں ان کا کہیں نام نہیں اس کی کیا وجہ ہے حالانکہ طریقت اور شریعت ایک ہوں اور ایک ان میں سے صوفی ہو اور ایک ان میں سے عالم ہو یہ کیا معنی۔ امام محمد غزالی شافعی ہیں۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی حنبلی ہیں۔ بڑے پیر صاحب حنبلی۔ لیکن یہ لوگ حنفی صوفیوں کے بھی مقتداء ہیں۔ اور اہل نسبت کو برابر ان سے فیض ہوتا ہے اور کبھی لحاظ مذہب کا اس میں نہیں ہوتا۔ مولانا روم فرماتے ہیں

علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باور مردم شود

یعنی اس بات کا آدمیوں کو کب یقین آئے گا کہ علم حق صوفیوں میں ہے اور یقین نہ آنے کی وجہ کیا ہے یہ ہے کہ آدمی جانتے ہیں کہ خدا کا جو علم ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا جو ارشاد ہے وہ کتابوں پر ختم ہو گیا ہے جو کچھ ہے وہ علماء ظاہر ہی جانتے ہیں اور یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے علم شریعت علماء کو عطا ہوا اور علم طریقت فقراء کو عطاء ہوا۔ اور اگر مولانا کی یہ غرض نہ ہوتی تو یوں فرماتے کہ علم حق در علم عالم گم شد اور مصرع ثانی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہر عالم کا صوفی ہونا تو کیا معنی بلکہ بہت سے عالم تو صوفیو کی روایت بھی نہیں لیتے۔ مثلاً اگر کسی فقط عالم سے پوچھا جاوے کہ اہل نسبت کو قبر اولیاء پر مراقب ہونا کیسا ہے اور دل میں مرشد کا خیال جمانا اور اس کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں تو وہ عالم صاحب بے محابا یہ فرمائیں گے کہ شرک ہے کفر ہے گور پرستی اور تصور پرستی ہے اور ہرگز یہ خیال نہ فرمائیں گے کہ پہلے صوفی ہی اس کو رکن اعظم فرما چکے ہیں ہم صرف حرام ہی پر اکتفا کر لیں شرک اور کفر بتانے میں تو بہت سے آدمی مرتکب کفر ہو جائیں گے تو اب ایسے علماء کو بھی کیا صوفی جانیں نہیں نہیں بلکہ اس کا جواب یہ ہے کہ بھائی شریعت اور چیز ہے۔ اور طریقت اور چیز ہے یہ حضرات جو فرماتے ہیں۔ ان کا بھی فرمانا بجا ہے جو شخص واقف طریقت نہ ہو اہل نسبت نہ ہو واقعی وہ یہی کہے گا کہ چشت پرستی ہے اور تصور پرستی جو اہل مذاق ہو تو اس کو بے شک ان باتوں سے فیض ہوتا ہے۔ چنانچہ صوفیہ

چشت کی بہت کتابیں ان مقدمات سے مملو ہیں۔ اکثر صوفیا فرماتے ہیں کہ علم حجاب اکبر ہے۔ پھر شریعت اور طریقت کو ایک چیز کیسے جانیں گے۔ حضرت مولنا مخدومنا ہادینا حاجی محمد امداد اللہ صاحب سلمہ اپنے کلمات پند و نصیحت میں فرماتے ہیں کہ بعد ادائے فرائض و واجبات و سنن شغل بہ باطن گذارو بر زیادتی اوراد و نوافل نہ پرداز و بلکہ شغل باطنی فرائض دائمی بداند اگر کسی فقط عالم سے کہ جو صوفی نہ ہو یہ مسئلہ دریافت کیا جائے تو بے شک وہ کہہ دے گا کہ نماز افضل العبادت ہے ہر وقت اسی میں رہنا چاہئے نوافل سے قریب ہوتا ہے اور شغل باطن چیز ہی کیا ہے صرف صوفیوں کی باتیں ہیں تو اب ہم اسے سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ بھائی عالم صاحب اس راہ سے واقف نہیں۔ شغل ایسی چیز ہے کہ بعض اوقات میں جمیع عبادت سے بہتر ہے اور جو نہ جانے اس کا کہنا خلاف ہے اب میں یہ چاہتا ہوں کہ شریعت اور طریقت کے ایک ہونے کی کیا دلیل ہے اور فی الحقیقت یہ ایک ہی چیز ہے یا دو۲ اور اس میں صوفیہ کیا فرماتے ہیں۔

(جواب) اس سوال کو بے فائدہ اس قدر طویل لکھا۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ علم شریعت و علم طریقت ایک ہی ہے۔ جب آدمی کو حکم شریعت معلوم ہوا علم شریعت حاصل ہوا۔ اور جب کنہ اس حکم کی معلوم ہوئی وہ علم طریقت ہوا اور عمل بقدر ادائے فرض و واجب کے بتکلف نفس سے کراتا عمل بشریعت کہلاتا ہے اور جب اخلاص و حب حق تعالیٰ دل میں ساری ہوگئی۔ اس کو عمل بطریقت کہتے ہیں جب تک کشاکش علم و عمل کی ہے شریعت ہے جب طمانیت ہوگئی وہ طریقت ہے ابتداء اور انتہاء کا فرق ہے جس نے اصل شئے کے واحد ہونے کو خیال کیا ایک کہا اور یہ بھی درست ہے جس نے اول آخر کا تفرقہ کیا دو کہہ دیا یہ بھی صحیح ہے مطلب دونوں کا واحد ہے اور ائمہ مجتہدین بھی صاحب طریقت تھے مگر اس فن کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ظاہر شریعت فرض تھا اس کا شرح کرنا زیادہ ضرور جانا اگرچہ طریقت سے خوب ماہر تھے کہ طریقت احادیث سے ہی ثابت و مستنبط ہے اور اکثر ائمہ طریقت عالم تھے۔ مگر وہ ظاہر شرع کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ایک جماعت علماء کی اس میں تھی وہ کافی تھی انہوں نے باطنی شرع کی تحقیقات لکھی۔ ہر ہر فن کو ایک ایک جماعت نے لیا۔ اور بعض اولیاء جو قدر ضرورت علم رکھتے تھے۔ وہ ماہر و عالم دقائق طریقت کے تھے۔ مگر دونوں امر کو تحریر نہیں کیا۔ بہر حال بعض علماء دونوں علم کے محقق و متبحر تھے اور بعض ایک کے اور بعض دونوں میں دوسرے سے کم تھے اس کے تفاوت سے سمجھ لینا چاہئے مگر

ضروری علم شرع سے سب واقف تھے کہ بجز امتثال حکم شرع کے عمل مقبول نہیں ہوتا اور بدون قبول عمل کے ولایت نہیں ملتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شریعت اور طریقت کا فرق

(سوال) شریعت اور طریقت دو ہیں یا ایک۔ اگر دو ۲ ہیں تو کس صورت سے اور اگر دونوں ایک ہیں تو کیسے اور طریقت کا موجد کون ہے۔

(جواب) یہ دونوں ایک ہیں ظاہر سے عمل کرنا شرع ہے اور جب قلب میں حکم شرع کا داخل ہو کر طبعاً عمل شرع پر ہونے لگے وہ طریقت ہے دونوں کا حکم قرآن وحدیث سے ہے ادنیٰ درجہ شرع ہے اس کا ہی اعلیٰ درجہ طریقت کہلاتی ہے۔

پیر استاد مرشد کا تصور

(سوال) تصور کرنا پیر کا یا استاد یا مرشد وغیرہ کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کسی کا تصور کرنا بطور خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو مشائخ میں مروج ہے کہ اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اسی حد پر بزرگوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں دشوار نہیں گو ترک اس کا بھی اولیٰ ہے کہ مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایسا ضروری بھی نہیں کہ بدون اس کے کام نہ چل سکے۔ اور اس حد سے بڑھ جاوے تو البتہ ناجائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح محمد یعقوب نانوتوی

محمد یعقوب

شجرہ خاندان صبح وشام پڑھنا

(سوال) اکثر آدمی شجرہ خاندان کا ہر صبح وشام پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔

(جواب) شجرہ پڑھنا درست ہے کیونکہ اس میں بتوسل اولیاء کے حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیخ کے تصور کا حکم

(سوال) تصور شیخ کو جو صوفیہ چشت کا معمول ہے اور اقوال حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور

حضرت مجدد صاحبؒ اس کے مؤید ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب دہلویؒ اس کو حرام اور کفر و شرک بتاتے ہیں۔ آپ کے نزدیک نفس تصور شیخ جائز ہے یا حرام اور کفر و شرک۔

(جواب) نفس تصور جائز ہے اگر کوئی امر ممنوع اس کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ تمام اشیاء کا آدمی خیال و تصور کرتا ہے جب اس کے ساتھ تعظیم اس شکل کا کرنا اور متصرف باطن مرید میں جاننا مفہوم ہوا تو موجب شرک کا ہو گیا لہٰذا اقدماء اس کی تجویز کرتے تھے کہ اس میں خلط معصیت کا نہ تھا اور متاخرین نے اس کو حرام کہا تو یہ حکم کا اختلاف اہل زمانہ کے ہوا ہے۔

شیخ یا استاد یا والدین کے تصور کا حکم

(سوال) تصور کرنا پیر یا استاد یا والدین وغیرہ کا جائز ہے یا ناجائز۔

(جواب) کسی کا تصور کرنا بطور خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو مشائخ میں مروج ہے کہ اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اس ہی حد پر رہے کہ جس حد پر بزرگوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں دشواری نہیں گو ترک اس کا بھی اولیٰ ہے کہ مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایسا بھی نہیں کہ بدون اس کے کام نہ چل سکے اور جو اس حد سے بڑھ جاوے تو البتہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدعتی صوفی کی بیعت

(سوال) اگر کوئی صوفی بعض کام خلاف شریعت کرتا ہو۔ مثل مولود شریف معہ قیام و عرس بلا راگ و فاتح بر آب و طعام دست برداشتہ و نماز معکوس و مراقبہ بر قبور بسورۂ الم نشرح و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک کی کرتا ہو تو فرمائیے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ اور تہجد گزاری کے اور حب الٰہی کے محنت شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جو صوفی ہو اور خلاف شرع کام کرے وہ قابل بیعت کے نہیں اور نہ وہ صاحب طریقت ہے بلکہ شیطان ہے، شعر ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

سعدی لکھ گئے ہیں جس قدر امور آپ نے لکھے ہیں۔ کوئی جائز ہے کوئی ناجائز مثلاً پارچہ

نشین میں کوئی گناہ نہیں یا قبر پر بیٹھ کر سر جھکا کر کچھ پڑھے یہ گناہ نہیں اور خلاف شرع کو کوئی کمال ہووے تو کچھ عجب نہیں کفار جوگیوں کو بھی ہو جاتا ہے مگر وہ کمال کہ مقبولیت عند اللہ تعالیٰ ہو حاصل نہیں ہو سکتا۔

فاسق کے ہاتھ پر بیعت کرنا

(سوال) زید کو جناب مولانا و مرشدنا حاجی امداد اللہ صاحب مد ظلہ نے ایک دستار مکہ معظمہ سے بایں غرض ارسال کیا ہو کہ زید کو اجازت ہے کہ مرید کیا کرے اور سابق میں زید کا حال جناب موصوف نے بخوبی دیکھا ہو اور اب زید تارک الجماعت ہے تو ایسے مرشد تارک الجماعت کی تقلید مریدان کو کرنی چاہئے یا نہیں اور مرید کرے یا نہ کرے۔

(جواب) زید نے اگرچہ اجازت اخذ بیعت شیخ سے حاصل کی مگر چونکہ تارک جماعت فاسق ہے ہرگز ہرگز اس سے بیعت نہ کرنا چاہئے کہ وہ لائق شیخی نہیں ہے اگرچہ اول صالح تھا اب فاسق ہے اور لائق شیخی نہیں رہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورت کا بیعت لینا

(سوال) مسئلہ عورت نیک خصلت پابند شریعت واقف طریقت اپنے ہاتھ پر عورتوں کو اور مردوں کو بیعت کرنا شروع کردے تو از روئے تصوف و شریعت کے درست ہے یا منع فقط۔

(جواب) اخذ بیعت اہل تصوف کے نزدیک عورت کو درست نہیں مگر ہاں کسی کو شغل وظیفہ بتا دینا جائز ہے۔ چنانچہ شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں در آخر مکتوب شصت و ششم بجانب بوجہ اسلام خاتون در بیان عدم جواز خلافت مر زنان را ہر چند بکمال مردان رسد آں خواہر در ہمت میاں مردان حق تعالیٰ قدم زدہ است لائق است کہ چشمہ پیران فرستادہ نہ شد و لباس خرقہ مشائخ حوالت کردہ نہ شد و مجاز گردانیدہ نہ شد۔ اما باید کہ چوں صادقے از عورت مرد التماس ارادت کند عورات بحضور و غیبت و مرداں را بغیبت کلاہ و داماں بوکالت پیر خود دہد و شجرۂ پیر خود نویسانیدہ بدہد و مرید پیر خود گرداند و ایں دولت را دولتے عظیم داند۔ عاقبت محمود باد۔ انتہیٰ کلامہ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) آخر خط ۶۶ میں لکھتے ہیں بجانب بوجہ اسلام خاتون عورتوں کو خلافت جائز نہ ہونے کے بارے میں ہر چند کہ مردوں کے کمال تک پہنچ جائیں وہ بہن حق تعالیٰ کے مردوں کی ہمت کے درمیان قدم رکھی ہے لائق ہے کہ پیروں کا چشمہ نہ بھیجا جائے اور مشائخ کا خرقہ حوالہ نہ کیا جائے اور ان کو بیعت کا مجاز نہ کیا جائے لیکن یہ ضرور چاہئے کہ اگر کوئی صادق عورت سے مرد ارادت کا احساس کرے، تو عورتوں کو حاضری و غیاب میں اور مردوں کو غیاب میں ٹوپی اور دامن اپنے پیر کی وکالت سے دے اور اپنے پیر کا شجرہ لکھوا کر دے دے اور اپنے پیر کا مرید بنائے اور اس دولت کو بڑی دولت سمجھے۔ آخرت محمود۔ ختم ہوا آپ کا کلام۔

عمل کا چھپانا

(سوال) بندہ گرمی میں پہلے کوٹھے پر رہتا تھا دیں ذکر بھی کرتا تھا بعض شخص میری آواز سن کر اٹھتے تھے اب نیچے مکان میں سوتا ہوں تو آواز دور نہیں جاتی ہے اب مجھ سے لوگوں نے کہا کہ تم ذکر نہیں کرتے ہو یہ طبیعت نہیں چاہتی کہ ان سے ایسا کہا جاوے نہ انکار کیا جاوے تا کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور اقرار بھی نہ ہو بلکہ یہی ہوتا ہے کہ کہتا ہوں کہ اب اوپر نہیں سوتا انکار کو طبیعت نہیں چاہتی باوجودیکہ اظہار میں ریاء وغیرہ کو دخل ہوتا ہے۔ اب غرض ہے کہ ایسی صورت میں گناہ تو نہیں ہے یا جہر ترک کردوں۔

(جواب) اپنے ذکر کے اخفا واظہار میں آپ مختار ہیں اگر نیت اچھی ہو تو مضائقہ نہیں ہے مگر حتی الوسع اپنے عمل کا اخفاء مناسب ہے کیونکہ مآل کار ریاء کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ فقط والسلام۔

ذکر اور طول قرأت

(سوال) ذکر نفی اثبات و پاس انفاس سے طول قرأت نماز تہجد کا زیادہ ثواب ہے یا ذکر کا۔

(جواب) ذکر نفی اثبات و پاس انفاس سے طول قرأت کا زیادہ ثواب ہے۔

شیخ کے تصور کا حکم

(سوال) تصور شیخ و شغل برزخ جو برائے جمعیت خاطر و دفع خطرات مشائخ زمانہ کرتے ہیں اور اس کو رکن طریقت و واجبات سے جانتے ہیں کہ بدوں اس کے حصول فیوض و برکات محال ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں یہ شغل کرنا کیسا ہے اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں کسی صحابی و تابعین و آئمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے یا نہیں۔ کیونکہ جب ایسا ضروری ہو تو صحابہ کس طرح اس فعل سے محروم رہے ہوں گے اور جو زمانہ خیر القرون میں اس کا وجود نہ تھا تو پھر کس طرح ایسا ضروری مذکور سوال ہو سکتا ہے گو عقیدہ شرک تک نہ پہنچا ہو۔

(جواب) اس شغل میں متاخرین صوفیہ نے غلو کیا اور شرک تک نوبت پہنچی لہذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا اور اب علمائے متاخرین کے قول پر عمل کرنا چاہئے اس شغل کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

استغفار زبانی

(سوال) زبان سے کہے استغفر اللہ ربی اور توبہ وغیرہ کا دل میں کوئی اثر نہ ہو تو یہ استغفار کچھ کفارہ گناہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) استغفار زبانی میں ذکر زبان کا تو بہرحال حاصل ہے خالی ثواب سے نہیں۔

صوفیہ کرام کے اشغال

(سوال) صوفیہ کرام کے یہاں جو اکثر اشغال اور اذکار مثل رگ کیماس کا پکڑنا اور ذکر ارہ اور حلقہ بر قبور اور حبس دم وغیرہ جو قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں بدعت ہے یا نہیں۔

(جواب) اشغال صوفیہ بطور معالجہ کے ہیں سب کی اصل نصوص سے ثابت ہے جیسا اصل علاج ثابت ہے مگر شربت بنفشہ حدیث صریح سے ثابت نہیں ایسا ہی سب اذکار کی خاص ہیئت ثابت نہ جیسا توپ بندوق کی اصل ثابت ہے اگرچہ اس وقت میں نہ تھی سو یہ بدعت نہیں ہاں ان ہیئات کو سنت ضروری جاننا بدعت ہے۔ اور اس کو بھی علماء نے بدعت لکھا ہے۔

صوفیہ کے مجاہدات

(سوال) بعض حضرات صوفیہ و بزرگان دین کے احوال جو سنے جاتے ہیں **والعلم عند اللہ** کہ وہ اپنے نفس پر تکالیف شاقہ دشوار میں مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ مثلاً ٹاٹ زنجیریں پہننا۔ خصی کرڈالنا، جنگلوں میں نکل جانا، بختی میں پڑنا، ترک لباس، ترک طیبات لحم وغیرہ وغیرہ امور کو گویا اپنے اوپر حرام کرلینا کہ جو حسب شرع شریف سنن اور مستحسن یا مباح ہیں اور مصائب و سختی میں پڑنا ممنوع کیونکہ آیت **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** اور قول **ان الدین یسر** ۔ (۱) کے خلاف ہے البتہ یہ رہبانیت یہود و نصاریٰ میں تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی **قال اللہ تعالی ورھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنا ھا علیھم الایہ** ۔ (۲) اور ابوداؤد میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا تشددو اعلی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسھم فیشدد اللہ علیھم وتلک بقایا ھم فی الصوامع والدیار و رھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنا علیھم** ۔ (۳) جب کہ ایسے امور بدعت اور ممنوع ٹھہرے تو ان کے باعث

---

(۱) دین آسان ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہ رہبانیت تھی جو انہوں نے خود ایجاد کرلی تھی اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض نہیں فرمایا تھا۔
(۳) اپنے نفسوں پر تشدد نہ کرو پھر اللہ تعالیٰ بھی تم پر تشدد فرمائے گا کیونکہ ایک قوم نے اپنے اوپر تشدد کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر تشدد فرمایا یہ انہیں کا بقایا ہے گرجوں اور کلیسوں میں وہ رہبانیت جو انہوں نے خود اختراع کرلی ہم نے ان پر فرض

کمال تو کیا بلکہ زوال ہوگا بعض وقت سنا ہے کہ بارہ برس چاہ میں لٹکے رہے اور دریا میں چھ ماہ سرما میں اور چھ ماہ گرما میں دھوپ میں پڑے رہے ان امور سے سمجھ میں نہیں آتا کہ نماز وغیرہ حوائج دین و دنیا کس طرح ادا ہوئے ہوں گے کیونکہ یہ احوال بزرگان اہل دین کے لوگ بیان کرتے ہیں اور عوام جہاں صوفیوں کا کیا ذکر اور کیا پوچھنا لہذا غرض یہ ہے کہ اسلام کی درویشی تو محض اتباع سنت و اتباع شریعت پر موقوف ہے۔ خلاف اس کے ہرگز نہیں ہو سکتی اگرچہ کیسا ہی کمال حاصل کرے مگر معتبر نہیں پھر یہ امور تو سنت اور صحابہ کے رویہ کے خلاف ہیں چہ جائے کہ ان کو کمال مانا جانا جاوے ان امور کو اولیاء کی طرف نسبت کرنا اور کمال معتبر جاننا چاہئے یا خلاف قرآن و حدیث جان کر ان کو رد کرے۔

(جواب) بزرگان دین نے جو مجاہدات کئے ہیں کوئی ایسا امر نہیں کیا جس سے کوئی بروئے شرع کے ان پر طعن کر سکے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے **وجاهدوا في الله حق جهاده** (۱) اور مخالفت نفس و شیطان کی کرنا خود جہاد اکبر ہے۔ نص سے یہ بات ثابت ہے پس تہذیب نفس کے واسطے لذائذ و مباحات لباس و راحت وغیرہ کو انہوں نے ترک کیا تھا تاکہ نفس ان کا تقاضائے معصیت سے باز رہے اور نفس امارہ ان کا مطمئنہ ہو جاوے، خود فخر عالم علیہ السلام نے بعض اوقات مرغوب شئے کو ترک کر دیا جائے صحابہ نے بھی اور بحکم **اذ هبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا** (۲) لذائذ کو نہیں کھایا اور خود زینت مکان کرنے سے حضرت فاطمہ پر رنج ظاہر کیا تو اشارۃً ثابت فرمادیا کہ اگر مباحات کو تہذیب نفس کے واسطے چھوڑ دیں درست ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری اس سے ان مباحات کے ترک کرنے سے اجازت نکلتی ہے۔ اور بزرگوں نے ترک مباحات لذائذ کا کیا ہے نہ یہ کہ تحریم اپنے نفس پر کرلی ہو۔ مریض اگر بسبب مرض کے کوئی شئے ترک کرے اور تمام عمر بیماری کی وجہ سے اس کو نہ کھاوے تو کچھ ملامت شرع کی نہیں اور نہ وہ مجرم ہوتا ہے ایسا ہی بزرگوں نے طیبات کو ترک کیا ہے۔ بوجہ معالجہ باطنی اخلاق بدنفس کے نہ بوجہ تحریم کے اور خصی ہونا اور دریا میں پڑا رہنا ترک صلوٰۃ وغیرہ یہ بزرگوں سے نہیں صادر ہوا۔ کسی احمق نے بزرگوں پر تہمت لگائی ہے۔ ہاں اگر چاہ میں لٹکے اور دریا میں کسی وقت سزائے نفس کے واسطے کرے تو نماز فرائض و اوراد کو بوجہ احسن ادا کر کے یہ کام کیا ہوگا ورنہ تمام مشتاق صلاح و تکمیل صلوٰۃ و صوم کے واسطے کرتے تھے۔ اس کو کیسے ترک کرتے یہ غلط تہمت

(۱) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے کے طریقہ سے کوشش کرو۔
(۲) تم نے اپنے لذائذ کو اپنی زندگی میں ختم کر دیا۔

ہے اور ترک نکاح کرنا اکثر بزرگوں سے ہوا بوجہ اپنی شہوت پر اعتماد کرکے کہ معصیت سرزد نہ ہوئے گی اور فراغ خاطر کی وجہ سے عبادت میں اور مال حرام سے بچنے کو نفقہ حلال کا پیدا کرنے میں زوجہ کے واسطہ دشواری جانتے تھے اور اپنے نفس پر گھاس حلال پر قانع ہوتے تھے تو ان وجوہ سے ترک نکاح معیوب نہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے کہ نکاح نہ کرے پس یہ طعن شرعاً بالکل خطافہمی و ناواقفیت دین کے قواعد سے ہے۔ بہر حال ان کا مجاہدہ باشارہ نصوص ہے اور اس مجاہدہ کے سبب ان کو قوت روحانی اور تہذیب اخلاق و نفس حاصل ہوتی تھی۔ لہٰذا یہ ان کے حق میں عبادت تھا اور ترک مباح پر کوئی گناہ وعتاب نہیں ہوتا۔ البتہ مباح کو حرام کرنا بدعت ومخالفت ہے سو ان سے یہ امر ہرگز سرزد نہیں ہوا۔ ترک مباحات بطور معالجہ امراض نفس کے ہوا ہے پس ان اکابر کے جملہ افعال عین کمال تھے اور عین موافقت حکم شرع کے ہے ۔

کار پاکاں راقیاس از خود
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استغفار کی حقیقت

(سوال) شرع شریف میں فضائل استغفار کے بہت آئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث شریف میں جابجا اس کی تاکید و ترغیب ہے اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ مراد استغفار سے کیا ہے یا توبہ مراد ہے اور توبہ استغفار ایک ہی چیز ہے یا غیر اور جو لوگ گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اور کبائر وصغائر میں مبتلا ہیں وہ اگر استغفار کریں تو کس طور سے کریں۔ اور کس نیت سے کریں اور ان کو فوائد اور فضائل استغفار کے کیسے حاصل ہوں یا بغیر توبہ کے استغفار صحیح نہیں اور فضائل ونتائج اس کے بغیر توبہ کے حاصل نہیں ہوتے اور استغفار فقط ندامت معاصی بغیر توبہ کے حاصل کئے کافی ہوگی یا نہیں اور استغفار کفار کی قرآن شریف میں وارد ہے جیسا کہ فرمایا ہے **وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون** ۔(۱) آیا توبہ کفر سے مراد ہے یا کچھ اور مراد ہے فقط۔

(جواب) توبہ استغفار ایک شئے ہے **اللھم اغفرلی** کہیں **استغفر اللہ** کہیں۔ الٰہی میری سب گناہوں سے توبہ ہے، یہ کہیں یا جس عبارت سے چاہیں فقط دل میں نادم ہونا ہی استغفار ہے۔

---

(۱) اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں جب کہ وہ مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اگرچہ زبان سے نہ کچھ کہے وہ لوگ کفار غفرانک کہا کرتے تھے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبروں پر شرح صدر کی اصلیت

(سوال) بعض بعض صوفی قبور اولیاء پر چشم بند کر کے بیٹھتے ہیں اور سورۃ الم نشرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے۔ فقط واللہ اعلم

بیعت کی حقیقت

(سوال) بیعت ہونے سے یعنی کسی پیر کے مرید ہونے سے مراد اصلی کیا ہے اور بغیر ہوئے واصل الی اللہ ہونا ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) مراد بیعت سے تحصیل اخلاص اور نور اسلام کا تجلیہ ہے اور یہ بدون شیخ کے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اکثر یہی ہے کہ کسی کے توسل کی ضرورت ہے۔

اس قول کا مطلب کہ پیران پیر کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے

(سوال) بعض بعض صوفیوں کا یہ قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اور پیران پیر صاحب کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے اور جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو جائے تب تک خدا نہیں ملتا تو اب یہ فرمائیے کہ ان باتوں کا پتہ کہیں طریقت اور تصوف میں بھی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس قول کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں وہ شیطان کی کمند میں ہے۔ قرآن، حدیث، استاد، باپ کوئی دین نہ سکھاوے گا تو خود شیطان کی تقلید کرے گا سو یہ بات درست ہے پیر سے مراد پیر مروج نہیں باقی پیران پیر کا قدم ہونا سب کی گردن پر مراد ان کی بزرگی اور بڑائی ہے اس میں کیا حرج ہے جو ان سے بڑے ہیں ان کا قدم حضرت پیران پیر کی گردن پر ہے اور بندہ کا بندہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کسی خدائے تعالیٰ کے مقبول کا مطیع ہو کر عمل کرے یہ بھی درست ہے مگر ظاہر لفظ ایسا بولنا اچھا نہیں جو موہم برے معنی کا ہو مگر اصل مراد درست ہے۔

اس قول کا مطلب کہ العلم حجاب الاکبر

(سوال) العلم الحجاب الاکبر اس کے کیا معنی ہیں۔ سالک کی جس وقت علم کی جانب توجہ ہو گی وہ

اس راہ سے محروم رہ جائے گا۔ علم کو کیا اس وجہ سے حجاب کہا ہے اگر علم بھی اس وجہ سے حجاب ہو گیا تو نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حج اور اطاعت والدین کے سوائے یاد الہٰی حجاب ہو جانا چاہئیں۔ اور یہاں صرف علم کی ہی نسبت فرمایا ہے۔ اور اگر یہ وجہ ہے کہ علم پڑھنے سے وہ عالموں میں باعث اختلاف رائے یقینی اور جھگڑے واقع ہو جاتے ہیں اور لڑنا اور جھگڑے کرنا تو فعل ہے جو چاہے سو کرے اس میں علم کا کیا قصور ہے بلکہ اختلاف رائے علما تو رحمت ہے اور اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ درمیان بندہ اور معبود کے علم کا ایک حجاب حائل ہے تا وقتیکہ علم کا حجاب طے نہ ہو جاوے یعنی علم نہ سیکھ لے خدا نہ ملے تو یہ معنی صوفیہ نے اس کے ہرگز نہیں لئے اس معنی سے تو تاکید نکلتی ہے اور یہاں یہ مقصود ہی نہیں اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہاں مراد علم سے علم دنیوی مثل معقول و فلسفہ وغیرہ ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا چونکہ صوفیہ اور علما علم دین کو علم کہتے ہیں نہ اور فنون کو اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ قول صوفیہ کا نہیں ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ امام محمد غزالی فرماتے ہیں کہ ہرگز انکار مت کر کہ علم حجاب نہیں ہے علم بے شک حجاب اکبر ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ علم جو ارشاد ہے خدا اور رسول کا اگر یہی حجاب اکبر ہو گیا تو بے حجاب کون سی چیز ہوگی اس میں باریکی کیا ہے اور صوفیہ نے کس معنی سے اس کو حجاب کہا ہے۔

(جواب) اس فقرے کے یہ معنی ہیں کہ اپنا جاننا کہ میں بھی اصل ہوں یہ حجاب ہے جب تک اپنی خودی تکبر و عجب کو نہ فنا کر دیوے محجوب ہے مثل شیطان کے اور جب خود اپنے آپ کو لاشئے جان لیوے اور اپنے کمالات کو محض موہب حق تعالیٰ کی جان گیا اور دل میں اپنی حقیقت کھل گئی۔ حجاب رفع ہو گیا مراد علم سے اپنی خودی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر خسروؒ کے شعر کا مطلب

(سوال) حضرت خسروؒ دہلوی کا یہ قول

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکند با خلق عالم کار نیست

شعر مذکور کا مطلب کیا ہے کیونکہ اولیاء اللہ سے اور بت پرستی سے کیا علاقہ غالباً کوئی اصطلاح ہوگی۔ اگرچہ حسب ظاہر تو خلاف معلوم ہوتا ہے۔

(جواب) حسب اصطلاحات شعرا مطلب صحیح ہے۔ بت پرستی سے مراد ان کی تابعداری محبوب کی ہوتی ہے تو محبوب ان کے سیدی شیخ نظام الدین قدس سرہٗ تھے ان کی اطاعت اطاعت حق

تعالیٰ کی تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فنافی الشیخ والرسول کا مطلب

(سوال) فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کیا ہوتا ہے اور کہاں سے ثابت ہے اور اس کی نسبت صوفیہ کیا فرماتے ہیں۔

(جواب) یہ دونوں لفظ اصطلاح مشائخ کے ہیں اتباع کرنا اور محبت کا غلبہ بوجہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللہ ،الایۃ.(۱)

بندہ کے بندہ ہونے کا مطلب

(سوال) بعض بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو خدا نہ ملے تو یہ کلمہ کیسا ہے۔

(جواب) اس کے معنی درست ہیں مگر بظاہر لفظ موہم ہیں اس واسطے یہ لفظ نہ کہے۔

مرید ہونا ضروری ہے یا مستحب

(سوال) عالم یا فقیر سے مرید ہونا کوئی ضروری بات ہے یا مستحب ہے۔

(جواب) مرید ہونا مستحب ہے واجب نہیں۔

عورتوں کا رسمی بیعت کرنا

(سوال) اکثر عورتیں جو بعض صوفیوں سے بیعت ہوتی ہیں۔ بلا حجاب بے پردہ سامنے آتی ہیں اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہوتی ہیں اور کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا ہے اور خود یہ بیعت بھی رسمی ہوتی ہے کیونکہ خود شرک و بدعت میں مبتلا ہوتی ہیں نماز تک نہیں پڑھتیں چہ جائیکہ طریقت اور اس پر فخر ہوتا ہے۔ اور جو عورتیں کہ بیعت نہیں ہیں ان کو طعن کیا جاتا ہے لہذا ایسا بیعت ہونا حرام ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے پیر سے بیعت ہونا حرام ہے اور ایسی بیعت بھی حرام اور پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیر محرم عورتوں کو حرام ہے رسول اللہ ﷺ بیعت عورتوں کا ہاتھ نہیں پکڑتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ (آیت شریف)

صوفی کے لئے زیادتی علم کی ضرورت

(سوال) صوفی کو علم وافر کی ضرورت ہے یا صرف مسائل ضروریات روزمرہ ہی سیکھ لینا کافی ہیں۔ اور سالک کو طلب حق کے واسطے تعلم وتعلیم قرآن وحدیث وفقہ وکثرت نوافل ہو جائیں گے یا بغیر ان باتوں کے کہ جو صوفیائے کرام نے مقرر وتعلیم فرمادی ہیں کام نہ چلے گا۔

(جواب) قدر حاجت کے علم صوفی کو ضرورت ہے کہ فرض واجب عقائد وعبادات سے مطلع ہو جاوے تبحر علم کا ضروری نہیں اور طلب راہ حق کے واسطے قرآن وحدیث وفقہ کافی ہے مگر تحصیل نسبت بدون شیخ کے حاصل ہونا شاذ ونادر ہے اگرچہ ممکن ہے اور بعض کو حاصل بھی ہو جاتا ہے۔

کسی سے حسن ظن کا فائدہ

(سوال) زید عمر سے مرید ہے اور عمر بکر سے مرید ہے اور بکر خالد سے مرید ہے اب ولید زید سے مرید ہونا چاہتا ہے اور خالد کو جو زید کے دادا پیروں میں ہیں خوش عقیدہ اور بزرگ نہیں جانتا۔ اب استفسار طلب یہ امر ہے کہ یہ شخص ولید زید سے مرید ہو کر کچھ فیضیاب بھی ہو سکتا ہے یا نہیں درآں حالیکہ خالد کو برا جانتا ہے اور اپنے دل میں خالد کی جانب سے کچھ بغض شرعی بھی رکھتا ہے۔

(جواب) اگر زید کو کامل جانتا ہے اور فی الواقع زید میں کمال ہے تو یہ شخص زید سے فیضیاب ہو سکتا ہے

حال کی تفصیل

(سوال) مسئلہ یہ جو بعض لوگوں کو حال آتا ہے یہ کیا بات ہے حال کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے یا یہ مکروہ ہے۔

(جواب) صلحا کا حال صالح ہے اور فساق کا حال خراب ہے صحابہ کو بھی حال آتا تھا۔ مگر قرآن حدیث ذکر وعظ پر نہ ڈھول سارنگی پر کسی کو دنیا کے غم میں رونا آتا ہے۔ کسی کو آخرت کے غم میں۔ اس میں کیا شبہ ہوتا ہے جو حدیث سے دلیل طلب ہے جہاں معاصی ہوں۔ اس مجلس میں شریک ہونا حرام۔ فقط۔

وجد وتواجد کا مسئلہ

(سوال) مسئلہ وجد شرعاً مذموم ہے یا مباح ہے یا مستحب ہے کہ جو بے اختیار ذوق وشوق سے ہو کیونکہ فقہائے کرام اس کو برا کہتے ہیں۔

(جواب) وجد جو بے اختیار ہو وہ مستحسن ہے اور باقی اس پر واجب و مستحب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ وجوب و استحباب خاص مکلف و اختیاری کی صفت ہے البتہ یہ وجد جو بے اختیاری، شرعی اگرچہ مستحسن ہے کہ ثمرہ ذکر ہے مگر اس سے جو اہل اس کا نہ ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو۔ اس کو مسجد سے نکال دینا جائز ہے اور تواجد جو بہ تکلف ہو فقہاء نے منع لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں وسوسہ

(سوال) ایک شخص کو نماز پڑھنے میں اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ میں نے الحمد شریف نہیں پڑھی، کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ بیچ کا قعدہ نہیں کیا۔ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ سجدہ ایک کیا ہے دوسرا نہیں کیا۔ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ نیت ہی نہیں کی اس سبب سے اکثر اس کو نیت توڑنا اور سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ اور نماز میں قسم قسم کے تخیلات باطنہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا کیا علاج ہے اور ایسے شخص کو بار بار نیت توڑنا اور سجدہ سہو کے کرنا چاہئیں یا نہیں۔

(جواب) ایسے ایسے خطرات پر التفات نہ کرے ظن غالب پر عمل کرے۔

وسوسہ پر مواخذہ

(سوال) دل کے خیال فاسدہ سے جو گناہ کبیرہ ہوتے ہیں دل سے دور نہ ہوں اگرچہ ان کو برا جانتا ہے تو گناہ ہو گا یا نہیں۔

(جواب) صرف دل میں خطرہ آوے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کو دفع کرتا رہے تو گناہ نہیں ہے اور اگر اس کا ارتکاب دل میں ٹھان لے گا تو بے شک گنہگار ہو گا۔

کتاب سے دیکھ کر ذکر مقرر کرنا

(سوال) حضور نے جو ذکر بتلایا اس کو کرتا ہوں کچھ حضور نے باتیں زبانی بتلائی تھیں۔ ان میں سے بعض بعض میں بھول گیا تھا مگر ضیاء القلوب کے دیکھنے سے یاد آ گئیں بندہ کو اور بھی فرصت ہے اگر ضیاء القلوب سے دیکھ کر اور کچھ پڑھوں تو حضور کیا فرماتے ہیں جو ارشاد عالی ہو وہ کیا جاوے، فدوی سابق سے مسبعات عشر پڑھتا تھا اب حضور نے واسطے منافع دنیا کے یا باسط گیارہ سو مرتبہ و یا مغنی گیارہ سو مرتبہ بعد نماز فجر بتلایا تھا وہ بھی پڑھتا ہوں مگر مسبعات عشر کی یہ شرط ہے کہ قبل طلوع پڑھے اگر پہلے بعد نماز فجر کے مسبعات کے وقت طلوع ہو جاتا ہے لہذا عرض ہے کہ اس وظیفہ کا یا تو اور وقت حضور اپنی زبان فیض ترجمان سے فرما دیں یا طلوع کی شرط نہ ہو ذکر نفی و

اثبات میں معنی کی طرف خیال کرتا ہوں مگر ذکر اثبات مجرد و ذکر اسم ذات میں کیا خیال کروں۔

(جواب) بخدمت شریف مولوی محمد یحییٰ صاحب و حکیم مسعود احمد صاحب السلام علیکم بندہ نے جو ذکر آپ کو بتلایا تھا اگر زیادہ فرصت ہے تو اس کو ہی دوگنا اور ڈیوڑھا کرلیں مگر اپنی رائے سے کتاب دیکھ کر کوئی ذکر مقرر کرنا مناسب نہیں ہے اور ذکر نفی و اثبات میں جب پورے معنی کی طرف دھیان رہتا ہے ان ہی پورے معنی کی طرف اثبات مجرد اور اسم ذات میں بھی اسی طرف خیال کرنا چاہئے مسبعات عشر جو آپ فجر کو پڑھتے ہیں۔ وہ پہلے پڑھ لیا کیجئے اور بعد اس کے وظیفہ یا مغنی اور یا باسط پڑھا کریں کہ دین کا کام کار دنیوی سے مقدم ہونا چاہئے۔

صبر و شکر

(سوال) زید کہتا ہے کہ مصائب میں صبر اور راحت و خوشی میں شکر کرنا چاہئے کہ اس کا امر قرآن و حدیث میں وارد ہے۔ اور عمر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ مصائب و امراض وغیرہ میں شکر کرنا چاہئے۔ یہ حصہ انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا تھا۔ نعمت ورثہ انبیاء علیہم السلام کی مرحمت ہوئی ہے اور راحت و عیش میں صبر کرنا چاہئے کہ یہ عیش دنیا کا کفاروں کا حصہ ہے لہذا قول کس کا صحیح ہے۔

(جواب) تکالیف میں صبر کرنا اور نعمت پر شکر کرنا چاہئے اور تکالیف پر راضی ہونا اعلیٰ درجہ کے اولیاء کی شان ہے جو اپنے ارادہ سے فناہ ہو رہے ہیں وہ دوسری شان ہے۔ اور صبر و شکر بلا و نعمت پر دوسری شان ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم اس میں دونوں قول بجائے خود صحیح ہیں۔ اور علی الاطلاق سب افراد میں دونوں بے جا ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اولیاء اللہ کا بچشم ظاہری دیدار الٰہی کرنا

(سوال) یہ قول کہ حضرات اولیاء اللہ بچشم ظاہری در بیداری دیدار رب العزت تعالیٰ شانہ کرتے ہیں غلط ہے یا صحیح۔

(جواب) یہ قول ان کا صحیح نہیں (۱) بلکہ ماؤل ہے اگر کسی عالم سے منقول ہے اور مردود ہے اگر

(۱) اور محدثین و فقہاء و متکلمین و مشائخ طریقت کا اجماع اس بات پر ہے کہ اولیاء کو حاصل نہیں ہے تعریف میں کہتا ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا کہ اس نے اس کا دعویٰ کیا ہو اور کسی سے بھی یہ دعویٰ صحت کو نہیں پہنچا مگر مجہول لوگوں کی جماعت کہ ان کو کوئی نہیں پہچانتا اور مشائخ کا اتفاق ہے اس مدعی کے قبول کرنے اور جھٹلانے پر اور کہتے ہیں کہ اس قسم کا دعویٰ اللہ کے نہ پہچاننے کی نشانی ہے اور جو شخص کہ یہ دعویٰ کرے حقیقۃً اس نے خدا کو نہ پہچانا ہوگا۔ اور شیخ علاء الدین قونوی شرح تصرف میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی معتبر شخص سے اس کی نقل صحت کو پہنچا ہو تو اس کی تاویل کرنی چاہئے۔ اور کتاب انوار فقہ شافعی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں خدا کو علانیہ دنیا میں دیکھتا، اور بالمشافہ اس سے بات کرتا ہوں تو کافر ہوگا۔ اور زائد تفصیل مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی مرحوم میں دیکھنا چاہئے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان)

کسی جاہل سے مروی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اپنے یا کسی کے شیخ پر اعتراض

(سوال) کوئی مرید اپنے شیخ پر یا کوئی غیر شخص کسی غیر پیر پر کوئی شرعی اعتراض کرے تو وہ اپنے معترض کو جواب بہ نرمی تمام دے یا بجائے جواب ناخوش ہوجاوے اور بالفرض اگر یہ شخص اپنے معترض کو جواب کافی نہ دے گا کہ جس سے معترض کی تسکین ہوجاوے تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) جواب نرمی سے بھی درست ہے بعض مواقع میں اور غصہ سے بھی درست ہے بعض محل میں اور بعض مضمون فہمائش کے قابل ہوتے ہیں بعض نہیں لہذا ہر شخص اور ہر محل کا جدا معاملہ ہے اس کا جواب کلی نہیں ہوسکتا۔

کشف کمال ہے یا نہیں!

(سوال) فقراء کے یہاں کشف کوئی بڑی بات ہے یا نہیں۔

(جواب) کوئی کمال معتبر نہیں اگرچہ کمال ہو کیونکہ یہ امر مشترک ہے مومن و کافر میں تو کمال تو ہوا مگر خیر سے خیر ہے اور شر سے شر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کلمہ کو خلاف طریقہ صوفیہ پڑھنا

(سوال) یہ قول بس حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کہ لا الہ الا اللہ اگر بطریق صوفیا کے کہا جائے تو عاقبت میں نافع ہوگا۔ ورنہ نہیں تو کیا محض اقرار باللسان و تصدیق بالقلب جو ہر خاص وعام پر فرض ہے نافع نہ ہوگی تاوقتیکہ خاص صوفیہ کے طور پر نہ ہو ہاں وہ ایک اعلیٰ درجہ ہوگا نہ کہ نافع ہی نہ ہو لہذا یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ قول بھی بجائے خود صحیح ہے یا اور معنی بھی صحیح ہیں۔ مگر اس سوال کے جواب کی نہ مجھ کو لیاقت ہے نہ سائل لائق۔ ہے نہ اس کا جواب قرطاسی ہے فقط واللہ اعلم کلمہ پڑھے معنی سمجھ کر نافع ہووے گا بفضلہ تعالیٰ فقط۔

پاس انفاس

(سوال) سانس کی آمد و رفت میں جو ذکر اللہ ہوا کرتے ہیں اس میں ثواب بھی ہوتا ہے یا نہیں اور اگر ہوتا ہے تو فقط زبان کی برابر ہے یا اس کا ثواب کم ہے یا زیادہ ہے؟

(جواب) سانس کی آمد ورفت کا اور ذکر لسانی کا ثواب جو دریافت کیا ہے تو بعض وجوہ سے تو ذکر لسانی افضل ہے اور بعض سے انفاس فقط۔

ملفوظات

بذریعہ خط بیعت کا جواز

ا۔از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائید۔آپ کا خط بطلب بیعت کے آیا سو بندہ تم کو اتباع سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کرتا ہے سب امور موافق شریعت کے کرتے رہو اور پنجگانہ نماز اور ادائے فرائض میں چست رہو۔اگر کسی وقت فرصت ہو اور کچھ حرج نہ ہو تو ملاقات کا مضائقہ نہیں ورنہ دور وقریب سب محبت میں یکساں ہیں۔اگر وظیفہ ورد کی حاجت ہو تو دوسرے وقت بتایا جائے گا۔فقط والسلام مورخہ ۴ رمضان۔

بذریعہ خط اپنے مرشد کی طرف سے بیعت کرنا

۲۔از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم۔آج کارڈ جوابی آپ کا آیا اگر چہ لائق اخذ بیعت نہیں ہوں مگر حسب درخواست آپ کے اپنے حضرت مرشد سلمہ کی طرف سے اخذ بیعت کر کے آپ کو داخل سلسلہ کرتا ہوں آپ صلوٰۃ خمسہ کو خوب بطمانیت وجماعت اپنے وقت پر ادا کرتے رہیں اور ممنوعات شرعیہ اور بدعات سے اجتناب رہے اور معاملات وسنت ادا کرتے رہیں یہی خلاصہ بیعت کا ہے اور اسی واسطے بیعت ہوتے ہیں۔فقط والسلام مورخہ دوئم ذی الحجہ روز پنجشنبہ۔

خاندان حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد

۳۔بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے گو ان کے عقائد کو حق اور تحقیقات کو صحیح جانتا ہے الا ماشاء اللہ کوئی امر جو مقتضائے بشریت خاصہ لازمہ انسان ہے صادر ہو گیا ہو تفسیر شاہ عبدالعزیز صاحب عقد الجید مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا تنویر العین مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید جیسا کہ مشہور ہے ایسے ہی ہے اس خاندان کے عقائد تقویۃ الایمان ظاہر ہیں۔فقط والسلام۔

بدعتی پیر کی بیعت فسخ کرنا

۴۔اگر ایک شخص سے کوئی مرید ہو اور پھر معلوم ہوا کہ وہ پیر بدعتی ہے اور کسی وجہ سے قابل

بیعت کرنے کے نہیں ہے تو اس کی بیعت کا فسخ کرنا واجب ہے اگر بیعت کو فسخ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے المرأ مع من احب سو اگر بدعتی سے محبت کرے گا اس کے ساتھ ہو جاوے گا اور بدعتی سے محبت حرام ہے اور وہ جو پیر قابل بیعت ہے مگر مرید کو اس سے فائدہ نہیں ہوتا تو بھی دوسرے پیر سے مرید ہو جانا درست ہے مگر پہلے پیر سے بھی اعتقاد رکھے اور جو پہلے پیر سے باوجود فائدہ ہونے کے بیعت فسخ کردے اور دوسرے سے مرید ہو جاوے تو بھی گناہ نہیں پیری مریدی دوستی ہے آدمی جس سے چاہے۔ دوستی دین کی کرلیوے اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں مگر ہاں اچھے پیر اہل سنت کو چھوڑنا بلاوجہ اچھا نہیں کہ ایسے مرید پر مشائخ التفات نہیں کرتے لہٰذا اس کو فائدہ نہیں ہووے گا ورنہ کوئی گناہ کی بات نہیں یہ سب کتب تصوف میں مشائخ صوفیہ نے لکھا ہے اور پہلے پیر کے چھوڑنے کو کفر کہنا تو یہ کسی نے بھی نہیں لکھا یہ مقولہ بالکل کسی جاہل ناواقف کا ہے کہ اپنے دنیا کمانے کے واسطے مکر پھیلایا ہے یہ قول بالکل غلط اور مردود ہے مشائخ قدیمہ دو۲ دو۲ تین تین اور زیادہ سے بیعت ہوئے ہیں چنانچہ کتب سلاسل سے ظاہر ہے تو اس شخص کے قول فاسد پر سب پر کفر عاید ہووے گا۔ معاذ اللہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب التقلید والاجتہاد

تقلید واجتہاد کے مسائل

مطلق تقلید کا ثبوت

(سوال) کتب اصول میں قاعدہ مقرر ہے کہ حکم مطلق کو مقید کرنا اور مقید کو مطلق کرنا اپنی رائے سے تعدی حدود اللہ حرام ہے اسی کو بدعت بھی کہتے ہیں۔ مثلاً مسجد مولود کہ اہل بدعت نے مطلق ذکر اللہ تعالیٰ خواہ امر و نہی و دیگر سیر و حالات ہوں مقید کر کے علیحدہ ایک مجلس ٹھہرالی ہے اسم با مسمیٰ لہذا بدعت و حرام ہوئی یا قیام مجلس مولود میں کہ مطلق ذکر اللہ تعالیٰ و ذکر رسول اللہ ﷺ کی مندوب ہے مگر خاص ذکر مولد ہی پر مقید کرنا بدعت ہو گیا۔ ایصال ثواب الی المیت کہ مطلق تھا۔ بلا تعین و تخصیص کے جب چاہو کرو اہل بدعت نے اس کو مقید بقیود کر لیا ہے یہ تعدی حدود اللہ اور بدعت ہے۔ علی ہذا تقلید مجتہدین مسائل اجتہادیہ میں کہ حکم شارح علیہ السلام مطلق ہے چاہے جس فرد ما مور پر بلا تعین عمل کرے جس اہل ذکر مجتہدین سے چاہے دریافت کر لے کوئی قید شارع نے مقرر نہیں فرمائی۔ جو مقید کر لیا جائے البتہ نوع واحد پر عمل بوجہ سہولت و اصلاح عوام بلا لزوم عقیدہ وجوب مضائقہ نہیں کہ یہ مطلق ہی ہے مگر وجوب مقرر کرنا تعدی حدود اللہ ہو کر حرام ہو گا۔ اور صرف مصلحتاً عمل کرنے کو وجوب کا عقیدہ کر لینا تغیر حکم شرع ہے اور مثلاً جو لوگ جہال مجتہدین کو برا کہیں وہ خود فاسق ہیں۔ مگر شرع کو ان کی وجہ سے مقید کرنا داخل تعدی حدود اللہ ہو گا ورنہ لازم ہو گا کہ جو جہال محدثین کی توہین کریں ان کی وجہ سے وجوب شخصی کو غیر شخصی کر دیا جاوے مگر ایسا نہیں لہذا شخصی و غیر شخصی دونوں ما مور اور داخل حکم مطلق ہیں۔ برابر جانیں اور کسی مصلحت سے ایک پر ہی عمل کرنے کو مناسب و مندوب جانے اور عقیدہ وجوب و ضروری کا نہ رکھے تو وہ مصیبت ہے یا نہیں۔

(جواب) تقلید شخصی اور غیر شخصی دونوں امور من اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور جس پر عمل کرے عہدہ امتثال سے فارغ ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ مسئلہ درست ہے اور جو ایک فرد پر عمل کرے اور دوسری پر نہ کرے اس میں دراصل کوئی عیب نہ تھا اور بوجہ مصلحت ایک پر عمل کرنا درست ہے پس فی الواقع اصل یہی ہے لہذا جو تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں اور جو بدون حکم شرع کے غیر شخصی کو حرام کہتا ہے وہ

بھی گنہگار ہے کہ مامور من اللہ کو حرام بتاتا ہے دونوں ایک درجہ کے ہیں۔اصل میں اور سائل خود اقرار کرتا ہے کہ مطلق شرعی کو اپنی رائے سے مقید کرنا بدعت ہے یہ قول اس کا صحیح ہے مگر حکم شرع سے خواہ اشارۃً ہو یا صراحۃً اگر مقید کرے تو درست ہے پس جب سنو کہ تقلید شخصی کا مصلحت ہونا اور عوام کا اس میں انتظام رہنا اور فساد وفتنہ کا رفع ہونا۔اس میں ظاہر ہے اور خود سائل بھی مصلحت ہونے کا اقرار کرتا ہے لہذا یہ استحسان اور عدم وجوب اسی وقت تک ہے کہ کچھ فساد نہ ہو اور تقلید غیر شخصی میں وہ فساد وفتنہ ہو کر تقلید شخصی کو شرک اور ائمہ کو سب وشتم اور اپنی رائے فاسد سے رد نصوص ہونے لگے۔جیسا کہ اب مشاہدہ ہو رہا ہے تو اس وقت ایسے لوگوں کے واسطے غیر شخصی حرام اور شخصی واجب ہو جاتی ہے اور یہ حرمت اور وجوب لغیرہ کہلاتا ہے کہ دراصل جائز ومباح تھا کسی عارض کی وجہ سے حرام اور واجب ہو گیا تو اس سبب فساد عوام کی وجہ سے کہ ہر ایک مجتہد ہو کر خرابی دین میں پیدا کرتا ہے۔خود مولوی محمد حسین بٹالوی ایسے مجتہدین جہلا کو فاسق لکھتے ہیں۔پس اس رفع فساد کے واسطے شخصی کا واجب ہونا اور غیر شخصی کا ایسے جہلاء کے واسطے حرام ہونا اور عوام کو اس سے بند کرنا واجب ہوا۔اور اس کی نظیر شرع میں موجود ہے۔لہذا یہ تقلید کی نص کی گئی ہے نہ بالرائے دیکھو کہ جناب فخر عالم علیہ السلام نے قرآن پڑھنا ہفت زبان عرب میں حق تعالیٰ سے جائز کرایا اور علی سبیل البدل کسی لغت میں پڑھو جائز ہے اور اس وسعت کو آپ علیہ السلام نے بڑی مشقت وسعی سے حلال کرایا اور حق تعالیٰ نے اجازت فرمائی مگر جب اس اختلاف لغات کے سبب باہم نزاع ہوا اور اندیشہ زیادہ نزاع کا ہوا تو باجماع صحابہ قرآن شریف کو ایک لغت قریش میں دیا گیا۔اور سب لغات جبراً موقوف کر دیئے گئے کہ جملہ دیگر لغات کے مصاحف جلا دیئے اور جبراً چھین لئے گئے۔دیکھو یہاں مطلق کو مقید کیا مگر بوجہ فساد امت کے جب کہ تقلید غیر شخصی کرنے میں فساد ظاہر ہے اس میں کسی کو بشرط انصاف انکار نہ ہوگا تو اگر واجب لغیرہ شخصی کو کہا جاوے اور غیر شخصی کو منع کیا جاوے تو یہ بالرائے نہیں بلکہ بحکم نص شارع علیہ السلام کے ہے کہ رفع فساد واجب ہر خواص وعام پر ہے۔الحاصل جو کچھ سائل نے لکھا وہ درست ہے مگر یہ امر اس وقت تک ہے کہ فساد نہ ہو اور خاص کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے اور ایسی حالت موجودہ میں جو بچشم خود مشاہدہ ہو رہا ہے وجوب شخصی کا بالرائے نہیں بلکہ بالنصوص ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اجماع اور قیاس کا حجت ہونا

(سوال) اجماع امت اور قیاس مجتہد کا ماننا کہاں سے واجب ہوا۔

(جواب) لا تجتمع امتی علی الضلالة (۱) الحدیث اجماع کے قطعی ہونے کی دلیل ہے فاعتبروا یا اولی الابصار (۲) قیاس کی حجت ہے اور بہت دلائل ہیں اہل علم پر واضح ہیں فقط۔

تقلید شخصی

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اور مفتیان شرح رسول سید العالمین در باب تقلید شخصی آیا یہ واجب ہے یا جیسا غیر مقلدین معاذ اللہ گمان کرتے ہیں شرک یا بدعت ہے۔

(جواب) تقلید مطلق فرض ہے فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون . (۳) حق تعالیٰ نے اس آیت میں مطلق تقلید کو فرض فرمادیا ہے۔ اور تقلید کے دو فرد ہیں ایک شخصی کہ سب مسائل ضرور یہ ایک ہی عالم سے پوچھ کر عمل کرے دوسرے غیر شخصی کہ جس عالم سے چاہے دریافت کرلیوے اور آیت بسبب اپنے اطلاق کے دونوں قسم تقلید کو متضمن ہے لہذا دونوں قسم تقلید کی مامور من اللہ تعالیٰ اور مفروض حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور جس فرد تقلید پر کوئی عمل کرے گا حق تعالیٰ کے حکم فرض کا عامل ہوگا۔ لہذا جو شخص تقلید شخصی کو جو مامور و مفروض من اللہ تعالیٰ ہے شرک یا بدعت کہتا ہے وہ جاہل و گمراہ ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں خدا تعالیٰ کے مفروض کو شرک کہتا ہے اور نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ نے جہاں مطلق حکم فرمایا ہے۔ مکلّف کو مختار فرمایا ہے کہ جس فرد مقید پر چاہے عمل کرے کیونکہ مطلق کا من حیث الاطلاق کہیں خارج میں وجود نہیں ہوتا بلکہ اپنے افراد کی ضمن میں خارج میں موجود ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کا وجود من حیث الاطلاق کہیں جدا نہیں پایا جاتا بلکہ افراد کے ضمن میں ہی خارج میں ہوتا ہے۔ ایسا ہی تقلید کا وجود جدا ہو اور شخصی اور غیر شخصی کا جدا ہو یہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ تقلید جہاں کہیں ہووے گی یا شخصی کے ضمن میں یا غیر شخصی کے ضمن میں ہووے گی۔ لہذا دونوں قسم میں مکلّف مختار ہے جس پر چاہے عمل کرے اور عہدۂ امر سے

(۱) میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی ۱۲ حدیث شریف۔
(۲) حکم الٰہی اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو ۱۲۔
(۳) ارشاد الٰہی اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

فارغ ہووے۔ پس ماموربہ من اللہ تعالیٰ کو بدعت یا شرک کہنا خود ت ہے بلکہ دراصل دونوں نوع تقلید کے جواز میں یکساں ہیں مگر اس وقت میں کہ عوام النا خواص پر بھی ہوائے نفسانی کا غلبہ اور اعجاب کل ذی رائے برأیہ کا اور تقلید غیر شخصی ان کی ہوا عجاب کو عمدہ ذریعہ جواز واجراء کا ہوجاتا ہے اور موجب لاابالی پن کا دین کی طرف سے او زبا درازی و تشنیع کا شان مسلمین وائمہ مجتہدین میں ان کے واسطے بن جاتا ہے اور زق ادکا باہم مسلمین میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ سب مشاہدہ ہے لہذا ایسے وقت میں تقلید غیر شخصی ار کرنا اس وجہ سے جہاں پر مفاسد برپا ہوں درست نہیں رہا اور فقط شخصی امتثال امر فسئلوا کے معین و مشخص بحکم شرع ہوگئی ہے۔ کیونکہ اتفاق اور اتحاد رکن اعظم دین اسلام کا ہے تو اس کی محافظت فرض اعظم ہے **قال اللہ تعالیٰ : واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ**(۱) **ان اللہ لا یحب الفساد**...... الآیۃ اور اکثر احادیث اس باب میں وارد ہیں لہذا محافظت اس فرض اعظم کے واسطے اور رفع ان مفاسد وشنائع کی ضرورت سے ایک شق مامور علی التخیر سوال کو ترک کرنا اور دوسری شق کو جو معین ومقوی اس فرض اعظم کو اور دافع شنائع مذکورہ کو ہے اختیار کرنا شارع علیہ السلام ہوگیا ہے۔ چنانچہ قرأت قرآن شریف کی سبعۃ احرف میں مخیر تھی اور باجماع صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کر کے ایک لغت قریش میں مقصود کردیا۔ اور یہ محض رفع فساد وتفرقہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ صحیح بخاری اس کی شاہد ہے۔ اور فخر عالم علیہ السلام قتل ذوالخویصرہ کے باب میں جو واجب القتل بسبب کلمات کفر وگستاخی فخر عالم علیہ السلام کے تھا۔ فرمایا تھا: **دعہ فان الناس یقولون ان محمد ایقتل اصحابہ**۔ (۳) اور یہ حکم بسبب فتنہ کے ہوا تھا لاغیر الحاصل ایسے وقت نازک میں تقلید شخصی واجب مشخص ہے اور غیر شخصی ان فتن مشاہدہ کے سبب ممنوع ہے البتہ اگر کہیں یہ فساد غیر شخصی میں نہ پایا جاوے تو وہ بھی مامور علی التخیر ہے مثل شخصی کے پس واضح ہوگیا کہ تقلید شخصی واجب ہے اور اس کو بدعت یا شرک کہنا جہل محض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ رہو۔

(۲) بے شک کہ اللہ تعالیٰ فساد کو دوست نہیں رکھتا۔

(۳) اس کو چھوڑ دیں اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ساتھیوں کو قتل کیا کرتا ہے۔

تقلید شخصی کا وجوب

(سوال) تقلید شخصی کے وجوب کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) **فاسئلوا اھل الذکر** (۱) الایۃ اورنا اتفاقی ہونا اور لاابالی ہوجانا عوام کا بسبب عدم تقلید کے دلیل وجوب شخصی کی ہے اس میں انتظام عوام ہے۔

تقلید کا شخصی ثبوت

(سوال) مسئلہ قرون ثلاثہ میں تقلید شخصی کا ثبوت ہے یا نہیں۔

(جواب) تقلید شخصی خود قرآن شریف سے ہی ثابت ہے تو پھر قرون ثلاثہ کی کیا پوچھ ہے **قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقلید شخصی کس پر ضروری نہیں

(سوال) جو شخص مجتہدین علیہ الرحمۃ کو یا مقلدین کو برا جانے یا تقلید مجتہدین کو شرک کہے۔ معاذ اللہ وہ تو فاسق اور گنہگار سخت ہے مگر جو شخص ایسا نہ جانے بلکہ سب ائمہ دین کو اپنا پیشوا و مقتدائے دین اپنے عقیدہ جانتا ہو تو وہ شخص عمل ظاہر سنت پر کہ حدیث سے ثابت ہوا اور کسی مذہب کے موافق ہو مذاہب اربعہ میں سے کرلیوے اور باعث فتنہ وفساد کا اور پریشانی عوام کا بھی نہ ہو اس کے عمل کرنے سے کیونکہ تقلید معین کو جو واجب اور ضروری کہتے ہیں تو اس باعث سے کہ موجب درستی اعمال اور صلاحیت اور بوجہ عدم پراگندی و پریشانی وفتنہ وفساد عوام کے ورنہ چاہے کہ تقلید کرے۔ مذاہب اربعہ میں تو ایسی صورت میں کہ باعث فتنہ وفساد عوام کا نہ ہو مختار ہے چاہے جس پر عمل کرے یا نہیں فقط احقر آپ کا خادم احمد وہاج بازار چوک۔

(جواب) اس صورت میں اگر ہوائے نفسانی سے بھی خالی ہے تو اس کو جائز ہے کہ کسی مذہب کے موافق عمل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلدوں کی برائی

(سوال) غیر مقلدوں میں کیا برائی ہے۔

---

(۱) ارشاد الٰہی اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔
(۲) ارشاد الٰہی اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔

(جواب) مجتہدین کو برا کہنا اور تقلید کو شرک بتانا۔ مسلمان مقلدوں کو مشرک جاننا نفسانیت سے عمل کرنا برا ہے اور حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالیٰ اچھا ہے، سب حدیث پر ہی عامل ہیں۔ مقلد ہو یا غیر مقلد واللہ تعالیٰ اعلم۔

آئمہ پر طعن

(سوال) جو شخص آئمہ مجتہدین پر مقلدین پر طعنہ کرنے والے کو برا نہ جانے بلکہ ان کی تعریف کرے اور ان کو بزرگ ہی جانے وہ شخص بدعقیدہ ہے یا نہیں۔

(جواب) طعن کرنے ولا ائمہ مجتہدین پر فاسق ہے اور جو شخص طعن کرنے والے کو بزرگ جانے اس وجہ سے وہ بھی فاسق ہے اور اگر طاعن میں کوئی صفت دینی ہو اور اس وجہ سے اس صفت میں اس کو بزرگ جانے تو معذور ہے بشرطیکہ اس طعن کو اس کی برائی جانتا ہے اور اگر باوجود اس کے کہ اس صفت شنیع طعن کو بھی اچھا جانے تو وہ بھی مثل اس کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلک والوں کو برانہ کہنا

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ غیر مقلد مثل مولوی نذیر حسین یا مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ و نیچریان مثل سید احمد و مسٹر محمود وغیرہ کو پیچھے برا کہنا یا الفاظ سخت سست کہنے یا ان کے معاونین کے سامنے جائز ہے یانہیں اور مکروہ ہے تو تحریمی یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام فقط۔

(جواب) جو غیر مقلدین آئمہ کو سب سے یاد کریں ان کو برا کہنا اس وجہ بالا سے درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل حدیث کو برانہ کہنا

(سوال) مولانا سید نذیر حسین صاحب کو جو دہلی میں محدث ہیں جو لوگ ان کو مردود اور خارج اہل سنت جانتے ہیں اور لامذہب کہتے ہیں آیا یہ کہنا ان کا صحیح ہے یانہیں باجود صحیح نہ ہونے کے ایسے لوگ فاسق، بدکار ہیں یانہیں اور مولانا صاحب کے عقائد اور اعمال موافق اہل سنت والجماعت ہیں یانہیں اور حضرت سلمہ کے عقائد اور مولانا صاحب کے عقائد میں کچھ فرق ہے یا متفق ہیں گو بعض جزئیات میں یا اکثر میں تخالف ہو تو یہ کچھ ایسا امر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کو ایسا گمان کیا جائے جواب بطور بسط کے ارقام فرمادیں۔ کیونکہ ایک عالم ان کو لعن طعن کرتا ہے اور

بدتر فاسقین سے جانتا ہے۔ فقط

(جواب) بندہ کو ان کا حال معلوم نہیں اور نہ میرے ساتھ ان کی ملاقات ہے لیکن جو لوگ ان کے حال کے بیان میں مختلف ہیں اگر چہ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے۔ عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصیت شاہ ولی اللہ صاحبؒ

(سوال) مقالۃ الوصیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ مؤلفہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ اول وصیت این فقیر چنگ زدن است بکتاب وسنت دراعتقاد وعمل وپیوستہ بتدبیر ہر دو مشغول شدن وہر روز حصہ از ہر دو خواندن واگر طاقت خواندن ندارد ترجمہ ورقے از ہر دو شنیدن دور عقائد مذہب قدمائے اہل سنت اختیار کردن واز تفصیل وتفتیش نکردند اعراض نمودن وبہ تشکیکات خام معقولیان التفات نہ کردن دور فروغ پیروی علمائے محدثین کہ جامع باشند میاں فقہ وحدیث کردن دوائما تفریعات فقہیہ رابر کتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در خیر قبول آوردن والا کالائے بد بریش خاوند دادن امت راہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغناء حاصل نیست وسخن متقشفہ، فقہاء کہ تقلید عالمے رادست آویز ساختہ تتبع سنت راترک کردہ اند نشنیدن وبدیشاں التفات نکردن قربت خدا جستن بدوری اینان فقط اور وصیت قول الجمیل مؤلفہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ: ومنهاان لا يتكلم فى ترجيح مذهب الفقهاء بعضها على بعض بل يضعها كلها على القبول بجملة ويتبع منها ما وافق صريح السنة ومعروفها فان كان القولان كلاهما مخرجين اتبع ما عليه الاكثرون فان كانا سواء فهو بالخيار ويجعل المذاهب كلها كمذهب واحد من غير تعصب.

(جواب) ہر دو وصیت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جملہ اہل حق یہی فرماتے ہیں بندہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور عمل، اسی خاندان سے مستفید ومطمئن ہوا۔ اس کے خلاف کا خیال مت کرو۔ فقط۔

جماعت میں غیر مقلدوں کی شرکت

(سوال) اگر کوئی غیر مقلد ہمارے پاس جماعت میں کھڑا ہو اور رفع یدین اور آمین بالجہر کرتا ہو تو

اس کے پاس کھڑے ہونے سے ہماری نماز میں تو کچھ خرابی نہ آئے گی یا ہماری نماز میں بھی کچھ فساد واقع ہوگا۔

(جواب) کچھ خرابی نہ آئے گی۔ایسا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بالحدیث ہے اگرچہ نفسانیت سے کرتا تو فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا مسلک

(سوال) جو لوگ کہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد کہتے ہیں کہ مجتہدین رحمہم اللہ کی تقلید نہیں کرتے تھے آپ کے نزدیک یہ قول صحیح ہے یا نہیں اور مولانا صاحب مرحوم کی تالیفات سے اس امر کی تصریح ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی اس پر عمل کرتے تھے اگر نہ ملتی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔اور بندہ نے ان کی زیارت نہیں کی جو مشاہدہ اپنا لکھوں اور ان کی تصانیف سے بھی غالباً یہی نکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط۔(رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

ملفوظات

عندالضرورت مذہب شافعی پر عمل کرنا

ا۔مذہب سب حق ہیں۔مذہب شافعی پر عندالضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو۔عذر یا حجت شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں سب مذاہب کو حق جانے کسی پر طعن نہ کرے سب کو اپنا امام جانے فقط۔

اصلیت تقلید شخصی

۲۔حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا اتباع فرض کیا اور احادیث تمام اس پر دال ہیں اور یہ بات سب کے نزدیک مقرر ہے مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع حضرت وہ کر سکے جس سے آپ کی زیارت کی ہو ورنہ بدون حضور خدمت کیونکر ہو سکتا ہے۔لہذا فخر عالم ﷺ نے خود

فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ۔ (۱) حق تعالیٰ نے فرمایا: فاسئلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون (۲) تو پچھلوں پر پہلوں سے پوچھنا اور سیکھنا فرض فرمایا صحابہ سے تابعین نے پڑھا۔ اور ان کا اقتداء کیا اور علی ہذا تابعین سے تبع تابعین نے کہ خود فرما چکے ہیں خیر القرون قرنی ثم الذین یلو نھم ثم الذین یلو نھم ۔ (۳) ان قرون کی تعریف سے بھی یہ مقصد ہے کہ تابعین نے صحابہ سے سیکھا اور تبع تابعین سے اور یہ ہر سہ قرن خیر امت ہیں تم ان سے میرا طریقہ لو کیونکہ خیریت ان کی بسبب علم وعمل کے ہے اور جو علم وعمل میں اولیٰ ہوتا ہے وہی مقتدی ہوتا ہے تو بس اب متبعین سنت نبوی پر تحصیل دین محمدی علیہ السلام صحابہ سے اور ان کے بعد تابعین سے فرض ہوا اور علی ہذا آج تک یونہی قرن بقرن چلا آیا کہ خود فرمایا بلغوا عنی سب عالم کو خطاب کیا کہ تم تبلیغ دین کی کرو تو ہر زمانہ میں بعبارت صریح قرآن وحدیث کے علماء سے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا۔ کیونکہ بدون تقلید پہلوں کے پچھلوں کو ہرگز دین نہیں مل سکتا۔ مجتہد کو بھی تو دین پہلوں سے ہی معلوم ہوا ہے۔ کچھ اس پر القاء نہیں ہوا وحی بند ہی ہوگئی کہ کسی کی بات ماننا اور اس کو صادق جان کر عمل کرنا اس کے معنی تقلید ہیں۔ اتنی بات مقلدین وغیر مقلدین سب مسلم رکھتے ہیں مگر غیر مقلدین صرف لفظوں کی تقلید کرتے ہیں کہ پہلوں سے لفظ سن کر قبول کئے اور معانی آپ خود لگا دیئے۔ گو دین کے موافق ہو یا مخالف سبحان اللہ۔ صحابہ جو عربی داں تھے۔ اور فصاحت ونکات اپنے کلام کے جانتے تھے۔ قرآن وحدیث کے معنی کو حضرت سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد ومعانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے کہ مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس برس میں سورۂ بقرہ کو سیکھا یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ الفاظ کے پڑھنے کی ان کو کیا ضرورت تھی تفسیر پڑھی تھی اور علی ہذا تابعین وتبع تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید ضروری ہوئی مگر جہلا چند کو کچھ حاجت نہ رہی کہ فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھ کر اپنی رائے سے جو چاہے معنی گھڑ لئے احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ وتابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھے۔ بہر حال تقلید لفظ کی اور معنی کی دونوں کی دین میں واجب ہے تو پس اب حسب ارشاد شارع کی تقلید واجب ہوئی اور جو کوئی کسی عالم تابعین سے لے کر آج تک تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ اور رسول اللہ ﷺ کی ہی تقلید کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب واسطہ

---

(۱) میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی تم نے اقتدا کرلی ہدایت پالی۔
(۲) اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔
(۳) بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان سے قریب ہیں پھر ان لوگوں کا جو ان سے قریب ہیں۔

دو سائل آپ کے ہیں۔ سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اوران کے شاگردوں کی تقلید صحابہ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی تقلید تو ضرور تقلید ابوحنیفہؒ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی ہوئی اور مقلد شافعیؒ وغیرہ کا بھی مقلد آپ کا ہی ہوا۔ اب باوجود اس بات کے کہ تقلید رسول اللہ ﷺ کی بدون صحابہ کے اور تقلید صحابہ کی بدون تابعین کے محال ہے اور قرآن وحدیث میں ان کی تقلید کا حکم مصرح مذکور ہو چکا تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکم تقلید ائمہ اربعہ کے وجوب کے کیا معنی ہیں آیا یہ مقصود ہے کہ قرآن شریف میں یا حدیث میں خاص کر بنام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا شافعی رحمہ اللہ مثلاً حکم ہو کہ فلاں امام کے تقلید کرنا واجب جانو اگر یہ مطلب ہے تو محض دھوکہ مسلمان کو دینا ہے۔ بخاری ومسلم کے الفاظ کی تقلید کی کون سی مصرح حدیث یا قرآن کی آیت ہے یا صحابہ میں سوائے چند نام کے کس کے نام کی تصریح آئی ہے معاذ اللہ اور اگر صحابہ کے قرن میں عموم لفظ...... پر قناعت ہے تو ثم الذین یلونھم اور لفظ اھل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں تخصص اسمی کی ضرورت پڑی اگر مشتہر بمسی ابوحنیفہ یا شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اسم کے نص مانگتا ہے تو ہم بھی صحابہ کے ہر ہر واحد کے نام کی صراحۃً نص پوچھتے ہیں اور بخاری ومسلم وغیرہ ہما تمام ائمہ حدیث کی تقلید لفظی کی حدیث صریح طلب کرتے ہیں۔ الغرض یہ سب مغالطہ اور دھوکا ہے بات یہ ہے کہ جیسا صحابہؓ نے حضرت سے دین لیا ویسا ہی تابعی نے صحابہ سے لیا اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا تو سب صحابہ کا گویا نام ہی لے دیا اور جب کہ تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین کی تقلید کو ضروری فرمادیا اور علیٰ ہذا القیاس بعد کے قرون میں اور امام ابوحنیفہ بھی تابعی ہیں۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے تو ان کی تقلید نص سے ثابت ہوئی کیونکہ ان کا سب فقہ حدیث اور صحابہ کے اقوال وافعال سے حاصل ومستنبط ہے اور علیٰ ہذا القیاس شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ تبع تابعین کے شاگرد ہیں ان کا علم بھی صحابہ ہی سے مستفاد ہے سو اب کس منہ سے کوئی انکی تقلید سے انکار کر سکتا ہے اور ان کے نام کی نص صریح مانگنے میں مشتہر کا قافیہ تنگ ہوگا۔ دیکھیں گے وہ کس کس اپنے مقتدایوں کے لئے نص صریح لا دے گا ہاں ایک بات باقی رہی وہ یہ ہے کہ مشتہر کا یہ مطلب ہو کہ تقلید سب صحابہ وتابعین کی درست وضرور ہے اور پھر خاص کر ایک ہی کی تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے اور وجوب تقلید ایک ہی شخص کا کس نص میں آیا ہے نص قرآن وحدیث تو علی العموم سب کی تقلید کی ارشاد فرماتی ہے اور تابعین اور تبع تابعین کے طرز سے بھی یہ ہی ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک کے شاگرد نہیں بلکہ بہت لوگوں سے ان کا علم

حاصل ہے تو البتہ یہ قابل التفا . . ب ہے تو اول تو ہوش کر کے یہ بات سنو کہ حدیث اصحابی کالنجوم کے یہ معنی ہیں کہ میرے سارے اصحاب ہر ہر واحد مثل ستارہ کے ہے تم جس کسی ایک اصحابی کی بھی اقتدا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے تو مطلب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی جو ہدایت کے واسطے کافی ہے یہ معنی نہیں کہ جو سب کی اقتداء کرو گے تو ہدایت ہووے گی ورنہ نہیں مگر ہاں جب ایک کی اقتداء میں ہدایت ہے تو اگر چند صحابہ کی اقتداء ہوگی اور مسائل ومواقع متعددہ میں اصحاب متعددہ سے اقتباس کرے گا تو بھی ہدایت ہووے گی تو بس اس حدیث میں آپ نے ایک صحابی کی تقلید کو کافی فرمایا اور زیادہ کی تقلید کو منع نہیں فرمایا اور فی الواقع مسئلہ مختلف میں تو ایک ہی اقتداء ممکن ہے دو یا تین کی تقلید ہو ہی نہیں سکتی اور اوپر کی تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ تقلید تابعی کی تقلید صحابی کی ہے اور علیٰ ہذا تو یہ حکم جب صحابہ کی نسبت ہے ویسا ہی تابعین تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی ہے کہ ایک کی تقلید ضروری ہے اور زیادہ کی منع نہیں تو بہر حال اتباع ایک عالم کا کرنا جس کا نام تقلید شخصی ہے جائز ہوئی کہ اس کے کرنے سے دین حاصل ہوتا ہے اور ہدایت پاتا ہے اور امر فسئلوا لخ کا امتثال پورا حاصل ہوتا ہے اور اصحابی کالنجوم پر کامل عامل بنتا ہے اور اس تقلید میں کوئی کراہت یا کوئی ترک اولیٰ نہیں اور نہ مطلق تقلید کی جو مامور ہے یہ بھی ایک فرد ہے۔ اگر چہ دوسرے فرد کہ چند علماء کا مقلد ہوتا ہے وہ بھی دراصل روا اور جائز ہے اور ہم پلہ اس تقلید شخصی کے ہے تو پس مقلد ابوحنیفہ کا اور شافعی وغیرہما کا مقلد رسول اللہ ﷺ کا ہے ان میں سے کسی کے نام لے کر فرمانے کی ضرورت نہیں کیونکہ کلیہ کے جزئیات اور عام کی افراد بحکم صراحت ہی ہوتے ہیں اور اگر مشتہر کا مذہب کلیہ میں صراحت امی کا ہے تو تمام کلیات وعمومات وارادہ نصوص لغو ہو جاویں گے سب زانی وسارق وغاصب اپنے نام کی تصریح مانگیں گے جیسا کہ کفار کہا کرتے تھے کہ خاص ہمارے نام کا حکم نامہ لاؤ الحاصل یہ نہایت چربوز مطالبہ اور واہی بات اور محض دھوکہ ہے بعد اس بات کے دریافت کے دوسری بات یہ سنو کہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں بقولہ **لا تفرقوا** (۱) حکم اتفاق کا اہل اسلام کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اس کو حرام ومنع فرماتا ہے اگر چہ وہ امر مستحب ہی ہو سو جو امر کسی وقت میں مستحب تھا جب اس امر سے مسلمانوں میں فساد ہونے لگے تو وہ امر حرام ہو جاتا ہے دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ کی دیوار کو اپنے موقع پر نہ بنایا

---

(۱) اور متفرق نہ ہونا۔

اور خود اپنے طویل قرأۃ فی الصلوۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ نماز وہ ہے جس میں قرآن زیادہ پڑھا جاوے اور حضرت معاذ نے اس پر عمل کیا تو جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت کرنے والے ہیں معاذؓ کی طویل قرأت سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قرأت کو واجب کردیا کیونکہ قرأت کے ادا کرنے کو ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق تھا اور دوسرا طریقہ حالانکہ مستحب تھا۔ مگر وقت افتراق کے اس کو فتنہ فرمایا اور اس پر عمل کرنے والے کو فتنہ انگیز ٹھہرایا تو بس یہ قاعدہ مسلم شرع کا ہے کہ اگر ادائے واجب کے دو طریقہ ہوں ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو تو وہ طریقہ جس میں افتراق ہوتا ہے اصل میں عمدہ ہی کیوں نہ ہو مگر اس عارض امر سے حرام بن جاتا ہے اب ان دونوں امر کے بعد جواب اس خدشہ کا صاف نکل آیا کہ تقلید شخصی کرنے والے اہل ہند کے مثلاً اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی ونبوی میں سرگرم اب اگر عدم تقلید شخصی کو کوئی گرایا چاہتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ وافتراق امت میں ڈالتا ہے لہذا یہ امر ناجائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب بالغیر ہوگئی اور عدم تقلید حرام بالغیر بنی اور جو کچھ فتنہ اور نزاع اور باہم اختلاف اس عدم تقلید میں ہے وہ سب کو نظر آتا ہے مگر ہاں حق تعالیٰ جس کو کور باطن بنادے وہ اس فساد کے معائنہ سے معذور ہے اب بفضلہ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی ثابت ہوگیا اور تقلید ائمہ اربعہ میں کسی امام کی بالتعیین واجب ثابت نص قرآنی سے اور حدیث نبوی سے ہوگئی کسی مسلمان کو تردد لائق نہیں اور یہ سوال مشتہر کا اصل سب سوالات کی ہے اور یہ بات اس کی جڑ ہے بہت سے خدشات کی اور مابہ الافتخار اس کا ہے اس واسطے ہم نے اس کو بہت دراز لکھا ہے اس جواب کو بہت غور سے دیکھنا چاہئے کہ بعد صحت فہم کے سب خدشہ رفع ہوجاتے ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم.

کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱ھ۔

محرم سے نکاح پر امام صاحب کا مسلک

(۳) امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی اپنی محرم سے نکاح کرلیوے تو بے شک وہ زانی ہے اس کو تعزیر دینی چاہئے اور امام جو تعزیر اس کی تجویز کرے درست ہے یہاں تک کہ قتل بھی کردیوے تو روا ہے مگر وہ حد شرعی کہ زنا میں ہوتی ہے (محصن کو سنگسار کرنا در غیر محص کو سو کوڑے مارنا وہ اس میں نہیں آتے اور دلیل اس کی وہ حدیث ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں۔

عازب قال لقيت عمي ومعه راية فقلت له اين تريد فقال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الىٰ رجل نكح امرأة ابيه فامرني ان اضرب عنقه واخذ ماله . (۱)

دیکھو خود شارع علیہ السلام نے اس واقعہ میں حد شرعی نہیں ماری بلکہ تعزیر سخت دی تو امام صاحب پر کیا طعن ہے کہ وہ تو عامل بالحدیث ہیں چشم بینا ہو تو اعتراض نہ کرے واللہ اعلم۔

اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعویٰ کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے اس میں امام صاحب کا مسلک

(۴) جاننا چاہئے کہ بیگانے مال کا مالک ہونا بیگانے مال پر تصرف مالکانہ کرنا بدون کسی ایک عقد کے کہ شرع نے اسباب ملک مقرر فرمائے ہیں حلال نہیں ہوسکتا جیسا بیع یا ہبہ یا اجارہ مثلاً اور ایسا ہی دوسرے کے نفس پر تصرف روا نہیں بدون اس عقد کے کہ حلت کے واسطے مشروع ہوئے ہیں، جیسے نکاح واجارہ خدمت کا مثلاً اگر بدون ان عقود موضوعہ شرع کے کوئی قبض وتصرف ہوگا تو وہ غصب وسرقہ وزنا کہلائے گا اور حرام ہوگا یہ امر تو مسلم تمام امت کا ہے حاجت دلیل وسند کی نہیں رکھتا دوسرے یہ کہ یہ تصرفات جیسے متعاقدین باہم کرسکتے ہیں ایسا ہی حاکم اپنی طرف سے اس کی مصلحت کے واسطے کرسکتا ہے اور یہ تصرف حاکم درحق محکوم بحالت رضا وسکوت نافذ ہوتا ہے ظاہراً مثلاً مدیون کی جائیداد کو حکام بلا رضا نیلام کرتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلام مدبر ایک صحابی کا کہ وہ مفلس تھے بیع کردیا اور کہیں ثابت نہیں ہوا کہ انہوں نے حضرت علیہ السلام کو وکیل کیا ہو بلکہ بظاہر خلاف رضا ان کی کے تھا کیونکہ وہ تو اس کو مدبر بنا چکے تھے اور مثلاً عنین کے واقعہ میں آپ نے زوج کی طرف سے عورت پر طلاق واقع کردی اور جس شخص نے اپنے غلام کو خصی کردیا تھا آپ نے اس غلام کو بدون رضا مالک کے آزاد کردیا۔ اور افعال صحابہ سے بھی ایسا ہی مستفاد ہے عنین کی زوجہ کو تفریق کردینا اس قسم سے ہے تو ان سب واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم کو ایجاد عقد کا اختیار ہے تو حاکم نے اگر کسی کی شئے بیع کردی تو مشتری کو اس

(۱) براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا سے ملا اور اس کے ہاتھ میں ایک علم تھا جو کہیں لڑنے کے لئے جانے کی نشانی تھی، میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے قتل کے لئے بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے اس لئے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کا مال لے لوں۔

میں تصرف روا ہے اور اگر نکاح کر دیا تو زوجہ کی مباشرت حلال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب وجود عقد کا ثابت ہو جاوے گا تو حلت ظاہراً و باطناً ثابت ہووے گی جیسا کہ اگر متعاقدین باہم ان عقود کو کر لیویں تو حلال ہونا ظاہر و باطن ثابت ہوتا ہے۔(۱) ہاں اگر قاضی کسی کی شئے دوسرے کو بغیر عقد و سبب دے دے تو غصب ہے اور حرام جیسا کوئی کسی کی شئے بلا عقد لیوے تو غصب ہوتا ہے تو تصرف حرام ہوتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ بیع اپنے محل میں ہوتی ہے اور نکاح بھی اپنے محل میں ہوتا ہے تو باہم بیع و نکاح جب ہی ہوتا ہے کہ شئے قابل بیع ہو اور عورت قابل اس شخص کے نکاح کے ہو یہ نہیں کہ جس عورت سے چاہے قاضی نکاح کر دے اگر چہ ماں، بہن ہی ہو اب سنو کہ امام صاحب نے بنابریں دو امر یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی نے کسی عوت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور عورت انکار کرتی ہے مرد نے جھوٹے گواہ پیش کئے قاضی نے خوب حسب قاعدہ عدالت گواہوں کی تحقیق کر کے حکم نکاح کا دے دیا تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر چہ پہلے سے نکاح نہیں ہوا تھا مگر اب قاضی کے حکم سے منعقد ہو گیا کہ قاضی ایجاد نکاح کا مختار ہے اور قاضی کا کہنا کہ میں نے نکاح کو نافذ کر دیا یہ کہنا ہے کہ میں نے نکاح کر دیا اور اس حکم کے وقت دو گواہ ہونے ضرور ہیں تو اب جب کہ عقد ثابت ہو گیا تو عورت مرد کو بسبب اس نکاح قاضی کے ظاہر و باطن حلال ہو گئی اور عورت گو اول انکار کرتی ہے مگر قاضی نے اس کے انکار کو رد کر کے اب نکاح کر دیا اور حکم قاضی سے نکاح منعقد ہو گیا کہ اس میں مصلحت ہے اور رفع نزاع ہے اور قاضی اسی واسطے ہوتا ہے اور بعد عقد کے موجب اس کا حلال ہونا تصرف کا ہے اور بس اور یہ واقعہ جناب رسالت مآب علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوا کہ اس کی کوئی حدیث صریح لائی جاوے مگر یہ دونوں امر جس میں سے یہ بات نکلے حدیث سے ہی ثابت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں یہ حادثہ ہوا اور اس حکم حضرت علیؓ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو امام صاحب فرماتے ہیں تو بحسب ارشاد نبوی علیہ السلام کہ جس صحابی کا تم اقتداء کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ امام صاحب مہتدی اور حق فرمانے والے ہیں اور کوئی حدیث

---

(۱) اور اس کے منجملہ (یعنی منجملہ منصب امامت) یہ بھی ہے کہ اس کے حکم کو نافذ کر دیا جائے بنی آدم کے عقود اور معاملات میں پس جس وقت کہ نبی وقت دو شخصوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا فیصلہ فرما دے، جیسے بیع یا نکاح کا انعقاد یا اسی کے مثل اور کوئی عقد تو اس کے حکم کے ساتھ یہ عقد منعقد ہو جائے گا کہ پھر اس میں کسی کو چوں چرا کی گنجائش نہ رہے گی جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے آیت۔ کہ کسی مومن اور مومنہ کو اس کا حق نہیں کہ جب اللہ و رسول نے کسی بات کا فیصلہ کر دیا تو ان کے معاملہ میں ان کو (کرنے نہ کرنے کا) اختیار باقی ہے اسی طرح مذکورہ عقود امام یا اس کے نائب کے حکم سے جو کہ قاضی ہے خود بخود منعقد ہو جاتے ہیں کسی کو گفتگو کی مجال نہیں رہتا جیسا کہ مسئلہ "قاضی کا حکم ظاہر و باطن میں نافذ ہوتا ہے" متون و شروح میں صراحت سے موجود ہے۔ (مولانا اسمٰعیل شہیدؒ)

مخالف قول امام صاحب کے نہیں ہے اور وہ حدیث بخاری وغیرہ کی جس میں یہ لفظ ہیں۔ فمن قضیت له بشیء من حق اخیه فلا یا خذنه ...... جس کے واسطے حکم کردوں میں دینے کا کچھ اپنے بھائی کے حق سے تو ہرگز نہ لیوے تو یہ مطلق شئے دلانے کے باب میں وارد ہوئی ہے نہ ایجاد سبب کے باب میں اور معلوم ہو چکا کہ بلا ذریعہ سبب کے کوئی شئے یعنی غصب ہوتا ہے بعد اس کے سنو کہ مشتہر نے جو تشریح کی کہ کسی کی جورو کو اپنی زوجہ ہونے کا دعویٰ کر کے دو جھوٹے گواہ گذران کر کے لیوے تو وہ عورت مدعی کو درست ہو جاتی ہے محض افتراء ہے کہ کوئی عالم اور کتاب اس کو نہیں کہہ سکتا کیونکہ غیر کی منکوحہ محرمات شرعیہ میں ہے اس کا نفاذ نکاح کب ہو سکتا ہے سو یہ مشتہر کی محض خیانت ہے دروغ گوئی کو شیوہ اغواء عوام کا ٹھہرایا ہے واللہ اعلم۔

دہ دردہ کی تحدید پر امام صاحب کا مسلک

(۵) دہ دردہ کی تحدید ہرگز امام صاحب کا مذہب نہیں (کذافی المصفی و معیار الحق و ایضاح الحق) نہ اور کسی محقق حنفی کا بلکہ بعض متاخرین نے عوام کی فہم کے واسطے ایک حد لگادی ہے اور یہ بھی اس واسطے ہوا کہ جو تحدیدات قلتین وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہیں ان کا ثبوت لفظاً نہیں بامعنی کلام ہے تو اسی موقعہ پر امام صاحب نے حسب قاعدہ شرعیہ رائے مبتلی بہ پر چھوڑا تھا۔ عوام کی رفع حرج کے واسطے دہ دردہ مقرر کر دیا تھا کہ احتیاط ہاتھ سے نہ جاوے ایسے باب میں حدیث طلب کرنی جہالت ہے اگر مشتہر پہلے حدیث صحیح سے کوئی حد ثابت کر لیتا تو پھر دوسروں کو تکلیف حدیث تحدید کی دینی مناسب تھی۔ اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن وسواس الخناس علو نا امین۔

ایمان کی زیادتی وکمی کے متعلق امام کا مسلک

(۶) اول حقیقت اس مسئلہ کی سنو کہ امام صاحب نے یوں فرمایا ہے (کذافی شرح الفقه الا کبر ملا علی القاری رحمة الله علیه) کہ اجزاء ایمان کی زیادت زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ہوئی تھی بایں معنی کہ ایک آیت یا حکم نازل ہوا اور مسلمانوں نے اس کو قبول کیا پھر دوسرا حکم آیا اس کو مان کر ایمان زیادہ ہوا اور پھر اور حکم آیا اس کو قبول کر کے اور زیادہ ہو گیا اور علیٰ ہذا القیاس آیات واحکام بڑھتے جاتے تھے۔ ایمان بھی زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ جب خاتم الانبیاء علیہ السلام تشریف فرمائے آخرت ہوئے تو احکام ختم ہو چکے ایمان کی بھی ایک حد معین ٹھہر گئی اب کمی

زیادتی ایمان بایں معنی نہیں ہو سکتی اگر کوئی حکم زائد ان احکامات پر کوئی کر دیوے وہ بھی کافر ہے اور جو ایک حکم کو نہ مانے وہ بھی کافر اور بایں معنی ایمان افراد مومنین کا اور انبیاء اور سب ملائکہ کا برابر ہے کہ جو امور مامور بہا کہ جس پر ایمان لانا فرض ہے مومنین کا وہی ملائکہ وانبیاء کا **قال اللہ تعالیٰ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المؤمنون الایۃ** غرض ایمان سب احکام خداوندی کا ماننا ہے اس میں مومن و نبی و جبرائیل وغیرہ فرشتے سب برابر ہیں ہاں اجمال تفصیل کا فرق ہے اور کمی زیادتی کیفیت کی اور قوت وضعف اس کا اور شئے ہے وہ البتہ یکساں نہیں اب یہ عقیدہ کہو قرآن کی آیت سے نکلتا ہے یا نہیں اور اس کا منکر کون ہوتا ہے اگر خود کی چشم بند ہوں کوئی کیا کرے اور خود امام صاحب کے اس کلام سے یہ مطلب ظاہر ہے کہ یوں فرماتے ہیں کہ **ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل**۔ یعنی ایمان میرا مشابہ ایمان جبرائیل کے ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ مثل ایمان جبرائیل کے ہے اس واسطے کے مماثلت جب ہوتی ہے کہ کل الوجوہ برابر ہو جاوے اور یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ کو جس میں مشابہت ہے اور یہ بات فارسی خواں بھی جانتے ہیں کہ محبوب کو سرد سے مشابہت دیتے ہیں تو فقط راستی قد کی مشابہت مقصود ہوتی ہے سب امور میں مشارکت و مماثلت نہیں ہوتی غرض یہ بات محض عناد کی ہے ورنہ اس کا فہم کچھ دشوار نہ تھا واللہ الہادی۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے لئے امام صاحب کی دلیل

(۷) تیسیر الوصول میں روایت ہے۔ **عن ابی حجیفۃ ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنۃ وضع الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ اخوجہ رزین** (۱) اور سنت فعل رسول اللہ ﷺ کا ہوتا ہے تو بس اس روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے خوب روشن ہیں انکار اس کا بجز تعصب اور کیا ہوگا واللہ اعلم۔

تکبیرات کے لئے نماز میں رفع یدین

(۸) یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سوائے تحریمہ کے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ **قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ**

---

(۱) ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ علیؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ناف کے نیچے رکھا جائے اس کو رزین نے روایت کیا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ وفی الباب عن براء بن عازب قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن بہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان واھل کوفۃ.(۱)اس حدیث کو ترمذی خود تصحیح کرتا ہے اور کوئی ضعف اس میں نہیں اور حضرت ﷺ کا رفع یدین رکوع وغیرہ میں سوائے تحریمہ کے نہ کرنا بروایت عبداللہ بن مسعود و براء بن عازب کے ثابت ہوگیا اور فقط یہ دو۲ صحابی ہی یہ نہیں فرماتے بلکہ بہت سے صحابہ کی یہی روایت ورائے ہے کہ سوائے تحریمہ کے رفع یدین نہ ہونی چاہئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت جیسے نماز پڑھنے کے یہ معنی تھے کہ جس طرح حضرت نے نماز پڑھی اور جو جو فعل آپ نے نماز میں ادا فرمائے وہ سارے کر کر دکھلا دیں پھر اب عدم رفع یدین میں سوائے تحریمہ کے کون سا خفار ہا اور کوفہ میں بعد وفات رسول اللہ ﷺ پندرہ سو اصحاب تشریف رکھتے تھے اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو اہل کوفہ کا مذہب عدم رفع یدین کا تھا تو اکثر ان اصحاب مقیمین کوفہ کا یہ قول تھا کیونکہ اہل کوفہ نے ان ہی اصحاب سے دین لیا تھا بعد اس واضح روایت کے انکار کرنا محض نفسانیت ہے لہذا مسلمانوں کو ایسی تلبیسات پر التفات نہیں کرنا چاہئے۔

نماز میں آمین خفیہ کہنے میں امام صاحب کے دلائل

(۹) آمین کو خفیہ کہنا حضرت ﷺ کا حدیث سے ثابت ہے کہ مستدرک میں حاکم نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین وخفض بھا صوتہ .(۲)اس حدیث سے حضرت ﷺ کا خفیہ آمین کہنا ثابت ہوگیا بعد اس کے انکار کرنا محض تعصب ہے اس باب میں اور بھی روایت ہیں پس کسی کو اشتباہ نہ ہونا چاہئے۔

---

(۱) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسی نماز پڑھادوں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی پھر انہوں نے نماز پڑھی اور بجز پہلی مرتبہ کے پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا اور اسی باب میں براء بن عازب فرماتے ہیں ابوعیسیٰ نے کہا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور اکثر اہل علم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور تابعین یہی فرماتے ہیں اور سفیان اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

(۲) وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی تلاوت فرمائی تو آمین فرمایا اور آمین کہنے کے لئے اپنی آواز پست فرمائی۔

(۱۰) صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے کہ انما جعل الا مام لیؤتم به فاذا کبر کبروا واذا قراء فانصتوا (۱) اورخود حق تعالیٰ ہی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ واذ اقری القران فاستمعوا له وانصتوا. (۲) چونکہ خود قرآن شریف وحدیث صحیح سے انصات مقتدی کا ثابت ہوگیا تو پھر چون وچرا کرنا دھوکا دینا ہے واللہ الہادی۔

نماز کے اوقات کے لئے امام صاحبؒ کی دلیل

(۱۱) بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال له ابرد ثم اذاارادان یؤذن فقال له ابرد ثم ارادان یؤذن فقال له ابر دحتی یساوی الظل التلول. (۳) سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کی ہوتا ہے کہ سایہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہوجاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کر لیوے تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے واللہ اعلم

---

(۱) امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہو اور جب وہ قرآن شریف پڑھے تو خاموش رہو۔
(۲) اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو دل لگا کر سنو اور خاموش رہو۔
(۳) ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر (تھوڑی دیر کے بعد) جب اس نے ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر (تھوڑی دیر کے بعد اس نے جب ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے حتی کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوجائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التفسیر والحدیث

ایمان میں کمی وزیادتی کا مطلب

(سوال) زید کہتا ہے کہ جو شخص کہے کہ ایمان کم وزیادہ ہوتا ہے وہ کافر ہے اور یہ بات بھی علماپر ظاہر ہے کہ اکابر میں سے مثل حضرت علی وابن مسعود ومعاذ بن جبل وابو درداء وابن عباس و عبداللہ بن عمر وعمار وابو ہریرہ وحذیفہ وحضرت عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کی زیادتی ایمان کے قائل تھے از قسطلانی شرح بخاری وغیرہ اور ایسے ہی تابعین عظام اور اتباع ان کے اور جملہ محدثین اور فقہاء خاص کر تینوں امام مالک وشافعی واحمد بن حنبل جن کے مذہب حق سمجھے جاتے ہیں اور سفیان ثوری اور اوزاعی واسحٰق بن راہویہ خصوصاً حضرت امام نخعی استاد امام صاحب یہاں تک کہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ سب اہل سنت اکابرین دین کمی زیادتی ایمان کے قائل تھے اور اہل حق میں شمار کیونکہ ان سب کا استدلال قرآن وحدیث رسول اللہ ﷺ سے تھا پس ظاہر ہے کہ زید کے قول بالا عام میں یہ سب اکابران دین شامل ہوتے ہیں بلکہ معاذ اللہ خدا اور رسول ﷺ تک نیز بے ادبی ہے ہاں اختلاف ائمہ کا دوسری بات ہے مگر اختلاف کی وجہ سے ایک نے دوسرے کو کافر نہیں فرمایا اور احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو کافر یا ملعون کہتا ہے اگر وہ قابل کفر یا لعنت ہوتا ہے تو اس پر پڑتی ہے والا وہ کفر ولعنت کہنے والے کی طرف عاید ہوتی ہے اور اگر زید کو سمجھایا جاتا ہے کہ اس قول سے توبہ کرو تو ہرگز نہیں مانتا بلکہ اپنے قول پر زیادہ مصر ہوتا ہے اور ہٹ کرتا ہے مطلقاً باز نہیں آتا پس صورت مذکورہ بالا کا کیا حکم ہے یعنی اکابران دین بفضلہ تعالیٰ کسی طرح کفر کے مصداق نہیں ہیں اب زید باجود اس تکفیر عام کے اور اصرار کبیرہ کے قابل کفر ہے یا نہیں اور جب تک تائب نہ ہوئے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور امام صاحب سے لے کر سلف وخلف حنفیہ معتبرین میں سے کسی نے زید کا سا فتویٰ ایمان کے کم وزیادہ کہنے والوں کے حق میں دیا ہے یا نہیں حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے اس کا جواب تحریر فرما کر مہر ثبت فرمادیں۔

(جواب) از عدالت شرع شریف صدر ریاست ٹونک راجپوتانہ اختلاف سلف صالح کا اس مسئلہ میں کہ ایمان کم وبیش ہوتا ہے یا نہیں اہل علم میں مشہور اور کتب شرعیہ میں مذکور ہے اور

اختلاف ائمہ امت میں یہی حکم ہے کہ جو قول وفعل ایک کے نزدیک راجح ہے آپ اس کا پابند رہے مگر دوسرا شخص جو اس کے خلاف پر ہے اس کی تضلیل نہ کرے چہ جائیکہ اس کی تکفیر کرے پس زید جو قائلان کمی بیشی ایمان کو بسبب اس قول کے کافر کہتا ہے وہ خود بسبب اس تکفیر کے دائرہ اسلام سے خارج ہے زید پر لازم ہے کہ جس طرح اس نے علی الاعلان قائلانہ کمی بیشی ایمان کی بسبب اس قول کے تکفیر کی ہے اسی طرح علی الاعلان اس تکفیر سے توبہ کرے اور نادم ہو ورنہ اہل اسلام نہ اس کا وعظ سنیں نہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں بلکہ اس کے اختلاط سے بالکل کنارہ کریں۔

فقط ۳۰ محرم ۱۳۱۷ھ مواہیر عدالت شرع شریف درریاست ٹونک۔

دوست محمد، عبدالحمید، محمد عظیم، محمد امام الدین۔

(جواب) اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایمان باعتبار کیفیت کے اور مراتب کمال کے کم وزیادہ ہوتا ہے اور باعتبار کمیت کے کم وزیادہ نہیں ہوتا پس نزاع مابین الفریقین صرف لفظی ہے جو نافی کم وزیادہ ہیں وہ کمیت کو کہتے ہیں اور جو مثبت کم وزیادت ہیں وہ کیفیت کے اعتبار سے اثبات زیادت ونقصان کرتے ہیں اور جب اصل منشاء اختلاف میں باعتبار مآل ومقصود اتحاد ہے تو فریقین کا قول حق ہوا اور نسبت خطا وضلال کسی ایک کی طرف بھی نہیں ہوسکتی اس لئے ان میں سے کسی ایک کو کافر یا مشرک کہنے والا خود خاطی اور سخت جری ہے مگر چونکہ اس کی تکفیر بناء پر تاویل ہے ہوائے نفس نہیں اس لئے اس کو بھی کافر کہنا مناسب نہیں البتہ اس قدر ہے کہ فقہاء اور محدثین کی جماعت کو کافر کہنے سے وہ سخت درجہ کا فاسق اور گنہگار ہے واللہ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی رشید احمد ۱۳۰۱، وتوکل علی العزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ الٰہی عاقبت محمود گردان مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند۔

ایمان زیادہ ہوجانا یا ناقص ہوجانا امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور اصل جوہر ایمان کو برقرار تصور کرنا حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو سرے سے خلاف نہیں کیونکہ اگر ایمان نام تصدیق کا ہے تو وہ کیفیت اذعانی ہے قبول زیادت ونقصان نہیں کرتا اور اگر طاعات کا نام ہے تو قبول کرے گی۔ **قال الامام هذا بحث لفظي لان المراد بالايمان ان كان هو التصديق فلايقبلهما وان كان الطاعات فيقبلهما.** (۱) عینی شرح بخاری قول

بکفر نا جائز ہے اور قائل کو تعزیر دینا چاہئے عبدالجمیل عفی عنہ عبدالجمیل مدرس اول مدرسہ فتحپوری دہلی۔

الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ محمد منفعت علی مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی زید کا یہ مقولہ سخت فسق اور قریب بکفر ہے اگر یہ مقولہ زید باوصف علم۔

اس امر کے ہے کہ جملہ صحابہ اور ائمہ اہل ملت والدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس عقیدہ پر ہیں تو قطعی کفر ہے اور ایسے مقولہ سے کافر ہو جاتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج اور باوجود عدم علم مذاہب سلف ائمہ امت کے یا علم اس حدیث موضوع منقولہ فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مؤلفہ امام ربانی قاضی محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث **من قال الا یمان یزید وینقص فقد خرج من امر اللہ ومن قال انا مومن انشاء اللہ فلیس له فی الا سلام نصیب رواہ محمد بن تمیم وھو واضعه** ۔ (۲) کفر نہ ہوگا اگرچہ فسق سے خالی بھی نہیں بالخصوص واعظ خلق اللہ ہو کر فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر بندہ ابوسعید عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابوسعید احمد ۱۳۱۷ھ۔

قرآن کو غنا سے پڑھنا

(سوال) احادیث میں جو تغنی بالقرآن کو محمود و مستحسن فرمایا گیا ہے بالخصوص اس حدیث میں لیس منا من لم یتغن بالقران۔ (۳) اس میں گویا واجب اور اس کے ترک کو حرام کر دیا گیا ہے لہذا مراد تغنی بالقرآن سے حسن صوت بے تکلف بلا زیادتی کمی الفاظ ہے یا بہ موسیقی و مطربان کیونکہ اقوال فقہاء مختلف ہیں بعض ممنوع مطلق کہتے ہیں بعض مطلق اجازت دیتے ہیں اگرچہ بقوانین موسیقی ہو بعض بے تکلف طبع وسماحت جواز و بہ موسیقی و مطربان عدم جواز کے قائل ہیں لہذا مطلب حدیث موید بقول ثالث ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حدیث میں مراد حسن صوت سے اور خوش الحانی سے پڑھنا ہے اور ایسی طرح تغنی کرنا کہ حروف میں زیادتی و کمی نہ ہو۔ جائز بلکہ مستحسن ہے اور ایسی طرح پر پڑھنا کہ حروف میں کمی

---

(۱) امام نے فرمایا ہے کہ یہ بحث لفظی ہے اس لئے کہ مراد ایمان سے اگر تصدیق ہے تو وہ ان دونوں کو قبول نہیں کرتے اور اگر طاعات ہے تو ان دونوں کو قبول کریں گے۔

(۲) جس نے کہا کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے تو وہ امر الٰہی سے نکل گیا اور جس نے کہا کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ اس کو اسلام میں کوئی حصہ نہ ملے گا اس کو محمد بن تمیم نے روایت کیا ہے اور وہی اس کا گھڑنے والا ہے۔

(۳) وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو غنا سے نہیں پڑھتے۔

زیادتی پیدا ہوجاوے جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غراب قرآن کا مطلب

(سوال) لفظ غریب سے ان عبارات میں جو ذیل میں درج ہیں سوائے اس اصطلاح کے جو اہل حدیث کی ہے کوئی اور معنی مراد ہیں یا کیا۔ اتقان میں ہے **اعربوا القران والتمسوا غرائبه.** (۱) **اعرابوا القران واتبعوا اغرائبه** (۲) عجالہ نافعہ میں ہے دبرائے شرح غریب و توجیہات عبارات آن کتاب مجمع البحار شیخ محمد طاہر فتنی است از جمیع مواد۔ (۳) نواز الکبیر میں ہے داز انجملہ شرح غریب است وبنائے آن بر تتبع لغت عرب ست یا تفطن بہ سیاق وسباق آیت و دانستن مناسبت لفظ باجزاء جملہ کے دران واقع شدہ است (۴) وبعد چند سطور کے اسی کتاب میں ہے ولہذا اقوال صحابہ وتابعین درین باب مختلف شد ہر یکے رائے سلوک کرد تفسری مصنف رادو بار شرح غریب می باید سنجید یکے در استعمالات عرب کہ کدام وجہ اقویٰ وارجح است ودیگر در مناسبت سابق ولاحق کہ کدام وجہ اولی واقع است۔ بعد احکام مقدمات وتتبع موارد استعمال وتفحص آثار (۵) اور کتاب میں ہے فصل غریب قرآن کہ در احادیث اں رابمز ید اہتمام در بیان فصل تخفیص کردہ شد انواع است (۶) مسوی میں ہے۔ **وابين ما مست اليه الحاجة فى معانيه اللغوية من شرح غريب وضبط مشكل او معانيه الفقهية من بيان علة الحكم واقسامه.** (۷) مصفی میں ہے پس مصنف محدث روایت حدیث ست وتمیز تحریف از غیر آن وشرح

---

(۱) قرآن کو اعراب لگاؤ اور اس کے غریب باتوں کو تلاش کرو۔
(۲) قرآن کو اعراب لگاؤ اور اس کے غریب باتوں کی پیروی کرو۔
(۳) غریب کی شرح اور اس کے عبارات کی توجیہات کے لئے کتاب مجمع البحار شیخ محمد طاہر فتنی کی ہے تمام مواد۔
(۴) اور اس منجملہ غریب کی شرح ہے اور اس کی بنیاد لغت عرب کی تلاش پر ہے یا آیت کے سیاق وسباق، سمجھنے پر اور یہ جاننے پر کہ لفظ کی مناسبت اس جملہ کے اجزاء سے کیا ہے جس میں وہ واقع ہوا ہے۔
(۵) اور اسی لئے صحابہ وتابعین کے اقوال اس بارے میں مختلف ہیں اور ہر ایک نے یہ رائے اختیار کی۔ مصنف کی تفسیر کو دوبارہ غریب کی شرح میں تولنا چاہئے ایک تو استعمالات عرب میں کہ کون سی وجہ زیادہ قوی وراجح ہے اور دوسری سابق ولاحق کی مناسبت میں کہ کون سی وجہ اولیٰ اور بیٹھنے والی ہے بعد احکام مقدمات اور استعمالات کے مواقع کے تتبع اور تفحص آثار کے۔
(۶) فصل قرآن کا غریب کہ احادیث میں اس کو مزید اہتمام اور فصل کے بیان کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ کئی قسم پر ہے۔
(۷) اور میں ظاہر کرتا ہوں جس کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لغوی معانی بیان کرنے میں غریب کی شرح اور مشکل کو ضبط کرنے یا اس کے فقہی معانی سے جو حکم کی علت اور اس کے اقسام بیان کریں۔

غریب ودلالت عبارت کہ باعتبار لغت بودہ باشد۔(۱) نیز اتقان میں ہے۔قال ابو بکر ابن الانباری قد جاء من الصحابة والتابعین کثیر الا حتجاج علی غریب القران ومشکله بالشعر الی ان قال ولیس الا مر کما زعموه من اناجعلنا الشعرا صلا للقران بل اردنا تبین الحرف الغریب من القران بالشعر .(۲) اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے۔وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه لشعر دیوان العرب انتهی فاذا خفی علینا حرف القران الذی انزل اللہ بلغة العرب رجعنا الی دیوانها فالتمسنا معرفة ذلک منه ثم اخرج من طریق عکرمة عن ابن عباس قال اذا سالتمونی عن غریب القران فالتمسوه فی الشعر فان الشعر دیوان العرب...... (۳) پس ان احادیث صدر اور عبارات کتب شرعیہ مفصلہ صدر میں معنی لفظ غریب قرآن اور غریب حدیث کے کیا ہیں آیا الفاظ اور لغات مشکلہ مراد ہیں یا کیا اور نیز حدیث شریف و اتبعوا غرائبه یا التمسو غرائبه میں غریب سے کیا مراد ہے جواب مشرح لکھوا دیجئے کہ باعث تسکین ہو۔

(جواب) ان سب میں مراد غریب سے وہ لفظ ہے کہ جس کے معنی ظاہر نہ ہوں مگر لفظ اتبعوا غرائبہ میں غرائب کا لفظ عام ہے نکات ومعانی غیر معروف اور الفاظ غیر معلومہ سب کو متناول ہے فقط واللہ تعالیٰ۔

سورۂ اخلاص وسورۂ یٰسین کے ثواب کا مطلب

(سوال) حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین بار سورہ اخلاص پڑھنے سے ایک قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے اور یٰسین شریف ایک بار پڑھنے سے دس ۱۰ قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے یہ ثواب مطابق ان لوگوں کے ملتا ہے جو کہ سورہ بقرہ سے سورہ والناس تک پڑھتے ہیں یا حدیث شریک کا کچھ اور مطلب ہے اور اس ثواب سے کس قدر ثواب مراد ہے۔

---

(۱) پس محدث کا منصب حدیث کی روایت ہے اور تحریف کا امتیاز کرنا اس کے غیر سے اور غریب کی شرح کرنا اور عبارت کی دلالت جو اعتبار لغت ہوئی ہو۔

(۲) ابو بکر بن انباری نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین سے غریب قرآن اور اس کے مشکل پر بہت حجتیں شعر سے آئی ہیں حتیٰ کہ یہ کہا اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا انہوں نے گمان کرلیا کہ ہم نے شعر کو قرآن کے لئے اصل قرار دیا ہے بلکہ ہم نے ارادہ کرلیا ہے قران کے غریب حرف کو شعر سے ظاہر کرنا۔

(۳) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ شعر دیوان عرب ہے جب ہم پر قرآن کا حرف جس کو اللہ تعالیٰ نے لغت عرب میں اتارا ہے پوشیدہ ہو جائے تو ہم نے دیوان عرب کو دیکھا تو ہم نے اس کی معرفت وہاں سے حاصل کی عکرمہ کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے کوئی غریب قرآن پوچھو تو اس کو شعر میں تلاش کرو کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے۔

(جواب) جو تمام قرآن پڑھے گا اس کا ثواب بے نہایت ہے مگر ثواب ایک اصل ثواب ہے ایک انعام ہے معنی یہ ہیں کہ قل ہو اللہ تین بار کا انعام اصل ثواب تمام قرآن کے برابر ہے۔

سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کا سبب

(سوال) شروع سورۂ توبہ میں بسم اللہ شریف نہ ہونے کا کیا سبب ہے یا سورہ توبہ اور سورۂ انفال ایک سورۃ ہیں تو اس صورت میں فاصلہ کیوں ہے اور نام ان کے علیحدہ علیحدہ کیوں مقرر ہوئے اور اگر دو ہیں تو بسم اللہ شریف اس پر کیوں نہیں لکھی گئی اس واسطے کہ شروع ہر سورۃ پر بسم اللہ شریف ضرور ہوتی ہے اور اگر کوئی بسم اللہ شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں اور جواز مع الکراہت ہے یا بدون کراہت اور بعض شخص جو بوقت شروع سورۂ توبہ کے یہ دعا پڑھتے ہیں یہ ثابت بالسنت ہے یا نہیں اور وہ یہ ہے۔ اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار والعزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین۔ (۱)

(جواب) حدیث ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ انفال اول نازل ہوئی تھی اور توبہ اخیر میں اور آپ علیہ الصلوٰۃ نے یہ نہ فرمایا کہ دو سورتیں ہیں یا ایک اور قصہ دونوں کا شبیہ تھا۔ لہذا بسم اللہ توبہ پر نہ لکھی کہ شاید انفال کا جزو ہو اور جمع بھی نہ کیا کہ شاید دو سورتیں ہوں لہذا فصل بلا تسمیہ کے کر دیا ہے اور بسم اللہ اگر کوئی اس پر پڑھے بلا کراہت درست ہے اور جو معمول بعض کا ہے کہ بجائے تسمیہ کے اعوذ مذکور سوال پڑھتے ہیں اس کی کوئی اصل معتد بہا نہیں اور دوسری روایت جو حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں وہ چنداں معتبر نہیں وجہ تسمیہ نہ لکھنے کی جو حضرت عثمانؓ سے نقل ہوئی معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجدد کا مطلب

(سوال) اس حدیث ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا رواہ ابوداؤد۔ (۲) میں مراد شروع صدی ہے یا آخر اور علامات مجدد کی کیا ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانا جاوے اور تمام دنیا میں ایک ہی مجدد ہوا ہے یا جگہ جگہ جہاں ضرورت تجدید کی ہو اور اس کے نام

---

(۱) میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں آگ سے اور کفار کے شر سے اور جبار کے غضب سے اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے۔

(۲) بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایک مجدد کو مبعوث فرمائیں گے جو اس کے لئے اس کے دینی معاملات کی تجدید کرے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

میں احمد یا محمد ہونا بھی ضروری ہے یا نہیں اور اس ۱۳۰۰ھ تک کو کون کون مجدد اور کہاں کہاں ہوئے اور صدی حال کا کون مجدد اور کہاں ہے مفصل ارقام فرماویں۔

(جواب) راس سر کو کہتے ہیں لہذا مجدد شروع صدی میں ہووے گا مگر جو شروع صدی ہے وہ آخر پہلی صدی کا بھی ہے بایں اعتبار اس کو کوئی آخر کہہ دیوے تو ہوسکتا ہے ورنہ جس صدی میں ہووے گا اس کی ابتداء میں ہووے گا تا کہ آخر تک تجدید کا اثر رہے اور علامت اس کی یہی ہے کہ اس کی تقریر تحریر سے اور سعی اور کوشش سے بدعات رفع ہوویں سنت کا شیوع اور مردہ سنن کا احیاء ہووے اور احمد یا محمد ہونا اس کے نام میں ضرور نہیں نہ کسی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے اور ان کا علی التعیین جاننا محقق نہیں ہوا اپنے ظن وتخمین سے بعض علماء نے جس کو عالم محقق دیکھا مجدد اس کو ٹھہرالیا۔ چنانچہ بعد رسول اللہ ﷺ کے تمامی صدی اول پر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اکثر لوگوں نے لکھا ہے دوسری کی تمامی پر کسی نے شافعی رحمۃ اللہ کو کہا کسی نے دوسرے کو کہا علی ہذا مگر کوئی محقق قول نہیں اور جلال الدین سیوطی نے کچھ اس میں لکھا ہے بندہ کے نزدیک وہ قول اسلم ہے جس نے یہ کہا کہ مجدد صدی کا ایک عالم ہونا ضروری نہیں ہر وقت میں دو چار دس، بیس، پچاس ہوگا۔ مجموعہ ہو یا ایک ہو لہذا بعد ہر صد سال کے جماعت متفرقہ عالم میں ہوتی ہے اور سب کی سعی اصلاح دین میں ہوتی ہے ان کو بقدر اپنے علم ورتبہ کے حصہ تجدید کا ملتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ مگر کسی کو مقرر معین نہیں کہہ سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تحقیقۃ الحال۔

کتے کے ہونے پر فرشتے کا مکان میں داخل نہ ہونا

(سوال) حدیث میں جو وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس میں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا اس سے کیا مراد ہے۔

(جواب) اس کتے سے وہ مراد ہے جو حفاظت کا نہ ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث اوّل ما خلق اللہ نوری ولولاک لما خلقت الافلاک

(سوال) اول ما خلق اللہ نوری (۱) اور لولاک لما خلقت الا فلاک. (۲) یہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں یا وضعی۔ زید ان کو وضعی بتلاتا ہے فقط بینوا توجروا۔

---

(۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا کیا تھا وہ میرا نور تھا۔
(۲) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا۔

(جواب) یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہے مگر شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اول ماخلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

استغفار کا مطلب

(سوال) شرح شریف میں جابجا اس کی تاکید و ترغیب ہے اب سوال یہ ہے کہ مراد استغفار سے کیا ہے یا توبہ مراد ہے اور توبہ اور استغفار ایک ہی چیز ہے یا غیر اور جو لوگ کہ گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اور کبائر و صغائر میں مبتلا ہیں۔ وہ اگر استغفار کریں تو کس طور سے کریں اور کس نیت سے کریں اور ان کو فوائد اور فضائل استغفار کیسے حاصل ہوں یا بغیر توبہ کے استغفار صحیح نہیں اور فضائل اور نتائج۔ اس کے بغیر توبہ حاصل نہیں ہوتی اور استغفار فقط بہ ندامت معاصی بغیر توبہ کامل کے کافی ہوگی یا نہیں اور استغفار کفار کی کہ قرآن شریف میں وارد ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ ما کان اللہ معذبھم وھو یستغفرون .(۱)...... آیا توبہ کفر سے مراد ہے فقط۔

(جواب) توبہ اور استغفار ایک شئے ہے توبہ کے معنی رجوع کرنا اپنی تقصیر سے اور نادم ہونا اور استغفار کے معنی بخشش چاہنا اپنی تقصیر سے یہ بھی رجوع ہی ہے پس توبہ ہی کہنا مثلاً ندامت فعل کے ساتھ یا استغفر اللہ کہنا یا کوئی کلمہ کہنا جس کے معنی یہ ہوں یا دل میں نادم و شرمندہ ہونا یہ سب توبہ و استغفار و ندامت ہے پس جس لفظ سے اور جس عبارت و زبان سے چاہے کہے مگر ندامت اپنے فعل پر اور پھر اس کو نہ کرنا مصمم ہو پس یہ ہی توبہ اور یہ ہی استغفار۔ اور اس کا ہی ثواب ہے اور آیت قرآن میں جو وھم یستغفرون وارد ہے اس کی تاویل میں چند اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ کفار قریش طواف کرتے ہوئے غفرانک کہا کرتے تھے۔ پس ان کا مطلب غفران بعض اور امور سے تھا جن کو وہ برا جانتے تھے۔ اگر اپنے کفر سے مغفرت چاہتے تو مسلمان ہی ہو جاتے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت

(سوال) حدیث اصحابی کالنجوم الخ کیا عندالمحدثین موضوع ہے اگر نہیں ہے تو یہ کہنا کہ یہ حدیث جھوٹی بناوٹی ایک زٹل ہے اور بے دینی او بدمذہبی ہے گستاخی نسبت حدیث اور گناہ ہے یا نہیں۔

---

(۱) اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں جب کہ وہ مغفرت طلب کرتے ہیں۔

(جواب) یہ حدیث موضوع نہیں اور اس کی تائید دوسری حدیث سے موجود ہے اختلاف امتی رحمۃ پس گستاخانہ کلام کرنا خود جرأت حصہ بددینی کا ہے اور تبادیل کہنا گناہ نہیں زٹل کہنا اس کا اگر فسق ہو تو عجب نہیں کہ بیبا کی نسبت حدیث کے ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہتر فرقہ کی بحث

(سوال) کتاب سفر السعادت میں خاتمہ الکتاب احکامات متفرقہ کے آخر میں لکھا ہے در باب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نشدہ۔(۱) اس کا کیا مطلب ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ حدیث میں ہے کہ اس امت کے بہتر ۷۲ فرقے ناری ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی ہوگا اس کی اصلیت ہے یا نہیں اور مضمون سفر السعادت کو اس مشہور بات سے کچھ تخالف ہے یا نہیں اگر تخالف ہے تو اس کی کیا وجہ ہے فقط۔

(جواب) صاحب سفر السعادت نے جو تحریر کیا ہے اس کا مفصل جواب شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب شرح سفر السعادت میں دیا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ ترمذی و ابوداؤد وغیرہ میں ثابت ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم اگر ضرورت ہو تو شرح سفر السعادت میں دیکھ لو فقط۔

امام زمانہ کی معرفت

(سوال) حدیث میں جس امام زمان کی معرفت کی تاکید ہے اس سے کیا مراد ہے اگر سلطان ہے تو پہچاننا مشکل ہے اور اگر پیر طریقت ہے تو وہ مریدوں کا امام ہے نہ زمانہ کا لہذا معلوم ہونا چاہئے۔

(جواب) ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک حاکم ہوتا ہے اگر ہو تو اس کا جاننا ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو نہ وہ ہے نہ جانا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کی رضامندی کا مطلب

(سوال) ایک روایت بطور حدیث قدسی کے اس ملک میں مشہور ہے اور بعضے علماء کو دیکھا ہے کہ خطبہ میں بھی پڑھتے تھے۔ اور بعضے رسالوں میں بھی اس کو دیکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ تکمیل الایمان تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں بھی تحت مسئلہ شفاعت مندرج ہے مگر

---

(۱) امت کے بہتر ۷۲ فرقوں سے تفریق ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔

کسی جگہ اس کی سند نہیں دیکھی گئی۔ اور نہ کسی کتاب حدیث شریف سے منقول پایا اور وہ روایت یہ ہے۔ **همه خلق رضائی من طلبند ای محمد صلی اللہ علیه وسلم ومن رضائی تو طلبم کلهم من لدن العرش الی تحت الا رضین یطلبون رضائی وانا اطلب رضاء ک یا محمد صلی اللہ علیه وسلم** .(۱) یہ عبارت بعض خطیب سے سنی گئی ہے آیا یہ روایت معتبر ہے۔ یا غیر معتبر اور اس کے معنی کیا ہیں اور معنے میں اس کے مطابق شرع شریف کے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اس کی سند وصحت بندہ کو معلوم نہیں۔ اور جو اس کے معنی آیت **ولسوف یعطیک ربک فترضی**(۲) کے لئے جاویں تو معنے صحیح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شہد اور کلونجی کا حکم

(سوال) در بارہ شہد اور کلونجی کے جو مروی ہے کہ ہر مرض کی دوا اور شفاء ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) شہد میں شفاء کا ہونا تو ثابت ہے اور کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے معنی یہ ہیں اگر حق تعالیٰ چاہے تو شفا ہوتی ہے کہ ایسی خاصیت رکھی ہے موافقت کا ہونا شرط ہے۔

حالات قیامت پر بحث

(سوال) کتاب مقاصد الصالحین صفحہ ۳۶ میں ہے۔ نقل ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم کریں گے کہ تم دوزخ کی راہ گھیر کر کھڑے ہو جاؤ اگر کسی شخص کو میری امت سے دوزخ میں لے جائیں تو ہرگز نہ جانے دیجیو جب تک میں نہ پہنچوں اور عمر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا کہ تم میزان کے پاس جا کھڑے رہو اور خبردار ہو کہ اعمال میری امت کے اچھے تولے جاویں اگر کسی کا پلہ عبادت کا ہلکا ہو تو اس کا تولنا موقوف رہے جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ جب آنحضرت ﷺ خود تشریف لے جاویں گے حکم ہوگا کہ اس کی عبادت میرے رو برو وزن کرو فرشتے آپ کا حکم بجالائیں گے۔ جب تولنے کے وقت پلہ کسی کی عبادت کا سبکی کی

---

(۱) تمام مخلوق میری رضامندی طلب کرتے ہیں اے محمد ﷺ اور میں تیری رضا طلب کرتا ہوں اور سب عرش سے لے کر زمینوں کے نیچے تک رہنے والی میری رضا طلب کرتے ہوں اے محمد ﷺ۔

(۲) اور عنقریب تجھ کو تیرا خدا عطا فرمادے گا کہ اس سے تو راضی ہو جائے گا۔

طرف مائل ہوگا آپ دست مبارک سے اس پلہ کو دبا دیں گے کہ بھاری ہو جاوے گا تب فرشتوں کو حکم الٰہی پہنچے گا کہ اے فرشتو میرے دوست کے خلاف مرضی کوئی کام نہ کرنا کہ آج میں نے اس کو اختیار دیا ہے جو چاہے سو کرے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حوض کوثر پر مامور ہوں گے کہ سب سے پہلے میری امت سیراب ہو دے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دوزخ کے دروازے پر متعین کئے جائیں گے کہ کوئی امتی میرا دوزخ میں نہ جانے پائے جب تک میں نہ آ جاؤں اور آنحضرت ﷺ سایہ عرش میں جا کر اپنے عاصیان امت کی شفاعت میں مصروف ہوں گے اس حالت میں جبرائیل علیہ السلام سراسیمہ آپ کے پاس آئیں گے آپ ان سے سبب سراسیمگی کا پوچھیں گے وہ عرض کریں گے کہ یارسول اللہ ﷺ اس وقت میرا گزر دوزخ کی طرف ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ کی امت کا عذاب میں گرفتار ہے اور رو رو کر کہتا ہے کہ افسوس کوئی ایسا نہیں کہ میرا حال پیغمبر ﷺ سے عرض کرے اور آپ کو میری خبر دے اس کی فریاد میں میرا حال متغیر ہوا آپ یہ سن کر روتے ہوئے دوزخ کی طرف جائیں گے اور اس کو عذاب سے چھوڑائیں گے مالک کو حکم ہوگا کہ ہرگز میرے حبیب کے امورات میں دخل نہ دینا اور چون وچرا نہ کرنا بعد اس کے آنحضرت ﷺ میزان کے پاس تشریف لیجائیں گے اور اعمال کے تولنے والوں کو حکم دیں گے کہ اعمال میری امت کے اچھی طرح سے تولنا پھر کنارہ دوزخ پر جا کر فرمائیں گے کہ اے مالک اگر کوئی شخص میری امت کا آئے اس پر سخت نہ کیجیو جب تک کہ میں نہ آؤں آخر کو یہاں تک نوبت پہنچے گی جس شخص کو ملائکہ کے ہاتھ میں دیکھیں گے جناب باری میں عرض کریں گے اے بارخدا اس کو میری التماس سے بخش دے یا مجھ کو بھی اس کے ساتھ جانے کا حکم دے انتہیٰ۔ اے عزیز کچھ جانتے ہو کہ احکام الٰہی میں کیا کیا اسرار ہیں فقط لہذا اس کا پڑھنا اور اعتقاد کرنا ان روایات کا صحیح ہے یا غلط اور موضوع ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) عبارت مذکورہ بالا کا مضمون احادیث صحاح کے خلاف ہے لہذا غلط ہے اور یہ احادیث مذکورہ بالا موضوع ہیں اور واضع ان کا اور ان پر عقیدہ رکھنے والا داخل حدیث من کذب علی متعمد افلیتبوأ مقعده من النار ۔ (۱) اور ایسا شخص فاسق ہے اور اندیشہ کفر کا بھی اس پر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) جو شخص کہ مجھ پر عمداً جھوٹ کہے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

رجال کی بحث

(سوال) حدیث شریف لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد(۱) الحدیث کے تحت میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں قوله صلى الله عليه وسلم لا تشد الرحال اقول كان اهل الجاهلية يقصدون مواضع معظمة بزعمهم يزورونها يتبركون بها وفيه من التحريف والفساد مالا يخفى فساد النبى صلى الله عليه وسلم الفساد لئلا يلتحق غير اشعائر بالشعائر ولئلا يصير ذريعة لعبادة غير الله والحق عندى ان القبرو محل عبادة ولى من اولياء الله والطور كل ذالك سواء فى النهى. (۲)اور مصفی شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں تحت حدیث شریف مالک عن يزيد بن عبدالله بن الهاد عن محمد بن ابراهيم بن الحارث التيمى عن ابى سلمة بن عبدالرحمن عن ابى هريرة قال لقيت بصرة بن ابى بصرة الغفارى قال من اين اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادركتك قبل ان تخرج اليه ما خرجت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاتعمل المطى الا الى ثلثة مساجد الى مسجد الحرام والى مسجدى هذا والى مسجد ايليا او بيت المقدس بشك انتهى (۳) فرماتے ہیں مترجم گوید رضی اللہ عنہ وارضاہ تحقیق در نیجا آنست کہ در جاہلیت سفر میکردند بمواضع متبرکہ بزعم خویش پس آنحضرت ﷺ سد باب تحریف فرمود و سفر را برائے مواضع متبرکہ غیر مساجد بقصد خصوصیت تبرک باآں مواضع منع فرمود تا امر جاہلیت رواج نگیرد آیا نمی بینی کہ بصرہ غفاری نہی را شامل طور دانستہ وابو ہریرہ از طور منع

---

(۱) کجاوے سفر کے لئے نہ باندھے جائیں مگر تین مساجد کے لئے۔

(۲) نبی ﷺ کا ارشاد لا تشد الرحال اس کے متعلق کہتا ہوں کہ بزمانہ جاہلیت لوگ بزرگ مقامات کا قصد کیا کرتے تھے اور اپنے گمان سے ان کی زیارت اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے کیا کرتے تھے اور اس میں جو خرابیاں اور مفاسد ہیں مخفی نہیں ہیں تو نبی ﷺ نے اس فساد کو روک دیا تا کہ غیر شعائر شعائر کے ساتھ نہ مل جائیں اور تا کہ یہ غیر اللہ کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں اور سچ تو یہ ہے کہ میرے پاس قبر اور اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کی عبادت گاہ اور طور سب ممانعت میں یکساں ہیں۔

(۳) مالک نے یزید بن عبداللہ بن الہاد سے اور انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے اور وہ سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو میں نے کہا طور سے انہوں نے فرمایا کہ اگر میں تم کو جانے سے پہلے پالیتا تو نہ نکلتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تو سواری نہ کس مگر تین مساجد کے لئے۔ مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد ایلیا یا بیت المقدس (اس میں شک ہے راوی کو کہ آپ نے مسجد ایلیا کہا یا بیت المقدس کہا)

کرد۔(۱) واللہ اعلم انتہی اور ان کے خلف الصدق حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بحدیث شریف لاتشد الرحال تعلیقاً علی البخاری فرماتے ہیں والمستثنیٰ منہ المحذوف فی ھذا الحدیث اما جنس قریب او جنس بعیدفعلی الاول تقدیر الکلام لا تشدالرحال الی المساجد الا الی ثلثۃ مساجد وح ماسوی مسکوت عنہ وعلی الوجہ الثانی لا تشد الرحال الی مواضع یتقرب بہ الا الی ثلثۃ مساجد الی آخرہ فحینئذ شدا لرحال الی غیر المساجد الثلثۃ المعظم منھی عنہ بظاھر سیاق الحدیث ویؤیدہ ماروی ابو ھریرہ عن بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری حین راجع عن الطور وتمامہ فی الموطاوھذا الوجہ قوی من جھتہ مدلول حدیث بصرۃ واللہ اعلم بالصواب ۔ (۲)انتہی اور تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں واز ہمیں جا واضح شد سر تاکید بلیغ کہ حدیث شریف در نہی از زیارت قبور واز شد الرحال بسوئے موضع غیر از مساجد ثلثہ واز آنکہ قبور انبیاء را مساجد سازند دارد شدہ مدعا ہمیں ست کہ درین عمل اکثر جہال را اعتقادیکہ مشرکین را در بزرگان خود بہم رسیدست بہم میرسد وتوجہ الی اللہ محض باقی نماند مگر در پردہ حجاب آن ارواح انتہی ۔(۳) اور مولانا اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ بھی انہی کے قدم بقدم صراط مستقیم میں فرماتے ہیں۔ از انجملہ قصد بزیارات قبور آنہا است از جوانب واقطار زمین بہ کشیدن متاعب ومصائب اسفار ومقاسات آلام لیل ونہار واین اسفار ہم باوجودیکہ درآنکاب آن صعوبات می ورزند بر ظلمات شرک میکشد بوادی سخط ایزدی میرساند عوام این سفر را برابر بلکہ بہ بعض وجوہ بہتر از سفر حج میدانند وصورت احرام ومحرمان شنیدہ بعینہا یا بہ مثلہا بر

---

(۱) یہ فارسی عبارت دراصل اوپر کی عربی عبارتوں کا ترجمہ ہے۔

(۲) اور اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے جو یا تو جنس قریب ہے یا جنس بعید اگر جنس قریب ہے تو پھر تو جملہ کا یہ مطلب ہوا کہ مساجد کے لئے کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مساجد کے لئے اور ایسی صورت میں مساجد کے علاوہ مقامات سے سکوت کیا گیا ہے اور جنس بعید کی صورت میں معنی ہوں گے کہ ان مقامات کے لئے کجاوے نہ کسے جاویں جن سے تقرب مقصود ہو مگر تین مساجد کے لئے تو ایسی صورت میں ان تین بڑی مساجد کے علاوہ جملہ مقامات ممنوع ہوں گے ظاہرا سیاق حدیث کے لحاظ سے اور اسی کی تائید ابو ہریرہؓ کی روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے بصرہ بن ابی بصرۃ الغفاری سے روایت کی ہے جب کہ وہ طور سے لوٹے تھے اور پوری حدیث موطا میں ہے اور یہ وجہ بہت قوی ہے حدیث بصرہ کے مدلول کی طرف سے واللہ اعلم بالصواب۔

(۳) اور اسی جگہ سے واضح ہوتا ہے راز تاکید بلیغ کا جو حدیث شریف میں زیارت قبور سے ممانعت کے بارے میں آیا ہے شد رحال جو اس مقام کے لئے جو تینوں مساجد کے علاوہ ہو اور انبیاء کی ان قبروں سے علاوہ ہو جن کو مساجد بنایا گیا ہو وارد ہے) اس سے مدعا یہی ہے کہ اس عمل سے اکثر جہال کو جو اعتقاد کہ مشرکین کو اپنے بزرگوں کے متعلق حاصل ہوا ہے بہم پہنچتا ہے اور توجہ الی اللہ محض باقی نہیں رہتی ہے مگر در پردہ ان ارواح کے حجاب میں۔

خودمی بندند وعلاوہ برآن قیود زائدہ واہیہ خود آن مسافران بدانجام در سفر و تمام متعلقان ایشان در حضر التزام میکنند القصہ اگرچہ ارباب بواطن صافیہ راقطع منازل سفر بسوئے قبور اہل اللہ منفعتے قلیلہ می بخشد لیکن بعوام مومنین آنقدر مضرتے عظیمہ میرساند کہ خارج از بیان است۔ پس لابد ہمہ خواص وعوام رالازم است کہ ازین امر بالکل اعراض کردہ آنرانسیاً منسیاً سازند انتہی۔(۱) اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی مأتہ مسائل میں اسی روش پر چلے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں درین مسئلہ علماء رااختلاف است۔ بعضے جائز داشتہ وبعضے حرام نوشتہ چنانچہ در قسطلانی شرح صحیح بخاری وترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مرقوم ومسطور است وفی ترجمۃ الشیخ الموصوف ہکذا امامسافرت برائے زیارت قبور صالحین ورسیدن بمواضع متبرکہ خلاف است بعضے مباح دارند وبعضے حرام گویند انتہیٰ۔(۲) وفی القسطلانی واختلف فی شد الرحال الی غیرھا کالذھاب الی زیارت الصالحین احیاء وامواتا والمواضع الفاضلۃ للصلوٰۃ فیھا والتبرک بھا فقال ابو محمد الجونی یحرم عملا بظاھر الحدیث واختارہ قاضی حسین وقال بہ القاضی عیاض وطائفۃ والصحیح عند امام الحرمین وغیرہ من الشافعیۃ الجواز۔ انتھیٰ وفی شرح المشکوٰۃ لملا علی قاری ذھب بعض العلماء الی الاستدلال بہ علی المنع من الرحلۃ لزیادۃ المشاھدۃ وقبور العلماء الصالحین ۔(۳)..... بعدہ عبارت حجۃ اللہ البالغہ نقل استدلال

---

(۱) منجملہ ان کے ان بزرگوں کے قبروں کی زیارت کا قصد ہے زمین کی ہر جہت وسمت سے سفروں کی مصیبتیں اور مشقتیں جو برداشت کرے اور رات دن کے رنج ودکھ کے قیاسات کے ساتھ اور یہ سفر بھی باوجودیکہ اس کے کرنے میں بہت تکالیف اٹھاتے ہیں ان کو شرک کی ظلمات میں کھینچ لے جاتا ہے اور ناراضگی خدا کے جنگل میں پہنچادیتا ہے عوام اس سفر کو برابر بلکہ بعض وجہ سے سفر حج سے بہتر جانتے ہیں اور صورت حرام کی اور محرموں کی سن کر یا نہ سن کر بعینہ یا اسی کے مثل باندھ لیتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور قیود کا جو زاید اور لغو ہوتی ہیں وہ مسافران بدانجام سفر میں اپنے اوپر اور اپنے تمام متعلقین پر قیام کی حالت میں لازم مقرر کرلیتے ہیں حاصل کلام یہ کہ صاف باطن والوں کو اگرچہ اہل اللہ کے قبور کی طرف سفر کرنے کے لئے قطع منازل کرنا قلیل نفع بخشتا ہے لیکن عام مسلمانوں کو اس قدر نقصان پہنچاتا ہے کہ خارج از بیان ہے لہٰذا جملہ خاص وعام کو لازم ہے کہ اس امر سے بالکل اعراض کرکے اس کو نسیاً منسیاً کردیں۔

(۲) اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض جائز اور بعض حرام لکھتے ہیں چنانچہ قسطلانی شرح صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں مرقوم ومسطور ہے۔ اور شیخ موصوف کے ترجمہ میں اسی طرح ہے صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور متبرک مقامات پر پہنچنا اس میں اختلاف ہے بعض مباح رکھتے ہیں اور بعض حرام کہتے ہیں۔

(۳) قسطلانی میں ہے کہ اس کے علاوہ مقامات کے جانے کے لئے کجاوے کسنا جیسے کہ صالحین کی زندگی یا ان کی موت پر ان کی زیارت کے لئے جانا اور متبرک مقامات پر وہاں عبادت کرنے کے لئے جانا اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے جانا تو اس کے متعلق ابو محمد جونی کہتے ہیں کہ بظاہر حدیث پر عمل کرنے کے لحاظ سے حرام ہے اور اسی کو قاضی حسین نے اختیار کیا ہے اور اس کو قاضی عیاض نے اور ایک جماعت نے اختیار کیا ہے اور امام حرمین وغیرہ شوافع کے پاس صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

میں فرمائی ہے اور مولانا سید احمد حاشیہ مأتہ المسائل میں فرماتے ہیں دریں زمانہ کہ ما در انیم شد رحال یعنی مسافرت نمودن برائے زیارت قبور بزرگان عبارت ازاں شدہ است کہ قافلہ مثل حاجیان جمع ساختہ واعلام ہدی گرفتہ در زمان معین ومقرر کہ اکثر قریب زمانہ موت صاحب آن قبری باشد بعد بستن جامہ مثل احرام وانداختن گلہا در گردن میروند واطفال خود را ہمراہ خودمی برند درانجا رفتہ بعد زیارت سرہائے اطفال خود را می تراشند و حجامت می کنند وجدادات نذر نیاز کہ قبل از رفتن اینجا بر خود واجب ولازم شمردہ اند مودی می سازند واین فعل را در عرف عام رفتن در چھڑی ہائے خواجہ جی ومدار صاحب وغیرہ گویند پس این قسم رفتن بدعتیست بد بلکہ اکثر مردمان مرتکب شرک ہم میشوند مولانا علیہ الرحمۃ کو جواب این سوال مع اختلاف آن ارقام فرمودہ اند صرف جواب آنست کہ برائے زیارت قبر از فاصلہ دور دراز آنجا مرتکب کدامی امور غیر مشروع نشود سید احمد ۱۲۔(۱) اب ان حضرات اکابرین نے دلائل مذکورہ سے استدلال منع پر فرمایا ہے۔ اور خود صحابہ نے بھی استدلال منع پر حدیث سے فرمایا گویا ان کے نزدیک معنی حدیث معین تھے بظاہر اس سے عمدہ دلیل کیا ہوگی جو رائے صحابہ ہوئی اور اگرچہ اختلاف یسیر کسی قاعدہ پر کرنے کی گنجائش کسی کو ہو مگر اولیٰ معنی حدیث صحابی کے ہوں گے اور نیز مصالح شرعیہ اسی پر مشتمل ہیں کہ جہلا کو دروازہ فساد کھلا ملے گا چنانچہ فضل رسول بدایونی نے آنحضرت اکابرین دہلی پر طعن وتشنیع بدزبانی کی ہے کہ قلب کو صدمہ ہوتا ہے اور سوائے صبر چارا نہیں لہذا گذارش فدویانہ کی جاتی ہے کہ جو رائے مسئلہ ہذا میں مناسب رائے حضور ہو اس سے مطلع فرمادیں کہ عملدرآمد اس کے مطابق کیا جاوے۔

(جواب) یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے دونوں جانب اکابر علماء ہیں اب اس میں فیصلہ ممکن نہیں آپ کو اختیار ہے کہ چاہے جس پر عمل کریں اور دوسری جانب طعن بھی نہ کریں مگر ہاں عرس کے مجمع میں جانا اور عوام کا اس میں غلو کرنا حرام ہے اور مانعین کی غرض بھی جہلا عوام کو روکنا اور سدباب تحریف کا

---

(۱) یہ زمانہ جس میں ہم ہیں "شد رحال" یعنی بزرگوں کے قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ قافلہ مثل حاجیوں کے جمع کر کے اور جھنڈے اور قربانیاں لے کر مقرر ومعین زمانے میں کہ یہ زمانہ اکثر اس صاحب قبر کی موت کے زمانہ سے نزدیک ہوتا ہے کپڑا مثل احرام کے باندھ کر اور پھول گردن میں ڈال کر جاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور وہاں جا کر زیارت کے بعد اپنے بچوں کے سروں کو منڈواتے ہیں اور حجامت بنواتے ہیں اور نذر ونیاز جو روانگی سے پہلے اپنے پر واجب ولازم کر چکے تھے ادا کرتے ہیں اور اس فعل کو عرف عام میں "خواجہ جی کی چھڑی میں جانا" "مدار صاحب کی چھڑی میں جانا" کہتے ہیں پس اس کا جانا بدعت ہے بلکہ اکثر لوگ شرک کے بھی مرتکب ہوجاتے ہیں مولانا علیہ رحمۃ کہ اس سوال کا جواب مع اس کے اختلاف کے لکھ چکے ہیں اس کا جواب صرف یہ ہے کہ زیارت قبر کے لئے دور دراز کے فاصلہ سے اس جگہ کسی امور غیر مشروع کا مرتکب نہیں ہوتا ہے سید احمد۔

ہی ہے تو صحیح ہے۔ بہر حال مسئلہ وہ ہی ہے جو لکھا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صلوٰۃ العاشقین

(سوال) چار رکعت وقت صبح کاذب کے رکعت اول میں بعد فاتحہ واخلاص کے یا اللہ سو ۱۰۰ بار رکعت دوم میں بعد الحمد واخلاص کے یا رحمٰن ۱۰۰ سو بار رکعت سوم میں بعد فاتحہ واخلاص کے یا رحیم ۱۰۰ سو بار رکعت چہارم میں بعد فاتحہ واخلاص یاد و دوسو ۲۰۰ بار پڑھنے سے مقرب خدا تعالیٰ کا ہوگا یہ نماز ایک کتاب میں لکھی ہے اور اس نماز کو صلوٰۃ العاشقین کہتے ہیں یہ نماز جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس صلوٰۃ کی سند کسی حدیث کی کتاب سے یا فقہ سے بندہ نے نہیں دیکھی۔

سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ

(سوال) سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ کا پڑتا تھا یا نہیں اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبد المالک بن عبد اللہ وحید سے انہوں نے ذکوان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا سنداس حدیث کی صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع ارقام فرمادیں۔
(جواب) یہ روایت کتب صحاح میں نہیں اور نوادر کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے نہ ابو عیسیٰ ترمذی کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عمارت پر خرچ کرنے کا مطلب

(سوال) اس حدیث ترمذی شریف النفقة کلها فی سبیل الله الا النباء فلا خیر فیه۔ (۱) میں مطلق بناء کو فلا خیر فیہ میں داخل فرمایا ہے مگر بعض بناء تو ضرورت پر مبنی ہوتی ہے اگر وہ بھی فلا خیر فیہ میں داخل ہوئی تو بڑی دشواری ہوگی یا بناء زائد از حاجت مراد ہوگی۔
(جواب) جو بنائے حاجت سے زیادہ ہو یہ حدیث اس میں وارد ہوئی ہے۔ جیسا بعض آدمیوں کو زائد از حاجت بناء کا شوق ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

معجزہ قدم شریف

(سوال) معجزہ قدم شریف یعنی سنگ موم ہو کر نقش قدم ہو جانا چنانچہ بکثرت دیکھا جاتا ہے کہ

(۱) تمام خرچ اللہ کی راہ میں ہیں بجز عمارت کے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

لوگ لئے پھرتے ہیں احادیث صحیحہ مستندہ سے ثابت ہے یا نہیں۔
(جواب) کتب احادیث سے تو اس کا پتہ نہیں چلتا البتہ قصیدہ ہمزیہ میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ نقش قدم کا ظاہر ہوا ہے لیکن آج کل جو لئے پھرتے ہیں ان کا اعتبار نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت مرزا جان جاناں کا مسلک

(سوال) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ میں ہے عجب است کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کہ محدثین بیانآن نمودہ اند و احوال رواۃ آن معلوم است و بچند واسطہ می رسد بہ نبی معصوم کہ خطارا بر آن راہ نیست و بزیادہ از دہ واسطہ می رسد بمجتہد کہ خطا وصواب از شان اوسط معمول گرویدہ است ربنالا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ (۱) اس عبارت کی وجہ سے وہ لوگ جو باوجود احادیث صحیحہ غیر منسوخ کے جس کی شہادت عندالمحدثین اہل فن ثابت ہوگئی ترک کرکے دیگر کتب واقوال پر کہ ان کا حال بضبط ناقلاں ثابت نہیں عمل کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب قدس سرہ کو غیر مقلد اور برا کہتے ہیں۔ یہ قول ان کا گناہ اور ناحق ہے یا نہیں اور عبارت مذکورہ صحیح ہے یا نہیں۔
(جواب) یہ عبارت صحیح ہے اور یہ حکم اس شخص کے لئے ہے کہ تمام احادیث کی صحت وسقم سے واقف ہو اور دلائل ائمہ مجتہدین اور فقہا سے بھی واقف ہو پس یہ عبارت کچھ غیر مقلدوں کو مفید نہیں اور اس عبارت کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد اور برا کہنے والا فاسق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

معجزہ کی حقیقت

(سوال) قرآن میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله** ۔ (۲) اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔ **ولن تجد لسنة الله تبدیلا ولن تجد لسنة الله تحویلا الخ**۔ (۳) فطرت وہی ہے جس پر خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو بنایا ہے اور خدا کی فطرت میں

---

(۱) تعجب ہے کہ حدیث صحیح جو منسوخ بھی نہیں جس کو محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کے راویوں کا حال بھی معلوم ہے اور وہ چند واسطوں سے نبی معصوم تک پہنچتی ہے جس میں خطا کو کوئی دخل نہیں ہے اس کو تو عمل میں نہیں لاتے ہیں اور فقہ کی روایت جس کو نقل کرنے والے قاضی و مفتی ہیں اور ان کے ضبط وعدل کا حال معلوم اور دس واسطہ سے زیادہ میں مجتہد تک پہنچتی ہے اور خطا وصواب واسطوں کا معمول بن گیا اے اللہ ہماری گرفت نہ فرما اگر ہم نے بھول کی یا خطا کی۔
(۲) اس قابلیت کا اتباع کرو جس قابلیت پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کر دیا ہے اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔
(۳) اور تم اللہ کی سنت میں نہ پاؤ گے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پاؤ گے۔

تبدیلی نہیں ہوگی اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ خدا کے طریقہ میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوگی اور خدا کا کلام اور وعدہ بالکل سچا ہے تو فطرت کے خلاف عصا کے اژدہا ہونے اور باکرہ کے بچہ پیدا ہونے اور ناقہ وغیرہ معجزات کا کیسے ظہور ہوا اگر یہ فرمادیں کہ خداوند تعالیٰ کو سب قدرت ہے تو ان آیات میں استثناء ہونا چاہئے تھا جیسا اکثر جگہ بعض جزئیات کو خداوند تعالیٰ نے استثناء فرمایا ہے ۔**لا خیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس** .(۱) تو ایسے ہی استثناء ہونا چاہئے تھا ورنہ معجزات انبیاء کا ثبوت دشوار ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کی دہنی طرف سے درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ ادھر میں خداوند رب العالمین ہوں، اس میں یہ تردد ہے کہ درخت میں ذات باری تعالیٰ نے حلول فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو یہ ندادی اور درخت ادنی مخلوقات میں سے ہے اور جو یہ خیال کیا جاوے کہ ذات باری تعالیٰ نے درخت میں جلوہ نہیں فرمایا بلکہ درخت کو حکم فرمایا کہ جس کی وجہ سے وہ بولنے لگا کیونکہ خداوند تعالیٰ کو سب قدرت ہے تو یہ فرمانا غلط ہو جائے گا کہ **انا اللّٰہ رب العالمین** .(۲) اور ظاہری اور حقیقی معنی کو چھوڑ کر تاویل پر کیسے اعتبار ہوگا۔

(۳) خداوند تعالیٰ کلام مجید میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ یہ قرآن مجید پہاڑ پر نازل کیا جائے تو پہاڑ خوف سے شق ہو جاتا اس میں تردد ہے کہ پہاڑ بے حس اور آدمی ظاہری اور باطنی حواس رکھتا ہے جس کے اندر خوف کا مادہ بھرا ہوا ہے اس کو جنبش تک نہ ہو سو یہ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمادیا اس کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے دے کر اطمینان فرمادیں۔

(جواب) **واللہ الموفق للصواب فطرة اللہ التی فطر الناس الایة** اس آیت کے اگر یہی معنی ہوں جو سائل نے سمجھے ہیں تو مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پیدائش کو کوئی متغیر نہیں کرسکتا مگر خدائے تعالیٰ جل شانہ خود اپنی خلق کو جس طرح چاہے متغیر کرسکتا ہے اور معجزہ بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے بسبیل خرق عادت ہوتا ہے کوئی مستقل طور پر اس کے اصدار پر قادر نہیں نبی کو بھی اس کے اصدار پر بالکلیہ وبالاستقلال قدرت نہیں ہوتی لہذا عصا کا اژدہا ہونا پہاڑ سے ناقہ کا پیدا ہونا وغیرہ امور یہ سب خدائے تعالیٰ ہی کا بدلا ہوا ہے پس اس پر کچھ اشکال نہیں دیکھو حق تعالیٰ بیضہ پیدا کرتا ہے اگر اس کو توڑ کر دیکھیں تو اس میں زردی وسفیدی ہوتی ہے۔ پھر وہی اس کو خون بنا کر

---

(۱) ان کی بہت سے سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جس نے صدقہ کا حکم دیا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے کا۔

(۲) میں ہی اللہ ہوں جو رب العالمین ہے۔

اس میں سے بچہ پیدا کرتا ہے ایسے ہی نطفہ سے آدمی بلکہ بہت سے تغیرات پر باذن اللہ تعالیٰ آدمی بھی قادر ہوتا ہے۔ جیسے کسی شئے کو جلا کر راکھ بنا لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ جملہ تغیرات باذنہ تعالیٰ ظہور پذیر ہیں پس ان تبدیلات کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے کہ جس کے فہم سے اصلاً بہرہ نہ ہو اور آیت شریفہ میں ہرگز یہ معنی مراد نہیں ہیں۔

(۲) کلام مذکور درخت کی جہت سے اور درخت میں سے اگر آیا ہو تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ شجر متکلم ہو مثلاً اگر کوئی شخص دیوار کے پیچھے سے یا پردہ کی آڑ سے یا تابدان میں آواز دے تو ظاہر ہے کہ آواز ان اشیاء میں سے ہو کر نکلے گی مگر اس سے وہ آواز اس شے میں سے نکلی ہے کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دیوار اور کپڑا اور تابدان متکلم ہیں متکلم تو وہی ہے کہ جس سے اصدار کلام کا ہوا ہے اور جس کے ساتھ یہ صفت قائم ہے نہ کہ وہ دیوار اور پردہ اور تابدان پس اسی طرح یہاں بھی متکلم جناب باری تعالیٰ عز اسمہ ہیں اور جانب وجہت صدور نہ آواز شجرہ ہے، اس سے شبہ حلول یا یہ شبہ کہ وہ جو شجرہ مدعی الوہیت ہو سراسر نادانی ہے۔

(۳) **لو انزلنا هذا القران على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله.** (۱) اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے احکام قرآنی بشر پر نازل ہوئے ہیں اگر یہ حکم جبل پر نازل ہوتا اور اس کو مکلف بنایا جاتا تو اس کا خشیۂ باری تعالیٰ سے یہ حال ہوتا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پس انسان باوجودیکہ احساس وادراک میں اس سے بہت زیادہ ہے مگر اس کو اس قدر غفلت ہے کہ اصلاح اثر نہیں ہوتا اس پر یہ استبعاد کہ انسان پر باوجود حواس عشرہ ظاہریہ وباطنیہ کے اثر نہیں ہوتا بے محل ہے اس لئے کہ اگر انسان پر غفلت وقساوت کا پردہ نہ ڈالا جاتا تو بے شک وہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتا مگر چونکہ اس میں جبل کے برخلاف شہوات وغیرہ کو غالب کر دیا ہے اس لئے وہ برداشت کر دیتا ہے اور جب قساوت وغفلت کم ہو جاتی ہے تو انسان کی بھی حالت قابو میں نہیں رہتی چنانچہ بہت سے اکابر کے حالات اس قسم کے مشہور ہیں کہ قرآن شریف سن کر ان کا کیا حال ہوا حتیٰ کہ بہت سے اسی وقت مر گئے ہیں اور جن مقربان بارگاہ کو باوجود حضور قلب وحصول تدبیر وتفکر کے پھر بھی تغیر نہیں ہوتا تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو قوت واثبات واستقلال جو عطا ہوتا ہے اس کی برکت وسبب سے ہے اور یہ کہنا کہ جبل وغیرہ کو اصلا احساس نہیں ہے۔ اصول اسلامیہ کے خلاف ہے اور واقف حدیث نبویہ ان اشیاء میں ایک قسم کا ادراک واحساس سے انکار

---

(۱) اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ عاجزی کرنے والا ہوتا۔ اور اللہ کے خوف سے پارہ پارہ ہو جاتا۔

نہ کرے گا حق تعالیٰ نے ان جملہ اشیاء میں ایک قسم کا ادراک واحساس رکھا ہے اگر چہ وہ ادراک اس قسم کا نہ ہو کہ انسان وملائکہ وجن کو دیا گیا ہے۔ مگر وہ...... اپنے اس نوع ادراک سے بوجہ اپنی قوت وحشیہ کے اور نہ ہونے قساوت کے اور نہ ہونے اس قوت کے جو خواص بشر میں رکھی گئی ہے اگر اس پر قرآن شریف نازل کیا جاتا تو ہرگز اس کی برداشت نہ کرتا اور بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر جبل کو ادراک دیا جاتا جو انسان کو دیا گیا ہے تب اس کا یہ حال ہوتا پس اگر یہ معنی لئے جاویں تب تو کوئی اشکال ہی وارد نہیں ہوتا اور بندہ بوجہ معذوری چشما کے بسط جواب سے معذور بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

پان کھانا

(سوال) پان کھانا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ پان کھانے کی بہت تعریف حضرت ﷺ نے فرمائی ہے قول زید صحیح ہے یا غلط ہے۔

(جواب) جو شخص پان کھانے کی فضیلت آنحضرت ﷺ کے قول سے ثابت بتاتا ہو وہ بڑا جاہل بلکہ بے دین ہے اس کی بات بھی نہ سننا چاہئے۔

عمارت کو بلند نہ بنانے کا مطلب

(سوال) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ چھ گز سے زیادہ تعمیر کو بلند کرنا حدیث میں بالصراحت منع آیا ہے چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک گول گھر بلند بنایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے سلام علیک ترک کر دیا بعدہٗ ان صحابی نے وہ مکان گرا دیا تو حضرت ﷺ خوش ہو گئے لہذا اصل مسئلہ فرما دیجئے۔

(جواب) ضرورت سے زیادہ تعمیر موجب باز پرس ہے اور باعث خسارہ آخرت بھی ہے اور اصحابہ سے ایسا فعل اور بھی زیادہ بعید اس لئے حضرت ﷺ ناراض ہوئے چھ گز کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ مدار جواز حاجت ہے فقط۔

صدقہ کھانے سے دل پر اثر

(سوال) طعام المیت یمیت القلب طعام المریض یمرض القلب. (۱) حدیث ہے

---

(۱) میت کا کھانا دل کو مار دیتا ہے اور بیمار کا کھانا دل کو بیمار ڈال دیتا ہے۔

یا قول طعام ایصال ثواب مثل یازدہم غوث الاعظم یا برسی وششماہی وغیرہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یا بلا قیود یوم وغیرہ طعام ایصال ثواب کے واسطے تیار کیا جاوے تو اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریما یا تنزیہا یا جائز خصوصاً ذاکرین شاغلین کے حق میں کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ قول ہے اور یازدہم کا طعام بھی ایسا ہی ہے سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا موجب اماتت قلب ہے فقط۔

غرامت مال کا مطلب

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ غرامت مال کا حدیثوں میں جہاں مذکور ہے محشی اسے منسوخ لکھتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ اس کا ناسخ کیا ہے اور ناسخ میں اتنی قوت ہے کہ ان احادیث ثلثہ ثابت کو اس کے مقابلہ کی کہہ سکیں۔ مشہور یوں ہے کہ اگر شخص اکیلا گھر میں نماز پڑھے اور پھر مسجد میں جماعت سے نماز مل جاوے تو ظہر وعشا میں شریک جماعت ہو جاوے اور صبح وعصر اور مغرب میں شریک نہ ہو حالانکہ ابوداؤد شریف میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں حضرت ﷺ کی خفگی کی وجہ صبح کی جماعت میں شریک نہ ہونا ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔ فقط

(جواب) غرامت مالی ابتداء اسلام میں تھی پھر حکم ہو گیا **لا یحل مال احد الا باذنہ او کما قال** یہ اس کا ناسخ ہے اور اس مسئلہ کو طحطاوی نے لکھا ہے تمہ دد یکھ لینا اور اس پر اجماع بھی ہے اور ابوداؤد شریف میں جو حدیث وارد ہوئی ہے وہ صبح کے وقت میں ہوئی کہ صبح کے وقت کی ادا کو آپ نے نہی فرمایا اگرچہ عتاب کا لفظ عام اور بعد صلوٰۃ صبح کے نوافل کی ممانعت عموماً ہے وہ اس کی ناسخ بھی ہو سکتی ہے مگر یہاں ناسخ کی حاجت نہیں کہ عتاب بوجہ عدم شرکت کے تھا اور بعد معلوم ہونے کے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں آپ نے اس وقت کی نماز میں کچھ نہیں فرمایا بلکہ کلیۃ یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کے آیا کرے نماز میں شریک ہو جاوے چونکہ اس وقت کے نفلوں کی ممانعت پہلے ہی ہو چکی تھی لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصریح نہیں فرمائی اور نہ یہ فرمایا کہ اگرچہ تم پڑھ کر آئے تھے تم کو شریک ہونا تھا بلکہ کلیۃً مسئلہ بیان فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کے آوے شریک جماعت ہو جاوے متنفلاً اسی واسطے عبداللہ بن عمر عصر کی نماز میں شریک نہیں ہوتے تھے کہ صحابہ اس استثناء سے مطلع تھے فقط والسلام۔

تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا

(سوال) تین دن سے کم قرآن کو ختم کی کراہت حدیث ترمذی سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر بعض اکابر فقہاء سے یہ امر ثابت ہے اس سے کیا مراد ہے۔

(جواب) کراہت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ ہے کہ ایسے پڑھنے میں افہام نہیں ہوتا مگر پڑھنے میں ثواب بلا کراہت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات

بسم اللہ کو جہر سے تراویح میں پڑھنا

(سوال) (۱) عاصم قاری کے نزدیک جن کی قرأۃ ہندوستان میں پڑھی جاتی ہے اور تمام قرآن مطبوعہ اسی کے موافق ہیں۔ بسم اللہ ہر ہر سورۃ کا جزو ہے لہذا ان کے نزدیک ہر سورۃ کے اوپر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ ایک آیت قرآن شریف کی ہے اس کو کسی ایک جگہ جہر سے پڑھ دینا چاہئے سوائے سورۂ نحل کے پس جولوگ کہ مذہب حنفیہ کی رعایت رکھتے ہیں وہ بسم اللہ کو ایک بار پکار کر پڑھ لیتے ہیں سوائے سورۂ نحل کے کیونکہ یہ بسم اللہ کسی سورۃ کا جزو نہیں مستقل آیت ہے امام صاحب کے نزدیک پس برعایت مذہب حنفیہ جس سورۃ کے ساتھ چاہے اس کو پڑھ لیوے۔ کوئی قید نہیں کہ اور اگر رعایت قاری عاصم کی منظور ہے تو ہر ہر سورۃ کے اوپر بجہر پڑھنا چاہئے درصورت مذہب حنفیہ کوئی احتیاط کی بات نہیں یکساں ہے۔

لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کا مطلب

(۲) مسئلۃ. لا صلوۃ الا بحضور القلب . (۱) میں حضور قلب مطلق واقع ہوا ہے اور مطلق کا قاعدہ ہے کہ اگر ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی اس کی پائی جاوے تو امتثال امر ہو جاتا ہے پس ادنیٰ حضور یہ ہے کہ نماز پڑھنا جانے اور تکبیر تحریمہ میں نیت نماز کی ہو اور ہر رکن میں یہ جان لے کہ فلاں رکن کرتا ہوں پس فرض ادا ہوا کہ مطلق حضور کی ادنیٰ فرد موجود ہے اسی طرح اگر اول سے آخر کسی رکن میں سو گیا تو رکن ادا نہیں ہوتا پس فرض نماز تو اس قدر حضور سے ادا ہوتی ہے اور کمال کی انتہا نہیں۔ والسلام۔

---

(۱) حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العلم

جو عالم بہ نیت وعظ میلہ میں جائے

(سوال) عالم کو بطور وعظ کے میلہ میں جانا مثل میلہ پیران کلیر کے درست ہے یا نہیں اور اس کی نیت وہاں جانے سے یہ ہے کہ وہاں جا کر مباحثہ مخالفان سے کرے۔

(جواب) میلہ میں جا کر عالم اگر سیر وتماشہ نہ کرے اور میلہ کی برائی بیان کرے اور لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کی ہدایت کرے تو درست ہے بلکہ بہتر وموجب ثواب ہے البتہ اگر وعظ وتماشہ دونوں کرے تو گنہگار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والدین کی اجازت کے بغیر طلب علم کے لئے سفر کرنا

(سوال) بلا اجازت والدین کے بطلب علم سفر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر علم فرض کی تعلیم کو باہر بدوں اذن والدین کے جاوے بشرطیکہ شہر میں حاصل نہیں ہوسکتا تو درست ہے ورنہ درست نہیں فقط۔

تقویٰ اور فتویٰ کا فرق

(سوال) تقویٰ کس کا حکم ہے اور فتویٰ کس کا حکم ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ اور ان دونوں میں سے ہم پر کس پر عمل کرنا فرض ہے۔

(جواب) فتویٰ یہ ہے کہ جس کو علماء نے بدلیل قرآن وحدیث جائز کہا اس پر عمل کرے اگرچہ بعض وجہ سے اس میں ممانعت بھی معلوم ہوتی ہو اور تقویٰ یہ کہ جہاں شبہ ہو اس کو بھی نہ کرے پہلی کو رخصت کہتے ہیں اور دوسری کو عزیمت دونوں حکم شرع کے ہی ہیں اور دونوں میں جس پر عمل کرے درست ہے رخصت سے باہر نہ نکلے اور تقویٰ کرے تو بڑا اجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبادت کا مطلب

(سوال) شرع شریف میں معنی عبادت کے کیا ہیں کہ جو سب افراد واقسام عبادت پر صادق

ہوویں اور معنی مشہور غایت التذلل لغایۃ التعظیم (۱) سب افراد پر بذہن ناقص شامل وصادق نہیں ہوتے اور امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معنی عبادت اطاعت لکھے ہیں رسالہ ایہا الولدین پس ایسے معنی ارشاد ہوویں کہ تمام امور حسنہ اور پسندیدہ شارع پر صادق آویں۔

(جواب) یہ حد سب عبادات پر صادق ہے کیونکہ مستحب میں بھی لوجہ اللہ ہی تذلل واطاعت ہوتا ہے۔

تقرب کا مطلب

(سوال) معنی تقرب کیا ہیں کہ جس کے کرنے سے واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے شرک لازم آتا ہے فقط۔

(جواب) معنی تقرب کے کسی سے نزدیکی واوّلیت حاصل کرنا کہ اس میں جملہ حوادث سے امن چاہے اور استقلالاً اس سے نفع چاہے۔

نماز میں حضور قلب رکھنے کا مطلب اور اس کا حکم

(سوال) مراد حضور نماز سے کیا ہے کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی اور وہ حضور فرض اور واجب ہے اور وہ کس قدر ہے۔ فقط

(جواب) مطلق حضور فرض ہے ادنیٰ اس کا یہ ہے کہ ان افعال کو جان کر کرے۔ فقط۔

قاضی جس جگہ نہ ہو وہاں حکم کے فیصلہ کا حکم

(سوال) مسئلہ جہاں قاضی شرعی نہ ہو تو وہ احکام جو قضا پر موقوف ہیں اگر باتفاق ہو تو مدعی خود اپنا حق بدون قلت وتجاوز کے لے سکتا ہے اگر دونوں اپنے اپنے زعم میں حق پر ہوں تو عرف واتفاق سے حکم ہوسکتا ہے مدعی کو اپنی حقیقت پر وثوق کامل نہیں تو بے تحکیم کچھ نہیں ہوسکتا۔

(جواب) جہاں قاضی نہ ہووے تو تحکیم سے جو بشرائط خود ہووے فیصلہ کرانا چاہئے اور حکم حَکَم مثل حکم قاضی کے ہووے گا مگر مدعی کو جس حق میں خود وثوق ہووے ایسی شئے کو بحکم حَکَم لینا بھی درست نہ ہوگا معہذا اگر تحکیم کرا کر مدعی نے لے لیا تو معاف کروالیویں ورنہ مال مشتبہ رہے گا اور ایسی صورت میں مدعی گناہ سے خالی نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) انتہائی تعظیم کے لئے انتہائی ذلت اختیار کرنا ہے۔

مناظرہ کرنے کی کس کو اجازت ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین حامیان شرع متین ان مسئلوں میں۔ اولاً یہ کہ رد کرنا کفار کا خصوصاً فی زمانہ جو کفرہ نے بمقابلہ اسلام تحریر وتقریر وطمع کو بشدت پیش کیا ہے تو اب اہل اسلام کو واسطے تکذیب کفرہ کے باوجود آزادگی بہ نسبت تنازع باہمی تحریراً وتقریراً کیا حکم ہے دوسرا یہ کہ بیان کرنا خوبی اصول اسلام وقباحت کفرہ مجمعوں میں اور بازاروں میں بطور وعظ بہ نسبت جلوس خلوتوں کے کیا حکم ہے سوئم یہ کہ باوجود لیاقت علمی و مالی بقدر وسعت امور مذکورہ بالا میں سعی نہ کرنے کا کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا۔

(جواب) جو شخص جملہ علوم شرعیہ سے بخوبی واقف اور دقائق عائدو کلام وحقائق اعمال و اخلاص سے بہمہ وجوہ نامور ہو اور فہم وذکا اور تدین سے مزین ہو اور مناظرہ وتردید کفر ایسی عمدہ طرح پر کر سکے کہ کسی وجہ سے اسلام پر کوئی حرف وعیب عائد نہ ہو اور خود تشکیک مخالفین میں ملوث نہ ہو جاوے تو ایسے شخص کو رد نصاریٰ ودیگر منکرین اسلام کا کرنا اور بازار و جامع میں حمایت وخوبی اسلام کا اظہار ووعظ کرنا درست ہے اور کتب مخالفین کو بھی دیکھنا جائز ہے اور جو کوئی ان شرائط مذکورہ سے مفقود ہو تو اس کام میں پڑنا سخت حرام ہے اور موجب فساد اسلام ہے اور جو شخص متحلی اس وصف مذکورہ بالا کا ہو تو اس کو یہ کام کرنا بہ بعض وجوہ اولیٰ خلوت سے ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ کوئی امر مذموم نہ رہے اس کے ساتھ مختلط نہ ہو ورنہ ہرگز حلال نہ ہووے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے معاملات کا حکم جس میں جواز وعدم جواز کا احتمال ہو

(سوال) مسئلہ جو معاملات ایک دلیل سے جائز دوسرے اعتبار سے ممتنع ہوں مثلاً اجارہ قرار دیں تو ناجائز ہے اور بیع سمجھیں تو جائز ہے اور کسی طرف نص صریح نہ ہو تو بنظر سہولت دلیل جواز اقویٰ واولیٰ ہے یا نہ۔

(جواب) اگر ایک عقد میں احتمال صحت وفساد دو جہت سے ہو سکے اگرچہ تصریح نہ ہووے تو حمل کرنا عقد صحیح پر چاہئے چنانچہ ہدایہ میں اکثر جا مذکور ہوا ہے باب الصرف میں ہے وانہ طریق متعین لتصحیحہ یحتمل علیہ تصحیحا لتصرفہ انتہی(۱) واللہ اعلم۔

---

(۱) اور اس کی صحت کا ایک طریقہ معین ہے جس پر اس کے تصرف کی صحت کا احتمال ہے۔

بضرورت ایسے قول پر عمل کرنے کا حکم جو غیر مفتی بہ ہو

(سوال) مسائل مختلفہ مجتہد فیھا میں غیر مفتی بہا پر عمل کرنا درجہ کراہت سے زیادہ نہیں ہوسکتا مگر گاہے گاہے حالت ضرورت میں غیر مفتی بہ یا غیر مقلد کی قول پر عمل کرنا کیسا ہے۔

(جواب) ضرورت کے وقت روایت غیر مفتی بہا پر اور مذہب غیر پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ اولیٰ نہیں خصوصاً اضطراری وعموم بلویٰ میں کذا فی ردالمحتار واللہ تعالیٰ اعلم۔

عالم بے عمل کی تعریف

(سوال) عالم بے عمل وہی ہے کہ اوروں کو بتائے اور آپ نہ کرے یا عالم بے عمل اور ہے یہ نہیں۔

(جواب) عالم بے عمل جو تلقین کرے اور خود خلاف شرع کرے اگر لوگوں کو وظائف نوافل تلقین کرے خود نہ کرے وہ برا نہیں مگر واجبات کو ترک کر کے ممنوعات کو کرے وہ عالم بے عمل ہوتا ہے۔

جہلاء سے بحث ومباحثہ کرنے کی غرض سے علم حاصل کرنا

(سوال) زید ایک معمولی سا مولوی ہے لوگوں سے مسائل متنازعہ فیہ میں گفتگو کر کے فساد کرتا ہے اور عوام اور جہلاء سے بلاوجہ بحث ومباحثہ کرتا ہے مسائل مختلف فیہ میں نہایت تشدد کرتا ہے چنانچہ عمرو سے جو ایک مبتدی طالب علم نفحۃ الیمن وغیرہ پڑھتا ہے مسئلہ رفع یدین فی الصلوٰۃ عند الرکوع میں گفتگو کی زید نے کہا رفع یدین عندرکوع ممنوع فی الحدیث ہے۔ عمرو نے جواب دیا نہیں بلکہ سنت ہے چنانچہ سبیل الرشاد میں رفع وعدم رفع کو سنت تحریر فرما کر عدم رفع کو راجح لکھا ہے ممنوع نہیں ہے اگر ممنوع فی الحدیث ہوتا تو سبیل الرشاد میں ضرور تحریر فرمایا جاتا تو زید نے اس کے جواب میں کہا میں کسی کا کلام نہیں مانتا اور چند کلمات سخت کہے۔ عمرو نے بھی اس کے جواب میں غصہ سے یہ کہا جو سنت کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے اس پر عمل کرنے کو ممنوع کہے وہ ملحد ہے لہذا عرض ہے جو طور سبیل الرشاد میں تحریر ہوا ہے یہی درست ہے یا رفع یدین مذکور ممنوع فی الحدیث ہے اور زید جو لوگوں کو ایسے الفاظ کہتا ہے اور کہلواتا اور لوگوں کو ورغلاتا ہے کس جرم کا مستحق ہے اور اس حدیث کا مصداق ہے یا نہیں **من طلب العلم لیجاری بہ العلماء**

ونیماری به السفهاء او یصرف به وجوه الناس الیه ادخله الله النار ۔ (۱)اور عمرو نے جو اس کے جواب میں ملحد کہا وہ کس درجہ کا گناہ ہے بینوا توجروا۔

(جواب) جو طور سبیل الرشاد میں مذکور ہے وہ ہی صحیح ہے احادیث صحیحہ سے دونوں امر ثابت ہیں کسی ایک کو ممنوع اور اس کے فعل کو ارتکاب منہی اور فعل منکر نہ کہنا چاہئے اور جو شخص ایسے کلمات کہے یا مجارات و ممارات کو مقصود تحصیل علم بناوے وہ سخت گستاخ بلکہ مستحق تعزیر ہے اور قابل تادیب فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نفس پرور عالم اور بدعتی صوفی میں کون افضل ہے

(سوال) جو عالم کہ خوب کھاوے اور خوب پہنے اور نماز میں جماعت کی پابندی بھی نہ کرے۔ چاہے جماعت ملے یا نہ ملے اپنے نفس کی خاطر مسائل کو تاویل کرے تو یہ عالم اچھا یا یہ صوفی بدعتی جید نزار حاجی وطفیچی مذکور الصدر اچھا فرمایئے۔

(جواب) میرے نزدیک یہ دونوں برے ہیں مگر عالم نفس پرور زیادہ بد ہے صوفی مبتدع سے کیونکہ اس کا گناہ لوگوں کو بہت نقصان دیتا ہے صوفی بدعتی کم نقصان دیتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تن پروری و کامرانی کرنے والا عالم

عالم کہ کامرانی و تن پرور کند
او خویشتن گم ست کرار ہبری کند۔(۱)

(سوال) یہ شعر واقعی سچ اور ٹھیک ہے یا صرف مضمون شاعری ہی ہے۔

(جواب) معنی شعر کے درست ہیں تن پروری یہ ہے کہ اپنے نفع دنیا کے واسطے خلاف شرع بھی کر لیوے۔ منہ دیکھ کر فتویٰ دیوے اور جو مباح کھانے پہننے میں موافق حکم شرع کے عمل کرے اور مباحات کا امر کرے وہ داخل شعر کے مضمون میں نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) جس نے علم اس نیت سے پڑھا کہ علماء سے بحث کرے یا جہلا پر فخر کرے یا لوگوں کا منہ اس علم کے ذریعہ اپنی طرف پھیرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔

(۱) جو عالم کہ تن پروری و کامرانی سے گزارتا ہے وہ خود گم ہے کس کی رہبری کرے گا۔

ملفوظات

جہلاء سے نہ الجھنا

(۱) جہلاء سے مت الجھنا وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد واعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا۔

حافظ قرآن باترجمہ وبلاترجمہ میں فرق، قرآن بھولنے کا گناہ

(۲) مسئلہ:۔ حافظ قرآن کے مدارج معہ ترجمہ میں زیادہ ہیں اور بلاترجمہ میں اس قدر نہیں ہیں اور بھول جانا سارے قرآن کا زیادہ گناہ ہے اور کم کا کم گناہ اور گناہ وہ بھولنا ہے جو اس بھولنے والے کی کم توجہی اور بے اعتنائی سے ہو اور اگر کسی مجبوری یا مرض سے ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خرق عادت

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اما خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملہ خود بنا بر تصدیق انبیاء علیہم السلام چیزے اظہار می نماید کہ صدور آں چیز بہ نسبت ایشاں ممتنع می نماید اگر چہ بہ نسبت دیگر کس ممتنع نمی باشد۔ تفصیلش آنکہ وجود بعضے اشیاء بحسب عادت اللہ موقوف می باشد بر براہم آمدن اسباب ادوات آں چیز پس کسیکہ ادوات وآلائش حاصل میدارد صدور چیز مذکور ازو خرق عادت نیست وکسیکہ ادوات مذکور حاصل نمیدارد البتہ صدور آن واز قبیل خرق عادت است مثلاً نوشتن بہ نسبت نویسندہ خرق عادت نیست وبہ نسبت امی خرق عادت وکشتن بسلاح خرق عادت نیست وبجرد ہمت ودعا خرق عادت پس ازین بیان واضح گشت کہ این معنی لازم نیست کہ ہر خرق عادت خارج از مطلق طاقت بشری باشد بلکہ ہمیں قدر لازم ست کہ نسبت صاحب خارقہ صدور آن خلاف عادت باشد بجہت فقدان ادوات وآلات بس بسیار چیز است کہ ظہور آن از مقبولیں حق از قبیل خرق عادت شمردن می شود حالانکہ امثال ہمان افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد پس وقتیکہ بر حاضران واقعہ این قدر ثابت باشد کہ صاحب خارق مہارت درفن یدارد بس لابد صدرو خارقہ مذکور علامت صدق او

قواند ابود لہذا نزول مائدہ از معجزات حضرت مسیح شمردہ می شود بخلاف آنچہ اہل سحر بسیارے راز اشیاء نفسیہ از جنس میوہ و شرینی باستعانت شیاطین حاضر می آرند و در دوستان و ہمنشینان خود آبان افتخار می نمایند۔ چون معنی خرق عادات واضح گشت لابد دریں مقام تامل باید نمود کہ خرق عادت چہ ا ظاہر میگردد و چگونہ ظاہر میشود اما اول پس باید دانست کہ ظہور خوارق بالذات از اسباب ہدایت نیست گو کہ در حق بعضے سعداء اتفاقاً سبب ہدایت گردد بلکہ ظہور آن بالذات برائے اتمام حجت واسکات مخالفین والزام مجادلین است الخ اما آنکہ چگونہ حادث میشود پس بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملۂ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب وغریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میغر باید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در وایجاد میغر مایدو اورا باظہار آن مامور مینماید حاشا وکلا قدرت تصرف در عالم تکون از خواص قدرت ربانی ست نہ انہ آثار قوت انسانی ۱۲۔ رسالہ منصب امامت تصنیف مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ از صفحہ ۳۱ تا صفحہ ۳۲ ترجمہ منصب امامت از صفحہ ۲۱ تا ۲۳۔ اما نزول برکت پس بیانش آنکہ چنانکہ حق جل وعلا بحکمت بالغہ خود جرم آفتاب راواسطہ اشراق عالم فرمودہ ودافع تاریکی قرار دادہ پس ہر چند انتشار نور در اطراف عالم واضمحلال ظلمت از روئے زمین محض از قدرت کاملۂ اوتعالیٰ است ہر کہ آفتاب را خالق نور قرار دہد ہر آئینہ کافر گردد العیاذ باللہ لیکن سنت اللہ بایں طریق جاری گردید کہ ہر گاہ آفتاب طلوع می کند۔ تمام عالم از انوار میشود روئے زمین از غبار ظلمت پاک میگردد ہمچنیں از یسلہ اکابر ایشان ملکی اند و بشر فلکی وجود ایشان آفتابے است کہ برداج چرخ ملکوت تابندہ قمرے است از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشیدۂ لابد ہمراہ نزول ایشان یک نورے از غیب الغیب بروز می فرماید کہ سبب اصلاح عالم وانتظام بنی آدم و باعث تقلب اوداردو تغیر اطوار میگردد پس آنچہ از تغیرات وتقلبات مذکورہ چہ در اقطار عالم واطوار بنی آدم حادث میگردد ہمہ از قدرت کاملہ ربانی است نہ از نتائج طاقت امکانی نہ اینکہ حق جل وعلا ایشان راقدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ و کاروبار بنی آدم بایشاں تفویض نمودہ پس ایشان بامر الٰہی قدرت خود صرف مینمایند واین تصرفات گونا گون وتغیرات بوقلمون در عالم کون بروئے کاری آرند کہ این اعتقاد شرک محض است و کفر بحث ہر کہ بجناب ایشان این عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بیشک مشرک مردود است و کافر مطرود بالجملہ تقدیر نزول الٰہی بنا بر وجاہت کسے یا دعا کسے از مقبولین امرے دیگر وصدور تصرفات کوئی از ہمان مقبول اگر چہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام است وثانی محض کفر ع ببین تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا۔'' ۱۲ رسالہ منصب امامت مذکور تصنیف

مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ در صفحہ ا۔ ترجمہ منصب امامت از ۶۳ تا ۶۴ فائدہ اگر خواہی کہ سر کار دریابی ہوش گرد آرد گوش بمن دار تنقیح مرام وتوضیح مقام موقوف بر بیان نکتہ است کہ فہمیدنی دارد وآن اینکہ قدرت واختیار چیزے عطا فرمودند وقوت اقتدار آن تفویض نمودن مفہومے دیگر است وفعل خالص خود در چیزے ظاہر کردن مضمونے دیگر مثلاً توان گفت کہ زید بقلم نوشت وفعل خالص خود کہ کتابت است در قلم ظاہر کرد ونمی توان گفت کہ زید قدرت واختیار حرکۃ وقوت واقتدار کتابت بقلم سپرد زیرا کہ قلم تا وقتیکہ مثل زید انسان نشود قدرت واختیار حرکۃ وقوت واقتدار از کتابت حاصل نمیتوان کرد وخاصۃ انسان بدست نتوں آورد۔ پس اگر کسے گوید کہ زید قلم را قدرت واختیار نوشتن داد وتفویض خاصہ خود نبواخت محصل کلامش ہمیں خواہد بود کہ زید قلم را انسان ساخت واگر گوید کہ زید بقلم نوشت مفادش آن باشد کہ فعل کتابت خاصہ زید است وقلم را ہیچ وجہ در آن فعل قدرتے واختیارے نیست وقوتے واقتدارے نے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔" چون این سخن دلنشین دخاطر نشان شد بر اصل مطلب میرویم میگوئم کہ قدرت واختیار افعال خاصہ احدیت وقوت واقتدار آثار مخصہ صمدیت بکسے یا چیزے سپردن از مرتبہ امکان بمرتبہ وجوب بیرون است زیرا کہ مبدء قدرت واختیار آن افعال ومدار قوت واقتدار آن آثار نیست الا وجوب وجود پس ہر کہ آن قدرت واختیار وآن قدرت واقتدار برائے غیر ثابت میکند۔ محصل کلام ومآل مراقش ہمیں خواہد بود کہ خداوند تعالیٰ اور اواجب الوجود گردانیدہ است ازیں تقریر رشیق وتحقیق انیق کہ شنیدی وفہمیدی فوائد بسیار میتوان برداشت اینجا بیان بعضے از انہا میتوان کرد اول آنکہ بعض افعال خاصئہ الہیہ کہ گاہے در ذوات ملائکہ وانبیاء علیہم السلام جلوہ میکند ایشان را در وقوع آنہا بر ہیچ وجہ قدرتے واختیارے وقوتے واقتدارے نمیباشد پس آن افعال راچون خوردن وپوشیدن از جنس افعال اختیاریہ واعمال مقدورہ نمی توان شمرد وطلب ایقاع وایجاد آنہا از ایشان بدان ماند کہ از کاتب قطع نظر کردہ باقلم خطاب کنند کہ ہاں اے قلم چنین وچناں بنویس وبدانند کہ قلم در ایقاع این فعل عاطل است وقدرت واختیارش محال وباطل وپیش ایشان برائے ایقاع آن افعال تذلل وتعظیم بجا آوردن وسجدہ بردن چنان باشد کہ پیش قلم غایت تذلل وتعظیم بجا آرند وامید دارند کہ بنا بر قدرتے واختیارے کہ کاتب بادسپردہ ست چنین وچنان تواند نوشت شعر۔

فعل خاص حق چو ظاہر در ملک شد یا نبی۔
اختیار وقدرت ایشان نہ فہمد جز غبی

اختیار وقدرت آنجانیست نے بیش ونہ کم۔
زانکہ ہست آن چون ظہور فعل کاتب از قلم

دوم آنکہ نسبت تفویض وتصرف وتدبیر کہ بہ بعض ملائکہ وغیرہم میکنند ہمان نسبت قلم وکاتب ست وہمان معنی ست کہ انشاپردازان مینویسند کہ تفصیل این وآن حوالہ قلم نمودہ ایم نہ آنکہ قدرت واختیار خلق وتکوین مجرد ارادہ کن فیکون بایشان تفویض نمودہ باشد کہ حصول آن موقوف بر حصول وجوب وجودست کمامر سوئم آنکہ ازیں تقریر سر دلالت معجزات بر رسالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نیز میتوان دریافت زیرا کہ وقوع آنہا متفرع بر قوۃ مودعہ وقدرۃ مفوضہ نمی باشد وعقل وقدرت واستقلال آنہا در ایجاد آنہا اصلا ومطلقا جائز نمیدارد ومیداند کہ این فعل فعل خاص جناب الٰہی ست وقدرت واختیار را در آن بہ ہیچ وجہ مدخلے نے واعطاء قدرت این چنین افعال محال است کہ ظرف تنگ ممکنات دعاء این چنین عطیات نمتوانند شد پس گویا این چنین افعال خاصہ واجب متعال است بزبان حال می گویند کہ ما افعال خاصہ حضرت الٰہی ایم کہ بر نبوت این بی گوائیم چہارم آنکہ مقام فنا کہ بعض اولیاء دست میدہد حقیقتش نہ آنست کہ ایشان عین ذات واجب الوجود شوند یا قدرت افعال خاصہ احدیت وآثار مختصہ صمدیت بایشان مفوض گردد بلکہ غامتش آنست۔ قدرت واختیار افعال اختیاریہ بشریہ وقوت واقتدار اعمال مقدورہ انسانیہ از ذات ایشان بکلی محو مینمایند وبہر وجہ سلب میفرمایند بعد ازاں ہمان افعال خاصہ الٰہیہ در ذوات ایشان جلوہ میکنند وچون قلم در دست کاتب خالی از شعور واختیار ومعرا از قوۃ واقتدار می باشند واز نیجا بمعنی حدیث فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث میتوان رد پنجم (۵) آن کہ دانستن مغیبات کہ در بعض اوقات از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رومیدہد ہم ازین قبیل است یعنی متفرع بر قوتے وقدرتے وشانے وصفتے نیست کہ در ذوات طیبہ ایشان ودیعت نہادہ باشند بلکہ محض فعل خاصہ الٰہی است کہ این جا جلوہ میکند مثل حرکت قلم بہ فعل کاتب ششم (۶) آنکہ مشرکین سابقین ولاحقین دریں دو معنی خلط مینمایند کہ واجب تعالیٰ قدرت واختیار این افعال وقوت اقتدار ایقاع این آثار باین ذوات دادہ است وچون افعال اختیاریہ انسانیت واعمال مقدورۂ بشریہ در قبضۂ تصرف آنہا نہادہ وبناء برہمین اعتقاد بے بنیاد پیش آنہا سجدہ می برند وندور وفرامین وتضرع وزاری بعمل می آرند وداد اشراک میدہند ونمیدانند کہ تاوقتیکہ آنہا واجب الوجود نشوند قدرت اختیار این افعال خاصہ الٰہیہ حاصل نتوانند کرد ہفتم آن کہ لفظ علم ذاتی وتصرف استقلال ومثل آنکہ در کلام

بعض علماء مثل مولانا شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز نسبت بکفار واقع شدہ مراد ازان ہمین اثبات قدرت واختیار از درگاہ پروردگارست کہ موجب شرک کفار نابکارست ورنہ مشرکین عرب ذات و صفات اصنام را مخلوق خدا وقدرت واختیار آنہا عطا فرمودۂ جناب کبریا میدانستند کما مر تحقیقہ ووجہ اطلاق لفظ استقلال ظاہرست زیرا کہ مشرکین بیدین آن افعال خاصۂ الٰہیہ را بہ سبب اعتقاد و تفویض قدرت واختیار در افعال اختیاریہ واعمال مقدوریہ داخل نمودند و بر افعال اختیاریۂ بندگان جمیع احکام استقلال جاری میشود واستحقاق مدح وذم طاری گو کہ ہمہ افعال عباد بر قوت وقدرۃ خداداد مبنی باشد ہشتم (۸) آن کہ مشرکین بے تمکین چون اصنام را بر افعال خاصۂ الٰہیہ قادر و در ایقاع آنہا مختار دانستند و آن مستلزم وجوب وجود ست دو جوب وجود مجمع جمیع صفات کمال پس گویا معبود است کہ او را با خدا برابر و در ہمہ کمالات ہمسر میدانند و بیضاوی ہم اشارتے باین امر می کند آنجا کہ میگوید و تسمیة ما یعبده المشرکون من دون اللہ انداداً و ما زعموا انہا تساویہ فی ذاتہ و صفاتہ ولا انہما تخالفہ فی افعالہ لا نہم لا ترکوا عبادۃ الی عبادتہا وسموھا الہیة شابہت حالہم حال من یعتقد انہا ذوات واجبة بالذات قادرة علی ان تدفع عنہم باس اللہ و تمنحہم مالم یرد اللہ لہم خیر انتہی یعنی مشرکین اصنام را واجب الوجود نمیخوانند و در صفات او شریک نمی گردانند لیکن چون بر منصب استحقاق عبادت می نشانند گویا کہ در ہمہ چیز برابر امیدانند ف باید دانست کہ میان افعال اختیاریۂ عباد با افعال خاصہ رب العباد تفاوت بسیارست چہ ایجاد چیزہا کہ از بندگان اود ہد با آلات وادوات مشروط است بشرائط واسباب مشروط مثلاً نوشتن است کہ چند چیزی خواہد دوات وقلم وکاغذ وکاردو قطزن ونور بصر ونور آفتاب وعقل وخیال وارادہ وشوق دید واصابع وحرکت آنہا را ایجاد رب العباد نہ بانہا منوط نہ با نہا مشروط بمجرد ارادہ ہر چہ میخواہد بوجود می آرد حاجت اسباب وآلات ندارد وایجاد کذائی را کہ مبنی بر مجرد ارادہ است تعبیر بکن فیکون میکنند انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون پس اثبات قسم اول از افعال برائے بندگان ایزد متعال صحیح است و اثبات قسم ثانی کفر صریح و شرک قبیح بالجملہ طلب افعال اختیاریہ از ایشان رواست وطلب افعال الٰہیہ بیجا چہ آن مقدور ایشان است وایشان ذات بے نشان ۱۲۔ رسالہ رد بوارق تصنیف مولوی حسین شاہ صاحب بخاری بت شکن صاحب خلعت الہنود ۱۲۔ فصل اعلم ان معنی تسمیة ما جاءت بہ الانبیاء معجزة ہو ان الخلق عجزوا عن الاتیان بمثلہا وہی علی ضرب ہو من نوع قدرۃ البشر

فعجزوا عنه فبعجز هم عنه هو فعل الله دل على صدق نبيه كصر فهم عن تمنى الموت وبعجز هم عن الا تيان بمثل القران على راى بعضهم ونحوه وضرب هو خارج عن قدرتهم فلم يقدروا على الا تيان بمثله كاحياء الموتى وقلب العصا حية واخراج ناقة من صخرة وكلام الشجرة ونبع الماء من بين الا صابع وانشقاق القمر مما لا يمكن ان يفعله احد الا الله تعالىٰ فيكون ذلك على يد النبي من فعل الله تعالىٰ وتحديه عليه السلام عن يكذبه ان ياتى بمثله تعجيزله ۱۲ شفاء قاضى عياض صفحه ۲۲۱ قال المتكلمون وتحت المعجزة بكونها فعل الله تعالىٰ وليست داخلة تحت قدرة البشر ۱۲ شرح الشفا المسمى بفتح الصفاء هل كنت الا بشرا كسائر الناس رسولا كسائر الرسل فكانوا لا ياتون قومهم الا بما يظهره الله عليهم على ما يلائم حال قومهم ولم يكن امرا لآيات اليهم ولا لهم ان يتحكموا على الله حتى يتخيروا. بیضاوی۱۲ااماتوریشتی درکتاب معتمد فی المعتقد در باب دوم در فصل اول در معنی نبوت واثبات ان درذکر معجزات فرمودہ کہ امثال این چہ یادکردیم از معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جز خدائے تعالیٰ نتواند کردن دور فصل ششم در ایمان بخدائے تعالیٰ فرمودہ ودلیل برین آنست کہ قرآن معجز است ومعجز آن باشد کہ جز خدائے تعالیٰ دیگرے برآن قادر نباشد واگر قول جبرائیل بودے معجز نبودے واگر قول پیغمبر بودے ہم چنین معجز نبودے۱۲مولانا حیدرعلی ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ زُبدۃ المصنفات خود تحریر فرمودہ و كرامة الا ولياء حق ومعجزة للنبي صلى الله عليه وسلم كذا في كتب الكلام وما يزعم العوام ان الكرامة فعل الا ولياء انفسهم باطل بل هو فعل الله تعالىٰ يظهره على يدا لولى تكريماله و تعظيماً بشانه وليس للولى ولا للنبي فى صدوره اختيار اذ لا اختيار لا حد فى افعال الله تعالىٰ وتقدس كما فى شرح العقائد العضديه للمحقق الدوانى هى اى المعجزة امر يظهر بخلاف العادة على يد مدعى النبوة عند تحدى المنكرين على وجه يدل على صدقهم ولا يمكنهم معارضته ولها سبعة شروط الا ول ان يكون فعل الله تعالىٰ او ما يقوم مقامه من التروك الخ ۱۲۔اور نیز مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی نے بحوالہ شرح عقائد جلالی معجزہ کی سات شرطیں لکھی ہیں جن میں سے ایک يكون فعل الله تعالىٰ اور ما يقوم مقامه من التروک (۱) بھی ہے اور ایسے ہی شرح مواقف میں بھی مذکور ہے المقصد الثانى فى

حقیقة المعجزة والبحث فیها عن امور ثلثه عن شرائط وکیفیة حصو لها وجه دلالتها علی صدق مدعی رسالة البحث الاول فی شرأطها وهی سبع الشرط الاول ان یکون فعل الله تعالیٰ او ما یقوم مقامه من التروک(۱)
نیز درشرح مواقف درہمیں بحث ذکر کردہ قال الامدی هل یتصور کون المعجزة مقدورة للرسول ام لا اختلفت الائمة فه فذهب بعضهم الی ان المعجزة فیما ذکر من المقال لیس هوا لحرکة بالصعود او لمشی لکونها مقدورة له یخلق الله فیه القدرة علیها انما المعجزة هناک بنفس القدرة علیها وهذه القدرة لیست مقدورة له وذهب آخرون الی ان نفس هذا الحرکة معجز من جهته کونها خارقة العادة و مخلوقة الله تعالیٰ و انکانت مقدورة للنبی وهو الاصح واذا عرفت هذا فلا یخفی علیک مافی عبارة الکتاب من الاختلال ۱۲ اورشرح مقاصد میں بھی یہی اختلاف ائمہ درباره مقدوریت معجزه مذکور ہے بلکہ این معنی است برآن کہ معجزه فعل نبی نیست بلکہ فعل خدائے تعالیٰ است کہ بردست وے اظہارنمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب این از بندہ است وخلق از خدائے تعالیٰ ودرمعجزه کسب نیز از بنده نیست پس معنی این آیۃ انیست کہ مارمیت اذرمیت صورۃ ولکن اللہ رمی حقیقۃ وآن نیز مرادنیست کہ رمیت خلقاازرمیت کسبازیرا کہ این نیز درتمامی افعال جاری است ۱۲ مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۱۱۶ مطبع ناصری دہلی۔ مولانا شاہ سخاوت علی صاحب جونپوری کہ اکابر علماء ہند اور اجل خلفاء حضرت سید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں اپنے رسالہ عقائدنامہ اردو میں لکھتے ہیں۔

(سوال) کرامت کیا ہے۔

(جواب) خلاف عادت کا کام اولیاء کے ہاتھ سے ہووے جیسے دور کے راہ تھوڑی مدت میں جاوے یا ہوا پر چلے یا کھانا پانی حاجت کے وقت مل جاوے۔

(سوال) کرامت اس کے اختیار میں ہے یا نہیں۔

(جواب) اختیار میں نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کردیتا ہے ۱۲۔ مولانا سید اولاد حسن صاحب قنوجی (شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب) کہ اجل خلفاء حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تحت

(۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو ترک سے ۱۲۔

شرح اس آیت شریف کے وان کان کبر علیک اعراضھم الخ ازین آیت کریمہ بدایہ ضمیمہ چند فوائد معلوم باید کرد یکے آن کہ حضرت ﷺ بایمان قوم خود نہایت حریص بودند اعراض ایشان از اسلام برآن عالی مقام گردان می نمود۔ دوم آنکہ خواہش آنجناب بود آنکہ ہرگاہ قوم طلب معجزہ کنند آن معجزہ حسب خواہش ایشاں ظہور یابد تا باشد کہ ایمان آرند و آن نمیشد سوم آنکہ اصدار معجزہ و قبول ایمان بخواہش و اختیار رسول نمیباشد تا او تعالیٰ نخواہد و ارادہ نفرماید وقوع نیابد و نیز خواست سبحانہ تابع خواست غیر خود نمیباشد ہر چند آن غیر مقبول و فرستادہ اش باشد ۱۲۔

(۱) ترجمہ: خرق عادت کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی قدرت کاملہ سے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے لئے ایسی باتوں کو ظاہر فرماتے ہیں کہ اس کا صادر ہونا ان کی نسبت سے ممتنع ہوتا ہے اگرچہ دوسرے شخص کی نسبت سے ممتنع نہیں ہوتا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض اشیاء کا وجود حسب عادت الٰہی موقوف ہوتا ہے اس چیز کے اسباب و سامان کے فراہم ہونے پر پس جو شخص کہ سامان و ذرائع رکھتا ہے اس سے مذکورہ چیز کا صادر ہونا خرق عادت نہیں ہے اور جس کو مذکورہ ذرائع حاصل نہ ہوں اس سے البتہ ان باتوں کا ظاہر ہونا منجملہ خرق عادت کے ہے مثلاً کسی کاتب کے لئے لکھنا خرق عادت نہیں ہے اور اس شخص کے لئے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوں لکھنا خرق عادت ہے اور تلوار سے کسی کو مار ڈالنا خرق عادت نہیں ہے اور صرف ہمت و دعا سے مار دینا خرق عادت ہے پس اس بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ لازم نہیں ہے کہ ہر خرق عادت مطلق طاقت بشر سے خارج ہو بلکہ اسی قدر لازم ہے کہ جس شخص سے خرق عادت کا ظہور ہو اس سے اس کا صدور اسباب و ذرائع کے فقدان کی وجہ سے خلاف عادت ہو۔ پس بہت سی چیزیں ہیں کہ اس کا مقبولان حق تعالیٰ سے خرق عادت کی قسم سے سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس قسم کے افعال بلکہ اس سے قوی اور اکمل صاحبان سحر و طلسم سے ممکن الوقوع ہے تو اگر کسی وقت حاضرین واقعہ پر ثابت ہو جائے کہ جس شخص سے خرق عادت کا ظہور ہو رہا ہے وہ فن سحر و طلسم میں مہارت نہیں رکھتا ہے تو اس خرق عادت کا اس سے ظاہر ہونا اس کی سچائی کی نشانی ہو سکتی ہے اس بناء پر مائدہ کا آسمان سے نازل ہونا حضرت مسیح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ سمجھا جاتا ہے برخلاف اس کے اہل سحر بہت کچھ نفیس اشیاء از قسم میوہ و شرینی شیاطین کی مدد سے حاضر کر لیتے ہیں اور اپنے دوستوں اور ہم نشینوں میں اس پر فخر کرتے ہیں۔ جب خرق عادت کے معنی ظاہر ہو گئے تو اب اس جگہ پر غور کرنا چاہئے کہ خرق عادت کیوں ظاہر ہوتا ہے اور کس طرح ظاہر ہوتا ہے جس کے لئے

حسب ذیل امور قابل غور ہیں۔

(۱) اول تو یہ جاننا چاہئے کہ خارق عادت کا ظہور بالذات اسباب ہدایت سے نہیں ہے گو بعض نیک بختوں کے حق میں اتفاقاً ہدایت کا سبب بھی ہوتا ہے بلکہ اس کا ظاہر ہونا ہی بالذات اتمام حجت اور مخالفین کو ساکت کرنے اور جھگڑے والوں کو ملزم بنانے کے لئے ہے الخ۔

(۲) رہا یہ کہ خرق عادت کس طرح ظاہر ہوتا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی قدرت کاملہ سے عالم کون ومکان میں عجیب وغریب تصرف اپنے مقبولوں میں سے کسی مقبول کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہیں نہ یہ کہ خرق عادت کے صادر کرنے کی قدرت اس مقبول بندہ میں ایجاد فرماتے ہیں اور اس کو ظاہر کرنے کا مامور فرماتے ہیں۔ حاشا وکلا بلکہ اس عالم تکوین میں تصرف کی قدرت صرف قدرت ربانی کے خواص سے ہے نہ کہ قوت انسانی کے آثار سے (رسالہ منصب امامت مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ از صفحہ ۳۱ تا ۳۲۔ ورسالہ ترجمہ منصب امامت صفحہ ۲۱ تا ۲۳) رہا برکت کا نازل ہونا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنی حکمت بالغہ سے جرم آفتاب کو عالم کو منور بنانے کا اور تاریکی کو دفع کرنے کا واسطہ قرار دیا ہے تو چونکہ اطراف عالم میں نور کا پھیلنا اور روئے زمین سے اندھیرے کا کمزور پڑ جانا محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ہے اس لئے جو شخص آفتاب کو خالق نور قرار دے گا وہ کافر ہو جائے گا العیاذ باللہ لیکن سنت الٰہیہ اسی طریقہ پر جاری ہے کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو تمام عالم منور ہو جاتا ہے اور روئے زمین ظلمت کے غبار سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح چونکہ ان کے اکابر ملکی ہیں اور بشر فلکی ہے ان کا وجود ایک آفتاب ہے کہ آسمان ملکوت کی بلندی پر تاباں ہے اور ایک چاند ہے جر ادت کا کہ ناسوت کی اندھیری شب میں چمک رہا ہے تو ضرور ہے کہ ان کے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب عالم کی اصلاح اور بنی آدم کے انتظام کا اور باعث اس کے الٹ پلٹ کا اور تغیر اطوار کا ہوتا ہے لہٰذا جو کچھ کہ تغیرات وانقلاب مذکورہ خواہ اقطار عالم میں ہوں کہ اطوار بنی آدم کے ظاہر ہوتے ہیں تمام کے تمام قدرت کاملہ ربانی سے ہیں نہ کہ امکانی طاقت کے نتائج نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ان کو عالم میں آثار تصرف کی قدرت عطا فرماتا ہے اور بنی آدم کے کاروبار ان کے حوالہ فرما دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قدرت صرف کرتے ہوں اور یہ گونا گوں تصرفات اور بوقلموں تغیرات عالم کون ومکان میں ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے اور کفر خالص جو

شخص کہ ان بزرگوں کی نسبت ایسا براعقیدہ رکھے بیشک وہ مشرک و مردود ہے اور راندہ ہوا کافر حاصل کلام تقدیر الٰہی کا نازل ہو جانا کسی کی وجاہت کی بناء پر یا کسی مقبول بارگاہ الٰہی کی دعا سے اس میں تبدیلی کا ہونا ایک امر دیگر ہے اور اسی مقبول سے تصرفات کونی کا صادر ہونا اگرچہ امر الٰہی سے ہوا مر دیگر ہے کہ اول عین اسلام ہے اور دوسرا کفر محض ۔ ع۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا (رسالہ منصب امامت مذکور مصنفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۰۰۔ ترجمہ رسالہ منصب امامت از صفحہ ۶۳ تا ۶۴)

فائدہ:۔ اگر چہ چاہتے ہو کہ راز اصلی معلوم کرو تو عقل کو کام میں لاؤ اور میری طرف کان لگا کر سنو۔ وضاحت مقام اور تنقیح مقصد ایک نکتہ کے بیان پر موقوف ہے جس کو خوب غور سے سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز کا قدرت واختیار فرما دینا اور اس کے قوت اقتدار کو تفویض کرنا ایک دوسرا مفہوم ہے اور اپنے خالص فعل کو کسی چیز میں ظاہر کرنا ایک دوسرا مضمون ہے مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ زید نے قلم سے لکھا اور اپنے فعل خاص کو جو کتابت ہے قلم میں ظاہر کیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ زید نے حرکت کے اختیار وقدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو قلم کے سپرد کر دیا اس لئے کہ تاوقتیکہ قلم زید کے مثل انسان نہ ہوگا۔ حرکت کے اختیار وقدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو حاصل نہیں کر سکتا اور انسان کی خاصیت کو ہاتھ میں نہیں لا سکتا۔ تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید نے قلم کو انسان بنا دیا اور اگر یہ کہے کہ زید نے قلم سے لکھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ فعل کتابت زید کا خاصہ ہے اور قلم کو کسی طرح بھی اس فعل میں نہ کوئی قدرت واختیار ہے نہ قوت واقتدار ع۔

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

جب یہ بات دلنشیں اور خاطر پر جم گئی تو اب ہم اصل مطلب پر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ افعال کا اختیار وقدرت خاصۂ جناب احدیت اور آثار پر اقتدار وقوت مخصوصہ جناب صمدیت کسی شخص کو یا کسی چیز کی سپرد کر دینا مرتبہ امکان سے مرتبہ وجوب کے باہر ہے اس لئے کہ مبدأ قدرت واختیار ان افعال کا اور مدار قوت واقتدار ان آثار کا بجز وجوب وجود کے کچھ نہیں تو جو شخص اس قدرت واختیار کو اور اس قدرت واقتدار کو دوسرے کے لئے ثابت کرے گا اس کا حاصل کلام اور مقصود اصلی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو واجب الوجود بنا دیا ہے اس بہترین تمہید اور نادر تحقیق سے جو تم نے سنا اور سمجھ لیا بہت سے فائدے اٹھا سکتے ہو جس میں سے یہاں چھ بیان کئے جاتے ہیں۔

اول تو یہ کہ بعض افعال خاصۂ الٰہیہ کہ کبھی ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی ذات ہائے قدسیہ میں جلوہ کرتے ہیں ان نفوس قدسیہ کو ان چیزوں کے واقع کرنے پر کسی قسم کی قدرت وقوت واقتدار نہیں ہوتا ہے پس ان افعال کو مثل کھانے اور پہننے کے افعال اختیاری اور اعمال مقدورہ کی جنس سے نہ سمجھنا چاہئے اور ان امور کے واقع ہونے اور ایجاد کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ ایسا ہی ہے کہ کاتب سے قطع نظر کر کے کوئی شخص قلم سے خطاب کرے کہ ہاں اے قلم ایسا اور ایسا لکھ بلکہ یہ یقین رکھیں کہ قلم اس قسم کا فعل واقع کرنے میں مجبور محض ہے اور اس کی قدرت واختیار محال اور باطل ہے اور ان کے آگے ان افعال کے واقع کرنے کے لئے عاجزی کرنا اور تعظیم بجالانا اور سجدہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قلم کے آگے نہایت ہی عاجزی اور تعظیم بجالائیں اور یہ امید رکھیں کہ جو قدرت واختیار کہ کاتب نے اس کے سپرد کردیا ہے اس کے لحاظ سے وہ ایسا اور ایسا لکھ سکتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے ایک شعر کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فعل خاص جو فرشتہ یا نبی میں ظاہر ہوا۔ان کی قدرت اور ان کا اختیار سوائے غبی کے کوئی نہ سمجھا۔ وہاں پر تو اختیار وقدرت نہ کم ہے نہ زیادہ۔ اس لئے کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کاتب کے فعل کا قلم سے ظہور ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ سپردگی واختیار وتدبیر کی نسبت جو بعض فرشتوں سے بھی کرتے ہیں وہی قلم اور کاتب کی نسبت ہے اور وہی مطلب ہے کہ انشا پرداز لکھتے ہیں کہ اس کی اور اس کی تفصیل ہم حوالہ قلم کر چکے ہیں نہ یہ کہ خلق وتکوین کا اختیار وقدرت بجز ارادہ کن فیکون ان کے حوالے ہوگی ہو کہ اسکا حاصل ہونا وجوب وجود کے حاصل ہونے پر موقوف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تیسرا یہ کہ اس تقریر سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر معجزات سے دلالت کا راز بھی معلوم ہوسکتا ہے اس لئے کہ ان کا واقع ہونا قوت مودعہ اور قدرت مفوضہ پر متفرع نہیں ہوسکتا اور ان کی قدرت واستقلال کو ان چیزوں کے ایجاد میں عقل ہرگز اور مطلقاً جائز نہیں رکھتی ہے اور جانتی ہے کہ یہ فعل افعال خاصہ جناب الٰہی سے ہے اور قدرت واختیار کو اس میں کسی وجہ سے بھی دخل نہیں ہے اور اس قسم کے افعال کی قدرت عطا کرنا محالات سے ہے اس لئے کہ ممکنات کا تنگ ظرف اس قسم کے عطیات کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے تو گویا اس قسم کے افعال خاصہ واجب متعال سے ہیں اور بزبان حال کہتے ہیں کہ ہم افعال خاصہ حضرتِ الٰہی ہیں کہ اس نبی کی نبوت پر گواہ ہیں۔

(۴) چوتھا کہ مقام فناء جو بعض اولیاء کو حاصل ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ جو لوگ عین ذات واجب الوجود ہوگئے ہیں یا افعال خاصہ جناب احدیت اور آثار مخصوص جناب صمدیت

کی قدرت ان کے حوالے ہوگئی ہے بلکہ حد یہ ہے کہ قدرت واختیار افعال اختیاریہ بشر اور قوت و اقتدار اعمال مقدورہ انسانی ان کی ذات سے بالکلیہ محو فرمادیتے ہیں اور ہر طریقہ سے سلب فرما لیتے ہیں اس کے بعد وہی افعال خاصۂ الٰہیہ ان کی ذات میں جلوہ کرتے ہیں اور چونکہ کاتب کے ہاتھ میں قلم شعور اختیار سے خالی اور قوت واقتدار سے معرا ہوتا ہے اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت جس سے وہ دیکھتا ہے۔ الحدیث

(۵) پانچواں یہ کہ امور غیبیہ کا جاننا کہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے یعنی کسی قوت وقدرت وشان وصفت پر متفرع نہیں ہے کہ ان لوگوں کی ذات قدسی صفات میں ودیعت رکھ دیئے ہوں بلکہ یہ محض خاصۂ الٰہی کے افعال سے ہے کہ اس جگہ جلوہ کرتا ہے جیسے قلم کی حرکت کاتب کے قلم سے۔

(۶) چھٹا یہ کہ گذشتہ وموجودہ مشرکین ان دو معنی کو مخلوط کردیتے ہیں کہ واجب تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان افعال وقوت واقتدار کا قدرت واختیار ان آثار کے واقع کرنے کے لئے ان ہستیوں کو عطا فرمادیا ہے اور اسی بے بنیاد عقیدہ کی بناء پر ان کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور نذریں اور تضرع اور زاری عمل میں لاتے ہیں اور اشراک کی داد دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ جب تک کہ یہ واجب الوجود نہ ہوں۔ یہ افعال خاصۂ الٰہیہ کی قدرت واختیار حاصل نہیں کرسکتے۔

(۷) ساتواں یہ کہ الفاظ علم ذاتی اور تصرف استقلال وغیرہ کہ بعض علماء کے کلام میں جیسے کہ مولانا شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب نے کفار کی نسبت استعمال کیا ہے اس سے مراد درگاہ پروردگار سے اسی قدرت واختیار کا ثابت کرنا ہے جو کفار نابکار کے شرک کا موجب ہے ورنہ مشرکین عرب تو ذات وصفات اصنام کو مخلوق خدا اور ان کے قدرت واختیار کو جناب کبریا کا عطا فرمایا ہوا جانتے تھے جیسا کہ اس کی تحقیق گزر چکی اور لفظ استقلال کو مطلق رکھنے کی وجہ ظاہر ہے اس لئے کہ مشرکین بے دین ان افعال خاصۂ جناب احدیت کو بہ سبب اعتقاد اور تفویض قدرت و اختیار کے افعال اختیاریہ واعمال مقدوریہ میں داخل کرتے تھے اور بندوں کے افعال اختیاریہ پر تمام احکام استقلال جاری ہوتے ہیں اور مدح وذم کا استحقاق طاری ہوتا ہے اگرچہ تمام افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت وقدرت پر مبنی ہیں۔

(۸) آٹھواں یہ کہ مشرکین بے تمکین چونکہ بتوں کو افعال خاصۂ الٰہیہ پر قادر اور اس کے

واقع کرنے میں مختار سمجھتے ہیں اور یہ مستلزم وجوب وجود کا ہے اور وجوب وجود جامع تمام صفات کمال کا ہے تو گویا وہ ایسا معبود ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور تمام کمالات میں ہمسر جانتے ہیں اور بیضاوی بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ ''اور مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کرتے ہیں اس کا انداد نام رکھنا اور انہوں نے جو یہ گمان کیا ہے کہ وہ اس کی ذات وصفات میں برابر ہے اور یہ کہ وہ اس کے افعال میں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے اس کی عبادت کو چھوڑ کر ان کی عبادت اختیار کر لی ہے اور انکا نام ''آلہہ'' رکھ دیا ہے تو ان کا حال اس شخص کے مشابہ ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ذات واجب ہیں بالذات جو قادر ہیں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ان سے رفع کریں اور ان کو وہ بھلائی عطا کردیں جو اللہ تعالیٰ ان کو دینا نہیں چاہتا۔'' (ختم)

یعنی مشرکین اصنام کو واجب الوجود نہیں کہتے ہیں اور اس کی صفات میں شریک نہیں کرتے ہیں لیکن جب منصب استحقاق عبادت پر بٹھاتے ہیں تو گویا کہ تمام چیز میں برابر جانتے ہیں۔

فائدہ:۔ جاننا چاہیے کہ رب العباد کے افعال خاصہ کے ساتھ بندوں کے افعال اختیاریہ میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ وہ بندوں سے جن چیزوں کی ایجاد آلات وذرائع کے ساتھ کراتا ہے وہ چند شرائط واسباب کے ساتھ مشروط ہے مثلاً لکھنے کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہے۔ قلم کاغذ قط لگانے والا چاقو اور آنکھوں کی روشنائی اور نور آفتاب اور عقل وخیال وارادہ اور دیکھنے کا اشتیاق اور انگلیاں اور ان کی حرکت اور رب العباد کی ایجاد نہ ان سے مربوط نہ ان کے ساتھ مشروط بلکہ ارادہ کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے وجود میں لاتا ہے اور اسباب وذرائع کی کوئی حاجت نہیں رکھتا اور ایجاد کنندائی کو جو صرف ارادہ پر مبنی ہے کن فیکون سے تعبیر کرتا ہے۔ **انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون**. یعنی جب اس کا کسی کام کو حکم ہوتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ پس قسم اول کا ثابت کرنا بندوں کے لئے افعال ایزدمتعال کی طرف سے تو یہ صحیح ہے اور قسم ثانی کا ثابت کرنا تو کفر صریح ہے اور شرک قبیح حاصل کلام یہ ہوا کہ ان سے افعال اختیاریہ کا طلب کرنا تو صحیح ہے اور افعال الٰہیہ کا طلب کرنا بیجا ہے کیونکہ اول الذکر ان کا مقدور ہے۔ اور ثانی الذکر ذات بے نشان کی شان ہے ۱۲۔ رسالہ رد بوارق مصنفہ مولوی محمد حسین شاہ صاحب بخاری بت شکن صاحب خلعت البنود۔ بوارق مصنفہ مولوی فضل رسول بدایونی کا۔

جان لو کہ انبیاء نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان کو معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مخلوق اس کا

مثل لانے سے عاجز ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک قسم تو وہ ہے جس پر جنس انسانی قدرت تو رکھتی ہے لیکن اس سے عاجز ہو گئے تو ان کے عاجز ہونے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو گیا جو اس کے نبی کے صدق پر دلیل ہے جیسے موت کی تمنا سے ان کو پھیر دینا اور انکو عاجز کر دینا ہے قرآن کا مثل بنانا ان کے بعض کی رائے کے مطابق (۱) اور اسی کی مثل اور ایک قسم وہ ہے جو ان کی قدرت سے ہی باہر ہے کہ اس کا مثل لانے سے وہ عاجز رہ گئے جیسے مردہ کو زندہ کرنا اور عصا کا سانپ میں بدل جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا اور درخت کا باتیں کرنا اور انگلیوں سے پانی کا بہنا اور چاند کا پھٹ جانا کہ جس کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا تو اس کا ظہور نبی کے ہاتھ پر ہو گا لیکن ہو گا اللہ تعالیٰ کا فعل اور نبی علیہ السلام کی طرف سے چیلنج اس کو جو ان کی تکذیب کرے کہ اس کا مثل لا سکے جو اس کو عاجز کرنے کے لئے ہو گا ۱۲۔ شفاء قاضی عیاض صفحہ ۲۲: متکلمین کہتے ہیں اور معجزہ کے تحت فعل الٰہی ہونیکی بناء پر اور یہ کہ وہ طاقت بشری کے تحت داخل نہیں ہے ۱۲ شرح شفاء المسمی بفتح الصفا کہ میں تو تمام لوگوں کے مثل آدمی ہوں اور تمام رسولوں کے مثل رسول ہوں تو اپنی قوم کے پاس بجز اس چیز کے نہیں لاتے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ان پر ظاہر کر دے جو ان کی قوم کی حالت کے مناسب ہو اور آیات کا حکم ان کو یا ان کے لئے یہ نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر حکم کریں۔ جس وقت وہ چاہیں بیضاوی شریف ۱۲۔ امام تورپشتی نے کتاب معتمد فی المعتقد کے دوسرے باب کی پہلی فصل میں نبوت اور اس کے اثبات کے معنی میں معجزات کے ذکر میں فرمایا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے انبیاء علیہم السلام کے معجزات بیان کئے بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا اور چھٹی فصل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بارہ میں فرمایا کہ دلیل اس پر یہ ہے کہ قرآن معجز ہے اور معجزہ وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی اس پر قادر نہ ہو اور اگر جبرائیل کا قول ہوتا تو معجزہ نہ ہوتا اور اگر خود پیغمبر کا بھی قول ہوتا تو معجزہ نہ ہوتا مولانا حیدر علی ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تصانیف پر تحریر فرماتے ہیں کہ اور کرامت اولیاء حق ہے اور نبی ﷺ کا معجزہ۔ اسی طرح کتب کلام میں ہے اور جو عوام کا خیال ہے کہ کرامت خود اولیاء کا فعل ہے تو یہ باطل ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس کو وہ ولی کے ہاتھ پر اس کی عزت افزائی کے لئے اور اس کے شان کی عظمت کے لئے ظاہر فرماتا ہے اور کسی ولی یا نبی کو اس کے صادر ہونے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے افعال میں کسی کو

(۱) یعنی وہ بنا رہے ان کے پھیرنے کی جیسے معتزلہ میں نظام اور شیعوں میں مرتضیٰ اور حق تو یہ ہے کہ ان کا عجز قرآن کے مثل لانے سے اس وجہ سے تھا کہ قرآن مجید انتہائی فصاحت و بلاغت کے درجہ میں تھا۔

اختیار نہیں جیسا کہ شرح عقاید عضد یہ مصنفہ دوانی میں ہے۔ ''وہ یعنی معجزہ ایک ایسا معاملہ ہے جو خلاف عادت مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کو چیلنج دینے کے لئے ظاہر ہوتا ہے اس طریقہ پر جوان کے صدق پر دلیل ہو اور منکرین سے اس نبی کا مقابلہ ممکن نہ ہو سکے اور اس کی سات ے شرطیں ہیں اول یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو تر وک سے'' الخ۔

دوسرا مقصد معجزہ کی حقیقت کے بیان میں اور اس میں بحث تین امور سے ہوتی ہے شرائط سے اور اس کے حصول کی کیفیت سے اور مدعی کے صدق پر اس کی دلیل کے طریقہ سے رسالہ پہلی بحث شرائط میں اور وہ سات ے شرطیں ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کے قائم مقام ہو تر وک سے ونیز شرح مواقف میں اسی بحث میں ذکر کیا ہے کہ آمدی نے فرمایا ہے کہ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ معجزہ کی قدرت رسول کو ہے یا نہیں تو ائمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ معجزہ جیسا کہ مقال میں ذکر کیا گیا ہے حرکت کا نام نہیں ہے چڑھنے یا چلنے سے کیونکہ وہ اس کی قدرت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اس قدرت کو پیدا کر دیتا ہے جو اس پر ہوتی ہے بلکہ یہاں پر معجزہ سے مراد بنفسہ اس پر قدرت ہے اور یہ قدرت اس کی مقدورہ نہیں ہوتی اور دوسروں کا خیال ہے کہ یہ حرکت بنفسہ معجزہ ہے اس وجہ سے کہ وہ خارق عادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اگر چہ نبی کی قدرت کے اندر ہے اور یہی صحیح ہے اور جب تم نے یہ سمجھ لیا تو تم پر پوشیدہ نہ رہے گا جو کچھ کتاب میں خلل ہے۔

بلکہ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ معجزہ نبی کا فعل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے بخلاف دوسرے افعال کے کہ یہ بندہ کا کسب ہے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کا نہیں ہے تو اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ نہیں مارا تم نے جب کہ تم نے مارا صورۃً بلکہ اللہ نے مارا حقیقۃً اور وہ بھی مراد نہیں ہے کہ میں نے پیدا کر کے مارا جبکہ تم نے کسب کے ذریعہ مارا اس لئے کہ یہ تمام افعال میں جاری ہے۔

اور اگر آپ پر انکا منہ پھیر لینا بھاری ہے الخ اس آیت کریمہ ہدایت ضمیمہ سے چند فائدے معلوم کرنا چاہئے ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے ایمان پر بہت حریص تھے اسلام سے انکا منہ پھیر لینا ان عالی مقام پر بہت گراں تھا دوسرا یہ کہ آنجناب کی خواہش تھی کہ جب قوم معجزہ طلب کرے تو وہ معجزہ ان کے حسب خواہش پورا ہو جائے تا کہ یہ ممکن ہو سکے کہ وہ ایمان لائیں اور یہ نہیں ہوتا تھا تیسرا یہ کہ معجزہ کو صادر کرنا رسول کی خواہش واختیار سے نہ ہوتا تھا جب کہ

اللہ تعالیٰ خود نہ چاہے اور خود ارادہ نہ فرمائے واقع نہیں ہوتا تھا اور نیز حق سبحانہ تعالیٰ کا ارادہ اپنے غیر کی خواہش کے تابع نہیں ہوتا تھا اگرچہ وہ غیر شخص اس کا مقبول اور بھیجا ہوا ہی ہو۔

(۴) مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب در خط مولوی محمد حسین صاحب مراد آبادی السلام علیکم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا کہنا حق ہے اور سب ان کے موافق ہیں کوئی مخالف نہیں۔ عبارت مواقف و مقاصد بھی ان کے موافق ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب قدرت کلیہ کے منکر ہیں کہ قدرت دیگر متصرف کر دیویں جیسا دیگر افعال اختیاریہ کی قدرت ہے کہ عادت الٰہی ہے جب قصد کرے ویسا ہی ہو جاوے تصرفات میں یہ نہیں جیسا ملکہ نے کلکٹر کو اختیار دے کر متصرف بنا دیا سو افعال اختیاریہ میں عادۃ تصرف ہوتا ہے ظاہراً اور فعل حق تعالیٰ کا مخفی ہے اور معجزات و تصرفات میں ظاہر بھی عجز ہے مثل قلم کے مگر جزئیہ قدرت محدود اس فعل تک نبی وولی میں ہوتی ہے کہ وہ عالم اس امر عالم کا ہے کہ مجھ سے یہ امر صادر کرتے ہیں اور مجھ کو قصداً اس فعل کے کرنے کا حکم ہے پس قلم جیسی حرکت ہوئی مگر قلم علم سے عاری ہے نبی کو علم و ارادہ و توجہ بھی ہوتا ہے اس علم و توجہ کو اختیار جزئی سے تعبیر کرتا ہوں سو اس کا اثبات شرح مواقف و مقاصد میں ہے اور کلام مولوی اسمٰعیل مرحوم و دیگر علماء اس کا انکار نہیں کرتے قدرت دے کر فارغ ہونا کہ مثل قدرت دیگر افعال کے عادۃ کہ وقت قصد کے جب چاہیں کر لیا کریں۔ کہ جس کو اختیار کلی و قدرت کلیہ کہتا ہوں اس کا انکار ہے پاس یہ تو اصل مراد ہے اگر ضرورت ہوگی تو پھر شرح عبارت مقاصد کی کر دوں گا۔ ورنہ غالباً آپ کو حاجت زیادہ لکھنے کی نہ ہووے گی والسلام۔

(۵) اگر طاق والماری جس میں کتب شریعت و قرآن و حدیث رکھی ہوں سر کے برابر ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر سر کے نیچے پشت کے برابر ہے تو خلاف ادب کے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا کھلانا

(سوال) شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامی میں جو اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں۔ اخبرنی سیدی والدی قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح فی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیاً فقسمتہ بین

الناس فرأیته صلی اللہ علیه وسلم بین یدیه هذه الحمص متبهجا بشاشا. (۱) فقط عبارت مذکورہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بتعیین یوم ولادت ایصال ثواب یا سرور ولادت میں اطعام الطعام وغیرہ جو کہ شاہ صاحب قدس سرہ کے معمولات میں سے تھا جائز و مستحب ہے اور باعث خوشنودی آنحضرت ﷺ اور جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ بھی اجتماع صلحاء یوم ولادت میں اور اطعام الطعام کو مستحسن لکھتے ہیں حسن المقصد میں بایں وجہ مبتدعین استحان مولود مروجہ زمانہ پر استدلال کرتے ہیں اور قاعدہ شرع سے ایسی تعینات وتخصیصات حد بدعات میں شامل ہوتی ہیں، لہذا مع توضیح عبارت مذکورہ کے جواب سرفراز فرمادیں۔ فقط

(جواب) ایصال ثواب ہر روز درست اور موجب ثواب ہے کوئی تاریخ و وقت شرع سے موقت نہیں روز ولادت اور روز وفات بھی درست ہے پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے ایصال ثواب میں اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں سب کے نزدیک درست ہے پس شاہ عبدالرحیم صاحب کا یہ فعل ایسا ہی تھا تو اس سے کوئی حجت نہیں لاسکتا اپنے بدعت زمانہ پر اور پھر وہ طعام ایصال ثواب کا تھا کہ صلۃ بالنبی کا لفظ موجود ہے اس میں نہ کوئی سرور ولادت کا کلمہ ہے نہ اجتماعی ذکر ولادت کے واسطے پس اس میں کوئی حجت جواز مولد کی نہیں اور سیوطی کے وقت میں بھی ہمارے زمانہ جیسی بدعت نہ ہوئی تھی براہین قاطعہ کو دیکھو اس میں سیوطی کا مقصد مفصل لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کونڈا کھچڑا صحنک گیارہویں توشہ سہ منی کا حکم

(سوال) یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارہویں اور توشہ اور سہ منی بوعلی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام کا چاہ پر لے جانا مذکورہ بالا میں طعام کی تخصیص اور ایام کی تعین کہ اس کے خلاف ہرگز نہ ہوں بدعت اور حرام ہیں یا نہیں اور اس قسم کے طعام کو کھانا مکروہ ہے یا حرام کیونکہ افعال جہال ان معاملات میں نہایت بد وحد کفر وشرک کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں نفع ضرر توقع منافع اپنے اپنے مرادات کی طلب ان میں کی جاتی ہے تو ایسے لوگوں اور ایسے عقائد کی نسبت حکم کفر وشرک کا کرنا درست ہے یا نہیں ارقام فرمادیں۔

---

(۱) مجھے میرے والد بزرگوار نے خبر دی کہ میں ایام مولود میں کھانا پکواتا تھا حضور اکرم کو ثواب پہنچانے کی نیت سے تو ایسا ہوا کہ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا بجز بھونے چنوں کے اسی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا پھر میں نے رسول اللہ کو خواب میں ہشاش بشاش دیکھا اور چنے آپ کے سامنے رکھے تھے۔

(جواب) یہ تعینات بدعت ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نیت ایصال ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل ما اہل بغیر اللہ میں ہے اور حرام ہے۔ اور ایسے عقائد فاسد موجب کفر کے ہیں ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ جیسا اوپر کے جواب میں لکھا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواجہ خضر کے دلیے کا حکم

(سوال) کونڈا کرنا حضرت کا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ شاہ عبدالحق رحمہ اللہ کا اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان میں کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے۔

(جواب) ایصال ثواب بلا قید طعام وایام کے مندوب ہے اور قید وتخصیص یوم اور تخصیص طعام کی بدعت ہے اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو طعام حرام نہیں ہوتا گو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دس محرم کی مجلس شہادت

(سوال) یوم عاشورہ کو یوم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، گمان کرنا و احکام ماتم و نوحہ گریہ وزاری و بے قراری کی برپا کرنا اور گھر گھر مجالس شہادت منعقد کرنا اور واعظین کو بھی بالخصوص ان ایام میں شہادت نامہ یا وفات نامہ بیان کرنا خاص کر روایات خلاف وضعیفہ سے اور سامعین کو بھی ان امور میں ہر سال کوشش ہونی کہ اس کے مثل وعظ میں نہیں ہوتی ہرگز اور خاص ایام مذکورہ ہی میں ایصال ثواب اور صدقات کرنا اور تعین آب وطعام بھی مثل شربت ہے یا کھچڑا ہے اور ہر غنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جاننا اور جو غنی یا سید اس کو نہ لیوے تو مطعون کریں اور برا جانیں اور فی الجملہ ریا کو اس میں بہت دخل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں امید ثواب ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ کل امور بدعات و معصیت ہیں یا نہیں۔

(جواب) ذکر شہادت کا ایام عشرۂ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے اور ماتم نوحہ کرنا حرام ہے۔ فی الحدیث نهى عن المراثي الحديث ۔(۱) اور خلاف روایات بیان کرنا سب

---

(۱) حدیث میں ہے کہ آپ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

ابواب میں حرام ہیں۔ تقسیم صدقات بہ تخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالہ ہے علی ہذا تخصیص کی طعام کی کسی یوم کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سید کو حرام ہے اس پر طعن کرنا فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیران پیر کی گیارہویں

(سوال) تبارک اور رجی اور گیارہویں پیران پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) تبارک ورجی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصال ثواب بروح حضرت قدس سرہٗ درست ہے اور تعین تاریخ کو پس وپیش نہ کرے بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایام محرم میں کتب شہادت کا پڑھنا

(سوال) کتاب ترجمہ سر الشہادتین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر۔

(جواب) ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے حسب مشابہت مجالس روافض کے۔

محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا

(سوال) محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی ونیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط

توشہ شاہ عبدالحق کو توشہ حق کہنا

(سوال) بمقابلہ توشہ شاہ عبدالحق کو جو قدیم زمانہ سے مروج ہیں اور سب جانتے ہیں کہ منع ہے توشہ حق نام رکھنا اور خوردنوش یار آشنایان کا فرمانا نفسانیت ہوئی یا نہیں۔

(جواب) جوامر شرعاً حرام ہے کسی کی خاطر داری سے اس کو حرام جان کر بھی فسق اور حرام ہے۔

ہرگز نہیں چاہئے معصیت میں کسی کی رضا درست نہیں۔ فقط

نذر اللہ کا نام توشہ حق رکھنا

(سوال) علماء متقدمین نے نام نذر اللہ کا توشہ حق نہیں رکھا جو ایک فرقہ نے حال میں توشۂ حق نام رکھا ہے اگر جائز ہے تو نیا امر ایجاد کرنا مثل اس کے بدعت ہے یا نہیں۔

(جواب) توشۂ حق نام نذر کا رکھنا بدعت ہے ایسا لفظ موہم کہنا بیجا ہے توشہ سامان کو کہتے ہیں حق تعالیٰ کی ذات پاک سامان سے پاک ہے اولیاء کا توشۂ تو یہ معنی رکھ سکتا ہے کہ ان کو ثواب پہنچے گا ان کے توشۂ آخرت میں معین ہو جاوے گا اور جو کوئی معنی صحیح توشہ حق کے ہوویں بھی تاہم موہم لفظ بولنا نہیں چاہئے۔

اہل قبور سے استعانت

(سوال) استعانت از اہل قبور خواہ قبور انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام ہوں سنت رسول اللہ ﷺ وقرون مشہود لہا بالخیر میں صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے یا نہیں درصورت عدم ثبوت بدعت وممنوع بموجب روایات ذیل ہوں گی یا نہیں اگر نہیں تو ثبوت کا جواز کیا ہے۔ اور درصورت اختلاف بدعت وجواز اولیٰ کیا ہے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ **اللھم انا کنا نتو سل بنبیک ونحن الا ن نتو سل بعم نبیک.** (۱) اور امام ابن قیم اغاثہ میں روایت فرماتے ہیں۔ **ثنا علی بن حسین انه رای رجلا یجئی الی فرجة کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم فید خل فیها فید عوفنها ہ وقال الا احد ثکم حدیثه سمعته من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا تتخذو اقبری عیداً ولا بیوتکم قبور افان تسلیمکم یبلغنی اینما کنت وایضاً ولقد جر السلف الصالح التوحید وحموا جانبه حتی کان احد ھم اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم اراد الدعا استقبل القبلة وجعل ظهره الی جدار القبر ثم دعا قال سلمة بن ور ان رایت انس بن مالک لیسلم علی النبی صلی اللہ علیه واله وسلم ثم یسند ظهره الی جدار القبر ثم یدعوا ونص علی ذلک الائمة**

(۱) اے اللہ ہم تیرے ہی نبی کو ذریعہ بناتے تھے اب تیرے نبی کے چچا کو ذریعہ بناتے ہیں۔

الاربعة انه يستقبل القبلة وقت الدعا حتى لا يدعوا عند قبره وايضا كيف يكون دعاء الموتى والدعاء عند قبورهم والا ستشفاع بهم مشروعا وعملا صالحا وتصرف عنه القرون الثلثة المفضلة بنص رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يفوز به الخلوف الذين يقولون مالا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون وايضا وكذالك التابعون كان عندهم من قبور اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بالا مصار عدد كثير فمااستغاثوا بقبر احد منها ولا دعوه ولا دعوابه ولا دعواعنده ولا استشفعوا به ولو كان ذلك منهم لنقل فيكون ذلك فضلا حرمه خير القرون وجهلوه وظفر به الخلوف وعملوه. (۱) اور قاضی ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں دعاء۔ آنہا خواستن حرام است (۲)

(جواب) اس مسئلہ کی پہلے تحریرات ہو چکی ہیں کہ مأتہ مسائل اور اربعین مسائل مولانا محمد اسحٰق مرحوم دہلوی کو دیکھئے چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو جواب مختصر لکھنا ضرور ہوا استعانت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بحرمتِ فلاں میرا کام کردے یہ باتفاق جائز ہے خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے اعینونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود

---

(۱) ہم سے علی بن حسین نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی قبر کے پاس جو شگاف تھا وہاں آ کر دعا مانگا کرتا تھا تو ہم نے اس کو منع کیا اور کہا کہ کیا میں تجھ کو وہ حدیث نہ بیان کروں جو میں نے اپنے باپ سے سنا اور وہ میرے دادا سے سنے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور نہ اپنے مکانوں کو قبر بنانا کیونکہ تمہارا اسلام مجھ کو جہاں کہیں میں ہوں پہنچ جاتا ہے ونیز سلف صالح نے توحید کا بہت خیال رکھا ہے اور جانب توحید کی بہت رعایت رکھی ہے حتیٰ کہ ان میں سے اگر کوئی نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد دعا کرنا چاہتا ہو وہ قبلہ کی طرف رخ کر لیتا اور اپنی پیٹھ کو نبی ﷺ کی قبر کی دیوار کی طرف کر دیتا اور وہ دعا کرتا اور سلمہ بن وردان روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک نبی ﷺ پر سلام کرتے پھر وہ اپنی پیٹھ قبر کی دیوار کی طرف کر دیتے اور دعا کرتے اور ائمہ اربعہ نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہو جائے حتیٰ کہ قبر کے پاس دعاء بھی نہ کرے اور کسی قدر مردوں کی دعاء اور ان کو شفیع بنانا مشروع اور عمل صالح نہ ہوتا اور ہم قرون ثلثہ کا خیال نہ کریں جن کی فضیلت کا حکم رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے اور ان کے خلف اس پر کامیاب ہو جائیں تو ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں اور وہ کام کرتے ہیں جس کا حکم نہیں دیا جاتا اور اسی طرح و نیز تابعین جن کے پاس اصحاب نبی ﷺ کی قبریں شہروں میں بہت زیادہ تھیں لیکن انہوں نے انہیں سے کسی کی قبر سے نہ فریاد کی نہ دعا کی اور نہ اس کے ذریعہ دعا کرائی اور نہ اس کے پاس دعا کی اور نہ اس کے ذریعہ شفاعت کرائی اور اگر یہ ان سے ثابت ہوتا تو نقل کیا جاتا نہ کہ اس کو حرام کیا جاتا خیر القرون میں اور وہ اس سے ناواقف رہتے اور ان کے خلاف اس کو پا جاتے اور وہ جان لیتے۔

(۲) اور ان سے دعاء مانگنا حرام ہے۔

ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استعانت ہے حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معہذا اسلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہر حال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنوانا

(سوال) قبروں کو پختہ کرانا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ ان کے معنی میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت ﷺ نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا مزار پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو ان پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے اگر ان سے کہیں کہ حجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

(جواب) یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے مقبولین نے نہیں کیا بلکہ امراء وسلاطین نے کیا ہے اور خلاف قرآن شریف وسنت رسول جو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابل حجت نہیں۔ فقط

قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

(سوال) قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات وقبہ وروشنی وفرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاعلین پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ تکذیب احادیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر

قبور انبیاء علیہم السلام بالخصوص، رسول اللہ ﷺ واولیاء کرام صحابہ و ائمہ مجتہدین کو پیش کرتے ہیں اور متبع احادیث وسنت کو منکر انبیاء، واولیاء کہتے ہیں اور درپے ایذ ارسانی ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حرمین اور عرب میں جا کر خلاف شرع ان کو نہیں کہتے کیا قرآن احادیث وہاں پر نہیں ہے لہذا عرض ہے کہ عرب وحرمین میں اگر علماء مذکورہ کا منع ہونا بیان نہ کریں تو یہ کیا حجت جواز ہوسکتا ہے۔

(جواب) ہرگاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور کی وارد ہے پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہوسکتے اور اعتبار قرآن وحدیث واقوال مجتہدین کا ہے نہ افعال مخالف شرع کا اگر عرب اور حرمین میں امور غیر مشروع خلاف کتاب وسنت رائج ہوگئے تو جواز ان کا نہیں ہوسکتا اور جو وہاں ان بدعات کو کوئی منع نہ کرسکے تو یہ حجت جواز کی نہیں ہوسکتی اس پر سکوت کی کوئی وجہ نہیں کتاب وسنت سے رد کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبر کا طواف کرنا

(سوال) طواف کرنا قبر کا کیسا ہے۔

(جواب) طواف کرنا قبر کا حرام ہے اگر مستحب جان کر کرے کافر ہوگا فی شرح المناسک القاری (۱) ولا یطرف ای یدور حول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرة بما یفعله العامة الجھلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والاولیاء والعلماء انتھی ھکذا فی البحر والنھر۔

الجواب صحیح بذا الجواب صحیح جوابات صحیح ہیں جوابات صحیح اور درست ہیں جوابات حق ہیں الجواب صحیح

عبد اللہ حنفی خادم شریعت

ابو الفیض محمد احمد الدین صد شکر کہ من رسول الادب محمد صدیق

تنٹری باسغوری احمد الدین پیر ئسمد دارم محمد ہاشم ابو محمد عبد الوہاب دیوبندی

جواب صحیح ہیں الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح

ابو البرکات حافظ محمد المعتصم بحبل اللہ الاحد محمد عبد العزیز محمد یوسف سید محمد عبد السلام محمد ابراہیم عبد الغفور شہاب الدین

الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح جواب سب صحیح ہیں۔

محمد عبد الغفار عبد الحمید محمد رحمت الدین احمد یار سعد اللہ ساکن بندہ رشید احمد رشید

احمد ۳۰ھ رانبان گنگوہی عفی عنہ

(۱) روضہ رسول اللہ ﷺ کے اطراف طواف نہ کرے یعنی نہ پھرے اس لئے کہ طواف کرنا کعبہ شریف کی خصوصیات سے ہے اس لئے حرام ہے طواف کرنا انبیاء اور اولیاء کی قبور کا اور کچھ اعتبار نہیں عوام اور جہلا کے کرنے کا اگر چہ وہ صوفیوں اور عالموں کی شکلوں میں ہوں انتہی۔

قبر کا بوسہ دینا

(سوال) بوسہ لینا قبر کا جائز ہے یا حرام۔

(جواب) بوسہ لینا قبر کا حرام ہے فی المدارج و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و سر نہادن حرام و ممنوع ست و در بوسیدن قبر والدین روایت فقہی نقل میکنند و صحیح آنست کہ لا یجوز انتھی وادنی لا یجوز گناہ صغیرہ است و اصرار بر آن کبیرہ است ہکذا فی شرح عین العلم۔(۱)

قبر پر دفن کے بعد اذان دینا

(سوال) اذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ کہیں قرون ثلثہ میں اس کا ثبوت نہیں اور جو امر ایسا ہووہ مکروہ ہے تحریماً قال فی الفتح القدیر والبحر یکرہ عند القبر مالم یعهد من السنة والمعهود منها لیس الا زیادة والدعاء عنده قائما . (۲) انتهی . پس اذان کہنا اس جگہ منع ٹھہرا سونہ کرنا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چنانچہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں لکھا ہے۔ تنبیه فی الا قتصار علی ما ذکره من الوارد اشارة الی ان لا یسن الا ذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاواه بانه بدعة وقال من ظن انه سنة قیا ساعن نداها للمولود الحاقالخاتمة الا مر با بتدائه فلم یصب (۳) آه انتهی اور علامہ خیر الدین رملی نے حاشیہ بحرالرائق میں لکھا ہے۔ قیل وعند انزل المیت القبر قیا سا علی اول خروجه من الدنیا لکن رواه ابن حجر فی شرح العباب (۴) انتھیٰ اور دارالبحار میں لکھا ہے۔ من

---

(۱) مدارج میں ہے اور بوسہ دینا قبر کا اور اس کو سجدہ کرنا اور سر رکھنا حرام اور ممنوع ہے اور والدین کی قبروں کو بوسہ دینے میں ایک فقہی روایت نقل کرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ لا یجوز (جائز نہیں) اور لا یجوز کا ادنیٰ گناہ گناہ صغیرہ ہے اور اس پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے (شرح عین العلم)۔

(۲) فتح القدیر اور بحر میں ہے اور قبر کے پاس مکروہ ہیں وہ تمام باتیں جو سنت سے ثابت نہ ہوں اور سنت سے ثابت بجز زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۳) تنبیہ اقتصار میں اس پر جو وارد نے ذکر کیا ہے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ قبر میں میت کو داخل کرتے وقت اذان مسنون نہیں ہے جیسا کہ آج کل عادت ہوگئی ہے اور ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں اس کی صراحت کی ہے کہ یہ بدعت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جس نے گمان کیا ہے کہ یہ سنت ہے یہ قیاس کرتے ہوئے کہ میلاد پر مستحب ہے اور معاملہ کے خاتمہ کو ابتداء سے ملاتے ہوئے حالانکہ صحیح نہیں ہے۔

(۴) کہا گیا ہے کہ اور میت کو قبر میں اتارنے کے وقت (اذان دینا) پر قیاس کرتے ہوئے ... جو وہ اول دنیا میں آیا تھا (تو اس کے کانوں میں اذان دی گئی ...) شرح عباب میں ابن حجر نے اس کو رد کیا تھا۔

البدع التی شاعت فی بلاد الھند الا ذان علی القبر بعد الدفن (۱) اورتو شیخ شرح تنقیح محمود البلخی میں مذکور ہے مافی الا ثور من الا ذان علی القبر ولیس بشیئ (۲) انتھی کذا فی التفھم المسائل:۔ اور فتویٰ مولانا عبداللہ میر غنی مفتی مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً چنانچہ ہدیۃ المکیہ میں مرقوم ہے۔ سوال ھل یجوز الا ذان عند القبر بعد دفن المیت فی المذھب الحنفی ام لا بینوا توجروا ومن اصر علیه و اعتقده منُ السنة وذم تارکه فما حکمه مصیب ام خاطی مبتدع بینوا بالصواب. (۳)

(جواب) الحمدللہ رب العالمین رب زدنی علما ذکر فی البحر الرائق مانصه ویکره عند القبر کل مالم یعهد من السنة والمعهود منها لیس الا زیارتها والدعاء عندها قائما کما کان یفعل صلی اللہ علیه وسلم فی الخروج للبقیع انتھی ومنه یعلم الجواب واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم امر برقمه المقصر عبداللہ بن محمد میر غنی الحنفی مفتی مکةالمکرمة کان اللہ لهما حامداً مصلیا مسلما. (۱)

بدعت کی اقسام

(سوال) کوئی قسم بدعت کی حسن بھی ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) بدعت کوئی حسنہ نہیں اور جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے مگر یہ اصطلاح کا فرق ہے مطلب سب کا واحد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اقسام بدعت غیر مقبولہ

(سوال) احادیث میں جو وعیدیں مرتکب بدعات کی وارد ہوئی ہیں کہ فرائض ونوافل وصوم وحج عمرہ وجہاد وغیرہ اس کا مقبول نہیں ہے وہ کون سی بدعات ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے اہل بدعت سے ضائع کرتا ہے اللہ تعالیٰ عمل اس کے اور نکال لیتا ہے نور ایمان اس

---

(۱) اوران بدعتوں سے جو بلاد ہند میں شائع ہوگئی ہیں دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے۔

(۲) احادیث میں قبر پر اذان دینا ثابت نہیں ہے اور یہ کوئی خاص چیز نہیں ہے۔

(۳) سوال کیا میت کو دفن کرنے کے بعد ..... قبر کے پاس اذان جائز ہے مذہب حنفی میں یا نہیں ظاہر کیجئے اجر حاصل کیجئے اور جو شخص کہ اس پر اصرار کرے اور اعتقاد رکھے کہ یہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے والے کی مذمت کرے تو اس کا کیا حکم ہے وہ صواب پر ہے یا خطا پر اور بدعتی ہے حق بات لکھئے۔

(۴) جواب تمام تعریف رب العالمین کے لئے ہے۔ اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما بحر الرائق میں جو کچھ لکھا ہے وہ اصل حسب ذیل ہے اور قبر کے پاس مکروہ ہے ہر وہ چیز جو سنت سے ثابت نہیں اور سنت سے ثابت بجز اس کی زیارت [illegible] کے پاس کھڑے رہ کر دعا کرنے کے کچھ نہیں جیسا خود رسول اللہ ﷺ بقیع کو جا کر کیا کرتے تھے اور اسی [illegible] معلوم ہو سکتا ہے اللہ سبحانہ زیادہ جاننے والا ہے۔

کے دل سے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہل بدعت تمام خلقت سے بدتر ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہل بدعت جہنم کے کتے ہیں وہ کون سی اور کس درجہ کی بدعات ہیں۔ ادنیٰ درجہ کی کون سی بدعت ہے اور اعلیٰ درجہ کی کون سی ارقام فرمادیں۔

(جواب) جس بدعت میں ایسے شدید وعید ہیں وہ بدعت فی العقائد ہے۔ جیسا روافض خوارج کی بدعت ہے اور دیگر بدعات جو اعمال میں ہیں اس کو بھی بعض نے کتب مجالس الابرار میں کبیرہ لکھا ہے کہ کوئی بدعت صغیرہ نہیں مگر حق یہ ہے کہ بدعت علی قدر المفسدہ چھوٹی بڑی ہوتی ہے تشکیک اس میں بھی حاصل ہے پس بدعت سے بچنا سب سے ضروری ہے۔

شرکت مجالس بدعت

(سوال) آیت وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم اٰیات اللہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم الخ ۔ (۱)

میں شرکت جملہ مجالس ممنوعہ غیر مشروعہ وبدعات ضلالہ ثابت ہوتی ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ مجالس کفر واستہزاء کو فرمایا ہے۔ دیگر امور کو اس کے تحت میں داخل کرنا تحریف کلام اللہ شریف ہے لہٰذا مقولہ زید صحیح ہے یا نہیں اور تفسیر معالم میں تحت آیت جو قول حضرت ضحاک سے منقول ہے۔ قال الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ دخل فی ھذہ الایۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیامۃ ۔ (۲) یہ زید کے مقولہ کا منافی ہے یا نہیں فقط۔

(جواب) اس آیت سے عدم شرکت مجالس غیر مشروط ثابت ہوتی ہے اس طرح کہ استہزاء بکتاب اللہ حرام ہے علیٰ ہذا بدعات خلاف حکم شرع حرام ہیں جیسا کہ ان کی شرکت کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایسے ہی دیگر معاصی کی بھی معنی تفسیر ضحاک کے یہ ہیں کہ کل مبتدع کے ساتھ بیٹھنا اور ہر بدعت کا شریک ہونا حرام ہے آپ کا فہم درست ہے۔ والسلام

مساجد و مدارس کی موجودہ صورت وطرز تعلیم

(سوال) اس صورت کی مساجد اور مدارس اور طرز تعلیم قرون ثلثہ میں نہیں تھا بلکہ یہ محض نئی صورت ہے تو اس کا بدعت نہ ہونا کیا سبب ہے۔

---

(۱) اور تم پر کتاب میں یہ حکم دیا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو اس طرح سنو کہ اس کے ساتھ کفر کیا جارہا ہو اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہو تو تم ان کے ساتھ اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کسی اور بات میں معروف نہ ہو جاویں ورنہ تم انہیں کے مثل ہو جاؤ گے۔

(۲) ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے اس آیت کے تحت ہر وہ شخص داخل ہو گیا جو دین میں نئی بات نکالے اور قیامت تک ہر بدعتی بھی اس میں شامل ہو گیا۔

(جواب) مسجد کی کوئی صورت شرع میں مقرر نہیں جیسی چاہے بنائے مگر ہاں مشابہت کنیسہ وبیعہ وغیرہ سے نہ ہو علی ہذا مدارس کی کوئی صورت معین نہیں۔ مکان ہو اس کا ثبوت حدیث سے ہے اور کسی صورت خاصہ کو ضروری جاننا بدعت ہوگا۔

عیدین میں خطبہ کے پہلے دعا مانگنا

(سوال) مسئلہ عیدین میں خطبہ کے اول دعا مانگنا چاہئے یا بعد خطبہ کے یا بالکل نہ چاہئے۔

(جواب) خطبہ سے اول وآخر دعا کرنا کہیں ثابت نہیں لہذا نہ کرنا چاہئے البتہ بعد سلام نماز عید کے دعا کریں پھر ممبر پر کھڑا ہو کر دعا ثابت نہیں۔

معانقہ خصوصاً عیدین میں

(سوال) عیدین میں معانقہ کرنا اور بغلگیر ہونا کیسا ہے۔

(جواب) عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد ۱۳۰۱۔ الجواب صحیح میں محمد عبد اللطیف عفی عنہ۔ محمد عبد الطیف۔

معانقہ کرنا خصوصاً عیدین میں

(سوال) معانقہ کرنا بالخصوص عیدین کے روز کس درجہ کا گناہ ہے مکروہ ہے یا حرام۔

(جواب) معانقہ ومصافحہ بوجہ تخصیص کے کہ اس روز میں اس کو موجب سرور اور باعث مودت اور ایام سے زیادہ مثل ضروری کے جانتے ہیں بدعت ہے اور مکروہ تحریمی اور علی الاطلاق ہر روز مصافحہ کرنا سنت ہے ایسا ہی بشرائط خود یوم العید کے ہے اور علی ہذا معانقہ جیسا بشرائط خود دیگر ایام میں ہے ویسا ہی یوم عید کے ہے کوئی تخصیص اپنی رائے سے کرنا بدعت ضلالہ ہے فقط واللہ اعلم۔

الوداع کا خطبہ پڑھنا

(سوال) پڑھنا آخر میں ماہ رمضان المبارک میں الوداع الوداع یا شہر رمضان اور الوداع الوداع یا سنت التراویح اور اشعار فارسی یا اردو عربی کا ہر جمعہ میں یا آخیر جمعہ ماہ رمضان المبارک میں در صورتیکہ عوام الناس خطبہ الوداع آخر جمعہ رمضان المبارک کو سنت بلکہ قریب واجب جانتے ہوں کیسا ہے۔ آیا حسب زعم ان کے سنت یا مستحب یا بخلاف اس کے بدعت ہے بدلائل عقلیہ ونقلیہ از کتب معتبرہ جواب ارقام فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

(جواب) یہ خطبہ بدعت ہے کہ مرثیہ اور اشعار قرون مشہود لہا بالخیر میں خطبہ میں منقول ہیں علی الخصوص جب اس فعل کو ضروری جانا جاوے کہ مؤکد جاننا کسی امر مستحب کو بھی داخل تعدی حدود اللہ اور بدعت ضلالہ ہے چہ جائیکہ امر محدث اور پھر غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ بہر حال یہ فعل عوام جہلاء خطباء اور سنت جاننا اس کا بدعت ضلالہ واجب الترک ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

خطبہ الوداع

(سوال) الوداع کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے مجموعہ فتاویٰ میں لکھا ہے اور مولانا موصوف کا قول مستند ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ الفاظ الوداع کے ائمہ کے وقت میں بھی پڑھے جاتے تھے پس قول زید کا صحیح ہے یا غلط ہے بعض کتابوں میں الوداع کا خطبہ منع لکھا ہے۔
(جواب) زید کا قول غلط ہے اور خطبہ الوداع کا بدعت ہے۔ فقط

رسالہ ہفت مسئلہ

(سوال) رسالہ ہفت مسئلہ مطبوعہ نظامی جو کہ حضرت حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہو کر شائع ہوا ہے یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں کیونکہ اس میں تائید اہل بدعت اور اہل حق علماء محققین کی مخالفت ہے مفصل کیفیت سے جو ہوارشاد فرماویں۔
(جواب) رسالہ ہفت مسئلہ میں مسئلہ امکان وامکان نظیر میں تو کوئی امر ایسا نہیں لکھا کہ کسی کے خلاف ہو بلکہ اس کے امکان کا اقرار اور اس کی بحث سے احتراز لکھا ہے تو اس میں کسی اہل حق کی مخالفت نہیں اور مسئلہ تکرار جماعت میں بسبب اختلافات روایات فقہ کے فریقین کو نزاع سے منع کیا ہے کہ مسئلہ مختلفہ میں مخالفت کرنا مناسب نہیں اور مسئلہ نداء غیر میں صاف حق لکھا ہے کہ نداء غیر اگر حاضر و علم غیب جان کر کرے گا تو شرک ہوگا اور جو بے اس کے شوق میں کہا ہے تو معذور ہے گنہگار نہیں اور جو بدون عقیدہ شرکیہ کے یہ سمجھ کر کہے کہ شاید ان کو حق تعالیٰ خبر کردیوے تو خلاف محل نص میں خطاء وگناہ ہے مگر شرک نہیں اور جو نص سے ثبوت ہو جیسا صلوٰۃ وسلام۔ بخدمت فخر عالم علیہ السلام کے ملائکہ کا پہنچانا تو وہ خود ثابت ہے سو یہ سب حق ہے اس میں کوئی اہل حق مخالف اس کے نہیں کہتا۔ اب رہے تین مسئلے قیود مجلس مولود کے اور قیود ایصال ثواب کے اور عرس بزرگان دین کا کرنا سو اس میں وہ خود لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں۔ اگر ان کو سنت یا ضروری جانے بدعت وتعدی حدود اللہ تعالیٰ اور گناہ ہے اور بدون اس کے کرنے میں وہ اباحت لکھتے ہیں ہم لوگ منع کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان کو رسوم اہل زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ ان قیود کو ضروری جانتے ہیں لہذا باعتبار اصل کے مباح لکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو عادت عوام سے محقق ہو گیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور سنت جانتے ہیں۔ لہذا ہم بدعت کہتے ہیں۔ پس فی الحقیقت مخالف اصل مسائل میں نہیں ہوئی بلکہ بسبب عدم علم حال اہل زمانہ کے یہ امر واقع ہوا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا امام صاحب نے صابی کو ایک حکم دیا اور صاحبینؒ نے دوسرا حکم یہ بسبب اختلاف صابی کے ہوا ہے کہ امام صاحب کے وقت میں ان کا حال اہل کتاب جیسا تھا اور صاحبینؒ کے وقت مجوسی جیسا پس اختلاف اصل مسئلہ کا نہیں بلکہ بوجہ حال اہل زمانہ کے ہے ایسا ہی دیگر مسائل میں ہے پس ایسا ان تین مسائل ہفت مسئلہ میں سمجھ لو ورنہ حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں کہ اہل فہم

ودانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے معہذ الکھتا ہوں کہ یہ رسالہ ان کا لکھا ہوا نہیں کسی نے لکھا ان کو سنا دیا۔ انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد اسقاط کا حکم

(سوال) بعد مرنے کے جو طریق اسقاط عوام کرتے ہیں کہ فرائض واجبات تجویز کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم وغیرہ مقرر ہوئے ان کے عوض ایک کلام اللہ شریف دے کر سب سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں لہذا طریق مروجہ ثابت اور جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس ملاؤں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے وہاں حیلہ کارگر نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورثہ کے کیا عجب ہے کہ مفید ہو ورنہ لغو اور حیلہ تحصیل دنیا دنی کا ہے۔ فقط

کتاب آذر جندی سے فاتحہ کا ثبوت

(سوال) در کتاب آذر جندی کہ از ملا علی قاری ست روایت ست قال كان يوم الثالث عن وفات ابراهيم بن محمد صلى الله عليه وسلم جاء معه تمرة يا بسة ولبن النافة وخبز الشعير فو ضعها عند النبي صلى الله عليه وسلم .

فقرأ النبي عليه الصلوة والسلام الفاتحة مرة وسورة الا خلاص ثلاث مرات وقرأ اللهم صل على محمد انت لها اهل فرفع يديه ومسح وجهه فامر بابي ذران يقسمهما وقال النبي صلى الله عليه وسلم ثواب هذه الا طعمة لا بنى ابراهيم.

فقط صحت نام کتاب اور روایت کی اس میں ہے یا نہیں یا اور کسی کتاب میں ہے۔

(جواب) نہ کتاب آذر جندی از تصانیف ملا علی قاری ست ونہ روایت مذکورہ صحیح ومعتبر است بلکہ موضوع است وباطل برآں اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے از ہمچو روایت یافتہ نمی شود حررہ (۱) الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی منقولہ از رسالہ شمشیر خنداں مولف مولانا دین محمد صاحب مرحوم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور الجواب یہ حدیث وضع ہے اور بنانے والا اس کا کاذب اور مفتری ہے اور آذر جندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی تصنیف سے نہیں ہے انتہیٰ محمد صدر الدین صدر صدور دہلی۔

---

(۱) کتاب آذر جندی نہ ملا علی قاری کی تصنیف ہے اور نہ مذکورہ روایت صحیح ومعتبر ہے بلکہ موضوع ہے اور بالکل اس پر بھروسہ نہ کیا جائے اور کتب حدیث میں ایسی روایت کا کوئی پتہ نہیں پایا جاتا۔

محمد قطب الدین ۱۲۷۴ شاگرد مولانا اسحٰق صاحب مرحوم مؤلف مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ	محمد بشیر نذیر حسین ۱۲۶۷	حسبنا اللہ حفیظ اللہ دہلوی	سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ محدث دہلوی	سید محبوب علی جعفری دہلوی
			نوازش علی ۱۲۶۰ دہلوی	بہ لطافت الخ دہلوی
				فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد دہلوی ۱۲۶۱
				علیہ رحمت اللہ ۱۲۶۵ دہلوی

محمد عبد الرب ۱۲۶۷ دہلوی	محمد تقی خان دہلوی	سید رحمت علی خاں نے عدالت عالیہ سلطان مفتی سراج العلماء ضیاء الفقہاء ۱۲۵۳	محمد عبد اللہ دہلوی	شرف رشید سید کونین ۱۲۹۳ شریف حسین
		مفتی بادشاہی مجمع ملی		

سید احمد حسین ۱۲۸۹	ابو الحسن ۱۲۸۹	محمد منظور علی یوسفی ۱۲۸۳ دہلوی	عبدہ محمد یوسف ۱۲۸۴	محمد عبد الحکیم دہلوی

متصور علی خان احمد حسن خان	محمد غلام اکبر خان مہدی ۱۲۸۶ سے	مواہیر علماء مقیم ریاست دوجانہ	محمد امام الدین مہدی ۱۲۸۴

محمد عالم علی ۱۲۸۳	محمد قاسم علی ۱۲۸۵	نقشبندی محمد رمضان ۱۲۹۱	رحمت علی	محمد نور علی عفی عنہ

محدث مرادآبادی صاحبزادہ مولانا عالم علی صاحب مشہور حافظ رحمت علی صاحب متصل سنبھلی دروازہ

مواہیر علمائے پانی پت

محمد عبد الرحمٰن شاگرد مولانا محمد اسحٰق	بخشندہ عاصیاں رحیم است

تمام شد

الجواب صحیح اور اس کا واضع ملعون ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت کرتا ہے فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

فاتحہ کا طریقہ

(سوال) فاتحہ مروجہ یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد۔(۱)

---

(۱) فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کو روبرو رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت ﷺ بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ حالا در حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً عادت خواص نیست واگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست وایں را ضروری دانستن مذموم است وبہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خواندہ ثواب آن بمیت رسانند طعام را بہ نیت تصدق بفقراخورانند وثواستن نیز باموات رسانند۔(۱)

ہدیۃ الحرمین سے فاتحہ کا ثبوت

(سوال) ہم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹے ابرہیم کے سوئم ودسواں و بیسواں وچہلم وغیرہ میں چھوارے پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا پس فی زمانہ لوگ پھول۔ پان وغیرہ کرنے سے چہلم وسوئم دسواں وبیسواں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے۔

(جواب) ہوالمصوب۔ یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے۔ کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

تیجہ میں قرآن شریف کا پڑھنا

(سوال) روز سوم یا پنجم مردم بطلب یا بلا طلب جمع میشوند وچند ختم کلام مجید می خوانند بعضے آہستہ و بعض با آواز بلند ودر پیالہ خوشبو گل می اندازند ودیگر خصوصیات ورسوم بعمل می آرند چہ حکم دارد۔(۲)

(جواب) مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص وادرا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آن رامکروہ نوشتہ رسم وراہ تخصیص بگذارند ہر روز یکہ خواہند ثواب بروح میت۔ مانند میت قریب مرگ خود زیادہ ترمحتاج مدد میشود۔ ہرقدر کہ ایصال ثواب بہر روز یکہ شود موجب خیراست کذافی فتح العزیز وشیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح سفر السعادت می فرمایند وعادت بنود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند وقرآن خوانند وختمات خوانند نہ برسر گور ونہ غیر آن وایں مجموع بدعت ست ومکروہ نعم تعزیت اہل میت وتسلیہ وصبر فرمودن سنت ومستحب است اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے

---

(۱) یہ مخصوص طرز نہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھی نہ خلفاء کے زمانہ میں بلکہ اس کا وجود تینوں قرون میں جن کے بھلائی کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں ہے اور اب بھی حرمین شریفین میں اللہ تعالیٰ ان کی عزت زیادہ کرے۔ خاص لوگوں کی عادت نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس مخصوص طریقہ پر عمل کرے تو کھانا حرام نہیں ہوتا اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کو ضروری جاننا برا ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنا چاہیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دیں اور کھانے کو تصدق کی نیت سے فقراء کو کھلادیں اور اس کا ثواب بھی مردوں کو پہنچادیں۔

(۲) سوال تیسرے دن یا پانچویں دن بلانے سے یا بغیر بلانے کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور کلام مجید کے چند ختم پڑھتے ہیں بعض آہستہ اور بعض بلند آواز سے اور خوشبو کے پیالہ میں ڈالتے ہیں اور دوسری خصوصیات اور رسوم عمل میں لاتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے۔

وصیت از حق یتامیٰ بدعت است وحرام انتہیٰ۔(۱) حررہ الراجی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

فاتحہ کا موجودہ طریقہ

(سوال) سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کہ جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔

(جواب) فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے کذافی اربعین وفتاویٰ سمرقندی فقط محمد قاسم علی عفی عنہ محمد قاسم علی الجواب صحیح والمجیب نجیح عبداللطیف عفی عنہ۔ محمد عالم علی محدث مرادآبادشاگرد مولانا محمد اسحٰق۔محمد عبداللطیف سہنسپور۔

کھانے یا شیرینی پر فاتحہ

(سوال) فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات درست ہے یا نہیں؟

(جواب) فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

تیجہ کا حکم

(سوال) تیجہ، ساتواں، چالیسواں، امور مذکورہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب اور فقہ کی کسی معتبر کتب میں ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب) تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالہ ہیں، کہیں اس کی اصل نہیں، نفس ایصال ثواب چاہئے، ان قیود کے ساتھ بدعت ہی ہے، جیسا کہ اوپر کے جواب میں مرقوم ہو چکا ہے، اور برادری کو ان ایام میں کھلانا یہ رسم ہے اور منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوم وغیرہ کرنا

(سوال) فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہو کر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلاتعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) جواب تیسرا دن وغیرہ کو خصوصیت سے مقرر کر دینا اور اس کو ضروری سمجھنا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے صاحب نصاب الاحتساب اس کو مکروہ لکھتے ہیں خصوصیات کی رسم وراہ کو چھوڑ دیں جس دن چاہیں ثواب میت کی روح کو پہنچائیں اور میت اپنی موت کے وقت قریب میں مدد کا زیادہ محتاج ہوتا ہے جس قدر ایصال ثواب جس دن کہ ہو سکے باعث بھلائی ہے۔ فتح العزیز میں اسی طرح ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں کہ یہ عادت نہیں تھی کہ میت کے لئے وقت نماز کے علاوہ جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختم کریں نہ قبر پر نہ اور کسی جلہ اور یہ تمام بدعت ہے اور مکروہ ہاں اہل میت کی تعزیت اور تسلی دینا اور صبر کے لئے کہنا سنت ہے اور مستحب لیکن یہ مخصوص طور پر تیسرے دن کا جمع ہونا اور دوسرے تکلفات کا کرنا اور یتامیٰ کے حق سے بغیر وصیت کے مال صرف کرنا بدعت اور حرام ہے۔

(جواب) مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت ومکروہ ہے، شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہے ان ختم القرآن جهر بالجماعة ویسمی بالفارسية سیپاره خواندن مکروه ۔(۱) اور فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے یکره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الى القبر فى المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم وقراءة سورة الانعام والاخلاص ۔(۲) اور رد المحتار میں لکھا ہے ومن المنكرات الكثيرة كايقاد الشموع والقناديل التى توجد فى الافراح وكدق الطبول والغناء بالاصوات الحانا واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة على الذكر وقرأة القرآن وغير ذلک مما هو مشاهد فى هذه الازمان وما كان كذلک فلاشک فی حرمته وبطلان الوصية ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم۔ این است حکم صورت مسئولہ کہ (۴)

تحریر یافت محمد قاسم علی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبداللطیف عفی عنہ الجواب صحیح محمد مقیم الدین عفی عنہ محمد قاسم علی خلف مولانا عالم علی الجواب صحیح محمد عبدالغنی سہنسپوری محمد عبدالغنی

امام مفتی شہر مرادآباد فتویٰ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خان صاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۳۶۔

بلا تعیین یوم تصدق موتی کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا

(سوال) کھانا تیار کرنا واسطے تصدق موتی کے بلا تعیین یوم کے فقراء ومساکین کو جمع کر کے کھلا دینا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل ارقام فرمادیں۔

(جواب) بلا تعیین کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ کے جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے

---

(۱) اور قرآن کو پکار کر جماعت کے ساتھ ختم کرنا جس کو فارسی میں سی پارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے۔
(۲) اور پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا پکانا اور رسومات کے وقت قبر کے پاس کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کیلئے دعوت دینا اور ختم کیلئے صلحاء وفقراء کو جمع کرنا اور سورۂ انعام واخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے۔
(۳) اور بہت سی برائیاں جیسے موم بتیاں اور قندیلوں کو جلانا جیسے خوشیوں کے موقع پر ہوتا ہے اور جیسے ڈھول بجانا اور خوش آوازی سے گانا اور عورتوں اور مردوں کا جمع کرنا اور ذکر وقرأت قرآن وغیرہ پر اجرت کا لینا جو آج کل اس زمانہ میں دیکھا جارہا ہے اور جو اس طرح ہو تو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور اس کی وصیت کا باطل کرنا ضروری ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
(۴) صورت مسئولہ کا یہ حکم ہے جو لکھا گیا۔

نزدیک ناجائز نہیں، ثواب اس کا میت کو پہنچتا ہے باتفاق، البتہ عبادت بدنی میں خلاف امام شافعیؒ اورامام مالکؒ کا ہے، مالی میں کسی کا خلاف نہیں۔ قال فی الهداية الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة اوصوما اوصدقة اوغيرها –(۱) الخ فقط۔

بلا تعیین یوم وذکر تیجہ

(سوال) سوم یعنی تیجہ جو موتی کے واسطے کیا جاتا ہے تو اس میں کیا برائی ہے اگر تعیین تاریخ اور تاکد موجب فساد ہے تو یہ اگر دور ہو جاوے مثلاً پہلے روز ہو یا دوسرے یا چوتھے یا پانچویں یا چھٹے روز ہوشمار کے واسطے نخود نہ ہوں خرما ہو یا املی کے بیج ہوں یا تسبیح ہو یا اور کوئی چیز ہو اور اس میں مال بھی یتیموں کا صرف نہ ہو تو بھی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر بلا تعیین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمہ طیبہ اور ایصال ثواب اس کا کریں تو جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک اگرچہ علامہ مجد الدین فیروز آبادی ایصال ثواب میت کے اجماع کو بھی بدعت لکھتے ہیں۔ سفر السعادت میں۔

جواز تیجہ کی وجوہ پر بحث

(سوال) زید بدعات مثل تیجہ وغیرہ کا معتقد نہیں، اکثر لوگ اس خیال سے ان بدعات کو اختیار کرتے ہیں کہ چند لوگ جمع ہو جاویں گے اور باعث اتفاق ہوگا اور کلام وغیرہ بھی زیادہ پڑھا جاوے گا اور اگر مقرر نہ کیا جاوے تو دشواری ہوتی ہے پس ان لوگوں کا عقیدہ کیسا ہے اور اگر زید شریک مجلس مذکور ہو جاوے تو کیسا ہے۔ فقط۔

(جواب) جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں ان کا کرنا کسی وجہ سے درست نہیں قاعدہ شریعت کا ہے جو چیز بھلائی اور برائی سے ملی ہوئی ہو اس کو حکم شریعت برائی کا دیتی ہے اس کی بھلائی پر نظر نہیں ہوتی ظاہر اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مٹکی دودھ میں ایک چلو پیشاب گر جاوے تو اس کو نجس کہیں گے اور اس کو حلال نہ کہیں گے لہذا فعل اور شرکت ان بدعات کی دونوں ناجائز باعتقاد ہوں یا بلا اعتقاد ہوں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایصال ثواب کی قیود

(سوال) فاتحہ تیجہ دسواں کرنا کیسا ہے مستحب ہے یا بدعت حسنہ ہے یا بدعت سیئہ ہے بدعت حسنہ کی کیا تعریف ہے اور بدعت سیئہ کی کیا تعریف ہے بدعت حسنہ سے کیا ثواب ہوتا ہے اور بدعت سیئہ سے کیا تعزیر لازم آتی ہے اور مجمع کر کے چنوں پر کلمہ شریف پڑھوانا واسطے ثواب مردہ

---

(۱) ہدایہ میں ہے کہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کیلئے قرار دے سکتا ہے خواہ وہ نماز ہو کہ روزہ یا صدقہ وغیرہ۔

کے اور قرآن شریف پڑھوانا کیسا ہے آیا ثواب ان کلموں اور قرآن شریف کا جو اس مجمع میں شریک ہوتا ہے وہ شخص مستحق ثواب ہے یا عذاب ہے زید کہتا ہے کہ چنوں پر فاتحہ سوم میں اللہ کا کلام پڑھنا موجب ثواب ہے کہ اس سے ایصال ثواب منظور ہے اور یہ طریقہ بزرگان سلف سے چلا آتا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور فتاویٰ عزیزی میں یہ طریقہ لکھا ہے۔ پس زید کا قول تمام ہوا ان چنوں کا کھانا کیسا ہے اور زید فاتحہ تیجے دسویں کو دل سے اچھا جانتا ہے اور اس کے اچھے ہونے پر اصرار کرتا ہے اس مسئلہ کو بہت تشریح کے ساتھ قرآن وحدیث قیاس اجماع امت سے ارقام فرما کر مزین بمہر فرمادیں۔

(جواب) یہ مسائل بارہا لکھے جاچکے ہیں یہ جملہ امور بدعت ہیں صرف ایصال ثواب جائز ہے باقی قیودات بدعت ہیں اس کی تفصیل مسائل اربعین مؤلفہ شاہ محمد اسحٰق صاحب میں دیکھ لو۔

کھانا سامنے رکھ کر پنج آیت پڑھنا

(سوال) کھانا سامنے رکھ کر اس پر پنج آیت پڑھنا کیسا ہے جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اس لئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہٗ نے اپنے فتاویٰ میں جائز لکھا ہے بکر کہتا ہے حاجی صاحب موصوف اگرچہ میرے پیر ومرشد ہیں یعنی میرے پیر طریقت ہیں پیر شریعت نہیں ہیں کہ میں ان کے کہنے پر عمل کروں یہ کہنا بکر کا کیسا ہے اور طریقت اور شریعت ایک ہیں یا دو ہیں۔

(جواب) یہ سب امور بدعت ہیں مسائل اربعین دیکھ لو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرنے کے بعد کھانا پکانا

(سوال) تقریر مولانا حیدر علی صاحب مرحوم ٹونکی تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ طعام مہمانی کہ از پس موتی پزند اول این خود ناروا ومکروہ تحریمی ست بچند وجہ یکے آنکہ در بحر الرائق ودیگر کتب تصریح کردہ اند کہ ضیافت ومہمانی در سرور شادی مشروع ست نہ در شرور ومصائب وغمی فرستادن طعام روز اول بخانہ کسے کہ موت شدہ باشد مسنون ست نہ آنکہ از اں کس طعام طلب کنند صریحاً یا آنکہ اگر او نپز وطعن بر و کنند کہ این ہم طلب ست پس بخوف این طلب او طعام پختہ میکند دوآنکہ در حدیث جریر بن عبداللہ بجلی ست کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت و صنعھم الطعام من النیاحۃ.

یعنی با ہمہ اصحاب جمع شدن مردم را نزد اہل میت سوائے خدمت تجہیز وتکفین واین را کہ تیار کنند اہل میت طعام را از نوحہ می شمردیم ونوحہ خود حرام ست پس این اجتماع مردم وساخت طعام ہم ناروا وحرام خواہد بود۔ سوم آنکہ در کتب شرح مصرح است کہ این صنع طعام از اہل میت از سوم وعادات جاہلیت عرب بود وچوں اسلام آمد این رسم جاہلیت موقوف کردند لہذا در عہد صحابہؓ وتابعین این رسم منقول نیست پس آنچہ درمیان کلمہ گویان عوام رسم سوم ودہم وچہلم وششماہی وسال رواج

یافتہ ہمہ ناروا ست واجتناب ازاں ضروریست مادر رسالہ صغیر دو جز کبیرہ دوازدہ جز در عدم جواز این بحث طعام نوشتہ ایم وبعد ازانکہ این طعام خبیث پختہ شد بجز فقیر محتاج ودیگرے نخو دوزیراکہ حکم مال خبیث ہمیں تصدق برفقراء ست باید دانست کہ صدقات برائے اموات بسیار مفید ست در مذہب حق اہل سنت وجماعت لیکن مفید بشرطے است کہ این صدقات موافق حکم شرح باشند چنانکہ بناء چاہ ومسجد ونقد ولباس وغلات وغیرہا از مال حلال بفقراء دادن کہ این امور بالاتفاق جائز ست ومفید بموتی واگر طعام پختہ بفقراء حوالہ سازند یا بمسجد وخانقاہ بفقراء بفرستند نزد بعضے جائز و نزد بعضے این ہم غیر جائز بالجملہ این صورت مختلف فیہا ست اما در خانہ بطور مہمانی خورایندن خورندگان خواہ فقراء باشند خواہ اغنیاء نزد ہیچ کس جائز نیست کہ این رسم جاہلیت عرب ورسم تمام ہنود ہندوستان ست ودریں تشبیہ بکفار ست وسابق حدیث نوشتہ ایم کہ **من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث** (۱) یہ فتویٰ صحیح ہے یا غیر صحیح اس کا جواب ارشاد فرمائیے۔

(جواب) بندہ کے نزدیک صحیح ہے اور تشبہ اس میں حاصل ہے اگرچہ قلیل ہو۔

....

(۱) تقریر مولانا حیدر علی ٹونکی تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مہمانی کا کھانا جو میت کے پیچھے پکاتے ہیں اول تو یہ خود ناجائز ومکروہ تحریمی ہے چند وجوہ سے ایک تو یہ کہ بحرالرائق اور دوسری کتابوں میں تصریح ہے کہ ضیافت ومہمانی خوشی اور شادی کے موقع پر تو مشروع ہے نہ کہ برائیوں اور مصیبتوں اور غمی کے موقع پر اول دن کھانا بھیجنا اس شخص کے گھر کہ جہاں موت واقع ہوئی ہے مسنون ہے نہ کہ اسی شخص سے کھانا مانگیں خواہ صراحۃً یا یہ کہ اگر وہ نہ پکائے تو اس پر طعنے لگائیں کہ یہ بھی ایک قسم کی طلب ہے کہ اس طلب کے خوف سے وہ کھانا پکائے۔ دوسرا یہ کہ جریر بن عبداللہ بجلی کی روایت میں ہے کہ ہم میت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونا اور ان کا کھانا نوحہ گری سمجھتے تھے۔ یعنی تمام دوستوں کے ساتھ لوگوں کا جمع ہونا میت کے گھر والوں کے پاس سوائے تجہیز وتکفین کی خدمت کے اور میت کے گھر والے یہ جو کھانا تیار کرتے تھے ہم اس کو نوحہ سمجھتے تھے اور نوحہ خود حرام ہے تو یہ لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا پکانا بھی ناجائز وحرام ہوگا تیسرا یہ کہ شریعت کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ یہ موجود ہے کہ یہ کھانا تیار کرنا اہل میت کا عرب کے زمانہ جہالت کی عادات و رسوم سے تھا جب اسلام آیا جاہلیت کی رسموں کو موقوف کردیا لہذا اصحابہ وتابعین کے زمانہ میں یہ رسم منقول نہیں ہے چنانچہ عام کلمہ گو کے درمیان جو سوم، دہم، بستم وچہلم وششماہی وبرسی کا رواج ہوگیا تمام ناجائز ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے ہم دو رسالے ایک تو چھوٹا دو جز کا دوسرا بڑا دس بارہ جز کا اس کھانے کے ناجائز ہونے کی بحث میں لکھ چکے ہیں اور اس کے بعد کہ یہ ناکارہ کھانا پک جائے تو سوائے فقیر محتاج کے کوئی نہ کھائے اس لئے کہ اس ناکارہ مال کا حکم یہی فقیروں پر تصدق کرنا ہے۔ جاننا چاہئے کہ صدقات مذہب حق اہل سنت وجماعت میں مردوں کے لئے مفید ہے لیکن اس شرط پر مفید ہے کہ یہ صدقات شریعت کے حکم کے مطابق ہوں جیسے کنوئیں اور مسجد کا بنانا اور نقد ولباس وغلہ وغیرہ حلال مال سے فقیروں کو دینا کہ یہ امور بالاتفاق جائز ہیں اور میت کے لئے مفید ہیں اور اگر پکا ہوا کھانا فقراء کے حوالہ کردیں یا مسجد و خانقاہ میں فقیروں کو بھیج دیں تو بعض کے نزدیک تو جائز ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے حاصل کلام اس صورت میں تو اختلاف ہے لیکن گھر میں بطور مہمانی کے کھانا خواہ کھانے والے فقیر ہوں یا اغنیاء کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے کہ یہ رسم جاہلیت عرب اور ہندوستان کے تمام ہندوؤں کی رسم ہے اور اس میں کفار کی ساتھ مشابہت ہے اور ہم پہلے ایک حدیث لکھ چکے ہیں کہ جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔ (حدیث)

ایصال ثواب میں دن اور کھانے کی خصوصیت

(سوال) دوسرے روز مرنے کے پیچھے چند آدمی جمع ہو کر کلمہ طیبہ چنوں وغیرہ پر پڑھتے ہیں اس مجمع میں جانا کیسا ہے۔

(جواب) میت کے واسطے کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنا بہت بہتر اور ثواب ہے مگر تخصیص تیسرے روز کی اور چنوں کی بدعت ہے وہاں شریک نہ ہونا چاہئے۔

میت کے دفن کے بعد مکان پر فاتحہ

(سوال) بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جس وقت موتی کو دفن کر کے آتے ہیں اس کے گھر والے اس وقت فاتحہ پڑھتے ہیں یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس فاتحہ کا ثبوت کچھ نہیں۔

برادری کا میت کے گھر جا کر رسوم ادا کرنا

(سوال) حسب مروجہ دستور برادری اہل میت کے یہاں جا کر فاتحہ پڑنا اور پگڑی جوڑا دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے جانا درست ہے اگر دفن کفن میں نہ شریک ہوا ہو۔

بلا قیود و رسوم ایصال ثواب کرنا

(سوال) میت کو ثواب پہنچانا بلا تعین تاریخ کے یعنی تیجا، دسواں، چالیسواں نہ ہو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ کے اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مواخذہ ہو جاتا ہے۔

اہل میت کو کھانا کھلانا

(سوال) اس ملک میں بموجب رسم کے اگر کوئی مرجاوے تو اس گھر والے یا اس کی قوم کے

لوگ اس کے خویش واقارب کی روٹی پکاتے ہیں یہاں تک کہ جب تک روٹی تیار نہ ہو تجہیز و تکفین نہیں کرتے اس روٹی کا کھانا حرام ہے یا مکروہ۔

(جواب) اگر کھانا اہل میت نے ایسے لوگوں کے واسطے جو نوحہ گر جمع ہیں کہ ان کو کھلا دیں تو حدیث میں آیا ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہیں پس یہ حرام ہے اور اگر دوسرے لوگ میت والے کو کھانا کھلا دیں تا کہ کھانے کے بعد اس کا غم کم ہو تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی دینا

(سوال) مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی ملا کو دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے بلا پابندی رسم و قیود ایصال ثواب مستحسن ہے فقط۔

بلا چندہ کے حافظ کا خود مٹھائی تقسیم کرنا

(سوال) اگر بلا چندہ فراہم کئے حافظ خود اپنے پاس سے شیرینی تقسیم کرے تب کیسا ہے۔

(جواب) اگر حافظ بلا قیود مذکورہ بالا شیرینی تقسیم کرے تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ختم قرآن کے لئے چندہ کر کے شیرینی منگوانا

(سوال) چندہ فراہم کر کے بروز ختم قرآن شریف جو نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے شیرینی خرید کر ختم کرنا کیسا ہے۔

(جواب) چندہ کر کے اس طرح شیرینی کرنا درست نہیں ہے علی الخصوص اس جگہ کہ اس شیرینی کا التزام کر لیویں اور اس کے تارک کو ملامت کریں نادرست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رجبی کا حکم

(سوال) رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیس دفعہ پڑھ کر مردے کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ سوال نمبر ۲ جو کہ مدینہ شریف میں رجبی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب ۲۷ شب کو محفل مولود شریف یا ختم قرآن شریف یا فقط وعظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیرینی تقسیم کر کے حضرت ﷺ کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا

جائز ہے یا نہیں اور ۲۷ تاریخ روزہ رکھنا کیسا ہے۔
(جواب) ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم براہین قاطعہ اور اربعہ میں درج ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

درود تاج کا حکم

(سوال) چہ فرمایند علمائے دین رحمکم اللہ تعالیٰ در ثبوت وفضیلت وثواب درود تاج کہ در اکثر عوام بالخصوص جہلا شہرت دارد ومندرجہ الفاظ آن نسبۃ رسول اللہ ﷺ کردہ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم الخ آیا خواندں آن ومعتقد فضیلت وثواب آن از ادلہ شرعیہ ثابت ودرست است یا منع وشرک وبدعت (۱)
(جواب) انچہ فضائل درود تاج کہ بعض جہلہ بیان کنند غلط است وقدر آن بجز بیان شارع علیہ السلام معلوم شدن محال وتالیف این درود بعد مرور صد ہا سال واقع شد پس چگونہ درد این صیغہ راموجب ثواب قرار دادہ شود وانچہ در احادیث صحاح صیغہائے درود وارد شدہ آن راترک کردن وایں راموعود بثواب جزیل پنداشتن دورد ساختن بدعۃ ضلالت ہست وچون آنکہ درآن کلمت شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہذا ورد آن ممنوع ہست پس تعلیم درود تاج ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صد ہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند وموجب ہلاکت ایشان گردد فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) علماء دین اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کیا فرماتے ہیں درود تاج کی فضیلت اور ثواب اور اسکے ثبوت کے بارہ میں اکثر عوام بالخصوص جہلاء میں شہرت رکھتا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل الفاظ رسول اللہ ﷺ سے نسبت رکھتے ہیں دافع بلا ووباء وقحط ومرض والم (دکھ) آیا اس کا پڑھنا اور اس کی فضیلت وثواب کا اعتقاد رکھنا اور ادلہ شرعیہ سے ثابت اور درست ہے یا نہیں یا یہ شرک وبدعت ہے۔ جواب:۔ اس درود شریف کے جو کچھ فضائل بعض جاہل بیان کرتے ہیں بالکل غلط ہے اور اس کا مرتبہ بجز شارع علیہ السلام کے یہاں فرمانے کے معلوم ہونا محال ہے اور اس درود کی تالیف صد ہا سال گزرنے کے بعد ہوئی ہے پس کس طرح درود کے اس صیغہ کو باعث ثواب قرار دے سکتے ہیں اور صحیح حدیثوں میں درود شریف کے جو صیغے آئے ہیں ان کو چھوڑنا اور اس میں بہت کچھ ثواب کی امید رکھنا اور اس کا ورد کرنا گمراہی کی بدعت ہے اور چونکہ اس میں کلمات شرکیہ بھی ہیں اندیشہ عوام کے عقیدہ کی خرابی کا ہے لہذا اس کا پڑھنا ممنوع ہے پس درود تاج کی تعلیم دینا اسی طرح ہے کہ عوام کو زہر قاتل دے دیا جائے کیونکہ بہت سے آدمی عقیدہ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شادی اور ختنہ کی روٹی

(سوال) شادی اور ختنہ کی روٹی جس میں بدعات موجود ہوں اس گھر میں تو کھانا منع ہے اگر وہ روٹی کسی کے گھر بھیج دی جائے تو اس کا کھانا کیسا ہے۔

(جواب) جس کے یہاں شادی و ختنہ میں رسوم بدعات موجود ہوں اس کے یہاں ہرگز شریک نہ ہو نہ اس کے مکان میں نہ دوسرے مکان میں اگر مکان پر کھانا بھیج دیویں تو خوف فتنہ کا اگر نہ ہو تو نہ لیوے اور اگر نہ لینے کے اندر فساد ہو تو دفع فساد کے سبب سے لے لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صفر کے آخری چارشنبہ کا حکم

(سوال) صفر کے آخری چہارشنبہ کو اکثر عوام خوشی و سرور وغیرہ اطعام الطعام کرتے ہیں۔ شرعاً اس باب میں کیا ثابت ہے۔

(جواب) شرعاً اس باب میں کچھ بھی ثبوت نہیں جہلاء کی باتیں ہیں۔

میت کے لئے پچھتر ہزار بار کلمہ پڑھنا

(سوال) جو حدیثوں میں وارد ہے کہ میت کے واسطے پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا جاوے وہ جنتی ہے پس اگر دوسرے روز پڑھتے ہیں تو دوجا اور تیسرے دن تیجہ علیٰ ہذا چوتھا وغیرہ اور اسی کو علماء بدعت کہتے ہیں تو اب کس طور سے میت کو ثواب پہنچایا جاوے اور میت کے مکان پر یا میت کے قریب کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید یا کلمہ طیبہ کسی دن مقررہ پر پڑھیں یا نہیں۔

(جواب) جس وقت میت کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے وہاں جو لوگ کاروبار میں مشغول ہیں وہ اپنے کام میں رہیں ور باقی کلمہ پڑھے جاویں جس قدر ہو جاوے اور باقی کو اپنے گھر پڑھ دیویں کوئی حاجت اجتماع کی بھی نہیں حدیث میں ایک جلسہ میں پڑھنا یا جمع ہو کر پڑھنا تو ذکر نہیں ہوا پڑنا فرمایا ہے جس طرح ہو کر دیویں۔

صلوٰۃ غوثیہ کا حکم

(سوال) صلوٰۃ غوثیہ اکثر مشائخوں میں مروج ہے اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بندہ اس کو پسند نہیں کرتا اور نہ جائز جانے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صلوٰۃ غوثیہ وہول معکوس

(سوال) صلوٰۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوٰۃ ہول وصلوٰۃ معکوس بھی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ ہول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں۔

صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم

(سوال) صلوٰۃ الرغائب رجب کے اول جمعہ کی شب کو اور صلوٰۃ نصف شعبان اور صلوٰۃ الضحیٰ بہئیت مخصوصہ ثابت ہیں یا نہیں۔ درصورت عدم ثبوت ان کا فاعل کس درجہ کا گنہگار ہوگا کبیرہ کا یا صغیرہ کا فقط۔

(جواب) یہ نمازیں بایں قیود جو مروج ہیں بدعت ضلالہ ہیں جس کا مآل گناہ کبیرہ کا ہے اگرچہ نفس صلوٰۃ نفل مندوب ہے شرح اس کی براہین قاطعہ میں دیکھو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱ تاریخ کو نذر اللہ کر کے غرباء وامراء کو کھانا کھلانا

(سوال) ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے۔ ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا سوائے اللہ جل شانہٗ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں۔

(جواب) ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعین یوم وتعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب

ضلالت کا ہوتا ہے لہٰذا تبدیل یوم وطعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

تین برس کے بچہ کی فاتحہ

(سوال) تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجہ کی ہونا چاہئے یا سوم کی ہونا چاہئے بینوا توجروا۔

(جواب) شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں کریں انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت وبدعت ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ محمد ن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تیجہ کن کی رسم ہے

(سوال) میت کے بعد تیسرے دن قل پڑھنا چند ملایان اور اقرباء واحباب کو جمع کر کے سورہ ملک اور تین قل اور آیت مفلحون تک اور ما کان محمد ابا احد الایۃ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ارواح اموات کو ثواب پہنچانا اس سے فارغ ہو کر ملایان کو کسی قدر غلہ دینا اور چلا جانا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی کہ ان کے یہاں تیجہ رسم جاری ہے حرام ہوگا۔ بسبب مشابہت کے قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم (۱) الحدیث ثانیاً تقرر کرنا تیسرے دن کا یہ خود بدعت ہے اس کی کچھ اصل شرع میں نہیں ثالثاً جو کچھ ملا اکٹھے مل کر پڑھتے ہیں بطمع فلوس پڑھتے ہیں کہ ورثہ میت بھی مانتے ہیں کہ ملا کو اس قدر دینا ہوگا اور ضروری جانتے ہیں چنانچہ معین ہے اور ملا بھی جانتے ہیں کہ ہم کو یہ ملے گا کیونکہ معین ومقرر ہو رہا ہے اور شرع میں جو چیز کہ معروف ومعین ہوتی ہے اس کو مثل زبانی شرط لگانے کے فرمایا ہے المعروف کالمشروط۔ قاعدہ فقہ کا مسلمہ ہے پس جو کچھ ملاؤں کو دیا جاتا ہے وہ اجرت ان کے پڑھانے کی ہے اور جو پڑھائی کی اجرت ہوتی ہے اس کا ثواب نہ پڑھنے والے کو ہوتا ہے اور نہ مردے کو لہٰذا یہ فعل ان کا باطل اور لینا دینا دونوں حرام اور موجب ثواب کا نہیں بلکہ گناہ ہے مردہ کو اس کا ثواب نہیں ہوتا ہے اور دینے والے اور لینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں لہٰذا اس کام کا ترک بھی واجب ہے اور اگر لوجہ اللہ ثواب پہنچانا منظور ہے تو ہر شخص اپنے مکان پر پڑھ کر پہنچادے

---

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہوگیا۔

اور تیسرے دن کا کیوں انتظار کیا جاوے نفس ایصال ثواب کو کوئی منع نہیں کرتا ہے اگر بلاتعین ہو مگر ان قیود و خصوصیات کے ساتھ بدعت بھی ہے اور ثواب بھی نہیں پہنچتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بروز ختم مسجد میں روشنی

(سوال) بروز ختم قرآن شریف کے ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا کیسا ہے۔
(جواب) ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور پھر اس کے ساتھ اس کو ضروری سمجھنا اسراف و بدعت ہے اور وہ نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیر یا استاد کی برسی کرنا

(سوال) ہر سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے یعنی جب سال بھر مرے ہوئے ہو جاوے تو ایک دن مقرر کرے اور روز کا نام عرس شریف رکھے اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کرادے مساکین کو اور ختم کرے پنج آیت قرآنی کا تو اس کا صوفیائے کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں جائز ہے یا ناجائز۔
(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا اور طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے لہٰذا بدعت ہے اور بلاتعین کر دینا درست ہے۔ فقط

مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم

(سوال) کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟
(جواب) قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

مرنے کے بعد چالیس شب تہلیل کرنا

(سوال) تہلیل بعد مرنے کے امراء چالیس شب متواتر اور غرباء ہر جمعہ کی رات چالیس شب تک پڑھتے ہیں درست ہے یا نہیں۔
(جواب) مردہ کو ثواب کھانے کا اور کلمۂ تہلیل اور قرآن کا پہنچانا ہر روز بغیر کسی تاریخ کے

درست ہے مگر بہ قیود تاریخ معین کے پس و پیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں بدعت ہے اور ناجائز ہے۔ جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اس میں قید لگانا حرام ہے۔

ملفوظات

مجلس مولود، اس میں قیام، حضورؐ کو مجلس میں حاضر جاننا، بوقت ملاقات علماء و صلحاء کے ہاتھ چومنا، قبور اولیاء اللہ سے دعا چاہنے کے مسائل

(۱) مجلس مولود مروج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت موکدہ جاننا بھی بدعت ضلالہ ہے اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر با علام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے اور بوقت ملاقات علماء و صلحاء کا ہاتھ چومنا مباح ہے اور قبور اولیاء اللہ سے دعا چاہنا بھی مسئلہ مختلف فیہا ہے جس کے نزدیک سماع موتیٰ ثابت ہے وہ جائز کہتے ہیں اور جو انکار سماع کا کرتے ہیں وہ لغو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سنت سے اس طرح دعا کرانا ثابت نہیں لہذا بدعت ہے بندہ کے نزدیک مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں ہوسکتا البتہ احوط کو پسند کرتا ہوں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طاعون، وبا، وغیرہ امراض کے شیوع کے وقت دعا یا اذان۔

(۲) طاعون وباء وغیرہ امراض کے شیوع کے وقت کوئی خاص نماز احادیث سے ثابت نہیں ہے نہ اس وقت اذانیں کہنا کسی حدیث میں وارد ہوا ہے اس لئے اذان کو یا نماز جماعت کو ان موقعوں میں ثواب یا مسنون یا مستحب جاننا خلاف واقع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نقل مکتوب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالیٰ دربارہ مجلس میلاد

(۳) مجلس مولود مروجہ بدعت ہے بوجہ خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بسبب اندیشہ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ معہذا مشابہت بفعل ہنود ہے اور تشبیہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ ایصال ثواب بدون اس ہیئت کے درست ہے اور سوئم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔ اس

تخصیص ایام میں مشابہت ہوتی ہے اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بدون کسی تخصیص ومشابہت کے درست ہے فقط اما بعد الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ فاقول باللہ المجیب محق وجمیع الا جوبۃ حقۃ وانا المفتاق الی اللہ الغنی محمدطیب المکی المدرس الاول فی المدرسۃ العالیۃ الرامپوریہ الا جوبۃ صحیح واللہ سبحانہ اعلم بالصواب محمد لطیف اللہ عفی عنہ۔

خادم شریعت رسول اللہ
قاضی ومفتی محمد لطف اللہ

العبد ذٰلک حق
محمد گل مالک ومہتمم
مدرسہ امدادیہ مرادآباد

بے نظیر ۱۳۰۰
شگفتہ محمد گل

المجیب مصیب
عبدالوہاب خان

المجیب مصیب
محمد قاسم علی عفی عنہ

ہذہ الاجوبہ صحیح
محمد جعفر علی عفی عنہ

عبدالوہاب خان ولد
حافظ عمر خان

محمد جعفر علی خان ولد
محمد اکبر علی خان

امام ومفتی
شہر مرادآباد

محمد قاسم علی خلف
مولانا عالم علی

منقولہ:۔ از ہدایات المبتدعین مطبوعہ ہاشمی میرٹھ۔

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہا، درمسئلہ مجلس میلاد فاتحہ بررفع شبہات مولوی نذیر احمد صاحب رامپوری

(۴) نقل خط:۔ حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا درمسئلہ مجلس میلاد فاتحہ بررفع۔ شبہات مولوی نذیر احمد خاں صاحب رام پوری شبہ براہین قاطعہ میں مجلس میلاد کو بدعت ضلالہ کہا اور فاتحہ اور محفل میلاد کرنے والوں کو ہنود اور روافض لکھا فقط از فقیر امداداللہ چشتی فاروقی عفی عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خان صاحب بعد تحیۃ السلام آنکہ خط آپ کا آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح عبارت براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچائے۔ ان اریدالا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

(جواب) صاحب براہین قاطعہ نے نفس ذکر میلاد کو بدعت ضلالہ نہیں کہا قیودات زائدہ محرمہ مکروہہ کو کہا ہے اور نہ نفس ذکر وقیام کرنیوالوں کو ہنود اور روافض لکھا بلکہ عقیدہ باطلہ پر حکم حرمت و مشابہت روافض وہنود کا لگایا ہے، چنانچہ جو فتوئی جناب مولوی احمد علی صاحب مرحوم اور مولوی رشید احمد صاحب سلمہ، میں یہ امر مصرح موجود ہے کہ نفس ذکر میلاد کو وہ باعث حسنات و برکات لکھتے ہیں اور براہین قاطعہ میں مکرر اس کو ظاہر کیا ہے انصاف شرط ہے فقط۔

قبور اولیاء اللہ

(۵) مسئلہ:۔ طواف قبور اولیاء اللہ کا حرام ہے سوائے بیت اللہ کے کسی کا طواف درست نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں۔ ولا یطوف ای لا یدور حول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء و الاولیاء ولا عبرة بما یفعله الجھلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والعلماء. (۱) انتھی وفی اطراح لو طاف حول مسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر انتھـــی۔ (۲) ہرگاہ کہ مسجد کے طواف میں خوف کفر کا ہو تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاوے پس اگر چہ کوئی بصورت دیگر عالم و درویش ہو کر طواف کرے وہ فاسق ہے ہرگز اس کے قول وفعل کا اعتبار نہ کریں اور اس فعل سے حرام جان کر اجتناب کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا

(۶) مسئلہ:۔ توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود اور ہنود کفار کی ہے۔ من تشبه بقوم فھو منھم (۳) الحدیث سو اگر جو کوئی رسم کسی کافر کی لیویگا۔ وہ کفار میں شمار ہوگا پس توشہ مردہ کے ساتھ ہرگز کہیں قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ فعل کفار کا ہے سو اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے۔ ہرگز درست نہیں رسول اللہ ﷺ نے جس میں ذرا سی مشابہت کفار سے ہوتی اس کو منع فرما دیا ہے چنانچہ احادیث اس امور سے پر ہیں پس اس فعل کو مردود گناہ جان کر ترک کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) اس کا ترجمہ پہلے آ چکا ہے۔
(۲) اور اطراح میں ہے کہ سوائے کعبہ کے اور کسی مسجد کا اگر کوئی طواف کرے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔
(۳) جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔

بزرگانِ اہل سنت کے قدم کو بوسہ دینا اور یا مرشد اللہ کہنا۔

(۷) بوسہ دینا بزرگوں اہل سنت کے قدم کو اگرچہ درست ہے مگر اس کا کرنا اولیٰ نہیں کہ عوام اس سے فتنہ میں پڑ جاتے ہیں لہٰذا اس کا ترک کرنا چاہئے اور لفظ یا مرشد اللہ وغیرہ جہلاء کے ایجاد کے ہوئے ہیں کہ سلام کی جگہ اس کو بولتے ہیں لہٰذا بدعت ہے معہذا اس کے بعض معنی موہم کفر کے ہیں مرشد اللہ کے معنی ایک یہ بھی ہیں کہ تم اللہ کے مرشد ہو معاذ اللہ اگرچہ دوسرے معنی درست بھی اس کے ہیں سو جو کلمہ ایسا ہو کہ اس کے معنی اچھے اور برے دونوں ہو سکتے ہوں اس کو بولنا منع ہے ایسے موہم لفظ کا استعمال درست نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یا ایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا.**

راعنا کے معنی ایک اچھے تھے جس کو مسلمان مراد لیتے تھے دوسرے معنی برے تھے جس کو یہود مراد لیتے تھے اس پر مسلمانوں کو منع کر دیا کہ ایسا لفظ مت بولو خالص اچھے معنوں کے لفظ کہو پس یہ لفظ مرشد اللہ کہنا نہیں چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آخری چارشنبہ کی اصل

(۸) آخری چارشنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہو گئی **نعوذ باللہ من شرور انفسنا ء من سیات اعمالنا.**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

ایمان اور کفر کے مسائل

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی نذر ماننا

(سوال) جو کہ کتاب تقویۃ الایمان میں دربارۂ افعال شرکیہ کے واقع ہوا ہے جیسے نذر غیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ وبوسہ دینا قبر کو اور سجدہ اور طواف کرنا قبر کو اور غلاف ڈالنا اس کے اوپر اور جو اس کے مثل امور ہیں اور قسم کھانا بغیر اللہ اور شگون بدلینا اگر کسی شخص سے صادر ہوں تو اس کو کافر محض جاننا اور دیگر معاملہ کفار کا اس کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) افعال شرکیہ بعض ایسے ہیں کہ شرک محض ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ مشرک لوگ ان کو کرتے ہیں اور تاویل ان میں ہو سکتی ہے۔ پس پہلی قسم کا فعل جیسا سجدہ بت کو کرنا زنار ڈالنا۔ ان امور سے تو مشرک ہو گیا اور سب معاملات مشرکین کے اس کے ساتھ کرنا ہے اور دوسری قسم کے افعال سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے اس سے خروج عن الاسلام نہیں ہوتا کیونکہ شرک بعض اصل شرک اور اعلیٰ درجہ کا ہے اور بعض کم اسی واسطے **شرک دون شرک** (۱) کہتے ہیں تو دوسرے درجے کے شرک حقیقتاً شرک نہیں جیسا قسم بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور ریاء کو شرک فرمایا لہٰذا یہ سب افعال چونکہ صورت میں شرک کے ہیں ان کو شرک فرمادیا ہے ان کے کرنے سے فاعل حقیقی مشرک نہیں ہو جاتا فقہاء نے لکھا ہے کہ مسلم کے فعل میں اگر ننانوے ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کو ایمان پر حمل کرنا اور مومن ہی کہنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد۔

جھوٹ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانا

(سوال) جو لوگ شہادت کا ذبہ ان الفاظ کے ساتھ دیتے ہیں کہ میں خدائے تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اس مقدمہ میں سچ کہوں گا جھوٹ نہ کہوں گا یا سچ کہا میں نے جھوٹ نہ کہا یا سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں کہتا ہوں میں پھر باوجود اپنے علم کے مرتکب کذب کا ہوا اور اس کے خلاف کہا تو

---

(۱) شرک سے کم شرک۔

اس صورت میں یہ شخص گنہگار ہوگا یا کافر۔ اور ان الفاظ مذکورہ فی الشہادۃ الکاذبہ اور ان الفاظ میں جو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب زواجر میں لکھے ہیں۔

او قال اللہ یعلم انی فعلت کذا وھو کاذب فیہ نسبۃ اللہ سبحان الی الجھل (۱) اور نیز اس کے قائل کو منسوب الی الکفر لکھا ہے اور ایسے ہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملحقات شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ **فی الفتاویٰ الصغریٰ من قال یعلم اللہ انی فعلت ھذا و کان لم یفعل کفر ای لا نہ کذب علی اللہ وایضا لو قال اللہ یعلم انہ ھکذا وھو یکذب کفر** . (۲) ان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں اگر ایک ہی صورت ہے تو بربنائے قول ابن حجر و ملا علی قاری رحمہما اللہ تعالیٰ کے کاذب فی الشہادت کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کچھ فرق ہے تو ان کے کلام کی کیا تاویل ہے۔

(جواب) فعل گذشتہ پر حق تعالیٰ کو شاہد کر کے جھوٹ بولنا کفر ہے جیسا ملا علی قاری اور ابن حجر رحمہما اللہ نے کہا اور یہ کہنا کہ جھوٹ نہ کہوں گا۔ استقبال کا زمانہ ہے کہ سچ بولنے اور جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کرتا ہے بقولہٗ اس مقدمہ میں سچ کہوں گا یا سچ سچ کہتا ہوں کیونکہ اگرچہ یہاں زمانہ حال ہے مگر مراد زمانہ استقبال ہے کہ بعد اس بیان کے بیان واقعہ کرتا ہے پس خلاف وعدہ کیا۔ لہٰذا روایات ملا علی قاریؒ و ابن حجرؒ سے فرق ہے تیسری شکل کہ اس مقدمہ میں میں نے سچ کہا۔ اگر بعد اظہار کے یہ قول کہا تو البتہ یہ داخل روایت ملا علی قاریؒ و ابن حجرؒ میں ہے۔ اور جو بعد اس قول کے اظہار کذب کیا ہے تو یہاں بھی مجازاً استقبال ہی مراد ہے۔ بہر حال درصورت مراد معنی استقبال کے کفر نہ ہوگا اور درصورت ماضی کفر ہے اور داخل روایت مذکورہ سوال پہلی صورت میں یہ فاسق ہے نہ کافر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام کا وظیفہ

(سوال) اگر کسے نام سوائے خدا تعالیٰ را بطریق تقرب ورد ساز داز مسلمانی بیرون گردوں۔ (۳)

---

(۱) یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگر میں نے ایسا کیا ہو اور وہ جھوٹ کہہ رہا ہو تو اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جہل کی طرف منسوب کرتا ہوا۔

(۲) جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ہے اور حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے تو وہ کافر ہو گیا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہا اور نیز اگر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہی ہے اور وہ جھوٹ کہہ رہا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(۳) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نام کو بطور تقرب کے ورد بنالے تو کیا وہ دین سے باہر ہوگا۔ جواب: اگر کوئی محض بطریق تقرب کے ورد کیا کرے تو مشرک ہو جائے گا۔

(جواب) اگر نام کسے بطریق تقرب ورد زبان می شرک گردد انتہیٰ ملخصاً۔اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد و جواز کے مشرک ہے اور شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے دوسرا وبال ہے۔واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔فقط

ہذا الجواب صحیح محمد قاسم علی عفی عنہ مراد آبادی	الجواب صحیح	لقد صح الجواب
محمد قاسم علی حلف	بے نظیر ۱۳۰۰ھ	احقر محمد حسن غفرلہ
مولانا عالم علی	شگفتہ محمد گل	

اصاب من اجاب محمد احتشام الدین عفی عنہ الجواب صحیح بشیر احمد شاہ عفی عنہ۔ لقد اصاب المحیب احمد حسن دیوبندی عفی عنہ المجیب مصیب احقر الزمن محمود حسن غفرلہ رشید احمد عفی عنہ۔

اس کی کل صورتیں گناہ سے خالی نہیں کسی میں شرک ہے کسی میں ایہام شرک لہذا اس کا رواج دینا جائز نہیں۔عبدالرحمٰن عفی عنہ۔

وظیفہ جملہ مروجہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کسی طرح جائز نہیں فقط واللہ اعلم خلیل احمد عفی عنہ انبیٹھوی۔

واقعی اموات کو بذریعہ شیئاً للہ ندا کرنا یا شرک ہے یا اندیشۂ شرک ہے۔اور مسلمان کو دونوں امر سے اجتناب لازم ہے محمود عفی عنہ دیوبندی۔خادم الطلباء احقر الزمن احمد حسن الحسینی الرضوی نسباً والچشتی الصابری مشرباً والحنفی مذہباً والامروہوی۔

غیر اللہ کی ندا کب شرک ہوگی

(سوال) پڑھنا ان اشعار وقصائد کا خواہ عربی ہوں یا غیر عربی جن میں مضمون استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالیٰ ہوں کیسا ہے۔اور وہ پڑھنا کبھی بطور ورد وظیفہ بہ نیت انجاح حاجت ہوتا ہے اور کبھی بطور نعت اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کے ضمن میں اشعار استمد ادیہ والتجائیہ بھی پڑھے جاتے ہیں۔مثلاً یہ شعر۔

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا نبی اللہ اسمع قالنا

انی فی بحر ھم مغرق
خذیدی سھل لنا اشکالنا .(۱)

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا۔

یا اکرم الخلق مالی منْ اَلُوذُ بِہٖ
سِواکَ عِندَ حُلولِ الحَادِث العَمَم (۲)

تو کبھی فقط یہی شعر بطور ورد و عمل سو دو۲ سو بار پڑھتے ہیں کبھی سارا قصیدہ بطور ورد پڑھتے ہیں اور اس کے ضمن میں وہ اشعار استعانت کے بھی آ جاتے ہیں اور مداومت ورد و ادائے زکوٰۃ ان اشعار و قصائد کی کرتے ہیں اور اسی قسم کے اشعار نعتیہ و استمد ادیہ منسوب بہ مولانا جامی و دیگر علماء ہیں اور شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہما کے بھی قصیدہ نعتیہ متضمن اشعار استمد ادیہ ہیں پس یہ استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالیٰ خواہ ضمن نعت میں تبعاً خواہ تنہا مستقلاً بطور ورد و وظیفہ بمداومت یا گاہے گاہے خواہ بطور محبت و ذوق وشوق یا کسی اور نیت سے جائز ہیں یا مستحب ہیں یا ممنوع اور شرک ہیں اور اگر نا جائز ہیں اور شرک ہیں تو ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جاوے کہ وہ اکابرین دین تھے اور پیشوائے اہل یقین امید کہ جواب مسئلہ ہذا بہ تفصیل و تحقیق تمام بطور کلیات و تفصیل جزئیات تحریر فرماویں کہ دوبارہ سوال کی ضرورت نہ رہے۔ اور ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے اور ان مسائل کو نہ کوئی دریافت کرتا ہے نہ کوئی عالم بخوف ملامت و طعن خلق صاف صاف بتاتا ہے الا شاذ و نادران مسائل کے سائل کو یا بحث کرنے والے کو منکر حضرت ﷺ بتاتے ہیں اور مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ اور دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا اور تقریبات شادی میں بھی اور مجالس اعراس و میلاد میں بھی اس کا رواج ہے اور پڑھنے والے از خود بدون طلب کے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہم لوگ جو بعض تقریبات شادی وغیرہ میں شریک محفل بضرورت ہوتے ہیں جو کچھ وہ پڑھنے والا جاہل پڑھتا ہے اگر چہ صاف کلمات شرکیہ و کفریہ سے پڑھے مجبوری سے سننا پڑتا ہے کوئی عالم

---

(۱) اے رسول اللہ ہمارے حال کو دیکھئے۔ اے اللہ کے نبی ہمارا کہنا سن لیجئے۔ میں دریائے غم میں غرق ہوں میرا ہاتھ پکڑ لیجئے اور ہماری مشکلوں کو آسان کر دیجئے۔

(۲) اے مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم میرے لئے کوئی ایسا نہیں جس کے پاس فریاد کروں سوائے آپ کے عام حادثوں کے نازل ہونے کے وقت۔

ورئیس محلہ وغیرہ جو حاضر محفل ہوتے ہیں کچھ اس بارہ میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر اور لوگ کیا کہہ سکتے ہیں۔

(جواب) یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ نداء غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں۔ مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ اس کو مطلع فرما دے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا درود کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں۔ یا عرض حال محل تحسر و حرماں میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی وجہ غلبہ حجت کے منجر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔ مگر ہاں جس کلام میں صاف کلمات کفر ہو اس کو نہ سننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو رد نہ کرے یہ مداہنت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر اللہ سے پناہ مانگنا

(سوال) کتاب حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے۔ **روی ابن السنی فی عمل الیوم و اللیلۃ من حدیث دائود بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنهم انہ قال اذا کنت بواد تخاف فیہ الاسد فقل اعوذ...... بدانیال علیہ السلام و بالجب من شر الاسد حیوٰۃ الحیوان جلد اول ص ٦ در بیان اسد** (۱) اور بعد چند سطور کے مرقوم ہے۔ **فلما ابتلی دانیال علیہ السلام بالسباع اولا واخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی**

---

(۱) ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں داود بن حصین کی روایت سے عکرمہ از ابن عباس کے ذریعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اور اس میں جنگل کا خوف ہو تو یوں کہہ کر میں پناہ مانگتا ہوں دانیال کی اور کنویں کی شیر کی برائی سے (حیوٰۃ الحیوان در بیان اسد)

ذالک تمنع شر السباع التی لا تستطاع (۱) یہ عمل پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس روایت کا کیا جواب ہے اور استعاذہ بغیر اللہ تعالیٰ جائز ہے یا منع اور منع ہے تو شرک ہے یا کیا۔

(جواب) اگر روایت حیٰوۃ الحیوان کی صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں یہ اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے چنانچہ عبارت دوسری حیٰوۃ الحیوان کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ اس طرح کے کلام میں تاثیر رکھ دی ہے پس نہ حضرت دانیال وہاں موجود ہوتے ہیں نہ ان کو کچھ علم وخبر ہے نہ وہ دفع کرتے ہیں اس کلمہ کے اثر سے باذنہ تعالیٰ منع شر ہو جاتا ہے پس بایں معنی یہ معنی سمجھ کر وقت ضرورت کے پڑھنا ان کا مباح ہوا۔ کیونکہ ایسی حالت میں استعاذہ بذریعہ دانیال حق تعالیٰ سے ہے تو تقدیر کلام یہ ہے کہ **اعوذ باللہ تعالیٰ بوجھہ الدانیال الخ**۔ (۲) اور اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرے گا بدون تاویل تو یہاں بھی شرک ہوگا پس یہ عبارت اگرچہ موہم شرک ہے مگر بوجہ ضرورت اور ارتکاب مکروہ کے اباحت ہے جیسا توریہ اضطرار میں کرنا درست ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

موہم شرک اشعار

(سوال) یہ مضمون شعراء ؎

محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جائے
خدا و مصطفےٰ کہ کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
وہی ہے ایک دریا اس کی موجیں دونوں عالم ہیں
غریق قلزم عرفاں ہو جب یہ ماجرا جانے

---

(۱) چونکہ دانیال علیہ السلام اول وآخر درندوں سے آزمائش میں ڈالے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے پناہ مانگنے کو اس بارے میں ایسا قرار دیا کہ ان درندوں کے شر کو منع کرے، جن کو دفع کی طاقت نہ رکھے۔
(۲) میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دانیال کے توسط سے۔

احد نے صورت احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی اس کا مرتبہ جانے
چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکل انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

اس میں الوہیت ورسالت میں فرق نہیں جانتے اور یہ بظاہر کفر ہے لہذا ان کا پڑھنا بالخصوص مجمع عوام میں اور نیز عقید کرنا کیسا ہے کفر ہے یا فسق یا جائز ہے اور درصورت جواز مطلب کیا ہے۔فقط

(جواب) ان اشعار کے معنی اگرچہ بتاویل درست وصحیح ہوسکتے ہیں مگر چونکہ (بظاہر) موہم شرک ہیں اس لئے عوام کے روبرو تو ان کا پڑھنا موجب فتنہ کا ہے اس سے حذر کرنا چاہئے اور پڑھنے والے ان کے مجلس عوام میں گنہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تصدیق قلبی کے باوجود شرک کرنا بغیر مجبور کرنے کے

(سوال) کتب عقائد وکلام میں لکھا ہے کہ اگر ایمان وتصدیق قلبی میں خلل نہ ہووے تو کلمات کفریہ وافعال کفریہ سے عنداللہ کافر نہیں ہوتا تو التماس یہ ہے کہ یہ امر کس صورت میں ہے کہ جو کلمات کفریہ اور افعال کفریہ سے کافر نہیں ہوتا عنداللہ تعالیٰ بشرط صحت تصدیق قلبی آیا حالات اکراہ مراد ہے یا حالت اختیار مراد ہے اور عنداللہ اور اگر مومن ہو تو عندالشرع کافر ہو یا فاسق اور عنداللہ بھی فاسق ہوا یا نہیں اور یا کوئی ضرورت ومنفعت دنیوی مراد ہے کہ وہ حالت اکراہ نہیں ہے خیال میں نہیں آتا کہ کلمات کفریہ اور القاء مصحف فی القاذورات اور کلمات توہین واستخفاف بشان حضرت حق تعالیٰ ذی شان وحضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وحضرات ملائکہ علیہم السلام بدون اکراہ وقوع میں آویں اور پھر یہ شخص عنداللہ مومن رہے امید کہ جواب ان امور کا ارشاد فرمائیے۔فقط

(جواب) یہ حالت اکراہ میں ہے ورنہ باوجود تصدق قلبی کے اگر کچھ شرک کرے گا کافر عنداللہ تعالیٰ بھی ہوجاوے گا۔فقط

مشرکانہ حکایات پر اعتقاد

(سوال) ان کرامتوں مفصلہ ذیل میں کیا حکم ہے۔حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کے ایک مرید نے انتقال کیا اس کا بیٹا روتا ہوا آپ کے پاس آیا آپ نے اس کے حال پر رحم فرما کر آسمان

چہارم پر جاکر ملک الموت سے روح مرید کو مانگا ملک الموت نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے روح آپ کے مرید کی قبض کی ہے آپ نے فرمایا میرے حکم سے چھوڑ دے جب ملک الموت نے نہ دی تو آپ نے زبردستی زنبیل تمام روحوں کی جو اس دن قبض کی تھیں چھین لی۔ تمام روحیں پرواز کر کے اپنے اپنے جسد میں داخل ہوئیں ملک الموت نے خدائے تعالیٰ کے پاس فریاد کی کہ ایک شخص مجنون نے زنبیل روحوں کی چھین لی۔ فرمایا وہ ادھر کو تو نہیں آتا عرض کیا نہیں آتا کہا اچھا ہوا جو واپس گیا ورنہ وہ اگر ادھر آتا تو حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک جتنے مرے ہیں سب کے زندہ کرنے کو کہتا تو مجھے سب زندہ کرنے پڑتے۔

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گزشت۔ ایک عورت حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یا حضرت مجھے بیٹا دو آپ نے فرمایا تیری تقدیر میں لوح محفوظ میں نہیں ہے۔ اس نے عرض کی اگر لوح محفوظ میں ہوتا تو تمہارے پاس کیوں آتی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کہا یا خدا تو اس عورت کو بیٹا دے حکم ہوا اس کی قسمت میں لوح میں بیٹا نہیں ہے کہا ایک نہیں تو دو ۲ دے! جواب آیا ایک نہیں تو دو کہاں سے دوں کہا تو تین ۳ دے۔ کہا جب ایک بھی نہیں تو تین کہاں سے اس کی تقدیر میں بالکل نہیں۔ جب وہ عورت ناامید ہوئی۔ غوث اعظم نے غصہ میں آکر اپنے دروازہ کی خاک تعویذ بنا کر دے دی اور کہا تیرے سات بیٹے ہوں گے وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی اور اس کے سات بیٹے ہوئے بعد وفات حضرت عبدالقادر جیلانی ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ کہا منکر نکیر کے جواب سے آپ نے کیونکر رہائی پائی۔ جناب شیخ نے فرمایا یوں پوچھو۔ منکر نکیر نے میرے سوالوں کے جواب میں کیونکہ رہائی پائی جس وقت میرے پاس قبر میں آئے میں نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور کہا یہ بتلاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کریں گے تو تم نے یہ کیوں کہا کہ اے اللہ تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد پیدا کرے گا شاید تم نے اللہ تعالیٰ کو مشورت طلب ٹھہرایا۔

(جواب) ان الحکم الا للہ (۱) یہ کرامات مندرجہ سوال بت پرستوں کے سے عقیدہ والوں کے ہیں۔ قد جاء فی الحدیث من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذالک حبۃ خردل منُ الا یمان .(۲) تو

---

(۱) حکم بجز اللہ کے کسی کا نہیں۔

(۲) اس کا ترجمہ گزر چکا ہے

لوگ ان کرامات شرکیہ مذکورہ کو حق جانتے ہیں اور اس عقیدہ شرکیہ کفریہ پر ہیں سراسر مخالف قرآن اور حدیث کے ہیں۔اور مثل بت پرستوں کے عبدالقادر پرست ہیں بندہ کو خدا اعتقاد کرتے ہیں العیاذ باللہ بلکہ اس واحد وقہار وقیوم وجبار کو بندہ کے آگے مجبور جانتے ہیں ایسے عقیدہ والے قطعی کافر اور مشرک ہیں اگر وہ کوئی ابتدائے تمیز سے اس عقیدہ پر ہے تو پرانا کافر ہے جب تک اس کفریہ عقیدے سے توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام کلمہ شہادت سے نہ کرے مسلمان نہیں قال اللہ تعالیٰ انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ومأوٰه النار وما للظالمين من انصار . (۱) اگر کسی مسلمان کے گناہوں سے ساری زمین لبریز ہو اور شرک نہ ہو تو حق جل جلالہ اس کے بخشنے کا وعدہ فرماتا ہے اپنی رحمت سے مگر مشرک کافر ہرگز نہ بخشا جائے گا۔ ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشآء ومن يشرك بالله فقد ضل ضللا بعيداً (۲) اور جو لوگ اول عقیدہ توحید کا رکھتے تھے اور بعد میں اس شرکیہ عقیدہ پر ہوگئے ہیں تو ان کے پہلے نیک عمل سب برباد ہوگئے اگر اسی کفر پر مرجائیں تو دوزخی ہیں بموجب فرمان واجب الاذعان الٰہی کے ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولئك حبطت اعمالهم فى الدنيا والاٰخرة واولئك اصحٰب النار هم فيها خٰلدون. (۳) نعوذ بالله من شرا لكاذبين المبتدعين الباطلين الطاغين الفاسقين والله اعلم بالصواب فاعتبروا يا اولى الالباب حرره (۴) الفقیر محمد حسین الدہلوی عفااللہ عنہ۔

یقال لہ محمد ابراہیم۔ الجواب حق محمد اشرف علی عفی عنہ سلہٹی

الجواب صحیح۔ عبدالمجید عرف محمد قائل عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ۔

یہ باتیں عوام کالانعام بل ہم اضل کی ہیں ان سے احتراز مسلمانوں پر واجب ہے فقط قادر علی عفی عنہ۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کی کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کی چاہے گا مغفرت فرمائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو وہ بے شک بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

(۳) اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ کفر کی حالت میں ہی مرجائے تو ان کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ جہنمی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۴) ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جھوٹوں کے شر سے جو بدعتی اور باطل پر ہیں سرکش اور فاسق ہیں واللہ اعلم بالصواب عبرت حاصل کرو عقلمندو۔

صح الجواب بعون اللہ الملک الوہاب شہر اسلام آباد عرف چاٹگام۔
الجواب صحیح سید عبدالسلام غفرلہ الجواب صحیح سید محمد ابوالحسن۔
الجواب صحیح سید معتصم باللہ حنفی۔
محمد عبدالحکیم عفی عنہ کرامات مذکورہ بے اصل ہیں ان کے اعتقاد سے احتراز چاہئے محمد حسن عفی عنہ۔

یہ حکایات لا اصل ہیں اعتقاد کے لئے یقینی باتیں درکار ہیں معتقدان باتوں کا یا نادان ہے یا کجرو مسلمان کو بہر حال ایسی باتوں سے اعتقاد ہٹانا چاہئے اور سچے اور پکے مسلمانوں کے عقائد دل میں جمانے چاہئیں۔ فقط محمد ناظر حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامی میرٹھ شہر کرامت مذکورہ کا معتقد مخالف قرآن و احادیث کا ہے ایسے اعتقاد سے پرہیز کرنا لازم ہے فقط محمد مسعود نقشبندی۔

الجواب صحیح محمد عبیداللہ الجواب صحیح عبدالحق ایسے عقائد مشرکین و متبدعین کے ہیں۔ جواب مجیب کا اور مواہیر و دستخط صحیح ہیں۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ الجواب صحیح والرائے نجیح الغرض جناب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ولی کامل فی زعمنا ہیں صاحب کرامات ہیں مگر عوام کالانعام جہلاء لوگوں نے ہزارہا حکایات اکاذیب گھڑلی ہیں۔ منجملہ ان کے جو سوال میں درج ہیں اور انہیں کے لگ بھگ یہ کرامت بھی افترا کی ہوئی ہے کہ بارہ برس کے بعد کشتی مع برات ڈوبی ہوئی نکالی۔ سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے غرض یہ کہ ایسے عقیدے شرکیہ بدعیہ سے توبہ کرنی چاہئے۔ ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حررہ العاجز ابو محمد۔

عبدالوہاب القنجانی الملتانی خادم شریعت رسول الآداب۔
الجواب صحیح سید محمد اسماعیل فرید آبادی ابو محمد عبدالوہاب، پیر محمد انصاری عفی عنہ، ولی محمد۔
بقلم خود۔ جواب بہت صحیح ہے جواب بہت صحیح ہے سید عطاالرحمٰن عفی عنہ
مولوی دبیر الرحمٰن صاحب بنگالی سید محمد عبدالحمید، سید غلام حسین
عبدالجبار حیدرآبادی۔ جواب صحیح ہے روح چھیننا غلط ہے اور اعتقاد اس پر باطل ہے۔
بمہر و قلم امیر احمد عفی عنہ، قادر بخش عفی عنہ جواب صحیح ہے تلطف حسین۔
مخفی نہ رہے کہ مفتی جزاہ اللہ خیر الجزاء نے جو جواب دیا ہے اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کے پوجنے والوں اور اس کے رسول برحق کے ماننے والوں کو کافی ووافی ہے البتہ ضال مضل مشرک

ومتبدع کہ جس کے دل اور آنکھ اور کان پر شقاوت وبدعتی کی مہر ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہے فی الواقع جو شخص ایسی کرامتوں لا اصل لہ کا پیر یا کسی دوسرے ولی وفقیر سے جو کہ مقدرات باری تعالیٰ وتصرفات قادر مطلق سے ہیں قائل ومعتقد ہے اس کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں خدا بے چون وچرا کے حکم وقدرت کے مقابلہ میں کسی نبی وولی کی کچھ پیش نہیں چلتی وہ حاکم سارا جہاں محکوم وہ خالق اور سب مخلوق پھر کون اس شہنشاہ دو جہاں کے حکم کو رد کر سکتا ہے اپنے کلام معجز میں بیان فرماتا ہے **قل من بیده ملکوت کل شیئ وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون ، سیقولون لله قل فانی تسحرون .** یعنی فرمایا اللہ صاحب نے کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا اگر جانتے ہو وہیں کہہ دیں گے کہ اللہ ہی ہے پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں **لیس الفاعل والقادر والمتصرف الا هو یعنی الله تعالیٰ واولیاء هم الفانون الهالکون فی [illegible] قدرته وسطوته لافعل لهم ولا قدرت ولا تصرف لا الأن ولا حین کانوا حیا فی دار الدنیا .** یعنی قادر اور فاعل اور متصرف کوئی نہیں مگر اللہ اور اولیاء اللہ فانی اور گم ہیں اللہ کے فعل میں اور اس کی قدرت اور غلبہ میں نہ انکا کوئی فعل ہے نہ قدرت نہ تصرف نہ اب یعنی عالم برزخ میں اور نہ جب کہ زندہ تھے دنیا میں پس۔ اس آیت اور عبارت شیخ موصوف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ پس ایسی کرامت پیران پیر کی طرف منسوب کرنا محض تہمت وافترا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب فقط حررہ حمایت اللہ عفا اللہ عنہ جلیسری۔ ایسی حکایات وکرامات جن میں خدا کے ساتھ مقابلہ یا اس کے کاموں میں کسی قسم کا دخل بے جا بخلاف مرضی حق تعالیٰ کے ہو محض افتراء وبہتان ان بزرگوں پر ہے۔ انبیاء وصدیقین وشہداء وصلحاء اور ملائکہ سب اس حکم کے آگے دم بخود ہیں۔ **قال الله تعالیٰ بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون . یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وهم من خشیة مشفقون ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلک نجزیه جهنم کذلک نجزی الظالمین.** یعنی وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اس کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ اس کو معلوم ہے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے اور سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہو اور وہ اس

کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان میں کہے کہ میں خدا ہوں سوائے اس کے سو اس کو ہم بدلہ دیں دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

بزرگان بزرگی تہادہ زسر (۱)

فقط حررہ العاجز ابوعبدالرحمٰن محمد عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبدالحکیم عفی عنہ۔ جواب صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیئ والیہ ترجعون** ۔(۲) فقط حررہ عطاء للہ عفی عنہ یہ جواب صحیح ہے۔ ابومحمد سلیم الدین ہذا جواب صحیح۔ الجواب صحیح۔ ابوعبداللہ محمد نعمت اللہ جواب صحیح ہے دستخط محمد فقیر اللہ الفنجابی شاہپوری۔ خادم شریعت متین محمد سلیم الدین عفی عنہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموافق للصواب۔ یہ کرامتیں جو سوال میں مرقوم ہیں اس کا ردو انکار نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اس میں کوئی امر خلاف شرع اور خلاف عقیدہ اہل اسلام نہیں ہے اور ایک کرامت اخیرہ اقتباس الانوار میں جو معتبر کتاب ہے احوال حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منقول ہے اور دو کرامتیں جو پہلی ہیں وہ میری نظر سے کسی کتاب میں نہیں گذری لیکن کتابیں احوال حضرت ممدوح میں بہت کثیر ہیں۔ اور میں نے ان کو بالاستیعاب نہیں دیکھا۔ پس ممکن ہے کہ کسی صاحب نے نقل کی ہوں۔ بہرحال انکار کرنے کی کوئی وجہ وجیہ نہیں معلوم ہوتی اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے ایسی کرامتیں بیشتر صادر ہوئی ہیں اور یہ کرامتیں ان کے کمال اور شرف کے سامنے کچھ مقدار نہیں رکھتیں۔ ان کا کمال اس سے بہت زیادہ ہے اور یہ امر اہل معرفت پر مخفی نہیں ہے اقتباس الانوار میں ہے واز آنحضرت ہر جنس کرامات نقل کردہ اند تصرف در ظواہر خلق و بواطن ایشاں واجرائے حکم بر انس و جن واطلاع ضمائر و اظہار سرائر و تکلم بخواطر اطلاع بر بطائن ملک و ملکوت و کشف حقائق جبروت و اسرار لاہوت واعطاء مواہب علیہ وامداد عطایاء لاریبیہ و تقلب و تصرف حوادث ودوائر و تصرف اکوان اثبات الٰہی واتصاف بصفت احیا و اماتت و ابراء اکمہ وابرص و تصحیح مرضی و طی زمان و مکان و نفاذ امور رزمین

---

(۱) بزرگوں نے بزرگی سر سے اتار کر رکھ دی۔

(۲) پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سب چیزوں کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وآسمان ونیز برآب وطیران در ہوا وتصرف ارادت مردم انتہیٰ (۱) فقط واللہ سبحانہ، اعلم وعلمہ اتم

مہر مولوی ارشاد حسن صاحب رام پوری۔

احمد ے محمد ارشاد حسین۔ مولوی ارشاد حسین صاحب سے تعجب ہے کہ ظاہران حکایات کو خصوصاً پہلی حکایت کو خلاف شرع نہیں جانتے حق تعالیٰ سے غالب رہنا اور امر حق تعالیٰ کو رد کر دینا اور خدا تعالیٰ کا شیخ قدس سرہ سے ڈرنا۔ تو صاف اس سے واضح ہے اور پھر بھی خلاف قاعدہ شرع کے یہ نہیں تو معلوم نہیں وہ کون سا امر ہے کہ خلاف ہوتا ہے اگر کوئی تاویل مولوی صاحب فرما کر یہ جواب لکھتے تو مضائقہ نہ تھا مگر صاف طور پر ان کو تسلیم کرنا تھا یہ مستبعد ہے علماء سے کہ عوام کی غوایت کو ایسا لکھنا کافی ہے۔ بہر حال یہ حکایات بظاہر خود کفر اور خلاف قاعدہ شرع کے ہیں خصوصاً پہلی حکایت کہ مسلمانوں کو ایسا عقیدہ نہ کرنا چاہئے اور کمالات شیخ کی عبودیت و بندگی اور عجز تام بدرگاہ حق تعالیٰ کے ہوتا ہے نہ ایسے حکایات واہیہ آپ کی شان رفیع تسلیم ورضا وفنا پیش حق تعالیٰ وامر حق تعالیٰ کے ہیں۔ چنانچہ ان کے کلمات فتوح الغیب سے واضح لائح ہے نہ کہ مقابلہ امر حق تعالیٰ کا اور مخاصمہ ذات پروردگار کے ساتھ معاذ اللہ الحاصل ان حکایات کی کوئی اصل نہیں یہ وضع کسی ملحد کی ہیں اور شان بزرگان سے بعید ہے کہ ایسی حکایات لکھیں یا اس پر عقیدہ کریں اور جو عبارت مولوی صاحب نے نقل کی ہے اس سے کرامات کا واقع ہونا ثابت ہے نہ مقابلہ وبرابری ومکابرہ حق تعالیٰ کے ساتھ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**۔ مسلمان ایسے عقائد سے احتراز رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی۔

فی الحقیقت حکایات مندرجہ سوال جس کو سائل کرامات حضرت شیخ قدس سرہٗ اعتقاد کرتا ہے حکایات کاذبہ مردودۃ الشرع ہیں نہ کرامات مقبولہ حاشا وکلا شان حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کے ہرگز ہرگز مقتضی اس کے نہیں ہے کہ ایسے امور مخالف شرح بطور کرامت ان سے صادر ہوویں کہ منافی ولایت ولی ہے اس لئے کہ ولی اس مومن کو کہتے ہیں کہ جو عارف بذات اللہ والصفات ہو کر حسب امکان عبادت پر مواظبت کرے اور گناہوں اور شہوات ولذات سے کنارہ کش ہو۔ پس

---

(۱) اور حضرت غوث پاک کے کرامات نقل کئے ہیں۔ مخلوق کے ظاہر و باطن میں تصرف اور انسان وجن پر ان کے حکم کا جاری ہونا اور دلوں پر اطلاع پانا اور چھپی ہوئی باتوں کا ظاہر کرنا اور دلوں سے بات کرنا اور ملک وملکوت کی باطنی باتوں پر اطلاع پانا اور حوادث میں الٹ پلٹ کرنا اور اس میں تصرف کرنا اور اثبات الٰہی کے اکوان میں صرف کرنا اور مریضوں کو تندرست کرنا اور زمان ومکاں کو طے کرنا اور زمین وآسمان میں آپ کے امر کا نافذ ہونا بلکہ پانی پر بھی اور ہوا میں اڑنا اور لوگوں کے ارادے میں تصرف کرنا۔

اپنے کو عاجز و مغلوب اور ذات احدیت کو قادر و غالب اعتقاد کرنا اور مخالف اس کے عملاً بھی کاربند نہ ہونا لازم الولی ہے بناء علیہ جو کہ حکایات اولیٰ اور ثانیہ سے عجز و مغلوبیت خالق الارض والسموات اور غلبہ حضرت شیخ قدس سرہ' کا و نیز بزور رد کرنا حکم حضرت رب العالمین کا صریح لازم ہے اور یہ منافی ولایت پر کرامات حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے ہونا ان احکامات کا بالبداہۃ باطل ہے جو شخص ایسا اعتقاد کرے وہ ملحد ہے نعوذ باللہ من ذلک نہایت تعجب ان علماء سے ہے کہ جوان حکایات کاذبہ کو کرامات حضرت شیخ قدس سرہ' سے قرار دے کر عوام کالانعام کو گمراہ کریں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا فقط حررہ محمد قاسم علی عفی عنہ مرادآبادی ۔محمد قاسم علی خلف مولانا محمد عالم علی۔

تعویذ میں موہم شرک الفاظ لکھنا

(سوال) ایک بزرگ نقشبندی کا معمول لکھا ہے کہ تعویذ میں یہ عبارت بھی شامل کرتے تھے یا حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ایں حرز را در ضمن تو سپردیم ایسی عبارت تعویذ میں لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ عبارت جو کسی بزرگ سے منقول ہے اس کا لکھنا تعویذ میں جائز نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے کیونکہ متبادر اس کلام سے یہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہ' حاضر اور سنتے ہیں اور سب خلق کے وہ ضامن و حافظ ہیں اور یہ شان وصفت حق تعالیٰ کی ہے بالاستقلال پس ایسا کلام موہم لکھنا اور کہنا ناجائز ہے جیسا کہ حدیث میں ماشاء اللہ وشئت کہ بہ سبب ایہام شرک کے منع فرمادیا ہے اگرچہ تاویل کلام بزرگ کی درست ہوسکتی ہے جیسا کہ کلام وارد حدیث کی تاویل درست ہوسکتی ہے اسی ہی واسطے ان بزرگ کی شان میں کوئی نسبت عصیان کی نہ کرنا چاہئے مگر بسبب ظاہر متبادر معنی کے خود اس سے اجتناب چاہئے چنانچہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ موہم کلمہ سے احتراز کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرک فی التسمیہ کا گناہ

(سوال) اس آیت کے جواب میں کیا فرماتے ہیں جو سورہ اعراف کی اخیر میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے بارے میں وارد ہے جعلا لہ شرکاء(۱) تمام مفسرین کے کلام سے یہ بات ثابت ہوتی

(۱) ان دونوں نے اللہ کا شریک بنایا۔

ہے کہ آدم اور حوا سے شرک ہوا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا اور حارث شیطان کا نام ہے۔

(جواب) شرک جو آیت شریفہ میں آیا ہے وہ شرک نہیں گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ بلکہ صغائر و ترک اولیٰ پر بھی شرک کا اطلاق آیا ہے چنانچہ شرک دون شرک احادیث میں آیا ہے پس یہ شرک جو ان سے سرزد ہوا ہے یہ شرک فی التسمیہ ہے یعنی بوجہ عدم علم اس امر کے کہ حارث شیطان کا نام ہے انہوں نے عبدالحارث نام رکھ دیا پس یہ صورت شرک ہے نہ واقعی اور حقیقی ترک اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یزید کو کافر کہنا

(سوال) یزید کو جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے وہ یزید آپ کی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق۔

(جواب) کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مؤمن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا کفر کا حال دریافت نہیں کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

مولانا اسمٰعیل شہید کو کافر کہنا

(سوال) جو شخص کہ حضرت مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کو کافر اور مردود کہتا ہے تو وہ شخص خود کافر ہے یا فاسق اگر وہ کافر ہے اس کے ساتھ معاملہ کافر کا سا کرنا جائز ہے یا نہیں موافق اس فتویٰ کے جو مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی کا ہے اور اس پر چند علماء کی مہریں ہیں وہ یہ کہ جو کوئی مولوی محمد اسمٰعیل کامل ولی کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث من عادی لی ولیا فقد بارزلی بالمحاربة (۱) فقط محمد اکبر خان اسی طرح اور بہت علمائے دہلی کی مہریں ہیں تو موافق اس فتویٰ کے اس کے ساتھ معاملہ کفاروں کا سا کرنا جائز ہے یا نہیں فقط۔

(جواب) مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ کرنا چاہئے جیسا کہ روافض اور خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین و صحابہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کو کافر کہتے ہیں۔ پس جب بسبب تاویل باطل کے ان کے کفر سے بھی آئمہ نے تحاشی کی تو مولوی محمد

---

(۱) جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو اس نے جنگ کا اعلان کر دیا۔

اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو مردود کہنے والا کو بطریق اولی کافر نہ کہنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اشیاء کو مؤثر بالذات ماننا

(سوال) مجالس ابرار میں اقسام شرک کے بیان میں مرقوم ہے۔ والخامس من انواع الشرک شرک الا سباب وھو اسناد تاثیر للاسباب العادیۃ کشرک الفلاسفۃ والطبائعین ومن تبعھم علی ذالک من جھلۃ المؤمنین فانھم لما رؤوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الروی بشرب الماء وارتباط ستر عورۃ بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذالک مما لا یحصر فھموا بجھلھم ان تلک الا شیاء ھی المؤثرۃ فیھا ارتبط وجودھا معھا اما بطبعھا او بقوۃ وضعھا اللہ تعالیٰ فیھا وھو غلط وسبب غلطھم قیاسھم ادراک الحس بادراک العقل فان الذی شاھدوہ انما ھو تاثر شیئ عند الشیئ وھذا ھو حظ الحس لو اما تاثیرہ فیہ فلا یدرک بالحس بل انما یدرک بالعقل و السادس من انواع الشرک شرک الاغراض وھو العمل لغیر اللہ تعالیٰ کشرک المرائین الخ وحکم السادس الذی ھو شرک الا غراض المعصیۃ بالا جماع وحکم الخامس الذی ھو شرک الا سباب التفصیل وھو ان اھل ھذا الشرک فی اعتقادھم التاثیر لتلک الا سباب مختلفون فمنھم من یعتقدان تلک الا سباب تو ثر بطبعھا وحقیقتھا فی الا شیاء التی تقارنھا ولا خلاف فی کفر من یعتقد ھذا ومنھم من یعتقد ان تلک الا سباب لا تو ثر بطبعھا وحقیقتھا بل بقوۃ اودعھا اللہ تعالیٰ فیہ ولو نزعھا منھا لا تؤثرو قد تبھم فی ھذا الا عتقاد کثیر من عامۃ المومنین ولا خلاف فی بدعۃ من یعتقد ھذا وانما الخلاف فی کفرہ فمن کان فیہ شیئ من ھذہ المذکورات ولم یسع فی ازالۃ عن نفسہ واصلاحہ شانہ یختم لہ بالسؤ وان کان مع کمال الزھد والصلاح لان زھدہ وصلاحہ انما ینفعہ اذا کان مع الا عتقاد الصحیح الموافق لکتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واما اذا لم یکن مع الا عتقاد الصحیح الموافق لھما بل کان مع الاعتقاد الفاسد لمخالف لھما فلا ینفعہ اس عبارت کا مطلب ارشاد ہو اور یہ بھی فرمائیے کہ

اس قسم ثانی میں جس کے بدعت ہونے میں خلاف نہیں اور کفر میں خلاف ہے (اور اودعہا اللہ تعالیٰ) سے کیا مراد ہے اس کی تقریر اس طور پر فرمادیجئے کہ خوب ذہن نشین ہوجائے اور علماء سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تاثیر اشیاء میں رکھدی ہے اور بعض کا یہ ہے کہ نہیں رکھی۔ پھر رکھنے سے کیا مراد اس مسئلہ تاثیر اشیاء میں جو مذہب صحیح ہے وہ بیان کردیجئے یا یہ کہ یہ خلاف اور نزاع لفظی ہے اور مطلب فریقین کا واحد ہے۔

(جواب) جو شخص عقیدہ کرتا ہے کہ اشیاء بطبعہا موثر ہیں تو یہ تو خود شرک ظاہر کرتا ہے کہ ان اشیاء کو مستقل مؤثر جانتا ہے کہ اپنی ذات سے تاثیر کرتی ہیں حق تعالیٰ کا تاثیر دینا نہیں جانتا اور دوسری قسم کہ ان اشیاء کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ تاثیر حق تعالیٰ نے ان اشیاء میں رکھی ہے یعنی پیدا کردی ہے یہ معنی اودعہا کے ہوئے کہ تاثیر خود اپنے آپ ان میں نہیں ہوئی بلکہ حق تعالیٰ نے تاثیر ان میں پیدا کردی ہے اس میں تاثیر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے موثر ہیں پس اگرچہ عقیدہ خلق تاثیر کا تو درست ہے مگر بعد خلق تاثیر کے خود موثر ہوویں یہ باطل ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جب حق تعالیٰ نے تاثیر ان کو دے دی تو پھر وقت تاثیر کے حق تعالیٰ کا تصرف اس میں نہیں ہوتا یہ خود تاثیر کرتی ہیں جیسا عامہ جہال کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم وقدرت وتصرف دے دیا ہے اس کے ذریعہ سے خود اولیاء تصرف کرتے ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ خواہ اولیاء کی نسبت یہ گمان کرے کہ خود تصرف کرتے ہیں یا یہ گمان وزعم کرے کہ خدا تعالیٰ نے انکو علم وتصرف دیا دونوں شرک ہیں ایسا ہی اشیاء کی تاثیر میں ہے لہذا یہ بھی شرک ہے بلکہ یہ عقیدہ چاہئے کہ یہ تاثیرات حق تعالیٰ نے پیدا کردی ہیں اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثیرات کو نافذ کرتا ہے اشیاء کو کوئی دخل وتصرف وتاثیر نہیں بلکہ اسباب عادیہ روپوش ظاہری ہیں عین وقت تاثیر کے بھی حق تعالیٰ ہی خالق اثر ہے یہ ایمان ہے اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم وتصور دیوے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی متصرف ہے اولیاء ظاہر میں متصرف ہوتے ہیں عین حالت کرامت وتصرف میں حق تعالیٰ ہی ان کے واسطے سے کچھ کرتا ہے اس نکتہ وفرق کو نہ سمجھ کر اکثر جہال تقویۃ الایمان پر طعن کرتے ہیں پس تاثیر رکھنا اس میں اثر پیدا کرتا ہے اور پھر اثر خود ہی کرتا ہے بذریعہ ظاہری ان اشیاء واولیاء کے اور سب علماء کا یہی مذہب ہے اس کے خلاف شرک ہے بظاہر نزاع لفظی ہے ورنہ مبتدع علماء جہل مرکب میں مبتلا ہیں وہ تاثیر رکھنا کہتے ہوں گے مثل عوام جہلا کے جیسا کہ تقویۃ الایمان پر

طعن کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عمداً کلمہ کفر بولنا

(سوال) عیسائی مذہب کے پادریوں نے سہارنپور میں آ کر نو جوان لڑکیوں کو تو اپنے مدرسوں میں داخل کر کے بہکانا اور بے دین کرنا اور مرتد بنانا شروع کیا ہی تھا اب ایک اور فریب و جہل کی راہ نکالی وہ یہ کہ مسلمانوں کی چھ ٦ چھ ٦ آٹھ ٨ آٹھ ٨ دس ١٠ دس ١٠ بیس ٢٠ بیس ٢٠ وغیرہ لڑکیوں اور عورتوں کو اپنے مذہب کی کتابیں پڑھانا شروع کیا ہے اور وہ لڑکیاں اور عورتیں مطلق اپنے مذہب سے واقف نہیں ان کو ہر اتوار کو پیسے اور تصویریں اور شیرینی کے لالچ دیئے جاتے ہیں اور مسیح کو غزلوں اور بھجنوں میں خدا اور خدا کا بیٹا گوایا جاتا ہے اور لڑکیاں اور عورتیں خصوصاً مسلمانوں کی تنخواہ کے لالچ میں کفر والحاد کے جملے بولتے ہوئے بھی نہیں ڈرتیں ایسے مکر وفریب سے پادریوں نے ملک پنجاب میں گذشتہ سالوں میں سات سو لڑکیاں عیسائی کی ہیں سہانپور میں یہ بلائے جانگزا وایمان ربا اسی سال آئی ہے نو ٩ مدرسے خاص سہارنپور میں مسلمانوں میں جاری ہیں اور مسلمانوں کی عورتیں اس وجہ سے کہ روپیہ کے لالچ میں آ کر خود انتظام کر لیں گی اور لڑکیوں کو جمع کر کے بیدین بے ایمان کرنے کا ڈھنگ ہم کو بتلا دیں گی۔ معلمہ مقرر کی گئیں ان مدرسوں میں پڑھنا اور پڑھانا اور پڑھائی کے واسطے مکان دینا اور پڑھنے والیاں اور پڑھانے والیاں جو اس فعل بد سے راضی ہیں اور جو عورتیں شوہروں کے اس حکم خاص کو نہیں مانتیں اور جو شخص اپنے مکان اور اپنے اہل وعیال کو اس کام سے باز نہیں رکھتا اور اپنی لڑکیوں کو ایسے مدرسہ میں جانے سے مانع نہیں ہوتا عندالشرع کیا حکم رکھتے ہیں مفصل بحوالۂ ایات واحادیث تحریر فرمائیے اجر عظیم اللہ سے پائیے۔ فقط۔

(جواب) کلمۂ کفر بولنا عمداً اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے چنانچہ ردالمختار میں لکھا ہے۔ قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر ھا زلا اولا عبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صح بہ الخانیة ومن تکلم مخطیا او مکرھا لا یکفر عند الکل ومن تکلم عامداً کفر عند الکل ومن تکلم بھا اختیارا جا ھلا بانھا کفر ففیہ اختلاف الخ وفی الفتح ومن ھزل بلفظ کفر ارتدوان لم یعتقد بہ للا ستخفاف فھو ککفر المعناد قال فی رد المختار ای تکلم با ختیارہ غیر قاصد

معناه وهذا لا ينا في ما مر من ان الا يمان هو التصديق فقط اوالا قرار لان التصديق وان كان موجود احقيقة لكنه زائل حكما لان الشارع جعل بعض المعاصى امارة عدم وجوده كالهزل المذكورو كما لوسجد لصنم اووضع مصحفا فى قاذورة فانه يكفر وان كان مصدقا لان ذلك فى حكم التكذيب كما افاده فى شرح العقائد انتهى رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن على الا يمان يكون كافر اولا يكون عند الله مؤمنا كذا فى قاضى خان.(۱)

پس روایات سے صاف واضح ہے کہ جوکوئی حضرت عیسیٰ کوابن اللہ راگ میں گادے یا کوئی کلمۂ کفریہ پادریوں کے کہلانے سے جوصاحب مدارس کے لڑکےلڑکیاں کہتی ہیں کہے مرتد کافر ہوااوراس امر پر رضا دینا بھی کفر ہے۔ قال فى شرح العقائد و شرح القارى على الفقه الا كبر الرضا بالكفر كفر انتهى (۲) اوران سخت کلمات پرکچھ پرواہ نہ کرنااور سہل جاننا بھی کفر ہے۔ الا ستها نه بالمعصية بان يعدها هنيئة وير تكبها من غير مبالا ة بها ويجر يها مجرى المباهات فى ارتكا بها كفر كذا فى شرح على على الفقه اكبر (۳) الحاصل اس مدرسے کےلڑکے لڑکیاں جوایسے کلمات بولتے ہیں سب مرتد ہیں اور جوان کوبخوشی ایسے کام کے واسطے وہاں بھیجتے ہیں دیدہ ودانستہ وہ بھی مرتد کافر ہیں اوران مدارس کی پڑھانے والیاں اوراس کے سامعین مکان وچندہ کے اگراس فعل بد سے راضی ہیں سب کافر

---

(۱) بحر میں لکھا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس نے کلمہ کفر سے کا[illegible] لیا مذاق سے یا کھیل کود کے طور پر تو وہ سب کے پاس کافر ہوگیا اوراس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ خانیہ میں اس کی صراحت کی اور جس نے خطاءً یا جبراً ہو تو وہ سب کے پاس کافر نہ ہوگا اور جس نے عمداً کیا وہ سب کے پاس کافر ہوگا اور جس نے اختیار سے کہا لیکن وہ جانتا نہ ہو کہ کلمۂ کفر ہے تو اس میں اختلاف ہے الخ اور فتح میں ہے کہ جس نے کفر کے الفاظ سے مذاق کیا تو وہ مرتد ہوجائے گا اگرچہ کہ اس کا اعتقاد نہ کرے بوجہ خفیف کرنے کے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ عادتی کفر۔ اور درمختار میں ہے کہ یعنی اپنے اختیار سے کہا اس کے معنی کا ارادہ کئے بغیر اور یہ اسبات کے منافی نہیں ہے جو اوپر گزرا کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے یا اقرار کا اس لئے کہ تصدیق اگرچہ کہ حقیقۃً موجود ہے لیکن وہ حکماً زائل ہے اس لئے کہ شارع نے بعض گناہوں کو منافی بتایا ہے ایمان کے عدم وجود کی جیسے کہ گذشتہ مذاق اور جیسے کہ اگر صنم کو سجدہ کیا یا مصحف کو کوڑے میں ڈال دیا تو وہ کافر ہوجائے گا اگرچہ کہ وہ تصدیق کرنے والا نہ ہو اس لئے کہ یہ تکذیب کے حکم میں ہے جیسا کہ اس کو شرح عقائد میں بیان کیا ہے (ختم) اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کفر کرے خوشی کے ساتھ اوراس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہوجائے گا اور اللہ کے پاس مومن نہ رہے گا۔ (قاضی خان)

(۲) شرح عقائد او فقہ اکبر کی شرح قاری میں ہے کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔

(۳) گناہ کو آسان سمجھنا اس طرح کہ اس کے بعد خوشی ہو اوراس کی پروہ کئے بغیر اس کا مرتکب ہونا اوراس کے ارتکاب میں مباحات کے قائم مقام اس کو کرنا کفر ہے فقہ اکبر کی شرح میں اسی طرح ہے

اور مرتد اور جو اس امر کو برا جان کر دنیا کی طمع سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب فاسق فاجر ہیں سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو اور اپنے بچوں کو روکیں اور منع کریں. لقوله علیه السلام من رای منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع بقلبه ولیس وراء ذلک حبته خردل من ایمان. (۱) الحاصل جو شخص استطاعت کسی قسم کے منع کی رکھتا ہے اور پھر منع نہ کرے تو اگر اس فعل کو مستحسن جانتا ہے یا سہل جانتا ہے تو کافر مرتد ہوا اور جو برا جان کر منع نہ کرے گا وہ مداہن و فاسق ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱۔

جواب صحیح ہے محمد مظہر　　الجواب حق والحق متبع　　الجواب صحیح۔
مدرس مدرسہ سہانپور　　عنایت الٰہی سہارنپوری　　ابو الحسن
جواب صحیح ہے　　جواب صحیح ہے　　الجواب صحیح
عزیز حسن عفی عنہ　　مشتاق احمد عفی عنہ　　حبیب الرحمٰن عفی عنہ
الجواب صحیح محمد حسن　　الجواب حق
مدرس مدرسہ دیوبند　　عبدالرحمٰن عفی عنہ
اصاب المجیب　　الجواب صحیح والمنکر فضیح　　جواب صحیح ہے　　الجواب صحیح حق محمد محمود عفی عنہ
ذوالفقار علی عفی عنہ　　احمد عفی عنہ　　محمد امیر باز خان　　مدرس دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح　　ہذا الجواب صحیح　　الجواب صحیح　　الجواب صحیح
عزیز الرحمٰن دیوبندی　　واللہ اعلم وعلمہ اتم　　عبدالمومن دیوبندی　　محمد منصب علی
مدرس مدرسہ عربی میرٹھ عفی عنہ　　محمد ابراہیم عفی عنہ سنبھلی　　عفی عنہ　　دیوبندی عفر عنہ۔

جواب صحیح ہے محمد محمود حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند۔ الحق اجرائے کلمۃ الکفر کفر ہے اور آیات کریمہ سے بھی یہ مضمون صراحۃً ثابت ہوتا ہے وہی ھذا من کفر باللہ من بعد ایمانه الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من الله ولهم عذاب عظیم. (۲) اس واسطے کہ آیت کریمہ میں صرف حالت اکراہ کا

---

(۱) اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے برائی کو دیکھا اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر اپنی زبان سے اور جو یہ بھی نہ کر سکے تو اپنے قلب سے اور اس کے بعد رائی برابر بھی ایمان نہیں۔
(۲) جس نے اللہ کا کفر ایمان کے بعد کیا بجز اس کے کہ وہ مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو لیکن جس کا سینہ کفر کے لئے مشروح ہو جائے تو ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو عذاب عظیم ہوگا۔

استثنا کیا ہے اور ماسوائے اس کے اجرائے کلمۃ الکفر علی سبیل الاختیار کفر میں داخل تھا ہی اور ظاہر ہے کہ اشخاص مذکورہ کا راگ وغیرہ میں کلمات کفر کے زبان سے نکالنا قبیل اکراہ سے نہیں بلکہ بااختیار خود ہے تو ضرور کفر میں داخل ہوگا اور اعانت کفر اور تعلیم اس کی اسی قبیل سے ہے واللہ اعلم بالصواب الراقم خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی سہانپور۔

صح الجواب قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ وتعانوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (۱) واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی الخفی. (ابوالحسنات محمد عبدالحی)

روافض کا کفر

(سوال) روافض یا خوارج کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور ان کے ساتھ عقد نکاح وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام اور عندالتقوی کیسا ہے۔

(جواب) رافضی کے کفر میں اختلاف ہے جو علماء کافر کہتے ہیں بعض نے اہل کتاب کا حکم دیا ہے بعض نے مرتد کا پس درصورت اہل کتاب ہونے کے عورت رافضیہ سے مرد سنی کا نکاح درست ہے اور عکس اس کے ناجائز اور بصورت ارتداد ہر طرح ناجائز ہوگا اور جو ان کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک ہر طرح درست ہے مگر ترک بہر حال اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علماء حق کی اہانت کرنا

(سوال) نواب مولوی قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل عالمگیری سے کیا ہے ایک شخص نے کہا کہ قیاس ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا حق نہیں کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اور اس کے معنی کیا ہیں یہ عبارت کلمات ردۃ میں جس جگہ کہ کلمات ردۃ معلق بعلم و علماء ہیں اس جگہ یہ عبارت ہے عالمگیری میں۔

(جواب) علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو لہذا جب قیاس مجتہد کو حق نہ کہا تو اہانت اس امر کی امر دین وعلم میں لہذا کفر ہوا فقط۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکی اور تقویٰ پر آپس میں مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کیا کرو۔

قرآن شریف کو نظم کرنا

(سوال) ایک اور عبارت نواب صاحب نے اسی رسالہ میں عالمگیری سے نقل کی ہے یعنی ایک شخص نے نظم کیا قرآن کو فارسی میں قتل کیا جاوے اس لئے کہ وہ کافر ہے یہ عبارت ان کلمات ردة میں ہے جو متعلق بہ قرآن شریف ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) علیٰ ہذا قرآن کو نظم کرنا اور فارسی کرنا تغیر کتاب اللہ تعالیٰ کی اور نظم منزل کو بدلنا اہانت و بے تعظیمی قرآن کی ہوئی سو کفر ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زندوں کا مردوں سے مانگنا

(سوال) ماقول العلماء فی اسعانة الا حیاء بالموتی فی طلب الجاه ووسعة الرزق و الاولاد مثلا یقال لـهم عند القبوران تدعو الله تعالیٰ لنا فی دفع فقرنا وبسط رزقنا و کثرة اولا دنـا وشـفـاء مرضنا وفلا حنا فی الدارین لا نکم سلفنا مستجاب الدعوات عند الله فهل یجوز الا ستعانة بالا موات بهذاالطریق المذکورام لا فبینوا جواز ها وعلم جوازها من الکتاب والسنة واقوال المجتهدین توجروا من الله رب العٰلمین .(۱)

(جواب) الـحـمدلله رب العٰلمین رب زد نی علما: الا ستعانة . بالا نبیاء و الاولیـاء مـطلوبةالا انها لم تشر ع فی المواضع المذ کورةوالله سبحانه وتعالیٰ اعلم امر برقمة المقصر عبدالله بن محمد میر غنی الحنفی مفتی مکةالمکرمة کان الله تعالیٰ لهما حامدا مصلیا مسلما .(۲)

---

(۱) یعنی کیا فرماتے ہیں علماء...... مدد مانگتے ہیں زندوں کے ساتھ مردوں کے...... طلب کرنے جاہ...... اور فراخی رزق اور اولاد میں مثلاً کہا جاوے ان کے لئے قبروں کے پاس یہ کہ دعا کرو تم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے...... دفع کرنے فقر...... اور فراخی رزق...... اور کثرت اولاد...... اور شفا پانے بیماروں...... اور کامیاب ہونے کے...... دارین میں یعنی دنیا وآخرت میں اس لئے کہ تم پیشرو ہمارے ہو تمہاری دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پس آیا جائز ہے مدد مانگنی اور فریاد رسی چاہنی ساتھ مردوں کے اس طریق...... سے یا نہیں پس بیان کرو جائز ہونا اس کا، ورنا جائز ہونا اس کا کتاب وسنت سے اقوال مجتہدین سے ثواب دیئے جاؤ گے اللہ رب العالمین کی طرف سے۔

(۲) یعنی سب تعریف ہے اللہ کے لئے کہ جو صاحب ہے سارے جہان کا۔ اے رب میرے زیادہ دے مجھ کو علم۔ فریاد رسی ساتھ انبیاء اور اولیاء کے یعنی ان کی زندگی کی حالت میں طلب کی گئی ہے مگر تحقیق وہ ثابت نہیں شرع سے جگہ ذکر کی گئی ہیں یعنی قبر پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے حکم کیا اس کے لکھنے کا تقصیر دار عبد اللہ بیٹے محمد کے...... لقب اس کا میر غنی ہے مذہب میں حنفی مفتی مکہ مکرمہ کا ہو اللہ کارساز ان دونوں کا دعا کرتا ہوں حمد کرتا ہو اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجتا ہوا اس کے رسول پر۔

عبداللہ میر غنی الجواب صحیح الحق احق بالاتباع الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ
مفتی مکہ مکرمہ محمد ہدایت علی احقر الزمان محمود حسن الٰہی عاقبت محمود گرداں
مقیم مراد آباد مدرس اول مدرسہ دیو بند

الجواب صحیح الجواب صحیح احمد محی الدین
خادم الموحدین محمد احتشام الدین محمد صدیق عفی عنہ قاضی حال ریاست بھوپال
مراد آبادی۔۱۲۹۲ مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد
احمد اسمہ ۱۲۹۷ رسول اللہ خادم شریعت مفتی محمد لطیف اللہ ہجری ۱۲۹۸

آیۂ کریمہ ایاک نعبد وایاک نستعین میں تخصیص استعانت نسبت جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کے خود مذکور ہے اسی کے مطابق علمائے محققین نے تحقیق فرمائی ہے وہی لائق عمل کے ہے **العبد المذنب الا واہ ھذا احق بالقبول والیق بالا فتاء والعلم الحق عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم** ۔(۱) مولانا محمد احسن صاحب امروہی الجواب صحیح محمد حسن عفی عنہ مدرسہ گلاوٹی

لیکن اتنی بات اور لکھنی مناسب ہے کہ جواب مذکور اپنے اجمال پر صحیح ہے اور تفصیل یہ ہے کہ استمداد تین قسم کا ہے ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے اسی کو سب فقہا نے ناجائز لکھا ہے دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدائے تعالیٰ سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے یہ مبنی اور پر مسئلہ سماع کے ہے جو سماع موتی کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست دوسروں کے نزدیک ناجائز اسی کو شیخ نے لکھا ہے کہ **وان الا ستمداد باھل القبور الی قولہ فقد انکرہ کثیر من الفقھا الخ** ۔(۲) انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں تیسرے یہ کہ دعا مانگے الٰہی بحرمتہ فلاں میرا کام پورا کر دے یہ بالاتفاق جائز ہے اور تمام شجروں میں موجود ہے اسی وجہ سے اقوال علماء میں اختلاف ہے کہ استمداد لفظ مشترک ہے کسی نے کسی کو لیا اور کسی نے کسی کو۔قول ہر ایک کا اپنے معنی ومراد پر صحیح ہے۔فقط

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ گلاوٹی مدرس اول محمد حسن ۱۳۰۵ مراد آبادی ابن مولوی عنایت اللہ عبدالرحمٰن مرحوم ۱۳۱۲

---

(۱) یہ بات ماننے کے قابل ہے اور فتویٰ کے لائق ہے اور علم صحیح سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور اس کا علم تام ہے۔
(۲) اور قبروں والوں سے مدد مانگنا (یہاں سے) تو اکثر فقہاء نے اس کا انکار کیا ہے۔(تک)

الجواب بھذا التفصیل صحیح رشید احمد گنگوہی عُفی عنہ عبدالرحمٰن کان اللہ ولوالدیہ مدرس مدرسہ امروہہ۔

اہل قبور سے مدد مانگنا

(استفتاء) حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث وفقیہ دہلوی علیہ رحمۃ الغفر ان درباب عدم جواز استعانت اہل قبور از کتاب فتاویٰ مسمی بہ مسائل اربعین تصنیف مولانا موصوف مسئلہ نمبر ۴(۱)

(سوال) حاجت خواستن از اہل قبور بطریق دعا جائز است یا نہ۔(۲)

(جواب) استعانت واستمداد از اہل قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست چنانچہ شیخ عبدالحق در شرح مشکوٰۃ شریف کہ بزبان عربی نوشتہ می آردو(۳) اماالا ستمداد باھل القبور فی غیر النبی و الانبیاء علیھم السلام فقد انکر کثیر من الفقھاء وقالوا لیس الزیارۃ الا لدعاء للموتی و الاستغفار لھم وایصال النفع الیھم بالدعاء وتلاوۃ القرآن انتھی(۴) ازیں عبارت شیخ علیہ الرحمۃ والغفر ان چناں مستفاد گردیدہ کہ قبور انبیاء علیہم السلام ازیں حکم ممانعت استعانت واستمداد از اہل قبور مستثنیٰ اند بلحاظ آنکہ ایشاں رادر برزخ حیات ابدی ثابت شدہ کہ دیگراں راسوائے شہداء فی سبیل اللہ ثابت نیست وحال آنکہ حیات انجا مماثل حیات دنیا نیست بلکہ احکام حیات دنیا دیگرست واحکام حیات آنجا دیگر بنا برآں ایں استثناء درست نمی آید وحق آنست کہ انکار فقہا عام ست از انکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشاں ہمہ جائز نیست چنانچہ از عبارت دیگر فقہاء کہ دریں جواب ایراد کردہ میشود واضح خواہد گردید ومنجملہ آن صاحب مجمع البحار آوردہ۔(۵)

---

(۱) استفتاء حضرت محمد اسحٰق صاحب محدث وفقیہ دہلوی علیہ الرحمۃ والغفر ان اہل قبور سے استعانت جائز نہ ہونے کے بارہ میں کتاب فتاویٰ مسمی بہ اربعین سے جو مولانا موصوف کی تصنیف ہے۔ مسئلہ نمبر ۴۔

(۲) سوال اہل قبور سے بطریق دعا کے حاجت مانگنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جواب اہل قبور سے استعانت و مدد طلب کرنا جس طرح بھی ہو جائز نہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں جو زبان عربی میں ہے اس طرح لکھا ہے۔

(۴) شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے انبیاء کے اور کسی اہل قبور سے استعانت چاہنے کو اکثر فقہاء انکار اور منع فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنی اس واسطے مقرر ہوئی ہے کہ وہاں جا کر...... اور اہل قبور کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کریں اور ان کو نفع پہنچائیں دعا اور قرآن شریف پڑھ کر انتہیٰ ۱۲۔

(۵) شیخ علیہ الرحمۃ والغفر ان کی عبارت سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی خبریں اس حکم ممانعت امداد و اعانت اہل قبور سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ ان کے لئے برزخ میں حیات ابدی ثابت ہوگئی ہے کہ دوسروں کو سوائے شہدائے فی سبیل اللہ کے ثابت نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ کی زندگی دنیوی زندگی کے مماثل نہیں ہے بلکہ دنیا کی زندگی کے احکام اور ہیں اور اس جگہ کی زندگی کے احکام اور ہیں اس لئے یہ استثناء درست نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے اس بات سے کہ انبیاء کی قبروں سے مدد طلب کریں یا ان کے غیر کی قبروں سے سب جائز نہیں جیسا کہ فقہاء کی دوسری کتابوں سے جو اس جواب میں وارد کئے جاتے ہیں ظاہر ہوگا اور منجملہ ان کے صاحب مجمع البحار نے بیان کیا ہے۔

من قصد لزيارة قبور الانبياء والصلحاء ان يصلي عند قبورهم ويدعو عندها ويسئلهم الحوائج فهذا لا يجوز عند احد من علماء المسلمين فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق الله وحده انتهىٰ وقال البغوى فى المعالم يقال الاستعانة نوع تعبدو العبادة الطاعة مع التذلل والخضوع وسمى العبد عبدالذلته وانقياده يقال طريق معبد اى مذلل انتهىٰ (۱) وفى الحديث عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك واذا سالت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيئ لم ينفعوك الا بشيئ قد كتبه الله لك ولو اجتمعوا على ان يضروك بشئى لم يضروك الا بشئى قد كتبه الله عليك رفعت الاقلام وجفت الصحف رواه احمد والترمذى كذا فى المشكوٰة . (۲) از ہدیۃ المکہ مؤلفہ مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب علیہ الرحمۃ والغفران۔

انبیاء کے علم غیب کا قائل

(سوال) بعض لوگ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب، ماسوائے اللہ اس آیت سے جو سورۂ قل اوحی میں ہے۔ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضىٰ من رسول . (۳) الاية . اس آیت سے ثابت کرتے ہیں اور دلیل اس آیت کو گردانتے ہیں

---

(۱) جو شخص زیارت کرنے قبور انبیاء وصلحاء کو اس نیت سے جاوے کہ وہاں جا کر ان کے پاس نماز پڑھوں گا اور دعا چاہوں گا اور اپنی حاجتیں مانگوں گا سو یہ تو کسی عالم اہل اسلام کے نزدیک جائز نہیں اس لئے کہ عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا حق ہے اور امام بغویؒ نے معالم میں فرمایا ہے کہ استعانت ایک قسم کی عبادت ہے اور عبادت اطاعت ہے ساتھ عجز وانکسار کے اور بندہ کا نام بندہ اس واسطے رکھا ہے کہ اس میں ذلت اور انقیاد ہے چنانچہ عرب بولا کرتے ہیں طریق معبد ای مذلل انتہیٰ ۱۲۔

(۲) روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں پیچھے رسول اللہ ﷺ کے ایک دن آپ نے فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو یاد رکھے گا تو اللہ کو پائے گا تو اس کو اپنے روبرو اور جب کبھی مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا اور جان رکھ اس بات کو کہ بے شک اگر سب لوگ اکٹھے ہو جاویں اس بات پر کہ تجھ کو نفع پہنچائیں تو نفع نہ پہنچا سکیں گے تجھ کو کچھ مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے واسطے اور اگر سب اکٹھے ہو جاویں اس بات پر کہ تجھ کو نقصان پہنچائیں تو نقصان نہ پہنچا سکیں گے تجھ کو مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے واسطے اٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ انتہیٰ ۱۲

(۳) عالم غیب ہے کہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا مگر اسی کو جس پر راضی ہو رسولوں میں سے۔

مسلمانوں کو ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور معتقد کافر ہوگا یا نہیں۔

(جواب) علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ **وعندہ' مفاتح الغیب لا یعلمها الاھو** . خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کی کنجیاں ہیں کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صحیح ہے مگر ہاں جو بات کہ حق تعالیٰ اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتا دیوے وہ اس کو معلوم ہو جاتا ہے اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دے تو اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے جیسا کہ علم جنت اور دوزخ اور رضا وغیرھا کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلادیا اور پھر انہوں نے امت کو خبر دی۔ چنانچہ اس آیت سورۂ جن سے معلوم ہوا سو حاصل آیت کا یہ ہے جس غیب امر کی خبر حق تعالیٰ اپنے مقبول کو دیوے تو اس کی خبر اس کو ہو جاتی ہے نہ یہ کہ تمام مغیبات حق تعالیٰ کے نبی کو کشف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنی اس کے ہو دیں کہ تمام علم غیب رسول کو معلوم ہو جاتا ہے تو دوسری آیت صاف اس کے خلاف کہہ رہی ہے **قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشآء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء** (ترجمہ) کہہ دے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی ضرر کا مگر جو خدائے تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور کسی برائی مجھ کو نہ لگتی۔ پس صاف روشن ہو گیا کہ مغیبات آپ کو معلوم نہیں اپنا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا خود دوسری آیت میں موجود ہے **لا ادری مایفعل بی ولا بکم** (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ پس جب صاف ظاہر ہو گیا کہ رسول علیہ السلام کو ہرگز علم غیب نہیں مگر جس قدر اطلاع دی جاوے اور اس پر بہت آیات و احادیث شاہد ہیں تو خلاف اس کے عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب غیب کو جانتے ہیں شرک قبیح جلی ہوگا معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدۂ فاسدہ سے بچائے دیوے آمین۔ پس ایسے عقیدہ والا مشرک ہوا۔

یارسول اللہ پکارنا

(سوال) یارسول اللہ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اگر یہ عقیدہ

کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بہ کفر ہے البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندۂ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ اور ایک صنف ملائکہ اسی خدمت پر ہیں۔ فقط

رسول اللہ کو صنم وغیرہ کہنا

(سوال) شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت ﷺ کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگر چہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت وگستاخی جناب رسالت کا تھا لہذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا الخ۔ (۱) اور علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت ﷺ میں ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت وطبع تھا۔ مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا یایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (۲) کیا صاف حکم ہے کہ اگر چہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی حدیث میں ہے تکنی بکنیه ابی القاسم (۳) آپ کی حیات شریف میں منع ہو گیا تھا بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کہ کوئی کسی کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفات فرمائیں گے حالانکہ

---

(۱) راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو (نوٹ) راعنا کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ ہماری طرف توجہ فرماؤ دوسرے اے ہمارے چرواہے چونکہ منافقین مدینہ اس طرح کا ذو معنی لفظ کہہ کر مراد چرواہا لیتے تھے اس لئے اس لفظ کو منع فرما کر انظرنا کہنے کا حکم دیا گیا جس کے ایک ہی معنی ہیں ہماری طرف دیکھئے۔

(۲) اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ آپ کے سامنے ایسے زور سے کہو جیسے تم آپس میں زور سے باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

(۳) ابی القاسم کنیت رکھنا۔

نادی ہرگز اذیت رسول اللہ ﷺ نہیں کرتا تھا اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور یہ عرض والغیب عند اللہ تعالیٰ بایں وجہ تھی۔ کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسمٰعیل ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمای ماؤں کو تہمت زنا مت لگا اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کر ہم اولا دنضر ہیں دیکھو اس لفظ میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا اور کلام کا ادب تلقین کیا وعلی ھذا خبثت نفسی (۱) کو منع فرمایا اور لقست نفسی (۲) کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والا خرۃ واعدلھم عذاباً مھیناً قال فی الشفاء الوجہ الثانی اوھوان یکون القائل لماقال فی جھۃ صلی اللہ علیہ وسلم غیر قاصد للسب والا زدراء لا معتقد لہ ولکنہ تکلم فی جھۃ صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر من لعنہ او سبہ او تکذیبہ او اضافۃ مالا یجوز الیہ او نفی مایجب لہ مما ھو فی حقہ علیہ الصلوۃ والسلام نقیصۃ الی ان قال او یاتی بسفہ من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جھۃوان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یتعمد ذمہ ولم یقصد سبہ ا ما لجھالۃ حملتہ علی ماقالہ اما لضجر او سکر او قلۃ مراقبۃ وضبط لسانہ او عجرفۃ وتھور فی کلامہ فحکم ھذا الوجہ حکم الوجہ الا ول القتل دون تعلثم انتھی ملخصاً (۳) پس کلمات کفر کے لکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہئے اور مقدور ہو اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہئے کہ موذی و گستاخی

---

(۱) میرا نفس خبیث ہوگیا۔

(۲) میرا دل پتھر بن گیا۔

(۳) بے شک کہ جو لوگ اللہ اور اس کی رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے اہانت امیز عذاب تیار رکھا ہے۔ شفا میں کہا ہے کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ قائل نے جب حضور اکرم ﷺ کے متعلق فرمایا اور اس کا ارادہ گالی اور نقص نکالنے کا نہ ہو اور نہ اس کا مقصد ہو لیکن اس نے نبی کریم ﷺ کے متعلق کلمہ کفر کہا لعنت یا گالی یا آپکو جھٹلانے یا کسی ایسی چیز کی طرف آپ کو نسبت کرنے سے جو آپ پر جائز نہ ہو یا اس چیز کی نفی کر کے جو اس کے لئے واجب ہو جس سے نبی ﷺ کی تنقیص ہو یہاں تک کہ کہا کہ یا کوئی سفاہت کا قول یا کوئی قبیح کلام کرے اور آپ کے بارے میں ایک قسم کی گالی دے اور اگر اس کے حالت دلیل سے ظاہر ہو کہ اس نے آپ کی برائی کا قصد نہیں کیا اور نہ گالی کا قصد کیا یا تو جہالت نے اس کو اکسایا اس بات پر جو اس نے کہا خواہ تنگ دلی سے یا نشہ میں یا آداب کا لحاظ کم رکھنے سے اور زبان کو قابو رکھنے میں یا بغیر سوچے سمجھے کہنے سے یا کلام میں بے باکی سے تو اس وجہ کا حکم اول وجہ کا حکم ہے قتل بلا تردد۔

شان جب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول النبی ﷺ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

یارسول اللہ کا وظیفہ

(سوال) درود وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا جائز یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا۔ جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالنا . یارسول اللہ اسمع قالنا اننی فی بحر ھم مغرق . خذیدی سھل لنا اشکالنا . یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا۔ یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ . سواک عند حلول الحادث العمم یا اور کوئی شعر یا نثر میں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا۔

(جواب) ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر وفسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے لوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ وفی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی تھی گو نیت نہیں جیسا قسم غیر اللہ تعالیٰ کی کو شرک حدیث میں فرمایا اور خود آپ نے ہی بعض اوقات غیر کی قسم کھائی تو اس کو عمداً صغیرہ پر حمل کیا ہے علماء نے اور سہواً معاف و مباح پس اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے یہ وہ جواب ہے جو بندہ نے شیئاً اللہ کے جواب میں لکھا تھا۔ اور آپ کو شبہ ہوا تھا۔ فقط والسلام۔ ان صاحب کو فرمادو کہ ہر دو اسم کو پڑھے جاویں بندہ بھی دعا کرتا ہے اور سورۂ فاتحہ کو درمیان سنت و فرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ لیا کریں حق تعالیٰ رحم فرماوے آمین فقط والسلام۔

علم غیب کا قائل ہونا

(سوال) حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کا میلاد میں حاضر رہنا حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا خان بریلوی کہ جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت دوستی رکھنی کیسی ہے۔

(جواب) جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدۂ قبور وغیرہ

(سوال) زید ایک عالم ہے اور اکثر احکام شرعیہ کو بجالاتا ہے اور کثر امور مستحب تک بھی ادا کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کرتا ہے **یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ**(۱) کی تسبیح بھی پڑھتا ہے یا سجدۂ قبور یا زندہ پیروں کو کرتا ہے یا مرغی بکری پیروں کی تعظیم کے واسطے ذبح کرتا ہے یا قبروں کا طواف کرتا ہے یا تعزیہ بناتا ہے اور اس پر عرضیاں چڑھاتا ہے یا وقت حاجت کے غیروں کی نذر مانتا ہے اور مدد چاہتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ میں ان افعال کو اچھا اور موجب تقرب خدائے تعالیٰ کا اور باعث سعادت دارین کا جانتا ہوں اور حضرت شیخ کو حاضر وناظر جانتا ہوں اور متصرف فی الامور اور مدد کرنے والا اور حاجت روا کرنے والا جانتا ہوں اور ہر وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ جس وقت ان کو پکاروں گا وہ سن لیں گے اور میری حاجت روائی کریں گے بلکہ جو کوئی ان کو پکارتا ہے اس کی سنتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کر سکتے ہیں اور یہ بھی اعتقاد کرتا ہوں کہ یہ تصرف اور علم ان کا خدائے تعالیٰ کا دیا ہوا ہے آیا یہ شخص عنداللہ مؤمن ہے یا کافر اور اس کی کبھی رہائی ہو جاوے گی یا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور کبھی نجات نہ پاوے گا اور دنیا میں ایسے شخص کے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا چاہئے یا کافروں کا سا (یعنی نماز جنازہ اور دعا وغیرہ) اور بعضے ایسے شخص بھی ہیں کہ افعال مذکورہ تو کرتے ہیں مگر اعتقاد کو ظاہر نہیں کرتے یا تاویل کرتے ہیں اب التماس یہ ہے کہ جواب اس کا بطور قاعدہ کلیہ کے ایسا ارشاد فرمائیں کہ سارے اقسام کا حال معلوم ہو جاوے۔

(جواب) فریق اول اگر کوئی تاویل قابل التفات نہیں رکھتے تو کافر ہیں اور دوسرے فریق کے حرکات کی تاویل ممکن ہے لہذا فاسق ہیں نہ کافر اور کتاب تقویۃ الایمان میں اس کو مفصل لکھا ہے اس کا مطالعہ کرلو اس سے زیادہ کوئی نہیں لکھ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعزیہ پرستی

(سوال) تعزیوں کے ساتھ بہ نیت تماشہ غیر اعتقاد سے جانا کیسا ہے اور اعتقاد سے جانا کیسا ہے۔ زید کہتا ہے کہ زیارۃ کرنا تعزیوں کا اچھا ہے جیسے خانہ کعبہ کا نقشہ لاتے ہیں اور اس کی

---

(۱) یا شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے لئے کچھ دیجئے۔

زیارت کرتے ہیں ایسے ہی یہ بھی ایک مکان کا نقشہ ہے اس کی زیارت میں کچھ نقصان نہیں۔ اس کا جواب کس طرح ہے۔

(جواب) تعزیہ بت ہے اور کعبہ کا نقشہ مثل نقشہ مکان کے ہے اس کی کوئی پرستش نہیں کرتا اگر اس کی پرستش کرے گا تو بھی کافر ہو جائے گا۔

بزرگوں کے خلاف شرع کام

(سوال) بعضے حضرات نقش بندیہ کے رسائل سلوک میں جو صدی سیزدہم (۱) میں گذرے ہیں یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ استمداد اور استعانت یعنی مدد چاہنا پیروں سے جو غائب ہیں یا انتقال کر گئے ہیں کرنا چاہئے چنانچہ مولانا رؤف احمد صاحب اپنے دار المعارف کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں اور حضرت شاہ غلام علی صاحب مجددی دہلوی کا قول نقل کرتے ہیں کہ طریقہ توجہ حضرات عالیہ نقشبندیہ کہ بما رسیدہ است، دیاران خدع میکنم بریں نہج است کہ اول فاتحہ برارواح طیبہ حضرت ﷺ وحضرات پیران کبار خصوصاً حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند وحضرت امام مجدد الف ثانی وحضرت میرزا صاحب رضی اللہ عنہم خواندہ دعا وتضرع از جناب الٰہی نمودہ واستمداد پیران خواستہ متوجہ بطرف قلب طالب می شوم (۲) اور اسی قسم کا مضمون اسی کتاب کے مواضع عدیدہ میں پایا جاتا ہے پس اس استمداد اور استعانت سے کیا مراد ہے اور یہ جائز ہے یا ناجائز اور بعضے یہاں کے خوش عقیدہ یہ فرماتے ہیں کہ استعانت اہل باطن اور اصحاب توجہ کو جائز ہے کیونکہ ان کی ملاقات ارواح طیبہ پیران سے ہو جاتی ہے۔

(جواب) السلام علیکم مراد استمداد سے بطفیل وبرکت بزرگان مرادانہ حق تعالیٰ خواستن (۳) ہے نہ بزرگوں سے مراد مانگنا چنانچہ وہ خود تصریح کرتے ہیں اور یا شیخ عبد القادر (۴) کی جگہ یا ارحم

---

(۱) تیرھویں صدی۔

(۲) حضرات نقش بندیہ عالیہ کے توجہ کا طریقہ جو ہم تک پہنچا ہے اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں اس طرح ہے کہ اول فاتحہ ارواح طیبہ حضور اور بڑے بڑے پیروں خصوصاً حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بندی اور حضرت امام مجدد الف ثانی اور حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی پڑھ کر دعا وتضرع جناب الٰہی سے کر کے پیروں سے مدد طلب کر کے طالب کے دل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

(۳) بزرگوں کے طفیل وبرکت سے حق تعالیٰ سے دعا مانگنا ہے۔

(۴) چنانچہ دار المعارف یعنی ملفوظات حضرت شاہ غلام علی صاحب علیہ الرحمۃ میں ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک روز کہہ رہا تھا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ تو غیب سے آواز میرے کان میں بلا کسی شک وشبہ کے یہ پڑی کہ اس طرح کہہ ارحم الراحمین شیئاً للہ (اے ارحم الراحمین کچھ اللہ کے واسطے)

الرحمین کہنا صریح لکھتے ہیں بہر حال یہ تاویل یا مثل اس کے کلام بزرگوں میں ضروری ہے اور جو کسی کی فہم میں معنی مراد نہ آویں تو سکوت کرنا چاہئے حجت ان کے کلام سے نہیں ہے حجت کلام اللہ وسنت مجتہدین کے اقوال سے ہے فقط۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ

(سوال) پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا بطور ورد یا برائے قضائے حاجات یا اس میں اثر جان کر یا شیخ کو متصرف عالم تصور کر کے ان سے اپنی حاجت طلب کرے تو یہ دونوں صورتیں کفر و شرک کی ہیں یا نہیں کیونکہ مناوی مستقل الاستعانت و مدد شیخ مذکور ٹھہریں گے اور حق سبحانہ وتعالیٰ واسطہ پڑھے گا اور اس کو اکثر علما کفر و شرک فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم مجموعہ فتاویٰ میں فرماتے ہیں از یں چنیں وظیفہ احتراز لازم وواجب اولاً ازیں جہت ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ ہست و بعض فقہاء از ہمچو لفظ کفر کردہ اند چنانچہ در در مختاری نویسد کذا قولہ شیئاً للہ قیل یکفر (۱) عبارت مذکورہ میں لفظ عام ہے عقیدہ حضور کی قید نہیں لہذا ان دونوں صورتوں میں کفر و شرک ہے یا ایک صورت میں اور دوسری صورت میں کسی قسم کا گناہ ہے اور لفظ یا حاضر کے واسطے بولا جاتا ہے یا حاضر و غیب دونوں کے واسطے۔

(جواب) اس کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا اگر چہ شرک نہیں لیکن مشابہ شرک ہے اور بعض فعل مشابہ بشرک ہوتے ہیں اور صغیرہ ہوتے ہیں کہ شرک کلی مشکک ہے کہ اس کے افراد قلت و کثرت معصیت میں متفاوت ہیں مثلاً قسم بغیر اللہ تعالیٰ کو حدیث میں شرک فرمایا ہے معہذا وہ گناہ صغیرہ ہے پس ورد اس کا مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجت ہے مگر جو محض ان کلمات میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر و مشرک نہ ہوگا اگر چہ معصیت سے خالی بھی نہ ہوگا اور جو شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات اور عالم غیب بذات خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے) اور جلدی سے کسی کو کافر مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے اور ایسے موہوم الفاظ کا پڑھنا بھی بے جا و معصیت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ایسے وظیفہ سے پرہیز لازم واجب ہے اولاً کہ یہ وظیفہ شیئاً للہ کو شامل ہے بعض فقہاء ایسے لفظ کو کفر کہتے ہیں جیسا کہ در مختار میں لکھا ہے کہ اسی طرح شیئاً للہ کا کہنا کہ کہا جاتا ہے کہ اس سے کافر ہو جاتا ہے۔

وظیفہ یا خواجہ سلیمان

(سوال) ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر و خواجہ سلیمان وغیرہ جائز ہے یا شرک۔

(جواب) ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین میں لکھا ہے کہ آنکہ جہال میگویند کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست واگر روح حضرت شیخ را متصرف الامور اعتقادمی کند کفرے دیگر ست فی البحر الرائق۔(۱) **من ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بذٰلک یکفر انتھٰی**(۲)

طواف قبر

(سوال) جو افعال قبیحہ مثل نذر غیر اللہ یعنی گیارہویں و توشہ وغیرہ و ندائے غیر اللہ یعنی یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شیاء للہ وغیرہ و سجدہ و طواف قبر و استعانت غیر اللہ و تسمیہ غیر اللہ یعنی عبدالنبی وحلف غیر اللہ و شگون بد وغیرہ اگر فاعل کا عقیدہ شرک و کفر کا ہے کہ بالاستقلال حاضر و ناظر عالم الغیب جان کر کرتا ہے تو مشرک اور اگر عقیدہ شرکیہ نہیں تو اس کے حق میں یہ افعال حرام و گناہ کبیرہ کے ہوں گے یا نہیں چنانچہ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ مأتہ مسائل میں در تحت امور ذیل فرماتے ہیں وبعض افعال اگر شرک حقیقی کہ کفر ست نیستند لیکن مشابہ افعال مشرکان و بت پرستان انداز ان افعال ہم اجتناب واحتراز لازم چنانچہ مرد ماں روبروئے علماء وعظماء تقبیل زمین می کنندہ این افعال وآن کس کے راضی بایں فعل باشد ہر دو گنہگاری شوند کہ این فعل حرام و گناہ است الخ۔ (۳)

(جواب) ان سب امور میں جیسا کہ مأتہ المسائل میں لکھا ہے وہی بندہ کی طرف سے جواب ہے۔ اس میں بندہ موافقت رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) جاہل جو یہ کہتے ہیں کہ یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی جائز نہیں ہے اور اگر حضرت شیخ کی روح کو امور میں متصرف اعتقاد کرے تو یہ دوسرا کفر ہے۔

(۲) بحر الرائق میں ہے کہ جس نے گمان کیا یہ کہ تحقیق مردے اختیار رکھتے ہیں کاموں میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس پر اعتقاد کیا تو ہو جاوے گا۔ کافر (انتھٰی)

(۳) اور بعض افعال اگرچہ شرک حقیقی کہ کفر ہے نہیں ہیں لیکن مشرکوں اور بت پرستوں کے افعال کے مشابہ ہیں ان افعال سے بھی اجتناب و پرہیز لازم ہے جیسا کہ لوگ علماء اور بڑوں کے سامنے زمین کی تقبیل کرتے ہیں ان افعال کا کرنے والا اور وہ شخص جو اس فعل سے راضی ہوگا ہر دو گنہگار ہوتے ہیں کہ یہ فعل حرام اور گناہ ہے۔

قبر پر جانا اور اس کو بوسہ دینا

(سوال) قبر پر جانا اور اس کو بوسہ دینا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) قبر کو بوسہ دینا حرام ہے کہ یہ عادت اہل کتاب کی ہے یعنی یہود و نصاریٰ کی۔

نبی بخش وغیرہ نام رکھنا

(سوال) نبی بخش۔ پیر بخش۔ سالار بخش۔ مدار بخش ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے۔
(جواب) ایسے نام موہم شرک ہے منع ہیں ان کو بدلنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتب فقہ وحدیث کا انکار کرنا

(سوال) زید کہتا ہے کہ کتب فقہ یا دوسری کتب احادیث جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں فرقہ معتزلہ اور خارجیہ اور گمراہان فرقوں کی ہیں اور ان کے بنانے والے اہل سنت و جماعت سے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ یہ کتب چاروں مذہب اہل سنت و جماعت کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ہیں اور ان کے بنانے والے اہل سنت و جماعت سے ہیں انہیں پر دارو مدار ہے ان کو برا جاننے والا اور گالیاں دینے والا بدعتی اور چاروں مذہب سے خارج اور فاسق ہے آیا زید حق پر ہے یا عمرو۔
(جواب) صحاح کتب میں احادیث رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے جمع کرنے والے صحابہ اور بعد کو علماء عاملین و مقبولین رہے اور باتفاق جمیع اہل اسلام مقبول اللہ تعالیٰ کے ہیں جو شخص ان کتابوں کو برا کہتا ہے اور توہین کرتا ہے گویا وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے وہ شخص فاسق و مرتد بلکہ کافر و ملعون حق تعالیٰ کا ہے جو مسائل فقہ کے ہیں وہ احادیث ہی سے مستنبط ہیں۔

ہنود یا انگریزوں کا لباس پہننا

(سوال) جیسے زنار ہنود کی اگر کوئی مسلمان پہنے تو کافر ہو جاتا ہے ایسے ہی انگریزوں کی صلیب اور ٹوپی بھی حکم رکھتی ہے یا صلیب پہننا کفر ہے اور انگریزی ٹوپی حرام۔
(جواب) صلیب کا ڈالنا گلے میں کفر ہے کہ صلیب شعار نصرانیہ کا ہے قال علیه السلام من تشبه بقوم فهو منهم الحدیث(۱) پس دونوں چونکہ شعار کفر ہیں لہذا دونوں کفر ہیں اور ٹوپی

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ (حدیث)

نصرانیوں کے پہننا یا کوٹ یا پتلون شعار کفر کا نہیں ہے بلکہ لباس اس قوم کا ہے پس ان کا پہننا ہندوستان میں تو تشبہ لباس میں ہے اور گناہ ہے اور جو لوگ اس ملک میں رہتے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کا بھی یہی لباس ہے وہاں گناہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ وہاں یہ لباس شعار نصاریٰ کا نہیں ہے بلکہ عام ہے مسلمانوں اور کفار میں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیوہ کا نکاح ثانی عیب سمجھنا

(سوال) جو شخص نکاح ثانی کو باوجود علم اس امر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور حضرت کی سنت ہے عیب اور بے عزتی سمجھتا ہو اور اس کے کرنے والے کو بے عزت اور کمینہ کہتا ہو یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں اور حضرت کی سنت سمجھتے ہیں مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں اس واسطے ہم اس کو عار و ننگ جانتے ہیں اب ان دونوں صورتوں میں شرع شریف سے ایسے شخص کا کیا حکم ہے اس شخص کے ساتھ معاملہ رشتہ ناتے کا کرنا یا شادی غمی میں اس کی شامل ہونا یا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) حکم اللہ تعالیٰ یا کسی طریقہ سنت رسول اللہ ﷺ کو عیب یا موجب بے عزتی کا جانے یا اس کے کرنے والے کو بے عزت کہے لاریب وہ ملعون کافر ہے اور مخالف حق تعالیٰ کا اور جہنمی ہے اور مرتد ہے اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ حکم خدا تعالیٰ کا اور سنت ہے اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ و عار کا باعث جانتا ہے یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفت حق تعالیٰ کا ہے کہ وہ شقی ملعون اپنے رواج کفر کو حق تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے پس ایسے شخص سے ترک ملاقات و معاملات کرنا عین دین ہے اور اس سے رشتہ و قرابت رکھنا ہرگز جائز نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کو مبغوض ترین خلق اللہ تعالیٰ کا جان کر اس کا دشمن ہو جاوے اور اس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھے کہ وہ کافر ہے کذا فی کتب الحدیث والفقہ والعقائد واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

جواب صحیح ہے بموجب حدیث ترمذی کے عن صهيب رضی الله عنه قال قال صلی الله علیه وسلم ما امن بالقران من استحل محارمه منکر و مستحب سنت نبوی ﷺ کا نسوسا ایسی عبادت کا کافر ہے اور بمقتضائے حسن ظن تو بہ و وسعت رحمت الٰہی کے معاملہ جائز ہو تو بعید نہیں ہے والا مثل معاملات روافض و خوارج و ہنود کے ضرورتاً جائز ہوگا والا لا واللہ اعلم

بالصواب کتبہ العبد المذنب عبد الرحمٰن (۱) پانی پتی ۲۵ شعبان یوم شنبہ۔

لاریب فیہ بلکہ جو اس مسئلہ کو چھپا دے یا اظہار سے سکوت برتے وہ بھی بموجب حدیث من سکت الخ (۲) گونگا شیطان ہے اور جو ایسے کام کے مخالف کا اشارۃً بھی معین ہوگا دوزخ میں اوندھے منہ ڈالا جاوے گا کما فی الحدیث فقط۔ العبد محمد مسعود نقش بندی دہلوی۔

حررہ الفقیر العاصی محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ ۔ جواب درست ہے قادر علی عفی عنہ مقیم دہلی۔

الجواب صحیح و معتبر و حق فقیر محمد حسن الجواب صحیح محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔

صح الجواب محمد ابراہیم دہلوی۔ الجواب صحیح محمد محی الدین عفی عنہ اعظم پوری۔ الجواب صحیح نمقہ محمد یسین الرحیم آبادی۔ الجواب صحیح خلیل اللہ خادم العلماء۔

سید محمد عبد السلام	سید محمد ابو الحسن	محمد حسن	سید محمد نذیر حسین
دہلوی	دہلوی	دہلوی	محدث دہلوی

الجواب صحیح ثابت علی عفی عنہ۔ المجیب مصیب بشیر احمد عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح میاں محمد بقلم خود الجواب حق صریح الحق ان یتبع عبد اللہ شاہ جلال آبادی کرنالی۔ محمد ابراہیم سنبھلی عفی عنہ۔

جواب صحیح ہے فقیر مغیث الدین حنفی کرنالی بقلمہ۔ الجواب صحیح ابو الحسن عفی عنہ سہارنپوری

الجواب صحیح	صد شکر کہ	الجواب صحیح	المجیب مصیب
پیر محمد سہانپوری	من پیر محمد دارم	خلیل احمد عفی عنہ	محمد حسن دیوبندی
الجواب صحیح		اصاب من اجاب	قمر الدین عفی عنہ،

محمد منفعت علی دیوبندی کرامت علی سہانپوری قمر الدین سہانپوری امام جامع مسجد سہانپور

محمد ابراہیم عفی عنہ جو شخص کہ سنت رسول اللہ ﷺ کو مثل نکاح وغیرہ کے عیب ذلت یا باپ دادی کی بے عزتی سمجھے بے شک وہ کافر دوزخی واجب القتل ہے بسبب ارتداد کے۔

عبد اللہ خان عفی عنہ	الجواب صحیح احمد عفی عنہ بن مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم مدرس عربی مدرسہ عالیہ دیوبند	احمد دیوبند
محمد عثمان عفی عنہ	ہذا الجواب حق لا شک فیہ	المجیب المصیب

(۱) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔
(۲) جو خاموش رہا

سراج احمد عفی عنہ محمد عبدالحق عفی عنہ

ان ہذا ہوالحق الجواب صحیح

محمد شفیع جلال الدین عفی عنہ رحیم بخش

عبدالوہاب محمد اسمٰعیل احمد اللہ چاٹگامی لاشک فیہ

عفی عنہ عفی عنہ محمد عبدالرحمٰن

سخاوت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی محمد صدیق عفی عنہ مدرس

قصبہ انبیٹھ ضلع سہانپور مدرسہ عربیہ انبیٹھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح احقر العباد محمد عمر بن مولوی شیخ محمد غفر اللہ الصمد تھانوی

فاروقی چشتی صابری اسمٰعیلی نوری عبدالحق انواری .... محمد عمر بن مولانا شیخ محمد

من اجاب اصاب الجواب صحیح الجواب صحیح

غلام احمد عفی عنہ سعید احمد عفی عنہ حبیب احمد عفی عنہ

الجواب صحیح جمیل احمد اللہ جمیل الجواب صحیح

رسول احمد عفی عنہ عفی عنہ وبحب الجمال دین محمد عفی عنہ دین محمد

پردہ کی تنبیہ نہ کرنے والا مرد

(سوال) جس شخص کی زوجہ ماموں زاد بھائی یا بہنوئی وغیرہ سے حسب رواج زمانہ پردہ نہ کرتی ہو تو یہ زوج حکم فاسق معلن میں ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر عورت پردہ شرعی سے سامنے آتی ہے یا پردہ شرعی نہیں کرتی مگر خاوند اس پر تنبیہ کرتا ہے اور اس کے اس فعل سے ناخوش ہے تب تو اس کے ذمہ کوئی معصیب نہیں اور اگر وہ پردہ شرعی نہیں کرتی اور خاوند اس سے ناخوش نہیں تو بے شک سخت گنہگار ہے۔

رنڈی کا ناچ ولہولعب

(سوال) زید نے اپنے پسر کی تقریب نکاح میں پندرہ بیس روز قبل سے ڈھول اپنے گھر میں رکھوا کر عورتوں سے بجوایا اور گوایا اور نوبت نقارے بجوائے اور آرائش باغ باڑی آتش بازی کثرت سے جھاڑوں کی روشنی معہ تاشے باجے نوشہ کو سہرہ نقرئی طلائی سے معہ دیگر رسومات ممنوعہ کے بازار میں گشت کرائے مثل برات ہنود کے اور تمام شب دلہن کے گھر پر ناچ رنڈی کا

کرایا لوگوں کو ناچ کی دعوت کر کے بلایا پھر عقد نکاح کرایا گیا اور بروقت رخصت مع تاشے باجے) بکھیر کرتا ہوا روپیہ پیسہ کی اپنے گھر آیا ہر چند کہ زید کو لوگوں نے ایسی حرکات نالائقہ سے منع کیا مگر باز نہ آیا اور فخریہ اصرار کر کے جواب دیتا تھا کہ یہ جملہ امور جائز ہیں کسی میں کچھ حرج نہیں خود رسول اللہ نے ناچ راگ باجہ عورتوں کا سنا دیکھا ہے اور رنڈی بھی عورت ہی ہے میں ان افعال کو جائز اور ثابت بالحدیث جانتا ہوں۔ باوجودیکہ زید اپنے کو مقتدائے قوم اور بزرگ بننے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور لوگوں کی امامت بھی کراتا ہے لہذا زید کس جرم شرعی کا مرتکب ہے فسق کا یا کفر کا در صورت کفر اس کی زوجہ نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں اور امامت اس کی جائز ہے یا نہیں اور لوگوں کو اس سے ترک ملاقات واختلاط وسلام ضروری ہے یا نہیں اور اس کی قوم والے اتفاق کر کے اس کو برادری سے نکال دیں یا نہیں اور جو لوگ اس کے ان افعال وحرکات میں شریک ہوں اور اس سے اتحاد رکھیں میل جول ناتہ رشتہ پیدا کریں ان کا کیا حکم ہے اور انعقاد نکاح میں ایسی مجالس ممنوعہ سے نقصان واقع ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) لہو ولعب کے تاشے باجے ڈھول آتش بازی طلائی نقرائی سہرا رنڈی کا ناچ اس کے لئے لوگوں کی دعوت روپیہ پیسہ بکھیر کر مال کی اضاعت تفاخر وریا کی حالت یہ سب افعال گناہ و ناجائز وحرام تھے کفر نہ تھے مگر رنڈیوں کے ناچ کو جائز جاننا کفر ہوا کہ زناں فاحشہ کے اس ناچ کی حرمت ضروریات دین سے ہے قرآن عزیز کی متعدد آیات اس کی حرمت پر ناطق ہیں۔

تلونا ها فی الحظر من فتاوینا منظومة وهبانیه (۱) درمختار وغیرہما میں ہے ومن یستحل الرقص قالوا بکفره ولا سیما بالدف یلهو ویزمو (۲) وجیز الکردری کتاب السیر فصل فی الحفر قات میں ہے وقد نقل القرطبی ان هذا الغناء وضرب القضیب والرقص حرام بالاجماع عند مالک وابی حنیفه والشافعی واحمد ورأیت فتوی شیخ الاسلام السید جلال الملة والدین الکیلانی رضی الله تعالی عنهم ان مستحل هذا الرقص کافر ولما علم ان حرمته بالاجماع لزم ان یکفر مستحله اهبالاختصار (۳) پھر اس کے دیکھنے کو عیاذاً باللہ حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف

---

(۱) جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ کے باب الحظر میں لکھا ہے۔ نوٹ باب الحظر والاباحۃ اس کتاب کی دیکھو۔
(۲) اور جو شخص کفر کو حلال جانے فقہاء اس کو کافر قرار دیتے ہیں خصوصاً جو دف کے ساتھ ہو کہ کھیلتا ہو اور بجتا ہو۔
(۳) اور نقل کیا ہے قرطبی نے کہ یہ گانا اور لکڑی کا مارنا اور ناچنا بالاجماع حرام ہے مالک وابی حنیفہ اور شافعی واحمد رحمہم اللہ کے پاس میں نے شیخ الاسلام جلال الملۃ والدین گیلانی رضی اللہ عنہم کا فتویٰ دیکھا ہے کہ اس ناچ کو جائز سمجھنے والا کافر ہے اور جب اس کی حرمت بالاجماع جان لی گئی تو لازم ہے اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔

نسبت کرنا اس سے بدتر کفر اخبث و اکبر ہے کہ اس میں حضور اقدس ﷺ پر افتراء کے سوا صراحتاً حضور پر نور ﷺ کی توہین ہے اور حضور والا تو حضور والا کسی نبی کی توہین مطلقاً اجماعاً کفر مبین ہے صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وسلم قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا (۱) پس صورت مستفسرہ میں زید بلاشبہ کافر مرتد ہوگیا اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی اگر زید توبہ کرے اور اسلام لائے جب بھی عورت کو اختیار ہے کہ اس سے نکاح نہ کرے جس سے چاہے نکاح کرلے نماز اس حالت میں اس کے پیچھے نہ فقط حرام بلکہ باطل محض ہوگی جیسے گنگا دین یا رام چرن کے پیچھے بلکہ بدتر کہ وہ کافر اصلی ہے اور یہ مرتد اور مرتد کا حکم کافر اصلی سے اشد ہے جب تک اسلام نہ لائے اپنے ان اقوال ملعونہ سے صراحتہً توبہ نہ کرے اس سے میل جول سلام وکلام سب حرام برادری والوں پر فرض ہے کہ اسے برادری سے نکال دیں جو لوگ ان افعال ممنوعہ میں شرکت کریں گے گنہگار ہیں اور جو اس سے میل جول ناتہ ورشتہ کریں سب مستحق نار قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (۲) اور اگر ان دو قول ملعون میں اس کے شریک ہوں تو وہ بھی اس کی طرح صریح کفار اور انہیں سب احکام کفر وارتداد کے سزاوار۔ افعال ممنوعہ سے انعقاد نکاح میں خلل نہیں ہوتا اگر ہاں دولہا دولہن میں کوئی ایک یا جمیع حاضرین جلسہ ایجاب وقبول وعقیدہ کفریہ رکھتے ہوں تو نکاح نہ ہوگا یوں ہی اگر حاضرین میں صرف ایک مرد یا عورت یا ایک مرد ایک عورت یا دو ۲ عورتیں مسلمان باقی عقائد کفریہ والے تو وہ بھی اس حکم میں ہیں۔ اما علی الاول فلان المرتد لا نکاح لہ ولا مع مرتدتھا والمرتدۃ لا نکاح لھا ولا مع مرتد واما علی الاخر فلا شتراط شاھدین مسلمین فی نکاح مسلمین فلا انعقاد بمحضر مرتدین کما لا یخفی (۳) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم.

محمدی حنفی قادری عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت نازل فرمادی ہے اور ان کے لئے اہانت کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظالموں کی طرف توجہ نہ کرو کہ تم کو بھی آگ پکڑے گی۔
(۳) پہلا اس لئے کہ مرتد کا نکاح نہیں اور نہ اس کے مرتد کے ساتھ اور مرتدہ دونوں کا نکاح نہیں ہوا اور نہ مرتد کے ساتھ نیز دوسرا اس لئے کہ مسلمانوں کا نکاح میں دو مسلمانوں کا گواہ ہونا ضروری ہے تو دو مرتد کے حاضر ہونے سے نہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

بلاشک ناچ رنگ رنڈیوں کا اور اسراف بے جا اور بکھیر مال کی اور اس کا ضائع کرنا اور نقرہ دسونے کا سہرہ مردوں کے لئے یہ سب ناجائز ہیں تو اس کو ہرگز جائز نہ جاننا چاہئے۔ شگفتہ محمد گل بے نظیر سنہ ۱۳۰۰ھ

فی الواقع غیر مشروع کاموں سے مسلمانوں کو احتراز لازم ہے محمد نعیم الدین عفی عنہ بلاشک جواب مجیب کا صورت مسئولہ میں صحیح ہے اس لئے کہ ناچ اور مرتکب باجہ وغیرہ کا فاعل وسامعین وجانشین ہر دو فساق فجار میں سے ہیں مگر اہلسنت کے نزدیک حکم تکفیر ان پر جائز نہیں فقط۔ شد محمد نور عالم ۱۳۰۲۔

المعروف گڑ بڑ شاہ پنجابی مقیم مراد آباد۔ الجواب صحیح والرائے نجیح محمد قاسم عفی عنہ۔

مولانا محمد عالم علی محمد قاسم علی خلف ۱۲۶۶

جواب مجیب صحیح ہے مگر حکم تکفیر اس وقت عائد ہوگا کہ کوئی تاویل نہ ہو سکے بہر حال مرتکب ان امور کا بے شک اسلام اور مسلمین میں فتنہ وفساد ڈالنے والا ہے واللہ اعلم محمد حسن عفی عنہ مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد محمد حسن ۱۳۰۵ الجواب صحیح محمد عبداللہ محمد عبداللہ الجواب صحیح بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی رشید احمد ۱۳۰۱۔

یزید پر لعنت کرنا

(سوال) یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا وہ قابل لعن ہے۔ یا نہیں گو کہ لعن کرنے میں احتیاط کرے۔ بہت اکابر دین درباب لعن یزید تحریر فرما چکے ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سنی کہ کوئی کہتا تھا شعر۔

ایھا القاتلون جھلا حسینا
بشرو بالعذاب والتذلیل
قد لعنتم علی لسان ابن دائود
وموسیٰ وحامل الانجیل

کذافی تحریر الشہادتین(۱) (وصواعق محرقۃ) اور امام جلال الدین سیوطی

(۱) اے وہ لوگو جنہوں نے حسین کو جہالت سے قتل کیا عذاب اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کئے گئے ہو اور موسیٰ اور صاحب انجیل کی زبان پر تحریر الشہادتین میں اسی طرح لکھا ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اهل المدينة اخافه الله وعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين (رواه مسلم) وكان سبب خلع اهل المدينة ان يزيد اسرف فی المعاصی (۱) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں وقتل وجيئ براسه فی طست حتی وضع يدی ابن زياد لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيد (۲) اور بعض محققین مثل امام ابن جوزی اور ملا سعد الدین تفتازانی وغیرہما رحمہم اللہ بھی لعن کے قائل ہیں چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات میں فرماتے ہیں وجہ قول جواز لعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابو یعلی در کتاب خود معتمد الاصول بسند خود صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسے کہ ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد او را دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود بر کسیکہ خدا بروے در کتاب خود لعنت کردہ گفتم در قرآن کجا بر یزید لعنت کردہ است احمد گفت فهل عسيتم ان توليتم الخ (۳) اور نیز مکتوبات صفحہ ۲۰۳ میں ہے غرض کہ کفر یزید از روایت معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعن است اگر چہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی الله والبغض فی الله مقتضی آنست والله اعلم۔ (۴) ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز نہیں فرماتے ہیں اس واسطے کہ یزید کے کفر کا حال محقق نہیں۔ پس وہ قابل لعن نہیں لہٰذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرمائیں۔

---

(۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اللہ تعالیٰ ان کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اہل مدینہ نے اس لئے بیعت کو توڑ دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کردی تھی۔

(۲) پس حسین قتل کئے گئے اور ان کا سر طشت میں لایا گیا حتیٰ کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ اس پر اور قاتل حسین پر اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے۔

(۳) لعنت کے جواز کا قول اس بناء پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابو یعلی اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں احمد نے فرمایا اے بیٹے جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کی یزید کی دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے اور کس لئے لعنت نہ کی جائے اس شخص پر جس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے تو احمد نے فرمایا اس آیت میں فهل عسيتم ان توليتم الخ میں (سو اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو اور آپس میں قطع قرابت کردو۔

(۴) غرض یہ کہ یزید پر کفر معتبر روایت سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگر چہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے لئے محبت اللہ کے لئے دشمنی کا تقاضا یہ ہے واللہ اعلم۔

(جواب) حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہو جائے اس پر لعنت نہیں کرنا چاہئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں۔ مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی وخوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا۔ تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز لعن وعدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے متعلق رائے

(سوال) جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے شہید ہوئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا درست ہے یا نہیں اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان کہنے والے کا کیا حکم ہے اور تقویۃ الایمان جو تصنیف مولانا مرحوم کی ہے) اس کا مطالعہ کرنا اور پڑھنا اور پڑھانا اچھا ہے یا برا۔

(جواب) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیائہ الا المتقون (۱) اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے اگر

---

(۱) اللہ کے ولی متقیوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مولف کتاب کی کیا تقصیر بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے مختصر حالات

(سوال) مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جو مستند الوقت شیخ الکل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے پوتے تھے ان کو مردود اور کافر کہنا اور لعن طعن کرنا صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح نہیں ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا مرحوم کیسی ہے اس کا پڑھنا اچھا ہے یا برا۔

(جواب) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اولیاء ہ الا المتقون کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے اور حسب فحوائے حدیث من قتل فی سبیل اللہ فواق ناقہ فقد وجبت لہ الجنۃ الحدیث (۱) کہ وہ جنتی ہیں سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے من عادلی ولیا فقد آذنتہ بالحرب جس نے عداوت کی میرے ولی سے سو میری طرف سے اس کو اعلام لڑائی کا ہے تو گویا خدائے تعالیٰ سے وہ مقابل ہوا پس دیکھو جس کو خدائے تعالیٰ اپنے سے لڑائی کرنے والا فرمائے وہ کون ہوتا ہے۔ بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کہنے والا بالضرور سخت فاسق ہے تمام ائمہ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور قریب کفر کے حق تعالیٰ ایسے بدزبانوں فاسقوں بدعتیوں کو ہدایت کرے اور حق یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو خوب ظاہر کر کے قلع قمع کیا ہے اہل بدعت کے بازار کو بے رونق کر دیا اس واسطے اس

(۱) جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کا دودھ دوہے جانے کے وقت کے برابر بھی جنگ کی وہ جنت میں داخل ہوا۔

صاحب سنت سے یہ لوگ بدعتی ناخوش ہوگئے اور سب وشتم کرنے لگے جیسا روافض صاحب سنت اور شیخین رضی اللہ عنہما سے عداوت کر کے طعن کرتے ہیں بہرحال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت کرنیوالے پر عود کرتی ہے اگر لعنت کیا گیا قابل لعنت کے نہ ہو اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسمٰعیل شہید ولی مہبط رحمۃ حق تعالیٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون مطرود الرحمۃ ہوئے واللہ تعالیٰ اعلم اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اسکے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مولف کتاب کی کیا تقصیر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ(۱)

بڑے بڑے اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال ومضل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے فتویٰ پر رائے

(سوال) درصورتیکہ بعض افعال شرکیہ کہ دررسالہ تقویۃ الایمان محرر شدہ مثل نذر لغیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ وبوسہ دادن قبر وغلاف انداختن بدان دسوگند بنام غیر اللہ ومثل انہا از زید صادر شد پس زید را کافر گفتن وخود ومال او را مباح دانستن ودیگر معاملہ کفار باو نمودن جائز است یانہ(۲)

(جواب) زید را کافر محض دانستن وباو معاملہ کفار بجز دصدور آنچہ درسوال محرر است جائز نیست وہر کہ باو معاملہ کفار بجز دصدور افعال مذکورہ نماید گنہگار میشود وآنچہ دررسالہ تقویۃ الایمان محرر شدہ بیانش انیست کہ چنانکہ درحدیث شریف واردست کہ ایمان راچند وہفتاد شعبہ دہ ست افضل

---

(۱) اگر دن کو کوئی شپرہ چشم نہ دیکھے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور۔

(۲) ایسی صورت میں کہ بعض افعال شرکیہ کہ رسالہ تقویۃ الایمان میں لکھے ہوئے ہیں۔ جیسے نذر بغیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ وار قبر کو بوسہ دینا اور اس پر غلاف ڈالنا اور غیر اللہ کے نام سے قسم کھانا اور اسی کے مثل امور زید کے صادر ہوں تو زید کو کافر کہنا اور اس کے خون ومال کو جائز سمجھنا اور کفار کے مثل دوسرے معاملات اس کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جمیع شعبہ لا الہ الا اللہ وادنی آنہا دور کردن چیزے موذی از راہ ست وہمچنیں در روایت دیگر وارد شدہ کہ حیا شعبہ ایست از ایمان وہم چنیں در روایات متعددہ وارد شدہ کہ صبر وسماحت یعنی علوے ہمت وحسن خلق شعبہائے ایمان ہستند وحالانکہ بسیار دیدہ می شد کہ بعض ازیں امور در بعضے از کفار یافتہ میشود۔ مثلاً بسیارے از کفار صاحب حیا ہم شوند وبسیارے از ایشان خوش خلق ہم میشود پس بمجرد یافتن حیا مثلاً آن کافر را مومن نتوان گفت وبا او معاملہ مسلمانان نمی تواں کرد۔ آرے ایں قدر البتہ ضرور باید دانست کہ حیاء شعبہ ایست از ایمان وچیزیست کہ نہایت پسندیدہ است نزد حق جل وعلیٰ اگرچہ ایں شخص پسندیدہ نیست زیرا کہ کافرست اما ایں خلق او پسندیدہ، ہم چنیں وقتیکہ شرک مقابل ایمان ست پس لابد اورا ہم ایں قدر شعبہا باشد پس چنانکہ زید را بمجرد حیا مومن نتواں گفت اگرچہ خلق وحیارا تحسین باید کرد۔ ہم چنین اورا بمجرد سوگند خوردن بنام غیر خدا مشرک نتواں گفت اگرچہ این فعل اورا از فعل شرکیہ باید شمرد وانکار بریں فعل بیش از بیش باید نمود واہانت ایں فعل باید کرد واہانت فاعلاں بالخصوص بباید کرد وزیرا کہ ممکن ست کہ دراں شخص چنانکہ ایں شعبہ شرکیہ یافتہ شدہ بسیارے از شعبہ ہائے ایمان ہم موجود باشد پس بسبب شعبہائے ایمان مقبول عند اللہ گردد گوایں فعل او مردود باشد وایں تفصیل ملحوظ باید داشت مادامیکہ فاعل آں مقابلہ شرع شریف بے پردہ نمودہ باشد اما وقتیکہ رد شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰت واکمل التحیات والتسلیمات الزاکیات نماید مثلاً بگوید کہ اورا با شریعت ہیچ کار نیست یا بگوید کہ فلاں کار البتہ خواہد کرد خواہ محمد رسول اللہ ﷺ راضی شوند یا ناخوش یا بگوید ممنوعیت ایں فعل در شرع است اما شرع برائے او نیست بلکہ برائے دیگران ست مذہب او طریقت ست نہ شریعت پس آں وقت کافر مطلق می شود ہمہ شعبہائے ایمان کہ در او موجود باشد برباد گردد در غضب الٰہی گرفتار می شود۔(۱) اعاذنا اللہ

---

(۱) زید کو کافر جاننا اور اس کے ساتھ بمجرد ان باتوں کے صادر ہونے کے جو سوال میں درج ہیں کفار کے جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص اس کے ساتھ بمجرد ان افعال مذکورہ کے صادر ہونے کے کفار کے جیسا معاملہ کرے وہ گنہگار ہوگا اور جو کچھ رسالہ تقویۃ الایمان میں لکھا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایمان کے ۷۰ ستر اوپر کچھ شاخیں ہیں اور تمام شاخوں میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور ادنی اس کا کسی موذی چیز کا راستہ سے دور کر دینا ہے اور اسی طرح دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور اسی طرح متعدد روایات میں وارد ہوا ہے کہ صبر اور جوانمردی یعنی بلند ہمتی اور حسن اخلاق ایمان کے شعبے ہیں اور حالانکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان امور میں سے بعض کفار میں بھی پائے جاتے ہیں مثلاً بہت سے کفار صاحب حیاء بھی ہوتے ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وسائر المسلمین من غضب اللہ وغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

کتبہ محمد اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان عفی عنہ محمد اسمٰعیل دہلوی۔

درشاہجہاں آباد محررہ دوازدہم جمادی الاولی ۱۲۴۰ھ تمام شد۔(۱)

(جواب) جواب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا نہایت صحیح ہے کہ افعال شرکیہ بعض ایسے ہیں کہ شرک محض ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ لوگ ان کو کرتے ہیں اور تاویل ہوسکتی ہے پس پہلی قسم جیسا سجدہ بت کو کرنا زنار ڈالنا ان امور سے مشرک ہوجاتا ہے اور دوسری قسم کے افعال سے کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔ خروج عن الاسلام نہیں ہوتا کیونکہ بعض شرک اصل شرک ہے اور بعض کم کہ شرک دون شرک کہتے ہیں تو دوسرے درجہ کے شرک حقیقۃً شرک نہیں مثلاً قسم بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور ریا کو شرک فرمایا اور تسمیہ بغیر اللہ کو شرک فرمایا چونکہ یہ افعال صورۃً شرک ہیں ان کو شرک فرمادیا ہے ان کے کرنے سے مشرک حقیقی نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱۔

(بقیہ حاشیہ) ان میں سے بہت سے خلیق بھی ہوتے ہیں پس بجز داس کافر میں حیا کو پانے کے مومن نہیں کہہ سکتے ہیں نہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرسکتے ہیں البتہ اتنا ضرور جاننا چاہئے کہ حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے اور نہایت پسندیدہ چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگرچہ یہ شخص پسندیدہ نہیں ہے اس لئے کہ کافر ہے لیکن اس کی یہ عادت پسندیدہ ہے اسی طرح جس وقت کہ شرک ایمان کے بمقابل میں ہے تو ضرور ہے کہ اس کے بھی اسی قدر شاخیں ہوں گی اسی طرح اس کو بجز دو غیر خدا کی قسم کھانے کے مشرک نہیں کہہ سکتے اگرچہ اس کے اس فعل کو افعال شرک سے سمجھنا چاہئے اور اس پر اعتراض زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے اور اس فعل کی اہانت کرنا چاہئے اور اس کے کرنے والے کی اہانت خصوصیت سے کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ جس طرح اس شخص میں یہ شعبہ شرکیہ پایا جاتا ہو بہت سے شعبہ ہائے ایمان بھی موجود ہوں پس وہ بسبب ایمان کے شعبوں کے اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہوگا اگرچہ اس کا یہ فعل مردود ہوگا اور اس تفصیل کا یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ اس کا کرنے والا شرع شریف کا مقابلہ علانیہ نہ کیا ہو لیکن اگر وہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات والتسلیمات الزاکیات کی رد کرنے لگے مثلاً یہ کہے کہ اس کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں یا یہ کہے کہ وہ فلاں کام ضرور کرے گا خواہ محمد ﷺ راضی ہوں یا ناراض یا یہ کہے کہ اس فعل کی ممانعت تو شرع میں ہے لیکن شرع اس کے لئے نہیں ہے بلکہ دوسروں کے لئے ہے۔ اس کا مذہب طریقت ہے نہ کہ شریعت تو اس وقت وہ کافر مطلق ہوگا۔ ایمان کے تمام شعبے جو اس میں موجود ہوں گے برباد ہوجائیں گے۔ اور وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوجائے گا۔ فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۰۴۔ سوال:۔ قبر کے طواف کرنے والے کو کافر کہا جائے گا یا نہیں جواب:۔ صلحاء اور اولیاء کی قبروں کا طواف کرنا بلاشبہ بدعت ہے اس لئے کہ زمانہ سابق میں نہ تھا لیکن اب اختلاف ہے کہ یہ بدعت حرام ہے یا مباح بعض کتب فقہ میں مباح لکھتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مباح نہیں ہے اس لئے کہ بت پرستوں سے مشابہت لازم آتی ہے اس لئے کہ وہ بھی بتوں کے اطراف یہی عمل کرتے ہیں و نیز طواف شرع میں محض کعبہ کے لئے وارد ہوا ہے اور بزرگ کی قبر کو کعبہ کے مشابہ کرنا بہتر نہیں ہے۔ لیکن جو شخص یہ عمل کرے اس کو کافر کہنا اور دائرہ اسلام سے خارج کرنا بہت ہی برا اور غیر پسندیدہ کام ہے اور اسی طرح کافر بنانے والے کو کافر بنانا بہت ہی برا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے رسول اللہ کے غضب سے پناہ میں رکھے۔

کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق رائے

(سوال) کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے اس کو اچھا سمجھنا اور اس کا درس کرنا اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے اور مولانا محمد اسحٰق صاحب کو برا سمجھنا اور ان کو کافر و مردود بتانا اور حقیر سمجھنا کیسا ہے اگر کسی کے ماں باپ نماز جماعت و وعظ سننے کو منع کریں تو اس کو چھوڑ دے یا ان کے کہنے کو رد کرے مجھ عاجز کے واسطے دعا کیجئے مجھ کو کوئی دعا تعلیم فرمائیے جس کے ورد سے وسواس ہونا دور ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو اور عشق حضرت رسول اللہ ﷺ کا نصیب ہو۔ آپ سے اللہ واسطے عرض کرتا ہوں۔ فقط والسلام۔

(جواب) کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مولف ایک مقبول بندہ تھا۔ اور مولانا محمد اسحٰق دہلوی ولی کامل محدث و فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالیٰ کے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بد جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے اور اگر کسی کا باپ یا والد نماز جماعت سے منع کرے یا وعظ سننے سے کسی عالم مقبول متدین کے منع کرے تو قول والدین کا ہرگز نہ مانے بلکہ ان کاموں کو کرتا رہے اور دفع وسوسہ شیطانی کے واسطے لاحول اور استغفار پڑھا کرو۔ فقط السلام۔

تقویۃ الایمان کے بعض جملوں کی تشریح

(سوال) تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا مراد لیا ہے۔

(جواب) اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگر چہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی، کمہار لوٹا مٹی کا بناوے اگر چہ خوبصورت پسندیدہ ہو اس کو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو خالص محض قدرت سے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے چمار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق چمار کا ہے تو چمار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجوہ سے ہے بھی مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں۔ کہ کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے مگر کم فہم اپنی کج فہم سے اعتراض بیہودہ کر کے شان حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اس کا نام حب رسول اللہ ﷺ رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقویۃ الایمان کے مسائل

(سوال) تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابل عمل نہیں یا کل اس کے مسائل صحیح اور علماء دین کو مقبول ہیں اور ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ہے اور جو مولانا مرحوم کا معتقد نہ ہو اور ان کو خوش عقیدہ اور بزرگ نہ جانے وہ بدعتی اور فاسق ہے یا نہیں اور مولوی صاحب شہید مقلد تھے یا عامل بالحدیث اور اگر مقلد تھے تو کون سے امام کے حنفی تو شاید نہ ہوں چونکہ سنا ہے کہ رفع یدین اور آمین بالجہر کرتے تھے اور اکثر غیر مقلد مولانا موصوف کو عامل بالحدیث بتاتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو زیادہ مانتے ہیں اور انہیں کے قول کو زیادہ سند میں لاتے ہیں بہ نسبت اور علماء کے اور انہیں کو اپنے زمانے کا

مجتہد بتاتے ہیں حالانکہ اس زمانہ میں اور بہت سے علماء عظام موجود تھے اور انہیں کو اکثر موقع پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیتے ہیں اور اکثر مسائل حضرت شاہ صاحب کے نہیں مانتے اور ان کے کل مسائل مقبول جانتے ہیں۔ ان باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب مقلد نہیں تھے۔ عامل بالحدیث تھے۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ نہیں مقلد تھے غیر مقلد ہرگز نہیں تھے بعض کہتے ہیں کہ ان کو مرتبہ اجتہاد کا تھا اس وجہ سے انہوں نے تقلید نہیں کی اس کا خلاصہ حال جو ہو تحریر فرمادیجئے اور مولوی صاحب کے عقیدے میں اور محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ میں کچھ فرق تھا یا یہ دونوں صاحب ایک ہی مسلک کے ہیں اور حضرت سید صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کہ جو ان کے مرشد ہیں یہ بھی عالم اور مقلد تھے یا نہیں اور حضرت سید صاحب کے خلفاء میں اور بھی کوئی ان سے زیادہ لائق خلیفہ ہوا یا سب سے زیادہ سربرآوردہ یہی حضرت تھے اور جو مسائل تقویۃ الایمان میں مختلف ہیں ان پر عمل کرے یا نہ کرے اور مولوی صاحب موصوف سے سلسلہ صوفیت کے نہ چلنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ مولوی صاحب خود سید صاحب سے بیعت ہوئے ہیں اور ان سے بھی آدمی غالباً مرید ہوئے ہوں گے اور مولوی صاحب ممدوح علماء میں شمار کئے گئے ہیں یا صوفیہ ہیں۔

(جواب) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے اور اگر ان کو بزرگ نہ جانے جھوٹے حالات ان کے سن کر تو معذور ہے اور اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے اور وہ یہ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملے اس پر عامل ہوں ورنہ ابوحنیفہ کی رائے کا مقلد ہوں اور سید صاحب کا بھی یہی مشرب تھا اور محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو مفصل حال معلوم نہیں اور نہ خلفاء سید صاحب کا اور مولوی اسمٰعیل صاحب وعظ رد بدعت میں مصروف رہے پھر جہاد میں جا کر شہید ہو گئے سلسلہ بیعت کا کہاں جاری کرتے اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے فقط۔

تذکیر الاخوان کے عبارت کی تشریح

(سوال) "تذکیر الاخوان کے صفحہ ۵ میں ہے کہ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ آل عمران (۱) میں اور

---

(۱) آل عمران آیت ۱۰۵،۱۰۶۔

مت ہوان کی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد ان کے کہ پہنچ چکے ان کو صاف حکم اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہوں گے بعض منہ سو وہ سیاہ ہوئے منہ ان کے کیا تم کافر ہو گئے ایمان میں آ کر اب چکھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا۔'' اس کے فائدے میں ہے کہ ''بہت گروہ فرقہ فرقہ ہو گئے چنانچہ یہود و نصاریٰ بہتر بہتر فرقہ ہو گئے اور پھر آگے تحریر فرماتے ہیں۔'''' پھر ان میں کوئی قادری کوئی نقش بندی کوئی چشتی ہے الخ'' اور صفحے میں فرماتے ہیں۔'' پھر کسی نے خود کو چشتی مقرر کیا کسی نے قادری کسی نے نقش بندی کسی نے سہروردی کسی نے رفائی ٹھہرالیا الخ۔'' تو اس جگہ پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ ان خاندانوں کو ان فرقوں میں شامل جو فرمایا تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ مضمون صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) مراد یہ ہے کہ فرقہ فرقہ جدا ہونا باعتبار عقائد و اعمال کے بدعت ہے جیسا روافض و خوارج عقائد میں اپنے اہواء سے مختلف ہو گئے ہیں تو اسی طرح اس زمانے کے قادری چشتی مثلاً اپنے اپنے عقائد مبتدعہ میں اور اعمال ناجائز میں مختلف ہو کر ہر ایک نے خلاف شرع کو اپنا طریقہ مقرر کر لیا ہے کہ اگر عالم ان کو کسی عقیدہ باطلہ مبتدعہ سے یا کسی عمل غیر مشروع سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ ہم قادری ہیں ہم کو جس طرح اپنے بزرگوں سے پہنچا اس کو ہی حق جانتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عقائد و اعمال سب بزرگان دین کے موافق سنت کے تھے ان لوگوں نے احداث بدعات کیا ہے پس ایسے اہل طریقہ کو وہ مثل بہتر فرقے کے فرماتے ہیں۔ نہ اہل اللہ لوگوں کو جو ان خاندان کے مقبول متبع سنت ہیں کیونکہ ان کا کوئی فرقہ سوائے اہل سنت کے نہیں اور کوئی امر طریقہ کا خلاف شرع کے نہیں ہے خود ایک ہی فرقہ ہے فقط نام ہر ایک کا جدا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مراقبہ کا حکم

(سوال) تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ہم کو معلوم ہو جاتے ہیں ایسا اعتقاد کرنا کیسا ہے۔

(جواب) ایسا تصور درست نہیں۔ اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول ﷺ کے علم غیب کا معتقد

(سوال) زید کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا کل علم غیب آنحضرت ﷺ کو عطا فرمادیا تھا اوراب بھی آپ مخلوق کے ہرایک حال ظاہر و باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں۔ یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے اور ہرایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بذات خود سن لیتے ہیں پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر مشرک ہوگیا۔

(جواب) جو شخص رسول اللہ ﷺ کے علم غیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفی کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔(۱) صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کا شاہدین اللہ اور رسول اللہ مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم غیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے کہ اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدد الٰہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہوگا شامی نے ردالمحتار کی کتاب الارتداد میں صاف طور پر ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم الغیب بجمیع اشیاء آنحضرت ﷺ کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے رسول اللہ ﷺ کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی ماء کوثر ہونے کا احتمال ہوگا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ انک لا تدری ما احد ثوا بعدک اخرج البخاری الحدیث۔ (۲) فقط

الجواب صحیح۔ اصاب المجیب عزیز الرحمٰن عفی عنہ وتوکل علی العزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ

ناظر حسن دیوبندی　　بندہ محمود عفی عنہ　　الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ

محمد ناظر حسن　　الٰہی عاقبت محمود گردان　　مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

خلیل احمد　　مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

---

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات کبیر میں تحریر فرمایا ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا علم یکساں ہونے کا اعتقاد کیا اس کے کفر پر سب کا اجماع ہے۔

(۲) آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعتیں نکالیں۔ (بخاری)

الجواب صواب ہذا ہوالحق وماذا بعدالحق الا الضلال۔ الجواب صحیح محمد اسحاق
عبدالمومن مدرس مدرسہ میرٹھ۔ اسمہ ۔ عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ۔
الجواب صحیح خاکسار۔ احمد حسن الحسینی
سراج احمد عفی عنہ میرٹھ۔ الامروہوی غفرلہ۔ اسمہ احمد۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

ملفوظات

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر اور طلباء کو وظائف کا پڑھنا۔ پانی کا بہت پینا اور ماش کی دال اور غلیظ اشیاء کا کھانا ذہن کی تیزی کا وظیفہ

(۱) علم دین کے برابر کوئی چیز نہیں۔ اگر کسی کو نصیب ہو جاوے جہاں تک ہو کوشش کر کے پڑھو سب وظائف درست ہیں مگر وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کا بندہ اچھا نہیں جانتا۔ اس کو ترک کر دو اور طالب علمی میں اگر وظائف پڑھو گے تو سبق کس طرح یاد ہوگا اگر پڑھنے کے واسطے اوراد کو موقوف کرو تو بہتر ہے بعد فراغت قدر ضروری علم کے شروع کر دینا اور ذہن و حافظہ جیسا خدائے تعالیٰ نے کسی کا بنا دیا بن گیا اب اس کی کشایش اس کے ہی اختیار میں ہے پانی کا بہت پینا اور ماش کی دال اور غلیظ اشیاء کا کھانا مضر ہے بندہ بھی آپ کو دعا میں شریک کرتا ہے اور ذہن کے واسطے سورۂ فاتحہ کو اکیس بار پانی پر دم کر کے پی لیا کرو فقط والسلام۔

شیئاً للہ کا پڑھنا

(۲) شیاءً للہ کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں۔ اگر شیخ قدس سرہٗ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے **بقوله تعالیٰ وعند، مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو** (۱) **الایة** و دیگر نصوص **قال فی البزازیه وغیرها من الفتاویٰ من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم کفر و من ظن ان المیت یتصرف فی الا مور دون الله**

---

(۱) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

واعتقد به كفر كذا في البحرا لرائق انتهى من مائة المسائل (۱) اور جو یہ عقیدہ موہم نہیں تو بھی جائز ہے کیونکہ اس صورت میں گو ندا شرک نہ ہو مگر مشابہ شرک ہے اور جو لفظ معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقوله تعالىٰ . لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا (۲) اور بقوله عليه السلام لا تقولوا ماشاء الله وما شاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان الحديث (۳) حالانکہ صحابہؓ کی نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے یہ الفاظ ممنوع ہو گئے پھر عوام اس سے ورطۂ شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تفسیر عزیزی میں بیان وجوہ شرک میں لکھا ہے ازانجملہ اند کسانیکہ درذکر دیگراں را باخدا تعالیٰ ہمسری کنند۔ وازانجملہ اند کسانیکہ در دفع بلا دیگراں رامی خوانند وہم چنیں در تحصیل منافع بدیگراں رجوع می نمایند بالاستقلال وآنکہ توسل بآں دیگراں نمایند۔ (۴) پس ظاہر ہے کہ دعوت اس کلام کی داخل ہر دو قسم میں ہے کیونکہ غرض اس سے دفع بلاء وجلب منافع ہے یا شیئاً ذکر اللہ تعالیٰ اس سے تحصیل برکات وتقرب مقصود ہے یا بوجہ تبرک کے اس کو تکرار کرتے ہیں ہاں کسی کے توسل سے دعا کرانا درست ہے مگر یہ صورت توسل کی ہرگز نہیں بلکہ دعا واستعانت ہے۔ مجیب صاحب کو شبہ ہوا کہ دعا کو توسل سمجھ گئے توسل کی صورت یہ ہے یا اللہ بجاہ شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔ نہ یہ کہ خود شیخ سے طلب کرے بصیغۂ دعا یا شیخ اعطنی شیئاً للہ توسل کس طرح ہو سکتا ہے معہذا لفظ شیئاً للہ کا موہم معنی شرک کو ہے کیونکہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے کہ کچھ حق تعالیٰ کو دو۔ اس واسطے کہ لفظ لام کا معطی لہ پر آتا ہے یہ معنی تو اشد شرک ہیں دوسرے معنی یہ ہیں کہ شیخ مجھ کو بوجہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دو سو اس معنی میں اگر مستقل معطی شیخ کو جانتا ہے تو بھی شرک ہوا اور جو باذن اللہ معطی سمجھا تو اس کی توجیہ وہ ہے جو تفسیر عزیزی سے مجیب نے نقل کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اولیا کو حق تعالیٰ آلۂ تکمیل وارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود

---

(۱) بزازیہ وغیرہ فتاویٰ کی کتابوں میں ہے کہ جس نے کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں تو کافر ہو جائے گا اور جس نے یہ گمان کیا کہ میت اللہ کے سوا خود بھی امور میں متصرف ہے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ بحر الرائق میں اسی طرح ہے (مائۃ مسائل)۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ کہ "راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو۔

(۳) نبی ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر کہ اس طرح نہ کہو کہ "اگر اللہ چاہے کہ فلاں چاہے" بلکہ اس طرح کہو کہ "اللہ چاہے پھر وہ چاہے۔" (حدیث)

(۴) منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو ذکر میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر بناتے ہیں اور منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو بلا کے دفع کرنے کے لئے لوگوں کو پکارتے ہیں اور اسی طرح نفع کے حاصل کرتے ہیں دوسروں کی طرف مستقل رجوع کرتے ہیں نہ کہ وہ ان دوسروں کو ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگر چہ بظاہر حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ ندا و دعا کرنا دوسری شے ہے کہ منادی کے علم و تصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے کہ ذریعہ کا واسطہ اور مقبول ہونا بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے شتان بینہما مثلاً نور بواسطہ شمس کے آتا ہے، مگر طلب نور شمس سے شرک ہے ندا کسی کو کرنا مبنی بر علم و تصرف منادی کے ہے پس اس عبارت عزیزی سے جواز ندا کا کیونکر مفہوم ہوا، غایت تعجب ہے کہ اگر گاہے اولیاء کو بطور کشف باذن اللہ تعالیٰ کچھ معلوم ہو جاوے تو اس سے ہر وقت باستقلال علم و تصرف کا ہونا کہاں سے لازم آتا ہے پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی یا خفی یا لغو مشابہت بشرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی۔ کسی وجہ جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہو سکتا۔ اب استدلالات مجیب کا حال سنو کہ پڑھنا اس کلام کا بطور توسل جائز فرماتے ہیں حالانکہ توسل کی کوئی صورت نہیں۔ کمامر اور شاہ ولی اللہ صاحب نے طریقہ بعض جیلانیہ کا بیان کیا ہے اس سے اجازت و مشروعیت کا فہم محض غفلت ہے اور تحکم ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت کا مطلب خود واضح ہو گیا کہ ندا ہرگز جائز نہیں فرماتے بلکہ شرک لکھتے ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں اس سے جواز ندا و طلب ہرگز مستفاد نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا تفسیر مظہری کا مطلب بھی یہی ہے کہ ندا اور استعانت اولیاء سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت اور جو صاحب خزینہ کی عبارت مجیب نے نقل کی ہے کہ **یا شیخ عبدالقادر فھو نداء و اذا اضیف الیہ شیئاللہ فھو طلب شیئ اکراما اللہ تعالیٰ فما الموجب بحرمتہ.** (۱) جب تک اس کے سابق لاحق کا حال معلوم نہ ہو اس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ سلمنا اگر اس کی مراد یہی ہے جو مجیب نقل کرتے ہیں تو فتویٰ اس کا مردود ہے نصوص قطعیہ و روایات فقہاء معتبرین سے جیسا کہ سابق لکھا گیا کہ ندا غیر اللہ بہر حال ناجائز ہے اور شیئاً للہ کے معنی موہم شرک ہیں اگر چہ نیت داعی کی قبیح معانی کی نہ ہو تا ہم درست نہیں یہ وجہ حرمت اس کلام کی ہے اگر چہ موجب حرمت مجیب صاحب کو معلوم نہ ہوا مگر نصوص و روایات سے ہم ثابت کر چکے۔ پس جو فتویٰ خلاف نصوص، روایات صحیحہ کے ہو وہ قطعاً مردود ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) یا شیخ عبدالقادر تو وہ نداء ہے اور جب اس کی طرف شیئاللہ کی اضافت کی جائے تو وہ کسی چیز کا طلب کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اکرام ظاہر کرنے کے لئے تو حرمت کا موجب کیا ہے۔

پڑھنے والا اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاداً آثم بلکہ مشرک ہے سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی صفحہ ۲۱ میں موجود ہے۔ قال ومنها ای من مظان الشرک انهم كانوا يستعينون بغير الله في حوائجهم من شفاء المريض وغناء الفقير وينذرون لهم يتوقعون انجاح مقاصدهم بتلك النذور ويتلون اسماء هم رجاء ببركتها فاوجب الله عليهم ان يقولوا في صلوتهم اياك نعبدو اياك نستعين وقال الله تعالىٰ فلا تدعوا مع الله احداً وليس المراد من الدعا العبادة كما قاله بعض المفسرين بل مراده الا ستعانة بقوله تعالىٰ بل اياه تدعون فيكشف ما تدعون (۱) اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃ ارشاد الطالبین میں ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: انچہ جہال میگویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک وکفر است حق تعالیٰ می فرماید والذين تدعون من دون الله عباد امثالكم انتهى. (۲) اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحۃ اسی مضمون پر دال ہے۔ میگویند۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا پڑھنا وہ استعانت جو کفر ہے اس کی تصریح

(۳) تم اپنے مقصد کے واسطے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ سو بار پڑھا کرو خواہ ایک جلسہ میں خواہ متفرق جلسات میں کوئی قید اور کوئی پرہیز اس میں نہیں نہ وقت مقرر ہے فقط۔ مرزا حفظ اللہ بیگ صاحب سلمہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کردو اور یہ کہ دعا کرو کہ میرا کام حق تعالیٰ کر دیوے کفر نہیں مگر جو منکر سماع ہیں وہ منع کرتے ہیں بسبب لغو ہونے کے اور عدم ثبوت کے سنت سے اور مجوزین جائز کہتے ہیں بسبب سماع کے ثبوت

---

(۱) اور فرمایا اور اسی سے یعنی شرک کے مواقع گمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ غیر اللہ سے اپنی حاجتوں میں جیسے مریض کی شفاء اور فقیر کے غناء کے لئے مدد مانگتے تھے اور ان کے لئے نذر مانتے تھے اور ان نذروں سے اپنے مقصد کے پورا ہونے کی امید رکھتے ہے۔ اور ان کے ناموں کی تلاوت کرتے تھے اس کی برکت کی امید سے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کر دیا کہ اپنی نمازوں میں اس طرح کہیں کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو" اور دعا سے مراد عبادت نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا بلکہ اس سے مراد مدد مانگنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بناء پر کہ "بلکہ تم اسی کو پکارتے ہو تو پھر وہ تم کو کھول دیتا ہے وہ چیز جو تم مانگتے ہو"

(۲) یہ جو نادان کہتا ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نہیں ہے شرک وکفر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور جن لوگوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔"

کے ان کے نزدیک اور ثبوت اس کی اصل کے پس یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ فقط

استحلال معصیت کی صراحت، عورت کا زینت کے ساتھ نکلنا۔

(۴) استحلال معصیت یہ ہے کہ اس کو مباح جانے لہذا خوف اس پر عذاب کا مطلقاً جائز ہے بلکہ جائز جانے نہ یہ کہ دل میں غیر جائز جان کر کچھ اندیشہ غالب نہ ہو یا اس قدر علم ہو کہ یہ فعل اچھا نہیں یہ بھی استحلال نہیں اور استحلال بھی اس معصیت کا کفر ہے کہ ثبوت معصیت کا نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ہو اور حرمت بھی اس کی بعینہ ہو نہ لغیرہ اور اگر ان قیود سے کوئی مرتفع ہو جاوے گی تو کفر نہ ہو گا لہذا اکم ایسے لوگ ہوویں گے جو کفر کے درجہ کو پہنچیں گے فقط اور زینت سے خروج جو ممنوع ہوا ہے تو رفع فتنہ کے واسطے ہے اگر فتنہ کا محل ہے تو ہر حال خروج ممنوع ہے خواہ باذن زوج ہو خواہ بالا اذن اور جو فتنہ کا محل و اندیشہ نہیں تو ہر حال درست ہے اگر باذن ہے اور بدون اذن خروج درست نہیں بس اس پر ہی مدار جواز وعدم جواز کا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم والسلام۔

عیدین کے درمیان نکاح

(۵) درمیان عیدین کے نکاح کرنا سنت اور موجب برکت کا ہے رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شوال میں ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عزیزوں کا نکاح شوال میں کراتی تھیں پس اس نکاح کو منحوس جاننا جہل وفسق ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مخالفت اور عداوت ہے ایسے اقوال سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ فعل سنت کے برا جاننے سے کافر ہو جاوے گا اور ایسا قول سخت احمق جاہل بکتا ہے۔ عالم ایسی بات نہیں کہتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) سرور المحزون مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العقائد

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

(سوال) ذات باری تعالیٰ عز اسمہٗ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔

(جواب) ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا۔** (۱) جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں **تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا** (۲) البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مثل فرعون و ہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ **قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لا تینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لا ملأن جھنم من الجنة والناس اجمعین** (۳) اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے، (۴) یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ۔

لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی **وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاته** (۵) واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اور اللہ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس کلام سے جو ظالم کہتے ہیں پاک ہے اور بہت پاک۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دے دیں لیکن میری طرف سے قول ثابت ہو گیا کہ میں جہنم کو تمام جن وانس سے بھر دوں گا۔ (۴) جو چاہے کرنے والا۔ (۵) اور شرک کا معاف نہ ہونا وعید کا مقتضی ہے لہذا اس میں اس کی ذات کے لئے امتناع نہیں۔

اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت

(سوال) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم ما قولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالیٰ ہل یتصف بصفة الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ما جورین.(۱)

(جواب)ان اللہ تعالیٰ منزه من ان یتصف بصفةالکذب ولیست فی کلامہ شائبة الکذب ابداً کما قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا ومن یعتقدو یتفوه بانہ تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون قطعا ومخالف الکتاب والسنة واجماع الا مة تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا . نعم اعتقاد اھل الا یمان ان ماقال اللہ تعالیٰ فی القر آن فی فرعون و ھا مان وابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدالکنہ تعالیٰ قادر علی ان یدخل الجنة ولیس بعا جزعن ذلک ولا یفعل ھذا مع اخیتاره قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لأ تینا کل نفس ھدٰ ىھا ولکن حق القول منی لا ملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین فیتبین من ھذه الا یة انہ تعالیٰ لو شاء لجعھلم کلھم مومنین ولکنہ لا یخالف ماقال وقد ذلک بالا ختیار لا بالا ضطرار وھو فاعل مختار فعال لما یرید ھذه عقیدة جمیع علماء الا مة کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفرلھم الخ وعدم غفرا ن الشرک مقتضیٰ الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب(۲)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

---

(۱) آپ کا کیا قول ہے آپ کی فضیلت ہمیشہ باقی رہے اس بات میں کہ کیا اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ جھوٹ کہہ سکتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دیجئے اجر حاصل کیجئے۔

(۲) ترجمہ:۔ بے شک کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہونے سے منزہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ کبھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کون ہے۔" اور جو شخص کہ یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر وملعون ہے اور کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں انتہائی پاکی ہے ہاں اور اہل ایمان کا اعتقاد اس بارے میں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرعون و ہامان وابی لہب کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف وہ کبھی نہ فرمائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ذات پاک اس پر قادر ہے ان کو جنت میں داخل کردے اور وہ اس سے عاجز نہیں ہے لیکن باوجود اختیار کے وہ ایسا نہ کرے گا۔ ارشاد الٰہی ہے اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیں لیکن میرا قول صحیح ہے کہ میں جہنم کو جن وانس سب سے بھردوں گا۔ تو اس آیت سے ظاہر ہوا کہ وہ ذات پاک اگر چاہے تو سب کو مومن بنادے لیکن وہ خلاف اپنے قول کے نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے نہ کہ مجبوری سے اور وہ فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے تحت کہا ہے ان تغفر لهم (اگر تو ان کو بخش دے) اور شرک کا نہ بخشا جانا وعید کا مقتضیٰ ہے تو اس میں اس کے ذات کے لئے کوئی منع نہیں ہے۔

خلاصہ تصحیح علماء مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہ

الحمد لمن هو به حقيق ومنه استمدالعون والتوفيق ما اجاب به العلامةرشيد احمد المذكور هو الحق الذى لا محيص عنه وصلى الله على النبين وعلى اله وصحبه وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجى اللطف الخفى محمد صالح بن المرحوم صديق كمال الحنفى مفتى المكرمة حالاً كان الله لهما راقمه المرتجى من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد يا بصيل مفتى الشافعية بمكة المحمية غفر الله له ولو الديه ومشائخه وجميع المسلمين الراجى العفو من واهب طيه محمد عابدين المرحوم الشيخ حسين الما لكيه ببلدةالله المحمية مصلياً مسلما هذا وما اجاب به العلامة رشيد احمد فيه الكفايةوعلمه المعول بل الحق الذى لا محيص عنه رقمه الخير خلف بن ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكةالمشرفةحالا حامدا مصليا ً ومسلماً.

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہ درمسئلہ امکان کذب بررفع شبہات مولوی نذیراحمد خان صاحب رامپوری

(شبہ) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہوسکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے۔

از فقیر امداداللہ چشتی فاروقی عفی اللہ عنہ بخدمت مولوی نذیراحمد خان صاحب بعد سلام تحیہ اسلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا۔ ہرچند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچادے ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله.

(جواب) واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صريح ومن اصدق

من اللہ حدیثاً و ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ (۱)وغیرہما آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ رہا خلاف علماء کا جو درباره وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگر چہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔ چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناء زماں قاصر ہیں۔ آیات واحادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن وحدیث کی لکھی جاتی ہے ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے۔ القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا الایۃ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم الا یۃ(۳) آیت ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کے خلاف ہو تو کذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل واعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیئ قدیر (۴) احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ مثلاً بالیقین جنتی بارشاد نبوی جو حقیقۃً وحی الٰہی جل و علی ہے ہو چکے پر چونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدائے پاک مجبور نہیں اس لئے نظر بقدرت وجلال کبریائی ڈرتے ہی رہے بلکہ خود سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات جن کی شان میں لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر (۱) فرماتے رہے واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم(۲) اور کما قال اللہ تعالیٰ

---

(۱) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے اور اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔
(۲) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے۔
(۳) اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا جب کہ آپ ان میں موجود ہیں۔
(۴) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
(۱) تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔
(۲) خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

یحق الحق وھو یھدی السبیل .(۱)

علم غیب الٰہی

(سوال) علم غیب وصفات رحمان وقدوس جل شانہ مختصہ بجناب باری تعالیٰ کے ہے یا نہ۔

(جواب) علم غیب خاصہ حضرت حق است جل شانہ خاصۃ (۲) الشی مایوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ عقیدہ فقیر ہمین است (۳) فقیر غلام فرید بقلم خود سکنہ کوٹ مٹھن وچاچڑان ریاست بہاولپور از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بندہ کو آپ کے کارڈ کا مضمون معلوم ہوا جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ درست ہے۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

علم غیب الٰہی

(سوال) ایک شخص مثلاً زید کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کو بہت اقوال گذشتہ وآئندہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے معلوم ہوئے بطور کشف اور خواب اور وحی اور الہام کے اور بعضے وقت میں احوال اس چیز کا کہ زمین وآسمان میں ہے معلوم ہوا اور اب بھی سلام اور درود امت کی طرف سے دور دور سے فرشتے حضرت کی خدمت میں لے جاتے ہیں لیکن علم محیط کل شئے کا حضرت کو حاصل نہیں ہے بلکہ علم جس چیز کا جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا بخشا اور ایک شخص مثلاً عمرو کہتا ہے کہ علم دائی کل شی کا حضرت کو حاصل ہے اللہ کا بخشا ہوا اور حضرت ہمیشہ ہر جگہ ناظر اور حاضر اور ہر چیز کا احوال ہر وقت حضرت جانتے ہیں آیا ان دونوں قولوں میں کس کا قول حق اور صحیح ہے اور کس کا قول باطل اور کفر ہے۔

(جواب) علم اللہ تعالیٰ کا ازلی اور ابدی اور محیط کل شئے کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس طرح علم اور قدرت خاصہ حق تعالیٰ کا ہے کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو اور اسبات پر اعتقاد رکھنا شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور عبادت میں اور کو شریک

---

(۱) اللہ تعالیٰ حق کو صحیح کرے گا اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔
(۲) شئی کی خصوصیت کا یہی مطلب ہے کہ اس میں موجود ہو اور اس کے غیر میں نہ ہو۔
(۳) فقیر کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

کرنا ہاں بعض وقائع گذشتہ اور حوادث آئندہ کا احوال اس کے بندگان خاص کو اللہ کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے سو اس طرح کا علم حضرت ذات مقدس میں سب سے کامل تر ہے نہ یہ کہ مانند علم خدا تعالیٰ کے ہووے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب. الأیه.** (۱) پس جو زید کہتا ہے وہ حق ہے اور عمرو جو کہتا ہے باطل ہے فقط محمد صدرالدین حررہ المسکین محمد صدرالدین دہلوی۔ ۱۳۴۰ صدر صدور۔

(الجواب) صحیح۔ بعض شخص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو آخر عمر میں کل غیب عنایت فرمائے ہیں سو یہ بات محض غلط ہے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ قیامت کے دن اپنی امت کو تین نشانیوں سے پہچانیں گے ایک تو نورانیت اعضاء وضو سے دوسرے داہنے ہاتھ ہونا نامۂ اعمال کا اور تیسرے آگے دوڑنا اولاد کا اور قیامت کے دن بعضے شخصوں کو حضرت پہنچانیں گے اور فرشتے ان کو دور کریں گے حضرت فرماویں گے یہ لوگ میرے ہیں فرشتے کہیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں چنانچہ پھر حضرت بھی ان سے بیزار ہوں گے مفصل یہ مضمون دریافت کرنا چاہئے تو مشکوٰۃ شریف میں کتاب الطہارت اور باب الحوض و الشفاعت کی حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہے کہ جناب حضرت ﷺ کو قیامت تک بھی علم محیط کل شئ کا حاصل نہیں اور ایسا علم خاصہ جناب باری تعالیٰ کا ہے والسلام علی من اتبع الہدے۔

محمد قطب الدین عفی عنہ

[محمد قطب الدین عبدہ] دہلوی

یہ مسئلہ صحیح ہے [محمد کریم اللہ ۱۳۴۱] الجواب حق [سید محمد نذیر حسین ۱۳۸۱] دریں مسئلہ شک نیست [خواجہ ضیاء الدین احمد دہلوی ۱۲۶۱]

[محمد عبدالکریم ۱۳۴۱] سندھی [فقیر محمد رمضان ۱۲۸۲] پوڑیوی من کتب حق [محمد عبدالحق ۱۲۸۲] الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [رشید احمد ۱۲۰۰]

دیدار الٰہی

(سوال) حضرت محمدؐ نے اللہ پاک کو دیکھا ہے یا نہیں؟

(جواب)۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ پاک کو دیکھا ہے۔ فقط

---

(۱) کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اس کے خزانے ہیں اور نہ میں علم غیب جانتا ہوں۔

لوجہ اللہ صدقہ کا اظہار

(سوال) اگر صدقہ محض اللہ کے واسطے ہو مگر بدنامی بخل سے محفوظ رہنے کے لئے اظہار منظور ہو تو ثواب میں کمی تو نہ ہوگی۔

(جواب) جو صدقہ وہبہ لوجہ اللہ ہو اس میں اجر و ثواب زیادہ ہے اور جو اور وجوہ کا شائبہ ہوگا اسی قدر اجر میں بھی کمی ہوگی۔ فقط

دعا کرتے وقت بحق فلاں کہنا

(سوال) دعا میں بحق رسول اللہ وولی اللہ کہنا ثابت ہے یا نہیں۔ بعض فقہاء محدثین منع کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔

(جواب) بحق فلاں کہنا درست ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو تو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمالیا ہے اس کے ذریعے سے مانگتا ہوں مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالیٰ پر حق لازم ہے اور وہ بحق فلاں کے یہی معنی مراد رکھتے ہیں سوائے اسطے معنی موہم اور مشابہ معتزلہ ہوگئے تھے لہذا فقہاء نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو رافضیوں کے ساتھ تشابہ ہو جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کفار کے حقوق

(سوال) حقوق العباد جو مسلمانوں کے گناہ ہوتے ہیں اس کے بدلہ تو یوں ہو جائے گا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دلائی جائیں گی اور درصورت نیکیاں نہ ہونے کے اس صاحب حق کے گناہ اس کو دیئے جاویں گے اگر کافر کا حق ہے تو اس صورت میں کیا معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کیا جاوے گا۔

(جواب) حقوق کفار کے عوض عذاب کیا جاوے گا کہ خلاف حکم حق تعالیٰ کے کیا اور کفار کو کچھ نہ ملے گا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا ہے میں مخاصمہ ذمی کافر کی تکلیف دہی میں کروں گا واللہ اعلم۔

بشریت رسول کا مطلب

(سوال) سرور عالم ﷺ ہمارے کس بات میں مثل ہیں کیا یہ بات ہے کہ جملہ بشریت

میں حضور ﷺ ہمارے مثل ہیں صرف نبوت کا فرق ہے یا یہ کہ حضور کی بشریت ہماری بشریت سے کچھ افضل ہے اور اگر بالفرض افضل ہے تو کس قدر جیسے بڑے بھائی کا مرتبہ یا اس سے بھی کچھ کم وبیش اور جو شخص یہ کہے کہ سرور عالم ﷺ کی بشریت ہماری بشریت سے اس قدر افضل ہے کہ جیسے بڑے بھائی کا مرتبہ تو یہ قول اس کا قابل تسلیم ہے یا نہیں۔

(جواب) نفس بشر ہونے میں مساوات ہے اگر چہ آپ کی بشریت ازکیٰ واطیب ہے، اور بڑا بھائی کہنا بھی اس نفس بشریت کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ بشریت کی افضلیت ایسی ہے چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے نہ بایں وجہ کہ آپ کی بشریت کا فضل بڑے بھائی کے فضل کی قدر ہے اس کلمہ پر نافہموں نے غل مچادیا ورنہ بعد حق تعالیٰ کے فخر عالم کو افضل واکمل وہ خود لکھتے ہیں۔

انبیاء کا علم غیب

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت ﷺ کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی سے پہلے معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تہمت منافقین سے بری ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام فلاں مقام پر ہیں اور عمرو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی کے پہلے یہ علم نہ تھا۔ فرمائیے کہ زید کا کہنا اور عقیدہ ٹھیک ہے یا عمرو کا اگر زید کا کہنا اور عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو عمرو کو زید کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے جائز ہے یا مکروہ اور مکروہ ہے تو کس قسم کی کراہت ہے جواب اس کا بحوالہ کتب احادیث وروایت فقہ حنفیہ کے صاف تحریر فرمائیے۔

(جواب) قبل نزول وحی کے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور علی ہذا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ معلوم نہ تھا۔ بعد وحی کے معلوم ہوا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو یہ اضطراب وحیرانی کیوں ہوتی پس عقیدہ عمرو کا درست ہے اور زید کا غلط ہے پس اگر عقیدہ زید کا اس سبب سے ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے علم دیا تھا تو ایسا سمجھنا خطاء صریح ہے اور کفر نہیں اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہئے اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح محمود حسن غفرلہ المجیب مصیب محمد اسمٰعیل بیگ عفی عنہ الجواب صحیح۔

ھذا الجواب حق والحق بالاتباع حقیق سید محمد عبدالرشید محمد اسماعیل۔

شگفتہ محمد گل بینظیر مدرس مدرسہ امدادیہ مرادآباد الجواب صحیح محمد جان علی

حضرت ﷺ کا ملال خاطر ہونا بوجہ اتہام منافقین کے اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ مجھ پر اللہ جل شانہ کا احسان ہے کہ خداوند تعالیٰ نے میری برئیت اور عصمت نازل فرمائی اور بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کا منافقین متہمین کو سزا کا فرمانا چنانچہ ماہر علم حدیث پر روشن وہویدا ہے یہ دلیل بین ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو قبل نزول وحی کے علم نہ تھا۔ پس قول زید کا صحیح نہیں ہے قول عمرو کا درست ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد ابوالفضل عفی عنہ۔

اصاب من اجاب۔ اصاب من اجاب۔ مشہور فضل محمد امام مسجد چوکی حسن خاں مرادآباد محمد احتشام الدین عفی عنہ، محمد دایم علی عفی عنہ، محمد احتشام مہر الدین خادم الموحدین ۱۲۹۲ھ۔

فی الحقیقت اعتقاد عمرو صحیح ودرست ہے اور عقیدہ زید مخالف نصوص ہے اور ایک قسم کا بہتان وافتراء نسبت جناب رسالت مآب محمد ﷺ اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرمائے۔ فقط محمد قاسم علی عفی عنہ۔ محمد قاسم علی خلف مولانا عالم علی ۱۲۹۲ امام ومفتی شہر مرادآباد۔

چونکہ عرف میں علم یقینی ہی کو علم کہتے ہیں پس ثبوت نزول وحی سے پیشتر نفی علم کے لئے کافی ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو قبل وحی کے علم براءت نہ تھا چنانچہ حدیث افک سے علم کا نہ ہونا عمدہ طور سے ثابت ہے۔ حررہ عبدالرحمٰن کان اللہ لہ ولوالدیہ۔

فی الواقع عقیدہ عمرو نہایت صحیح ودرست موافق کتاب اللہ وکتاب الرسول کے ہے اس لئے کہ جو کچھ رسول کو معلوم ہوتا ہے وہ بغیر وحی کے معلوم ہی نہیں ہوسکتا پھر زید کا کہنا کہ قبل وحی کے دونوں پیغمبر علیہما السلام کو یہ قصہ معلوم تھا بالکل خلاف عقل ونقل ہے، محمد ہدایت العلی عفی عنہ، لکھنوی۔

نبی کو پکارنا

(سوال) سرور عالم ﷺ کو جو شخص بغیر حاضر وناظر جانے پکارے اور مثلاً اس قسم کے اشعار پڑھے۔
ترحم یا نبی اللہ ترحم۔ زمہجوری برآمد جان عالم(۱) جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے اشعار میں شرکت تو نہیں ہے مگر عوام کو موجب اضلال کا ہوجاتا ہے لہٰذا کسی کے

---

(۱) رحم اے اللہ کے نبی رحم جدائی کے صدمہ دنیا کی جان نکلی جارہی ہے۔

رو برو نہ پڑھے اور بایں خیال پڑھے کہ حق تعالیٰ اس میری عرض کو فخر عالم علیہ السلام کے پیش کر دیوے فقط۔

تشہد میں صیغہ خطاب کی تبدیلی

(سوال) بعد وفات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تشہد میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام علی النبی صیغہ غائب سے بدل لیا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے اور فتح الباری و عینی وغیرہ شراح حدیث اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے صیغہ تعلیمیہ خطاب کو بدل دیا اور پسند نہ کیا تو معلوم ہوا کہ خطاب غائب کو دینا جائز ہے یا اولی نہیں بہر حال صلوٰۃ وسلام میں یا تشہد میں خطاب کا نہ کہنا افضل ہے۔ جیسا کہ صحابہ کا معمول تھا یا نہیں جیسا کہ معمول زمانہ ہے اگر نہیں ہے تو وجہ کیا ہے۔

(جواب) اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔ خواہ السلام علیک کہے یا السلام علی النبی کہے اور جس کا عقیدہ یہ ہے کہ سلام وصلوٰۃ آپ کو پہنچایا جاتا ہے ایک جماعت ملائکہ کی اس کام کے واسطے مقرر ہے جیسا احادیث میں آیا ہے تو دونوں طرح پڑھنا مباح ہے پس بعد اس کے سنو کہ اگر ابن مسعودؓ نے بعد وفات شریف کے صیغہ بدل دیا تو کوئی حرج نہیں کسی مصلحت کو یہ کیا ہوگا اور جو اصل تعلیم کے موافق پڑھا جائے جب بھی حرج نہیں کہ مقصود حکایت ہے دیکھو کہ حیات فخر عالم علیہ السلام میں بھی لوگ دور دور اپنے بیوت میں اور مکہ اور بلاد بعیدہ میں خطاب کے لفظ سے پڑھتے تھے جیسا وہاں خطاب درست تھا اب بھی کیا وجہ ہے جو حرام ہو علم غیب نہ وہاں تھا نہ یہاں بلکہ آپ کو جب بھی ملائکہ پہنچاتے تھے اور اب بھی لہذا صیغہ کو خطاب سے بدلنا کوئی ضرور نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہؓ ضرور نہیں ورنہ خود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد میرے انتقال کے خطاب مت کرنا بہر حال صیغہ خطاب رکھنا اولی ہے کہ اصل تعلیم اس طرح ہے اور مراد بعض صحابہ کی کسی مصلحت کی وجہ سے تھی یا اجتہاد تھا یا استحباباً تھا نہ وجوباً اسی واسطے جملہ فقہاء ائمہ اربعہ کے مذہب اس صیغہ کو نقل فرماتے ہیں اور تبدیل صیغہ کی ضرورت نہیں لکھتے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا عقیدہ غیب نبی کو پکارنا

(سوال) اشعار اس مضمون کے پڑھنے۔

یا رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ
میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے

کیسے ہیں۔

(جواب) ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ اور بعقیدۂ عالم الغیب اور فریاد رس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہوویں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کا علم غیب

(سوال) قصبہ ہذا میں ایک میاں صاحب وارد ہوتے ہیں۔ پیری مریدی کرتے ہیں مولانا افضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ حاجی عالم صوفی حافظ اپنے کو بتلاتے ہیں رفتہ رفتہ ان کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ عوام کے سامنے وعظ نصیحت فرماتے ہیں رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو غیب تھا۔

(جواب) حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط والسلام۔

رحمۃ للعالمین

(سوال) لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

(جواب) لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط

شفاعت کبریٰ

(سوال) شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا

نہیں یا بدون اجازت وحکم خداوند ذوالجلال رسول اللہ ﷺ شفاعت کریں گے۔

(جواب) کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہوسکتی من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔

ترجمہ:۔کون ہے ایسا جو شفاعت کر سکے اس کے پس بدون اذن کے پاس اس ذات ذوالمجد والکبریا کی بارگاہ میں کسی کی جرأت زبان ہلانے کی بدون اجازت کے نہیں ہوئے گی۔فقط

حضور کے والدین کا اسلام

(سوال) ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں۔

(جواب) حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔فقط

مزارات اولیاء سے فیض

(سوال) مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے۔

(جواب) مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض حاصل ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنا ہے فقط۔

اولیاء کی کرامات

(سوال) مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ[1]

(جواب) کرامت اولیاء حق ہے اور کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں جب حق تعالیٰ چاہے اولیاء سے ایسا کرادیوے یہی مطلب شعر کا ہے۔

اولیاء کی کرامات

(سوال) اولیاء اللہ کو عالم کی سیر کرانا مثلاً مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ بلا اسباب ظاہر کے یہ ممکن

(۱) اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔

اور کرامات ہے یا نہیں ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔
(جواب) یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامت خرق عادت کا نام ہے اس میں کوئی تردد کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کراتا ہے اور کرامت کا حق ہونا عقیدہ اجماع اہل سنت کا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اولیاء و شہداء کے عذاب قبر کا مسئلہ

(سوال) عدم سوال قبر مخصوص شہدائے مقتولین سے ہی ہے یا ہر قسم شہداء سے اور اولیاء اللہ بھی بمرتبہ شہداء اور داخل تحت آیت بل احیاء عند ربھم ہیں یا نہیں کیونکہ وہ مجاہد فی النفس ہیں کہ یہ جہاد اکبر ہے فقط۔
(جواب) اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احیاء عند ربھم (۲) کی ہیں اور سوال قبر نہ ہونا شہداء سے بندہ کو معلوم نہیں مگر ہاں حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو عذاب قبر سے امن دی جاتی ہے اور یہ فضیلت اولیاء عظام کے واسطے بھی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بڑے پیر کی کرامات

(سوال) یہ قصے مشہور ہیں کہ جس وقت حضرت بڑے پیر صاحب کو قبر میں دفن کیا اور نکیرین آئے تو بڑے پیر صاحب نے نکیرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور بجائے جواب دینے کے سوال کرنا شروع کئے اور نکیرین کو اس کا جواب دینا غیر ممکن تھا۔ بجبوری نکیرین نے جناب باری میں جا کر عرض کیا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تم اس کا جواب نہ دے سَو گے اور تمہارے واسطے خوب ہوا جو اس نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اور دوسرا قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک عورت بڑے پیر صاحب کی خدمت میں گئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکا نہیں ہوتا۔ بڑے پیر صاحب نے فرمایا کہ جا تیرے ساتھ بیٹے ہوں گے چنانچہ اس کے سات بیٹے ہوئے حالانکہ اس کی تقدیر میں ایک لڑکا بھی نہیں تھا اور تیسرا قصہ یہ مشہور ہے کہ ہر ماہ نو قبل رویت کے بڑے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور یہ کہتا کہ مجھ میں اب کے اس قدر خدا صاحب نے نقصان رکھے ہیں اور اس قدر نفع رکھے ہیں اور چوتھا قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک روز آپ ممبر پر بیٹھ کر وعظ

---

(۱) بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

فرماتے تھے یکایک کھڑے ہوگئے اور فرمایا سب اولیاء کی گردن پر میرا قدم ہے اور اس وقت جس قدر اولیاء جمع تھے سب نے پائے مبارک بڑے پیر صاحب کے اپنی گردن پر رکھ لئے اور حلقۂ اطاعت درگوش کیا۔ اور ایک ولی نے اس بات کا یقین نہیں کیا اور اس پر کچھ اعتراض کیا۔ ان کا حال تباہ و برباد ہوگیا اب استفسار طلب یہ امر ہے کہ آپ کے نزدیک یہ قصے صحیح ہیں یا غلط اور جو علماء ایسے قصوں کو صحیح بتاتے ہیں ان کی کیا دلیل ہے اور جو علماء ان کو خلاف بتاتے ہیں ان کی کیا حجت ہے اور حضرت مخدومنا ہادینا حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر سلمہ اللہ تعالیٰ جو ضیاء القلوب صفحہ ۱۹ قرب نوافل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اما قرب نوافل انیست کہ صفات بشریہ سالک ازوے زائل گردد و صفات حق تعالیٰ بروئے ظاہر آیند چنانچہ زندہ گرداند مردہ را و بمیراند زندہ را باذن اللہ تعالیٰ (۱) اور قرب فرائض ایسی ہی زیادہ نعمت ہے۔ اللہ صاحب جسے نصیب فرماویں اور حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہے ہو جاوے اب سائل یہ عرض کرتا ہے کہ ممکن نہیں بندہ خدا صاحب کے کسی کام میں دخل دے سکے بندہ چاہے کسی مرتبہ میں ہو بندہ ہے ہر وقت عاجز ہے مگر یہ مرتبہ قرب نوافل کا اور عارف کا حضرت بڑے پیر صاحب کو حاصل ہوگیا تھا یا نہیں اور جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہوگئے ہوں اس سے ایسے قصوں کا وقوع ہو جانا کیوں غیر ممکن ہے اور خدا صاحب تقدیر کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے یا نہیں اور کبھی کبھی بندہ پر خدا صاحب بباعث کسی عتاب یا انعام اپنے کے اس کی تقدیر کے خلاف کر دیتے ہیں یا نہیں یا خدا صاحب کسی بندہ کے حق میں کسی بندہ خاص کی سفارش مان کر یا اس کے اعمال کی وجہ سے اس کی تقدیر کے خلاف کر دیتے ہیں یا نہیں مثلاً نیک آدمی کی عمر دراز ہونا یا ظالم کی عمر کم ہونا یا باعث سیئات مفلسی آ جانا یا باعث خیرات بلاؤں کا رد ہو جانا وغیرہ وغیرہ اور حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر قصے مشہور ہیں کہ جس کو انہوں نے فرمایا کہ تو اندھا ہے تو وہ فوراً اندھا ہو جاتا اور جس کو فرمادیا کہ کیا تو مرگیا تو وہ فوراً مردہ ہی ہوگیا۔ غرض یہ ہے کہ جو کچھ وہ فرماتے تھے فضل الٰہی سے اسی طرح فوراً ظہور ہو جاتا تھا تو یہ قصے بھی صحیح ہیں یا خلاف اور وہ فرشتے کہ جن کو نکیرین کہتے ہیں ان کا مرتبہ زیادہ ہے یا اولیائے عظام امت محمدیہ ﷺ

(۱) لیکن نوافل کا قرب یہ ہے کہ صفات بشریہ سالک کے اس سے زائل ہو جائیں اور حق تعالیٰ کی صفات اس میں ظاہر ہوں چنانچہ مردہ کو زندہ کردے اور زندہ کو مردہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

(جواب) بزرگوں کی حکایات اکثر جہلاء نے غلط بنادی ہیں اور اگر کوئی واقعہ صحیح ایسا ہو کہ مفہوم نہ ہووے تو شطحیات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ ردکرے۔ سکوت کرے اور جو امور خلاف قاعدہ شرع کے ہیں ان کو رد کرنا چاہئے یا سکوت کرے اگر مصلحت ہو اور قرب فرائض قرب نوافل کا فہم اس کے اہل کا رتبہ ہے بندہ اس سے عاری ہے باقی یہ کہ حق تعالیٰ اولیاء کی قبولیت کے واسطے اکثر دعا ان کی قبول کرتا ہے یہ ان کی کرامت ہے مردہ زندہ کرنا خود خرق عادت وکرامت ہے حق تعالیٰ ہی کرتا ہے مگر بظاہر کسی ولی نبی کا ذریعہ ہو جاتا ہے لہذا کرامت ومعجزہ کہلاتا ہے۔ فقط

بڑے پیر صاحب کا حضور کو کندھا دینا

(سوال) بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ جس وقت جناب رسول مقبول ﷺ معراج کو تشریف لے گئے ہیں اس وقت بڑے پیر صاحب نے کندھا دیا اور جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جا اے محی الدین تیرے قدم سب اولیاؤں کی گردن پر تو اب یہ فرمائیے کہ اس کی کہیں اصل بھی ہے کہ نہیں۔

(جواب) یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور اس کا واضع ملعون ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منصور حلاجؒ

(سوال) منصور کہ جن کو زمانہ امام ابو یوسف صاحبؒ میں سولی دی گئی تھی۔ ان کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں وہ کیسے تھے۔

(جواب) منصور معذور تھے بیہوش ہو گئے تھے ان پر فتویٰ کفر کا دینا بیجا ہے ان کے باب میں سکوت چاہئے اس وقت دفع فتنہ کے واسطے قتل کرنا ضرور تھا۔

منصور کون تھے

(سوال) منصور کہ جن کو دار چڑھایا گیا تھا یہ آپ کے نزدیک ولی ہیں یا نہیں اور اگر ولی ہیں تو یہ کون سی منزل میں تھے۔ قرب نوافل میں یا قرب فرائض میں اور اگر ولی نہیں ہیں تو کس دین میں ہیں۔

(جواب) بندہ کے نزدیک وہ ولی تھے اور منازل ولایت سے بندہ ناواقف ہے اور بزرگوں کے

درجات کو جاننا کام میرا اور آپ کا نہیں اور کلام اپنے مرتبہ سے کرنا لازم ہے نہ اعلیٰ اپنے حال سے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہر صدی کا مجدد

(سوال) مسئلہ ہر صدی میں مجدد کا مبعوث ہونا ثابت ہے تو اس کی معرفت اور اطاعت واجب ہوگی اس صدی میں کون مجدد ہے۔

(جواب) مجدد ایک شخص ہوتا ہے اکثر بلکہ وہ عالم غیب میں مجموعہ علماء کا ایک شخص ہوتا ہے لہذا ہر وقت میں جو علماء قاطع بدعت ہوں اور محی سنت ان کا مجموعہ مراد ہے جو شخص بایں طرح ہو اس مجموعہ کا ایک جزو خیال کرنا چاہئے اور جن لوگوں نے ایک کو قرار دیا ہے ان کو سخت مصیبت پیش آئی ہر چند تاویلات کی گئیں تاہم درست نہیں ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردوں کا سننا

(سوال) سماعت موتیٰ ثابت ہے یا نہیں درصورت جواز یا عدم جواز قول راجح کیا ہے اور تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں۔ فقط

(جواب) یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے۔ جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مردوں کا سننا

(سوال) میت قبر میں سنتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔

صحابہ رسول کی بے ادبی

(سوال) ایک صوفی صاحب اپنی تقریر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل اور حضرت ابوسفیان کو جو حضور کے وقت میں موجود تھے مردود ملعون اور دوزخی بتلاتے ہیں اور سمجھانے پر اصرار کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو تمام عمر رسول اللہ ﷺ سے جنگ و جدال کرتے رہے اور ہمیشہ سخت دشمن رہے حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے ایمان اور اسلام نصیب نہیں ہوا۔

(جواب) ابوسفیان اور عکرمہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عکرمہ نے اسلام کے بعد بہت سے غزوات اور جہاد کئے اور شہید ہوئے ہیں اسد الغابہ میں مفصل مذکور ہے جو شخص حضرات صحابہؓ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے فقط۔

ازواج مطہرات اور عام عورتوں میں فرق

(سوال) ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا یا واجب اور ان دونوں میں شرعاً کیا فرق ہوتا ہے اور عام مومنات کو اور ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم برابر ہے یا فرق ہے اگر ہے تو کس وجہ سے ہے۔
(جواب) سب کو حکم برابر ہے فرض کا منکر کافر ہوتا ہے اور واجب کا منکر کافر نہیں ہوتا اور فرض قطعی نص سے ثابت ہوتا ہے اور واجب ظنی سے فقط۔

کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ

(سوال) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر اکثر اہل سنت کرم اللہ وجہہ کا استعمال کرتے ہیں اور دیگر صحابہ کے لئے نہیں تخصیص کی کیا وجہ ہے۔
(جواب) چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج بلفظ سود اللہ وجہہ اپنی خباثت سے یاد کرتے ہیں اس واسطے اہل سنت نے کرم اللہ وجہہ مقرر کیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

روحانی زندگی

(سوال) اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا مردہ اگر زندہ ہیں تو ہماری آواز سنتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) روح کو حیات ہوتی ہے قبر میں سب کی روح زندہ ہے ولی ہو یا عامی اور سماع میں اختلاف ہے بعض مقر ہیں بعض منکر فقط واللہ اعلم۔

وہابیوں کے عقائد

(سوال) وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان کے مذہب والوں کے مطابق اہل سنت والجماعت ہیں یا مخالف کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کو دعا گو ہے سب امور کے لئے دست بدعا ہے فقط والسلام۔

فرعون کا جھوٹ

(سوال) بعض شخص کہتے ہیں کہ فرعون جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اس کی کیا اصل ہے۔
(جواب) فرعون کا سب مذہب جھوٹا اور باطل انا ربکم الاعلیٰ خود کذب صریح ہے یہ عوام کی ہفوات ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا تھا شرک ودعوئی ربوبیت سے زیادہ کونسا جھوٹ ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خلوص دل سے توبہ کرنا

(سوال) ہزار بار گناہ صغیرہ وکبیرہ کئے اور ہزاروں بار توبہ کی ہے اور پھر قصد تھا کہ اب گناہ نہ کروں گا۔ مگر پھر شیطان نے کرادیا۔ اب پھر دل سے توبہ کرتا ہے تو قبول ہوگی یا نہیں۔
(جواب) توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہوگی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔

بیوہ عورت کا نکاح نہ کر کے عبادت کرنا

(سوال) مسئلہ عورت جو بیوہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے اور عبادت اور پرہیزگاری میں رہے عنداللہ اس کو اجر ہے یا نہیں۔
(جواب) عورت بیوہ اگر نکاح نہ کرے اور عبادت میں مصروف رہے تو عبادت اور ثواب اس کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہل قبور سے دعا کرنا

(سوال) دعا کرنا اہل قبور سے ممنوع ہے جیسا کہ ایضاح الحق میں مولانا شہید مرحوم شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں ونیز بحکم رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کہ استمدادرا بمعنی طلب دعاء از اموات از جنس بدعات شمردہ باوجود آنچہ صاحب استیعاب روایت کردہ کہ در زمان حضرت عمرؓ اعرابی طلب دعاء استقاء از مزار مبارک جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نمود پس باوجود تحقیق این امر مذکور در آن قرن بنابر آن کہ مروج دران قرن نگردیدہ از بدعات شمردہ اند(۱) الخ اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم بھی اربعین

---

(۱) ونیز رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے فتوٰی کے بموجب کہ استمداد کو اموات سے دعا طلب کرنا قرار دے کر بدعات میں گنے ہیں باوجودیکہ صاحب استیعات نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک اعرابی نے پانی برسانے کے دعا کی طلب مزار مبارک جناب رسالت مآب سے کی یعنی باوجود اس امر مذکور کی تحقیق کے اس امر قرن میں محض اس بناء پر کہ اس قرن میں مروج نہیں ہوا بدعات سے سمجھتے ہیں۔

میں فرماتے ہیں وحق آنست کہ انکار فقہاء عام است از آنکہ استمد اداز قبور انبیاء کنند یااز قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست ۔(۱) یا جائز ہے اگر جائز ہے تو جواز مع دلائل مفصل کے ارقام فرمادیں۔

(جواب) قبور سے اس طور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر اس طرح میرا کام کردے تو یہ تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے اور یہ بات کہ تم میرے واسطے دعا کرو تو اس باب میں اختلاف ہے منکرین سماع اس کو لغو ناجائز کہتے ہیں اور مجوزین سماع جائز جانتے ہیں اور یہی بندہ نے پہلے بعض سائلین کے جواب میں لکھا ہے۔ بندہ مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں کرتا لیکن احوط کو اختیار کرتا ہوں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرافت نسبی

(سوال) شرافت نسبی کو زیادتی ثواب عمل میں کچھ دخل ہے یا نہیں مثلاً سید اور جاہل دونوں تقویٰ اور طہارت میں مساوی ہوں تو سید کو بوجہ سیادت کے عنداللہ کچھ زیادہ قربت مل سکتی ہے یا نہیں اور یہ آیہ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الخ (۲) سے اس کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) عمل میں سب برابر ہیں نسب کو دخل نہیں زیادات ثواب اخلاص سے ہے فقط۔

حضور ﷺ کا جسم مبارک مٹی میں ملنے کا مطلب

(سوال) تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۱ مطبوعہ فاروقی میں حدیث نقل فرماتے ہیں ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیا جائے ان کو پھیر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں تو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ اپنے راجہ کو سو تم بہت زیادہ لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے گا تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو۔ف یعنی میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تو کیا سجدہ کے لائق ہوں الخ تو یہاں پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ مٹی میں ملنے سے کیا مراد ہے اور مخالفین یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کے نزدیک انبیاء کا جسد زمین میں مل جانا ثابت ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے مفصل ارقام فرمائیے۔

---

(۱) اور حق یہ ہے کہ انکار فقہا کا عام ہے اس بات سے کہ انبیاء کی قبروں سے مدد طلب کریں یا ان کے غیر کی قبروں سے کوئی بھی جائز نہیں ہے۔

(۲) اور اے نبی کی بیویو تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔

(جواب) مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں۔ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد۔ مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا۔ اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنات کا تکلیف دینا

(سوال) جناب کا سر پر آنا اور ستانا کہیں شیخ سدو واللہ بخش وغیرہ مشہور ہیں اور تکالیف پہنچاتے ہیں اور خبیث بھوت وغیرہ بھی ان کو کہتے ہیں ان امور کی شرعاً کچھ اصل معتمد بھی ہے یا واہی ہی باتیں ہیں مفصل ارقام فرمادیں۔

(جواب) شیخ سدو اور اللہ بخش دونوں جن ہیں لوگوں کو ستاتے ہیں خبیث بوت۔ پری دیو۔ جن۔ آسیب ایک چیز کا نام ہے سر چڑھنا اور تکلیف دینا جنات کا حق ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگر چہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا۔ اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اس کو اعدا نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا اس وقت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب البدعات

مجلس میلاد کی ابتداء

(سوال) محفل میلاد شریف و قیام میلاد و عود و لوبان سلگانے فرش و چوکی بچھانے و تاریخ معین کرنے وغیرہ بہ ہیئت مشہورہ و مروجہ اس زمانہ میں آیا اس طریقہ سے محفل میلاد جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے دلیل ادلہ اربعہ سے ہو بینوا توجروا۔

(جواب) یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمۃ میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں لہذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے اس کے عدم جواز میں صاحب مدخل وغیرہ علماء پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور اب بھی بہت رسائل فتاویٰ طبع ہو چکے ہیں زیادہ دلیل کی حاجت نہیں عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون خیر میں اس کو نہیں کیا زیادہ مفاسد اس کے دیکھنے ہوں تو مطولات فتاوی کو دیکھ لیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ھ۔ الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ خلیل احمد

مجلس مولود مجلس خیر و برکت ہے درصورتیکہ قیودات مذکورہ سے خالی ہو فقط بلا قید وقت معین و بلا قیام و بغیر روایت موضوع مجلس خیر و برکت ہے صورت موجودہ جو مروج ہے بالکل خلاف شرع ہے اور بدعت ضلالۃ ہے هکذا سمعت من ابی مولینا الحاج المحدث السهارنفوری المولوی احمد علی بر د اللہ مضجعه وبهذا افتی مولانا المرحوم محمد خلیل الرحمٰن مدرس مدرسہ اسلامیہ سہانپور محمد خلیل الرحمٰن مجلس میلاد شریف بہیئت معلومہ مروجہ لاریب بدعت ممنوع ہے فقط۔

بندہ عزیز الرحمٰن دیوبندی عفی عنہ | رتوکل علی العزیز الرحمٰن | الجواب صحیح بندہ احمد عفی عنہ خلف مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم | احمد احمد | اصاب المجیب محمد حسن عفی عنہ | محمد حسن

لاشک ان انعقاد ہذا المجلس المخترع ضلالۃ وبذم فاعلہا بذم البدعات

فقیر محمد حسین | محمد اسمٰعیل | سید محمد ابوالحسن | لیقال ابراہیم | ۱۳۹۹ سید محمد عبدالسلام غفر لہ

لاشک ان انعقاد ہذا المجلس المخترع ضلالۃ ویذم فاعلہا بذم البدعات۔(۱)

الجواب صحیح نبیرہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی۔

جواب صحیح ہے اور یہ مولود مروجہ بدعت ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں ارقام فرماتے ہیں عبارتہ ہکذا اگر فرضاً حضرت ایشان درین آوان در دنیا زندہ بودے وایں مجلس واجتماع کہ منعقد میشد آیا این امر راضی میشد ندواین اجتماع را مے پسندیدنا یانہ یقین فقیر آن ست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکاری نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنید یانہ کنید وفقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مروجہ مجلس میلاد

(سوال) مروجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں۔

(جواب) مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اولاً بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بہ سبب اندیشہ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے معہذا مشابہ بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے ایصال ثواب بدون اس ہیئت کے درست ہے اور جس ضیافت میں امور غیر مشروع ہوں وہاں جانا بھی ناجائز ہے اور جس کا مال حرام ہے خواہ فاحشہ ہو یا مرد مسلم اس کے ہاتھ بیع کرنا اس مال حرام کے عوض حرام ہے کہ کل کو حرام کر دیتا ہے اگر اچھے مال سے خرید کرلے درست ہے فقط۔

مجلس مولود وعرس جس میں خلاف شرع امور نہ ہوں

(سوال) مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں۔

(جواب) عقد مجلس مولود اگر چہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں وعلی ہذا عرس کا جواب ہے۔ بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں مجلس عرس ومولود بھی ایسا ہی ہے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی مخترعہ مجلس کا منعقد کرنا گمراہی ہے اور اس کے کرنے والے کو بدعات کی مذمت کے ساتھ اس کی بھی مذمت کی جائے گی۔

بدون تجدید نعمت حقیقی کے سرور و فرحت کا اعادہ

(سوال) اعادہ کرنا سرور فرحت کا بدون تجدید نعمت حقیقی کے آیا جائز ہے یا نہیں اور یہ دلائل جو مجوزین مولود زمانہ پیش کرتے ہیں مثل صوم عاشورہ کہ شکریہ وموافقت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں رکھا گیا تھا اور اب تک جاری ہے صوم دوشنبہ کو بوجہ یوم ولادت ویوم نزول قرآن شریف میں رکھا گیا تھا اور اب تک جاری ہے اور مثل اعادہ عقیقہ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد نبوت کے کیا تھا حالانکہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کا عقیقہ کر چکے تھے، لہذا روایات مذکورہ سے اثبات اعادہ سرور ہوتا ہے یا نہیں اور نیز روایت عقیقہ صحیح ہے یا ضعیف ارقام فرماویں۔

(جواب) اس کا جواب مفصل جدید مستقل رسالہ بنتا ہے اس کی تحقیق اور جواب براہین قاطعہ میں دیکھو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکہ معظمہ میں مجلس میلاد

(سوال) فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی یوم ولا دته والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیه وسلم یذکرون ارھا صاته التی ظھر فی ولا دته و مشاھدہ قبل بعثته فرأیت انواراً سطعت رفعة واحدة لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسدو لا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامربین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتھا من قبل الملائکه الموکلین بامثال ھذه المشاھد وبامثال ھذه المجالس رأیت یخالط انوار الملائکة انوار الرحمة (۱)

عبارت مذکورہ میں جواز واستحسان شرکت مجلس یوم ولادت وذکر وقائع ولادت ومشاہدہ انوار ملائکہ ثابت ہوتا ہے اور اس سے جواز مولود زمانہ پر حجت لائی جاتی ہے لہذا یہ حجت لانا ان کا

---

(۱) اور میں اس کے پہلے مکہ معظمہ میں مولد نبی ﷺ میں آپ کی ولادت کے دن میں تھا اور لوگ نبی ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ کے ان نشانات کا ذکر کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور آپ کی بعثت کے پہلے کے مشاہد کا ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک نور کو دیکھا جو ایک دم چمکا میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا اس کو میں نے جسمانی آنکھوں سے دیکھا یا یہ کہ روحانی بصیرت سے دیکھا واللہ اعلم کہ معاملہ کیسے تھا اس کے درمیان پھر میں نے ان انوار پر غور کیا تو ان کو فرشتوں کی طرف سے دیکھا جو اس قسم کی مجالس اور مواقع کے لئے مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ ملائکہ کے انوار میں انوار رحمت مل رہے ہیں۔

درست ہے یا نہیں مع مطلب عبارت مذکورہ کے ارقام فرمادیں۔

(جواب) فیوض الحرمین میں حاضری مولد النبی میں کہ مکان ولادت آپ علیہ السلام کا ہے لکھا ہے وہاں ہر روز زیارت کے واسطے لوگ جاتے ہیں یوم ولادت میں بھی لوگ جمع تھے اور صلوٰۃ وذکر کرتے تھے نہ وہاں تداعی سے اہتمام طلب کے تھے نہ کوئی مجلس تھی بلکہ وہاں لوگ خود بخود جمع ہو کر کوئی درود پڑھتا تھا کوئی ذکر معجزات کرتا تھا نہ کوئی شیرینی نہ چراغ نہ کچھ اور نفس ذکر کو کوئی منع نہیں کرتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجلس میلاد

(سوال) بلا مقرر کئے دن کے میلاد مبارک پڑھنا اور بلا راگ یا راگنی کے نظم پڑھنا جس میں مزامیر نہ ہووے اور اس نظم میں سوائے تعریف نبی کے اور کوئی کلمہ یا صنم یا کنھیا وغیر کا نہ ہووے اور تعلیم وقت ولادت کے کھڑا ہونا اس خیال سے کہ وقت پیدا ہونے نبی ﷺ کے ملائکہ مقربین کھڑا ہوئے تھے اور ستارے جھک گئے تھے اوایام شیر خوارگی میں چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور پیدا ہوتے وقت بعض دریا خشک اور بعض جاری ہو گئے تھے اور دیوان خانہ نوشیرواں بادشاہ کا جس کے کنگورے گر گئے تھے دہشت سے اور شیاطین خوف سے پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئی تھیں جس کی روایتیں معتبر موجود ہیں۔ اگر کھڑا ہو جاوے تو کیسا ہے اور بایں خیال کہ ذرا سے حاکم کو دیکھ کر سب آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہفتہ میں دو مرتبہ حضرت کو خبر پہنچتی ہے کہ فلاں امتی نے ایسا کیا۔ آپ کو حیات النبی جان کر تعظیم کرنا پیدائش کے ذکر پر جائز ہے یا نہیں اور سنا ہے کہ آپ کے پیر صاحب حاجی امداد اللہ صاحب بھی مولود سنتے ہیں جواب تفصیل سے فرمائیے۔

(جواب) مجلس مولود کا مفصل ذکر براہین قاطعہ میں دیکھو اور حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی بلکہ قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور اقوال مجتہدین رحمہم اللہ سے ہوتی ہے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ فرماتے ہیں جب ان کے سلطان پیر نظام الدین قدس سرہٗ کے فعل کی حجت کوئی لاتا کہ وہ ایسا کرتے ہیں تم کیوں نہیں کرتے تو فرماتے کہ فعل مشائخ حجت نباشد (۱) اور اس جواب کو حضرت سلطان الاولیاء بھی پسند فرماتے تھے لہذا جناب حاجی صاحب سلمہٗ اللہ

(۱) مشائخ کا فعل حجت نہیں ہے۔

کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بیجا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلس میلاد کو جائز جاننا

(سوال) جو شخص مجالس غیر مشروعہ میں شریک ہووے اور مال خرچ کرے اور اس کو مستحسن اور حلال جانے کہ جن کی حرمت نص صریحہ سے ثابت ہے مثل ناچ و مزامیر و مجالس عرس و روشنی وغیرہ منکرات کثیرہ تو ایسا شخص فاسق ہوگا یا کافر کیونکہ افعال ممنوعہ حرام کو حلال جانتا ہے۔

(جواب) ایسا شخص فاسق ہے کافر کہنے سے زبان بند رکھنا چاہئے اور فعل مسلم کی تاویل کر کے اسلام سے خارج نہ کرے جہاں تک ہو سکے۔ **ولا نکفر احدا من اهل القبلة**(۱) ائمہ مجتہدین فرما گئے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ مأتہ مسائل سے میلاد شریف کی اباحت

(سوال) اس عبارت مأتہ مسائل سے انعقاد مجلس مولود کا اثبات کرنا صحیح ہے یا نہیں و قیاس عرس بر مولود غیر صحیح ست۔ زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست و آں موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ الخ۔(۲)

(جواب) اس عبارت سے نفس ذکر ولادت کی اباحت و سرور کا جواز معلوم ہوتا ہے نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آئی ہے۔ خلاف عرس مروج کے کہ وہ خود قیود کا ہی نام ہے اگر اس وقت میں مجلس مولود ایسے حال پر ہوتی جیسے اب ہوتی ہے تو آپ مثل عرس کے اس کو بھی حرام لکھتے ہیں۔ اس وقت میں یہ مجلس نہیں ہوتی تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ معہذا وہ خود بدعت لکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلس میلاد میں حضور کا تشریف لانا

(سوال) زید دعوی کرتا ہے کہ حضرت ﷺ مجلس مولود شریف میں تشریف لے گئے اور آپ نے اجازت دی۔ اور آپ کے زمانہ میں یہ مجلس ہوئی۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے دودھ اور چھوہارے پر فاتحہ اپنے فرزند ابراہیم کی دی اور عمرو کہتا ہے کہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔ کسی کتاب

---

(۱) ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

(۲) اور عرس کا قیاس مولود پر صحیح نہیں ہے اس لئے کہ مولود خیر البشر کی ولادت کا ذکر ہے اور وہ خوشی و سرور کا باعث ہے اور شرع میں خوشی و سرور کے لئے جمع ہونا جو منکرات و بدعات سے خالی ہو جائز ہے۔

حدیث اور فقہ معتبر سے ثابت نہیں۔ اللہ کی لعنت ہے جھوٹوں پر اگر یہ بات ثابت ہو جاوے تو میں اپنے کہنے اور اعتقاد سے توبہ کروں گا۔ اور زید بھی یہی کہتا ہے کہ اگر یہ بات ثابت نہیں ہوئی تو میں اپنے عقیدہ اور قول سے توبہ کروں گا اس واسطے علمائے دین سے سوال ہے کہ جو کچھ حق ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کتب معتبرہ سے اس کا جواب لکھیں۔

(جواب) زید جھوٹا ہے اور یہ بات کسی معتبر کتاب میں نہیں لکھی زید کو چاہئے کہ ایسی بات سے توبہ کرے اور اگر کسی عالم بے دین سے ایسی بات سنی ہو تو اس کی صحبت میں نہ بیٹھے اور دوسری بات جو زید نے کہی وہ بھی جھوٹ ہے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے بے دین کو سمجھا دیں اور اگر پھر بھی توبہ نہ کرے تو اس کی ملاقات سے پرہیز کریں اور کسی کتاب سے کہ قابل اعتبار ہو یہ بات ثابت نہیں اور عمرو دونوں مسئلوں میں سچا ہے اور اس کی بات بھی ٹھیک ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سید محمد نذیر حسین	حفیظ اللہ بن حبنا اللہ

خواجہ فقیر ضیا مالدین	منصور رشی بست ار احمد	قول المجیب حق احق بالاتباع	فقیر محمد حسن	سید امیر حسین ۱۲۸۳	سید امیر احمد تقوہ

جواب صحیح ست و مہر ایں وقت دیگر جا بودہ لہذا بر دستخط اکتفا نمودہ شد الراقم محمد اسد علی الجواب صحیح الراقم عنایت علی الجواب صحیح احمد علی عفی عنہ محدث سہانپوری شاگرد مولانا محمد اسحٰق صاحب۔

مسعود محمد	ذلک کذلک	الجواب الجواب	اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب
امام مسجد نجیوری	عبدالباری عفی عنہ	محمد تراب علی	من غلب ہواہ عقلہ افتضح	ملا سیف اللہ ولایتی
من اصاب اجاد	الجواب صحیح			
محمد اسحٰق	محمد عبداللہ	سید سبط احمد	حافظ عبداللہ	محمد یوسف جنیدی	محمد اکبر

الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱۔

مجلس میلاد کا حکم

(سوال) مجلس مولود خوانی سرور کائنات ﷺ بایں ہیئت کہ روشنی ہائے کثیرہ زائد از حاجت وامر دان خوش الحان وراگ خوانند اشعار وغیرہ وغیرہ قیودات بالخصوص قیام اسی ذکر مولد اور اسی محفل میں ثابت اور جائز ہے یا نہیں اور شریک ہونا مفتیان کا ایسی مجالس میں جائز ہے یا نہیں ونیز

عیدین و پنج شنبہ وغیرہ میں آب وطعام سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب موتی کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں و نیز خاص بروز سویم میت کے جمع ہو کر بالخصوص کلمہ طیبہ و ختم قرآن مجید مع پنج آیت چنے وغیرہ تقسیم کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں و نیز دہم بستم و چہلم وغیرہ کا کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مجلس مروجہ مولود کہ جس کو سائل نے لکھا ہے بدعت و مکروہ ہے اگرچہ نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگئی کہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ مرکب حلال وحرام سے حرام ہو جاتا ہے پس اس ہیئت مجموعہ مجلس مولود میں بکثرت وزائد از حد ضرورت چراغ جلانا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیۃ(۱) حکم ناطق قرآن شریف کا ہے علی ہذا امردان خوش الحان کا نظم۔ اشعار پڑھنا موجب ہیجان فتنہ کا ہے اور کراہت سے خالی نہیں اور قیام بالخصوص اس ہی ذکر اور اسی محل میں ہونا بدعت ہے پس حضور ایسی محفل کا بسبب ان امور بدعت و مکرہ تحریمہ کے مکروہ تحریمہ اور بدعت ہوگا۔ خواہ عالم لوگ جاویں یا مفتی جاوے بلکہ مفتی کو زیادہ موجب فساد کا ہے کہ وہ عالم ہے اور ایسے فعل سے گمراہ کنندہ خلق کثیر کا ہوتا ہے اور فاتحہ میں ہاتھ اٹھا کر پڑھنا طعام وشراب روبرو رکھ کر مشابہت فعل ہنود سے ہے اور یہ امر شرع میں ایصال ثواب کے واسطے کہیں ثابت نہیں اور من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث(۲) حکم ناطق حرمت مشابہت کا ہے لہذا یہ صنع بھی حرام ہوگا اور سوئم ودہم و چہلم جملہ رسوم ہندو کی ہیں اس تخصیص ایام میں مشابہت بھی ہوئی اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے یہ سب بسبب ان تخصیصات کے بدعت و مکروہ تحریمہ ہیں۔ اگرچہ اصل ایصال ثواب بدوں کسی تخصیص و مشابہت کے درست ہے اور تفصیل ان جملہ مسائل کی بسط کے ساتھ براہین قاطعہ میں ہے اس میں ملاحظہ کر لیویں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب حق وما ذا بعد الحق الا الضلال۔ (۳) احقر محمد حسن غفرلہ مدرس مدرسۃ الغرباء بادشاہی مسجد مراد آباد۔

ذلک حق حقیق بالاتباع (۴) احقر الزمن محمود حسن غفرلہ مدرس مدرسۃ الغرباء مراد آباد۔

---

(۱) بے شک کہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں۔
(۲) جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔
(۳) حق کے بعد بجز گمراہی کے کچھ نہیں ہے۔
(۴) سچ ہے اور پیروی کا حق۔

الجواب صحیح۔ خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔
قد صح الجواب۔ محمد حسن عفی عنہ مرادآبادی۔ الجواب صحیح۔ عبدالصمد عفی عنہ
المجیب المصیب۔ محمد عبداللہ عفی عنہ۔ الجواب حق عبدالحق عفی عنہ۔

الحمدللہ کہ حضرت مجیب لبیب دامت فیوضہم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بلاشک صحیح ہے کسی کو جائے مقال نہیں کیونکہ وہ مخدوم العلماء اور راسخ فی العلم ہیں۔ البتہ بوجہ مزید اطمینان عوام چند عبارات کتب محققین سے تائیداً نقل کرتا ہوں۔ فی الواقع نفس ذکر ولادت رسول ﷺ کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا بلکہ وہ مندوب اور مستحسن ہے مگر بوجہ الحاق امور نامشروعہ جیسا کہ مروجہ زمانہ حال ہے۔ بدعت وحرام ہے سرور عالم ﷺ کا ذکر کیجئے۔ مگر جیسا کہ قرون ثلثہ میں تھا کہ نہ مجلس مولود منعقد ہوئی تھی نہ ذکر ولادت پر قیام ہوتا تھا۔ ہم سب مامور کئے گئے ہیں اتباع سلف صالحین پر نہ کہ اتباع خلف پر امام علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابرین و مستندین سے ہیں مدخل میں فرماتے ہیں۔ **ومن جملة ما احدثوه من البدع من اعتقادهم ان ذلک من اکبر العبادات واظهار الشعائر ما يفعلون فی شهر الربيع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علیٰ بدع و محرمات الیٰ ان قال وهذه المفاسد مترتبة علی فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلامنه وعمل طعام فقط ونوی به المولد ودعی عليه الاخوان وسلم من کل تقدم ذکره فهوبدعة بنفس نية فقط لان ذلک زيادة فی الدين وليس من عمل السلف الماضين اتباع السلف اولیٰ ولم ينقل من احد منهم انه نوی المولد و نحن نتبع السلف فيسعناما وسعهم انتهی** (۱) اور مولانا عبدالرحمٰن المغربی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ **ان عمل المولد بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلی الله عليه وسلم والخلفاء (۲) والا ئمة انتهی** اور

(۱) اور ان بدعات میں سے جو انہوں نے ایجاد کرلیں ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ سب سے بڑی عبادت اور شعائر اللہ کا اظہار یہ ہے جو وہ کرتے ہیں ماہ ربیع الاول میں میلاد کرتے ہیں جس میں کئی بدعتیں اور حرام باتیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ اور یہ تمام مفاسد مرتب ہیں میلاد کے کرنے پر اگر اس میں سماع بھی ہو اور اگر سماع نہ ہو اور صرف کھانا پکایا جائے اور اس سے مولود کی نیت کی جائے اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا جائے اور جو کچھ باتیں اوپر لکھی گئی ہیں ان سے سلامت رہے تو بھی فقط نفس نیت کی وجہ سے یہ بدعت ہے اس لئے کہ یہ دین میں زیادتی ہے اور گزرے ہوئے سلف صالح کا یہ عمل نہیں ہے اور سلف کی پیروی بہتر ہے اور سلف میں کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ انہوں نے مولود کی نیت کی ہو اور ہم سلف کا اتباع کرتے ہیں تو ہمارے لئے اتنی وسعت ہوسکتی ہے جو ان کے لئے ہوسکتی تھی۔

(۲) اور میلاد کا کرنا بدعت ہے۔ جس کو نہ کہا نہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اور نہ خلفاء و ائمہ نے۔

کذافی الشرعة الالھیة (۱) اور مولانا نصیر الدین الادوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بجواب سائل لا یفعل لا نہ لم ینقل عن السلف الصالح وانما حدث بعد القرون الثلثة فی الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فی ما اھمل السلف لا نہ یکفی بھم الا تباع فای حاجة الا تبداع انتھیٰ۔ (۲) اور شیخ الحنابلہ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ ان ما یعمل بعض الامراء فی کل سنة احتفالاً لمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فمع اشتمالہ علی التکلفات الشنیعة بنفسہ بدعة احدثہ من یتبع ھواہ ولا یعلم ما امرہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعة ونھاہ انتھی کذا فی القول المعتمد۔ (۳) اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ تحفۃ القضاۃ میں فرماتے ہیں۔ (سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف) قال لا ینعقد لا نہ محدث وکل محدث ضلالة وکل ضلالة فی النار وما یفعلون عن الجھال علی راس کل حول فی شھر ربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجئی وحاضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمة عن مثل ھذا انتھیٰ (۴) اور صاحب سیرت شامی فرماتے ہیں۔ جرت عادة کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضع صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیمالہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعة لا اصل لہ ۔ (۵) اور مولانا فضل اللہ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ بحجۃ العشاق میں فرماتے ہیں۔

---

(۱) شرعیہ الہیہ میں ایسا ہی ہے۔
(۲) سائل کے جواب میں فرمایا کہ نہ کرے اس لئے کہ یہ سلف صالح سے منقول نہیں بلکہ قرون ثلثہ کے بعد بد بخت زمانے میں لوگوں نے اس کی ایجاد کی ہے اور سلف نے جس کو چھوڑ دیا ہے اس کی پیروی ہم خلف نہیں کر سکتے اس لئے ان کی پیروی ہی کافی ہے تو نئی چیز نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔
(۳) یہ جو بعض امراء ہر سال نبی ﷺ کی میلاد پر جشن مناتے ہیں تو اس میں علاوہ اس کے کہ تکلفات شنیعہ ہیں بنفسہ بدعت ہے جس کو اس نے ایجاد کیا جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو کیا حکم کیا جو صاحب شریعت تھے اور آپ نے اس کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ قول معتمد میں اسی طرح ہے
(۴) قاضی سے مجلس مولود شریف کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا نہ کی جائے اس لئے کہ یہ بدعت ہے اور کل بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں جانے والی ہے اور یہ جو جاہل لوگ ربیع الاول کے مہینہ میں ہر سال کی ابتداء پر کرتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں اور وہ ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ آپ کی روح ﷺ تشریف لاتی ہے اور حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ انکا خیال باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور ائمہ نے اس کو مثل اور باتوں سے بھی منع فرمایا ہے۔
(۵) اور بہت سے محبین کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب نبی ﷺ کی ولادت کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

ما یفعل العوام فی القیام عند ذکر وضع خیر الا نام علیه التحیة والسلام لیس بشئی بل هو مکروه اور قاضی نصیر الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ طریقۃ السلف میں فرماتے ہیں **وقد احدث بعض جهال المشائخ امورا کثیرة لا نجد لها اثر اولا رسما فی کتاب ولا فی سنة منها القیام عند ذکر ولا دة سید الا نام علیه التحیة والسلام** (۱).

اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں: بنظر انصاف بہ بنید اگر حضرت ایشان فرضا درین زمان موجودہ بودند ودر دنیا زندہ می بودند واین مجالس واجتماع کہ منعقد می شد آیا باین راضی می شدند واین اجتماع را می پسندیدن یا نہ یقین فقیر آنست کہ ہرگز این معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنند یا نکنند ہیچ مضائقہ نیست وگنجائش مشاجرہ نہ اگر مخدوم زادہا دیاران انجا بر ہمان وضع مستقیم باشد نا فقیران از صحبت ایشان غیر از حرمان چارہ نیست انتہی زیادہ چہ تصدیقہ دہد والسلام (۲) اور شرکت جملہ مجالس غیر مشروعہ کی نہ عام لوگوں کو درست ہے نہ مفتیوں کو قال اللہ تعالیٰ **وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها ویستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم الخ** (۳) امام محی السنہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ معالم التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں۔ **وقال الضاحک عن ابن عباس رضی اللہ عنه دخل فی هذه الایة محدث فی الدین وکل مبتدع الیٰ یوم**

---

(۱) عوام جو ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے ذکر کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ مکروہ ہے۔ اور بعض جاہل مشائخ نے بہت سی باتوں کو ایجاد کر لیا ہے، جس کا کوئی اثر یا رسم ہم نہ کتاب میں پاتے ہیں نہ سنت میں انہی میں سے ایک ولادت سید انام علیہ التحیۃ والسلام کے ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا ہے۔

(۲) بنظر انصاف دیکھو کہ اگر بالفرض حضور اس زمانہ میں موجود ہوتے اور دنیا میں زندہ ہوتے اور یہ مجالس واجتماع منعقد ہوتے تو کیا اس سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے یا نہ فقیر کا یقین یہ ہے کہ آپ ہرگز اس بات کو منظور نہ فرماتے بلکہ انکار ہی فرماتے فقیر کا مقصد تو صرف اطلاع دہی ہے قبول کریں یا نہ کریں کوئی حرج نہیں اور جنگ کی کوئی ضرورت نہیں اگر وہاں کے مخدوم زادے اور احباب اسی وضع پر ثابت قدم رہنا چاہیں تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے بجز محرومی کے کوئی چارہ نہیں فقط زیادہ کیا تکلیف دی جائے۔

(۳) ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ نے تم پر یہ حکم اتار دیا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو ایسے سنو کہ اس کا کفر کیا جا رہا ہے اور اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کسی اور بات میں نہ مصروف ہو جائیں ورنہ اس وقت تم بھی انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔

القیمة. (۱) اور اسی تفسیر کو قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں ارقام فرماتے ہیں ایسا ہی ایصال ثواب بہتر مگر رسوم غیر جائز و بدعت کو ان کے ساتھ شریک کر لینا اور ثواب کو کھو دینا اور گناہ کا مرتکب ہونا ہے۔ قرون ثلثہ میں ایصال ثواب بھی کیا جاتا تھا مگر نہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھی جاتی تھی نہ رسوم سوئم و دہم بستم چہلم کی کچھ تعیین تھی۔ ایصال ثواب الیٰ الاموات کیجئے مگر بلا قید۔ جیسا کہ بزرگان سلف کا طریقہ تھا نہ بطریق اختراع و ابتداع خلف فتاویٰ سمر قندیہ میں مرقوم ہے۔ قراءة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة (۲) اور کبیری شرح منیۃ المصلے میں ہے واتخاذ الطعام عند قرائة القرآن یکرہ (۳) اور نصاب الاقتساب میں ہے ان معرفا یقوم فیصف النعال ویقرأ بعد الختم اية من الاخلاص ثلثا ومن الفاتحة مرة وهو قائم والناس قعود انه بدعة ولم ينقل هذا الصنع من السلف (۴) اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ فرمایا، كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة انتهى (۵) چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ واتخاذ الضيافة من اهل الميت وهي بدعة مستقبحة لما روى ابن ماجة والامام احمد باسناد صحيح. (۶) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں قال الطيبي من اصر على امر مندوب وجعل عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة او منكر هذا محل تذكر الذين يصرون على الاجتماع في اليوم الثالث للميت ويرونه ارجح من الحضور للجماعة ونحوه. (۷) اور فتاویٰ بزازیہ

---

(۱) اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہو گیا جو قیامت تک دین میں بدعتیں نکالے اور دین میں ہر زیادتی بھی اس میں داخل ہو گئی۔

(۲) اور فاتحہ اور سورۂ اخلاص و کافروں کو کھانے پر پڑھنا بدعت ہے

(۳) اور قرآن پڑھنے کے وقت کھانا کھلانا مکروہ ہے۔

(۴) ایک معرف جوتوں کی صفت کے پاس کھڑا ہوتا ہے اور ختم کے بعد سورۂ اخلاص تین بار اور سورہ فاتحہ ایک بار کھڑے ہوئے پڑھتا ہے اور لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ یہ بدعت ہے اور اس قسم کا کام سلف سے منقول نہیں ہے۔

(۵) ہم مردے کے گھر والوں کے پاس جمع ہونے اور ان کا کھانا پکوانا نوحہ گری میں سمجھتے تھے۔

(۶) اور اہل میت کی طرف سے ضیافت کا ہونا بہت بڑی بدعت ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷) طیبی نے فرمایا ہے کہ جو شخص امر مستحب کے کرنے پر اصرار کرے اور اس کو لازم قرار دے اور اجازت پر عمل نہ کرے تو اس نے شیطان کی گمراہی کا حصہ پالیا تو پھر کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بدعت یا امر منکر پر اصرار کرے یہ جگہ ہے ان لوگوں کی نصیحت کے لئے جو میت کے لئے تیسرے دن جمع ہونے پر اصرار کرتے ہیں اور اسکو جماعت میں حاضر ہونے پر ترجیح دیتے ہیں۔

میں مرقوم ہے یکرہ اتخاذ اطعام الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص انتھی (۱) اور شرح منہاج امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الوردو العودو اطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشرو العشرین والاربعین والشھر السادس والسنۃ بدعۃ. (۲) اور حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت و مدارج میں فرماتے ہیں ایں اجتماع مخصوص بروز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است وحرام انتہی ۔ (۳) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ میں فرماتے ہیں دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و فاتحہ سالیانہ این ہمہ را در عرب اول وجود نبود مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز وطعام ایشان یک شبانہ روز رسمے نباشد انتہی (۴) اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں وبعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالیانہ ہیچ نکنند انتہی اللھم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الحق والکتاب۔ الجواب صحیح ابوسعید محمد حسین۔

---

(۱) اور پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا اور موسم میں قبر پر کھانے کا لے جانا یعنی عرس وغیرہ کے موقع پر اور قرآن مجید کے پڑھنے کے لئے دعوت دینا اور صلحا، فقراء کو ختم کے لئے) یا سورۂ انعام یا سورہ اخلاص پڑھنے کے لئے دعوت دینا سب مکروہ ہے۔

(۲) تیسرے دن قبر پر جمع ہونا اور گلاب وعود کا تقسیم کرنا اور مخصوص ایام میں کھانا کھلانا جیسے تیسرے پانچویں نویں دسویں بیسویں اور چالیسواں اور چھٹے مہینے اور سال بھر کے بعد یہ سب بدعت ہے۔

(۳) یہ مخصوص اجتماع تیسرے دن کا اور دوسرے تکلفات اور بے وصیت کے یتامی کے حق میں سے مال کا صرف کرنا بدعت ہے اور حرام۔

(۴) ہماری بری عادات میں سے دوسری عادات فضول خرچی ہے جو ماتموں میں اور چالیسویں اور سالانہ کی فاتحہ میں ہوتا ہے اور ان تمام چیزوں کا عرب اول میں وجود نہ تھا مصلحت تو یہی ہے کہ میت کے وارثوں کی تعزیت تین دن اور ان کو ایک دن ایک رات کھانا دینے کے سوا اور کوئی رسم نہ ہو۔

(۵) میرے مرنے کے بعد دنیوی رسوم جیسے دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور سالانہ بری کچھ نہ کریں اے اللہ ہم کو حق اس طرح دکھا کہ حق معلوم ہو اور باطل اس طرح دکھا کہ باطل معلوم ہو۔

ھوالصحیح لقد اصاب المجیب الملبیب جواب نہایت صحیح اور درست ہےابوسعید محمد حسین۔

بندہ حبیب، مولوی احمد شاہ، حررہ دین محمد، محدث بٹالوی۔

عفی عنہ حسن پوری عفااللہ عنہ

اصاب من اجاب، الجواب صحیح عبدہ المسکین وہاج الدین غفرلہ ہذاالجواب صحیح عبدہ الجمیل

ابوالخیر سعد الدین غفرلہ۔ محمد عبدالجمیل۔

صح الجواب واقعی مولود رسمی اور فاتحہ سوم دہم چہلم مروجہ بدعت ہے اور ناجائز ہے حررہ خلیل احمد عفا اللہ عنہ۔

کلہا صحیح بندہ محمود عفی عنہ۔الجواب صحیح خاکسار محمد صدیق مرادآبادی۔خلیل احمد انبیٹھوی۔

محمود حسن ۱۳۰۳ دیوبندی محی الدین خان احمد ۱۲۶۰۔محی الدین عفی عنہ مرادآبادی۔

الجواب صحیح عبدالرحمٰن کان اللہ لہ‘ عبدالرحمٰن بن عنایت اللہ

لقد سعی المجیب الملبیب سعیا موفوراوکان سعیہ سعیا مشکورامحمد حسین مرادآبادی ۱۳۰۵۔

فی الحقیقت محفل میلاد شریف جو خالی منہیات وبدعات شرح سے ہووے تو ادب ومستحب ہے ورنہ حرام وممنوع ہےاور طریقہ ایصال ثواب مندرجہ سوال بدعت ہے۔مولانا محمد عالم علی۔

کماحررہ المجیب المصیب فقط محمد قاسم علی عفی عنہ مفتی شہر مرادآباد محمد قاسم علی خلف۔

المجیب مصیب احمد حسن دیوبندی۔الجواب صحیح بندہ ہیچمدان محمد حشمت علی عفی عنہ۔

محمد حشمت علی خان مرادآبادی۔

احمد حسن صاحب امردہی مااٰتکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتھوا۔

المجیب مصب محمد حسن عفی عنہ۔محمد حسن مرادآبادی ۱۲۸۰ ھوالصحیح عبدالحق مولانا مولوی اسمہ احمد ۱۲۹۷۔

اصاب من اجاب الجواب حق الحق احق بالاتباع۔

سید محمد عبدالرشید عفی عنہ عبدالحکیم عفی عنہ۔

الجواب صحیح المجیب شاب والجواب صواب لقد صح الجواب اصاب من اجاب۔

حسینی شریف عفی عنہ بنگلوری عاصی محمد عبدالحق مرادآبادی احقر بشیر احمد عفی عنہ محمد جان علی محدث مقیم مرادآباد مدرس درباغ قاضی صاحب۔

اگر ذکر میلاد جناب سرور کائنات بطور وعظ متضمن روایت صحیحہ خالی بدعات سے ہوتو

مستحسن ہے اور بالفعل رسمی مولد میں کہ بیشتر امور خلاف سنت و اشعار خلاف ادب بلکہ کفر و الحاد تک مذکور ہوتے ہیں قابل حذر و زجر ہیں اور فاتحہ غیر مسنون التزاماً اجتماع مردم طعام میت جو رسمی طور پر تقسیم ہوا کرتا ہے خالی کراہت و بدعت سے نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب قمہ المذنب الاداہ محمد لطف اللہ عفی عنہ مفتی ریاست رامپور بے شک مجیب نے نہایت درست تحریر کیا ہے فماذا بعد الحق الا الضلال۔

فقط براہ محمد رضائے خدا

محمد رضا خان ۱۲۸۵ ولد محمد عمر خان الحق یوخذ بالنواجذ کتبہ العبد المتمسک باللہ محمد سلیم محمد سلیم اللہ ۱۲۹۲ الجواب صحیح عبد القادر خادم شریعت رسول اللہ مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۵۸۔

مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور

الحق احق بالاتباع حررہ عبدہ الخیف محمد علی رضا مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور۔ ابو الخیر محمد رضا ۱۳۰۴ علی۔

جواب الجواب اصح اور حق یہی ہے اور ماعدا اس کا باطل ہے عبد الوہاب خاں عفی عنہ۔

بلاریب محفل میلاد کہ جو فی زمانناہذا معمول بہ ہے وہ محض خلاف شرع اور منہی عنہ ہے اور ایصال ثواب بلا تقید و تعین اوقات کے موتیٰ کی نسبت ثابت ہے اور بہیئت کذائی فاتحہ مذکورہ اور سوئم و دہم و بستم و چہلم و برسی وغیرہ سارے کے سارے افعال کو جو مسلمانوں نے ہنود و دیگر مذہب والوں سے اخذ کئے ہیں۔ شرعاً ناروا و ناجائز ہیں۔ چنانچہ فقیر نے اپنے بعض بعض رسائل مطبوعہ سابق میں بھی بطور بسط اس کو لکھا ہے۔ فقط اور سب جواب مجیب کے صحیح ہیں واللہ اعلم و علمہ، احکم واتم مسکین محمد اسمٰعیل بیگ غفرلہ مدرس عربی مدرسہ امدادیہ المرقوم ۱۸ شہر ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ محمد دائم علی عفی عنہ۔ صانہ محمد اسمٰعیل الخلیل مراد آبادی ۱۲۹۶۔

واقعی نفس میلاد بطریق وعظ کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مندوب مگر بہیئت مروجہ خالی از حرمت و بدعت نہیں اور ایصال ثواب اس طریقہ پر بدعت فقط حررہ محمد عبد الغنی عفی عنہ سہنسپوری بلاریب طریقہ ایصال ثواب مندرجہ سوال زمانہ خیر القرون میں نہ پایا جاتا ہے اور ایسے ہی محفل میلاد بھی۔

الجواب صحیح محمد ہدایت العلی عفی عنہ محمد ہدایت العلی لکھنوی مقیم مراد آباد۔

بلاشک یہ طریقہ ایصال ثواب اور یہ محفل میلاد بہیئت کذائی عند اہل الشریعۃ بدلائل مذکورہ بالا دنیز بادلہ کثیرہ مماسواہا نامشروع و بدعت ہے کذا فی الکتاب الشرعی فقط۔ محمد زکریا عفی عنہ ۱۳۰۹

مظفر پوری۔

الجواب صحیح سید محمد حسن بغدادی۔

ہر دو جواب مرقوم بالا شک صحیح مستند محفل میلاد بہیئت کذائی بدعت است و فاتحہ رسمی و سویم و دہم و چہلم جملہ از رسوم ہنود مستند (۱) واللہ اعلم کتبہ عبد ربہ القوی محمد نعمت اللہ البردوانی انگلسوی

الجواب صحیح ابوالفضل محمد نصیر الدین عفی عنہ۔ ابوالفضل محمد نصیر الدین ۱۳۰۶۔

جوابات صحیح اور حق ہیں۔ عنایت الٰہی عفا اللہ عنہ سہارنپوری عبد المنان محمد عبد الرحمٰن ۱۳۰۱ سراج گنجی ثم شاہ باز پوری۔

جوابات صحیح ہیں اس لئے امور مذکورہ سوال حق متلقی عن الرسول کے خلاف ہیں جو امور اس کے خلاف ہیں وہ بدعت ہیں۔ سخاوت علی عفی عنہ مدرسہ اسلامیہ انبیٹھ سخاوت علی۔

صح الجواب من غیر شک ولا ارتیاب فاعتبروا یا اولی الالباب فقیر محمد حسین الدہلوی۔

الجواب صحیح ہر چیزے کہ از عبادات باشد و ثبوتش من خیر القرون نباشد آن بلا ریب بدعت است و تجاوز از حدود شرعیہ ہست۔

المسکین خادم العلماء خلیل ڈھوڈیالوی ثم انبالوی۔ مولوی خلیل اللہ واعظ۔

امور مندرجہ سوال محض محظور اور ممنوع ہیں۔ حاضر ہونا ایسے مواضع میں کام مبتدع اور نا خدا ترسوں کا ہے نفس محفل کو مندوب اور مستحب سمجھنا کام ناواقف کا ہے۔ قواعد اصول اور تصریحات علمائے فحول سے ذکر جناب ﷺ کا البتہ مندوبات شرعیہ سے ہے محفل اور جملہ تقیدات بلا شبہ بدعت و مکروہ ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المعتصم سراج احمد عفا اللہ عنہ۔ صفحہ ۲۷۰۔ ۲۷۱

من اجاب فقد اصاب الجواب صحیح الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جمیل احمد اسرائیلی سنبھلی العبد محمد حسین محمد حسین تمنا جان ۱۲۸۲۔ وتوکل علی العزیز الرحمٰن دیو بندی۔

الجواب صحیح محمد امان اللہ الکشمیری مرادآبادی

المجیب مصیب انعقاد جلسہ محافل مولود مروجہ جلسہ فاسقانہ ہے۔ فاعل عامل کل بدعۃ ضلالۃ مرتکب حدیث بدعت ہیں۔ خادم العلماء بل من تراب اقدامہم محمد اللہ یار عفی عنہ واعظ بریلوی۔

الجواب صحیح العبد فتح محمد تھانوی الجواب حق بلا ارتیاب محمد سعد الدین الکشمیری عفا اللہ عنہ

---

(۱) اوپر کے دونوں جواب بلا شک صحیح ہیں محفل میلاد اس موجودہ صورت کی بدعت ہے اور رسمی فاتحہ اور سویم و دہم و چہلم جملہ ہنود کی رسمیں ہیں۔

الجواب صحیح بندہ محمد امین الدین عفی عنہٗ اورنگ آبادی لاشک فیہ محمد امین ست ۱۳۰۳
الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ۔ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند محمد منفعت علی ۱۳۰۲۔
الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔
الجواب صحیح بندہ امید رضا عفی عنہ امیر رضا ۱۳۱۰ا الجواب صحیح محمد اسحٰق امرتسری۔

التزام مالایلزم ان سب امور میں موجود ہے اور یہ التزام عبادات ہوں یا عادات ہوں اس امر میں یہ حصہ شیطانی ہے۔ حسب حدیث انصراف کے نماز سے جو کہ یہ سب امر خیر القرون میں نہیں تھے تو ان کا عدم خیر القرون میں واسطے ممانعت کے کافی ہے مجوز کو چاہئے کہ کوئی حدیث یا آیت دلیل جواز کی پیش کرے عدم قدیم ہمارے واسطے دلیل کافی ہے اور ذکر خیر آنحضرت ﷺ ہر طرح موجب خیر و برکت کا ہے امور ممنوعہ اس کے ساتھ مل کر اس کو بھی اپنے جیسا کر لیتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد عبدالرحمٰن عفی عنہ بقلم عبدالسلام بن انصاری ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ از پانی پت۔ محمد عبدالرحمٰن شاگرد مولانا اسحٰق صاحب۔

یہ سب امور بدعت سیئہ سے ہیں ان امور کا التزام نہ حضرت ﷺ سے اور نہ خلفائے راشدین سے ہے۔ قرآن کی مجلسوں میں تو کوئی حاضر ہوتا نہیں ہے جیسے مولود خوش الحانوں کے پڑھنے پڑھانے میں عوام کالانعام جمع ہوتے ہیں اور سوم و دہم وغیرہ کل بدعات ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب صح الجواب سید مصطفیٰ ابن محمد مفتی مدینہ خاص الجواب صحیح الحق احق ان یتبع العبد المسکین راجی رحمۃ رب العالمین۔ بخشندہ ست عاصیان رحیم۔

قول صحیح من غیر شک وشبهة ومن شک فیه فقد کفر محمد عبدالجبار عفی عنہ محمد یٰسین راجی رحمۃ ارحم الرحمین شیرکوٹی۔

محمد یٰسین عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح مدرس مدرسہ رڑکی
الجواب صحیح کتبہ عبدالواحد بن عبداللہ غزنوی الحق لایتجاوز عمافی ہذا الجواب۔
وانا ابوعبید احمد اللہ عفی عنہ محدث امرتسری کتبہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی۔
ہذا الجواب صحیح عبدالرحمٰن ابن مولوی غلام العلی المرحوم اشاعۃ القرآن۔
الجواب صحیح ابوالحق محمد الدین عفی عنہ احمد بن عبداللہ الغزنوی۔

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة جواب صحیح اور بالکل صحیح ہے محمد عبدالرحمٰن البہاری

ابو اسحٰق محمد الدین۔

ابوالوفا ثناءاللہ کفاہ اللہ خادم مدرسہ تائیدالاسلام امرتسری ثناءاللہ محمود ہے۔

مولودخوانی مطلقاً وغیرہ رسم وعادات جہلاء موت فوت میں جواوپر مذکور ہوئے سب بدعت وضلالت اور صریح گمراہی ہیں کل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار وما ذا بعد الحق الا الضلال ومن لم يقبل فليباهلني.

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا .(۱) عبدالحق الغزنوی مباہل اہل باطل۔

الجواب حق وما ذا بعد الحق الا لضلال. ابویعلیٰ عبدالاعلیٰ غزنوی۔

للہ من اجاب احقر الدهور بنده عبدالغفور .عبدالغفور سنوهاری

الجواب صحيح محمد عبدالعزيز.

ذکر ولادت اور ایصال ثواب میت کو جائز اور مستحب ہے لیکن جس طرح جہلاء زمانہ نے قیام وغیرہ متفرق قیدیں نکالی ہیں۔ وہ بدعت سیئہ ہیں اور اصرار کرنا بدعت کبیرہ ہے اور بعض وقت نوبت کفر تک پہنچتی ہے حکیم محمد ضیاء الدین عفی عنہ بقلم بندہ احمد۔ حکیم محمد ضیاء الدین خلیفہ حضرت حافظ ضامن صاحب شہید۔

بدون قیام کے مجلس میلاد کا انعقاد

(سوال) انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے وتداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجالس میلاد وعرس وسوم وچہلم

(سوال) سوئم چہلم وغیرہ کی مجلس تخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی ترک کرنا چاہئے اور اس مجلس میں جانا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) مجالس مروجہ زمانہ ہذا میلاد وعرس وسویم وچہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہئے کہ اکثر معاصی اور بدعات سے خالی نہیں ہوتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے اور جو قبول نہ کرے وہ مجھ سے مباہلہ کرے اے اللہ ہم کو حق دکھا حق کے طور پر اور باطل دکھا باطل کے طور پر۔

مجلس میلاد کا کرنا

(سوال) زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں ہے اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکر خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا بخیال اس کے کہ خرچ زائد ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اس کے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیوے گا جبکہ میں اس مجلس کو نہ کروں گا بہانہ شرع کا ہو جاوے گا اور خود نہ شریک ہونا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہوں گے اول تو ان خیالات سے مانع ہوا بعدہ بہ نیت خلصاً للہ مانع ہوا لہذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق وحال وانکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعث ریا تو نہیں ہے۔

(جواب) بہر حال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محفل میلاد جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں

(سوال) محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

(جواب) ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔

فتویٰ مولوی احمد رضا خان صاحب درباب میلاد شریف

فتویٰ:۔ درباب عدم جواز مجلس مولود مروجہ از مجموعہ فتاویٰ قلمی احمد رضا خان صاحب منقولہ از باب الحظر صفحہ ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳۔ موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری۔

(استفتاء) اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد حضور خیر العباد علیہ الوف تحیۃ الی الیوم التناد میں جو شخص کہ مخالف شرع مطہر مثلاً تارک صلوٰۃ شارب خمر ہو داڑھی کترواتا ہو یا منڈواتا ہو موچھیں بڑھاتا ہو بے وضو بے ادبی گستاخی سے بروایات موضوعہ تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر مولود پڑھتا یا پڑھاتا ہو اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزاء مزاح کرے بلکہ اپنے مقتدیوں کو حکم کرے داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے ان کے رخسار صاف صاف ہوتے ہیں ایسے ہی ان کے دل مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہیں ایسے شخص سے مولود شریف

پڑھوانا یا اس کو پڑھنا یا ممبر و مسند پر تعظیما بیٹھنا بٹھانا بانی مجلس و حاضرین و سامعین کا ایسے اشخاص کو بوجہ خوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں اور ایسے آدمی سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور فخر عالم ﷺ کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے خوش ہو کر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب اور حضور اقدس ﷺ کی روح خوش ہوتی ہے یا ناخوش اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے خوش ہو کر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب اور حضور اقدس ﷺ ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں بانیین اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب بینوا من الکتاب توجروا عند رب الارباب۔

(جواب) افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق فاجر مستحق عذاب نیر ان وغضب رحمٰن اور دنیا میں مستوجب ہزاران ذلت وہوان خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے مجرد مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پرنور سید عالم ﷺ ہے تعظیما بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے۔تبیین الحقائق وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے فی تقدیم الفاسق تعظیمہ وقلوجب علیھم اھانتہ شرعاً (۱)

روایت موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور پرنور سید عالم ﷺ کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والے سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور اپنا گناہ خود اس پر علاوہ اور ان حاضرین وقاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ خود اس پر طرہ مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو۲ ہزار دو۲ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اس قاری کے اور ایک خود اپنا پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروعہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال وعذاب تازہ ہوگا مثلاً فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو۱۰۰ سو۱۰۰ گناہ اس قاری وعلم دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دوسو قس علی ھذا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من دعا الی ھدی کان لہ من الا جر مثل اجور من تبعہ لا ینقص

---

(۱) فاسق کو بڑھانا دراصل اس کی تعظیم کرنا ہے حالانکہ ان پر شرعا اس کی اہانت واجب ہے۔

ذلک من اجورھم شیئا ومن دعی الی ضلالۃ کان علیہ من الا ثم مثل اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامھم شیئاً رواہ الائمۃ احمد ومسلم والا ربعۃ عن ابی ھریرۃ (۱) رسول اللہ ﷺ پاک ومنزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس شیاطین کا ہجوم ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین ذکر شریف حضور پر نور سید عالم ﷺ باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز ہے اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو حدیث صحیح میں ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ رواہ الا ئمۃ احمد ومسلم والا ربعۃ الا النسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ورواہ البخاری تعلیقا۔ (۲) اگر عیاذاً باللہ استخفاف وتحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے یونہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزا صراحۃً کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل ابا للہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذر وا قد کفر تم بعد ایمانکم (۳) یوں ہی وہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضاالبریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمدی سنی ۱۳۰۰ حنفی
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

عرس میں شرکت

(سوال) جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لئے اس قدر اجر ملے گا جس قدر اجر کہ پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جو شخص کہ گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کو اس قدر گناہ ملے گا جتنا کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی اس کو امام احمد ومسلم اور چاروں ائمہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔
(۲) نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس کو امام احمد ومسلم اور چاروں ائمہ نے بجز نسائی کے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس کو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔
(۳) کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کرتے تھے اور آج تم خبردار کوئی عذر کرنا کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کرلیا۔

(جواب) کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔

ہر سال عرس کرنا

(سوال) جناب مولانا فضل الرحمن صاحبؒ کا عرس گنج مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا ہے بذریعہ اشتہار تاریخ عرس تشہیر بھی کی جاتی ہے خاص مریدان سلسلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جاتی ہے تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے قوالی راگ سماع مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ روشنی بھی نہیں ہوتی ہے امیدوار ہوں کہ جواب باصواب مرحمت فرماویں کہ میاں صاحب موصوف کے یہ عقائد بموجب شرع شریف جائز درست ہیں یا باطل لغویات سے ہیں اگر ناجائز و نادرست نزد شارع علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں اور صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والے اور رسول مقبول ﷺ کو علم الغیب جاننے والے باوجودیکہ قرآن وحدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تھا اور پھر واقف کار لوگوں کا سمجھنا اور میاں صاحب کا اصرار اپنے عقائد پر ان کو کس درجہ کا گنہگار بناتا ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں ایسا عرس جس میں سب التزام ہو تاریخ تعین بھی ہو اجتماع بھی ہو پھر قوالی راگ مزامیر سماع و ناجائز مجمع عورتوں کا نہ ہو جائز و درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ از بندہ محمد یحییٰ السلام علیکم علم غیب کے متعلق دو تین رسالے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت کی کتاب براہین قاطعہ میں یہ بحث اور بحث عرس وغیرہ خوب مدلل مذکور ہے۔ والسلام

عرس کا حکم

(سوال) اول زید پیری مریدی کا پیشہ کرتا تھا قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ مرید لوگوں نے زید وایک جلیل القدر بزرگ سمجھ کر وقت دفن کرنے کے قبر میں ہر چہار طرف پتھر لگا کر دفن کیا اور پھر حسب دستور زمانہ حال زید کی قبر کی چہار دیواری پختہ بنائی۔ دوم مرید لوگ زید کی سالانہ برسی کرتے ہیں یعنی ایک تاریخ مقرر کر کے کسی دوسرے بزرگ کی خانقاہ میں سب مرید جمع ہوتے

ہیں وہاں پر خلیفہ زید کا مریدان حاضرین کو توجہ دیتا ہے اور نیز ظاہر کرتا ہے کہ زید اس وقت جلسہ ہذا میں تشریف لائے بلکہ شریک جلسۂ ہذا ہیں اور فلاں فلاں ارشاد فرماتے ہیں شرعاً امور مذکور الصدر درست ہیں یا خلاف اور جو شخص امور مذکورہ کا مرتکب ہو اس کا امام بنانا درست ہے یا نہیں اور وہ شخص کس درجہ میں ہے فتویٰ مفصل و مشرح ارقام فرمایا جاوے۔

(جواب) قبر میں پتھر لگانا مکروہ ہے اور فقہاء نے صراحۃً اس کو منع لکھا ہے اور مولانا محمد اسحٰق دہلوی مہاجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہ تمام ہندوستان کے علماء محدثین کے استاد و استاد زادہ نواسہ و شاگرد و خلیفہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے ہیں اپنے مسائل اربعین اور مائۃ مسائل میں اس کو منع لکھتے ہیں الفاظ اربعین کے یہ ہیں پختہ ساختن قبر و تعمیر نمودن گنبد و چہار دیواری و چبوترہ نزد قبر جائز نیست(۱) اور عرس کے باب میں بھی جواب یہ ہے کہ منع ہے اربعین میں مولانا مرحوم لکھتے ہیں مقرر ساختن روز عرس جائز نیست و در تفسیر مظہری مینویسد لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد اليها من الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرسا(۲) انتہیٰ اور یہ ہفوات کہ شیخ جلسہ میں حاضر ہے اور یہ امر فرماتا ہے۔ اگرچہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت و ضلال و گناہ سے خالی نہیں بسبب انجام شرک کے لہٰذا یہ سب امور ممنوع و خلاف سنت ہیں اگر مرتکب و مصوب ان امور کا اصرار کرے اور ترک نہ کرے تو امام بنانا اس کو منع ہے گو اس کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے جب تک فساد عقیدہ اس کا محقق نہ ہو اور بندہ مولانا محمد اسحٰق مرحوم کے فتاویٰ سے یہ نقل کرتا ہے اگر کسی کو شبہ ہو دونوں رسالہ مذکورہ بالا کو مطالعہ کر لیوے اور نصوص حدیث و فقہ کو نقل نہیں کرتا کہ ان کے مطالعہ سے عوام بلکہ خواص ہمارے زمانہ کے بھی قاصر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب الجواب صحیح والمجیب مصیب الجواب صحیح۔

فخر الدین عفی عنہ گنگوہی گل محمد سرور علی شاہ عفی عنہ

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

---

(۱) قبر کو پکا بنانا اور گنبد کی تعمیر کرنا اور قبر کے پاس چار دیواری اور چبوترہ بنانا جائز نہیں۔

(۲) عرس کے لئے دن مقرر کرنا جائز نہیں ہے اور تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جو کچھ جہال اولیاء و شہداء کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں وہ جائز نہیں ہے جیسا کہ سجدہ اور اس کے اطراف طواف کرنا اور چراغوں کا جلانا اور مسجدوں کو اس کی اطراف میں بنانا اور ہر سال کے بعد اجتماع مثل عید کے اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں۔

الجواب صحیح حبیب الرحمٰن مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔
ہذا الجواب صحیح محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ عربی دیوبند۔ جوابات وسوالات صحیح ہیں عنایت الٰہی عفی عنہ۔
جواب صحیح ہے اللہ تعالیٰ ان فضائح کے مرتکب کو اجتناب کی توفیق دے کے اتباع سنت پر قائم رکھے مشتاق احمد عفی عنہ۔ جواب صحیح ہے اور اس عبارت سے گریز بھی کمال درجہ گمراہی ہے۔
احمد علی عفی عنہ غوانپوری وارد حال سہارنپور۔ الجواب صحیح فضل الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی ہذا الجواب صحیح ومنکرہ فضیح۔
الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند۔ محمد مراد ثناء اللہ عفی عنہ از مظفر نگر۔
صح الجواب المجیب مصیب محمد اسحاق نہٹوری عفا اللہ عنہ الجواب صحیح۔
صدیق احمد مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔

الجواب صحیح	جواب صحیح ہے	الجواب صحیح	الجواب صحیح۔
بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی۔	محمد عبد الرشید انصاری سہانپوری۔	بندہ محمود عفا اللہ عنہ دیوبندی	عبد الرزاق

من اجاب اصاب	الجواب صحیح	اصاب من اجاب	الجواب صحیح	الجوب صحیح
محمد بشیر احمد عفی عنہ	حبیب الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی۔	محمد یٰسین عفی عنہ دیوبندی	غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند۔	محمد یعقوب علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند۔

تمام شد

کتاب الجنائز

جنازے اور میت اور قبروں کے مسائل کا بیان

مردوں کو ثواب کس طرح پہنچتا ہے

(سوال) ایصال ثواب میں نیت سب اموات کی کرے تو سب کو برابر پہنچے گا یا تقسیم ہو کر پہنچے گا۔

(جواب) یہ ثواب سب پر حصہ رسد تقسیم ہوگا۔ جیسا کہ ظاہر ہے اور سب کو ہر ہر واحد کو پورا ثواب جیسا مشہور ہے کوئی روایت صحیح اس کی بندہ کو معلوم نہیں واللہ اعلم۔

ثواب میت کو کس طرح پہنچے گا

(سوال) ایک شخص کے جس وقت دل میں آتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ الٰہی جس قدر مجھ سے نیکیاں تمام عمر میں ہوئی ہوں میں نے ان کا ثواب اپنے والدین کو بخشا۔ ایک شخص نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ یوں اموات کو ہرگز ثواب نہیں پہنچتا تاوقتیکہ کوئی چیز خاص ایصال ثواب کے واسطے نہ پڑھی جاوے تو یہ کہنا اس شخص کا صحیح ہے یا نہیں اور اس طرح سے ثواب بھی پہنچتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ثواب ہر طرح پہنچ جاتا ہے۔ قول مانع کا صحیح نہیں۔

ثواب پہنچنے کا طریقہ

(سوال) ایک شخص تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر اپنے والدین کو بخش دیتا ہے زید نے یہ بات سن کر اس شخص سے کہا کہ تم تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر تمام زمانہ کے مسلمانوں کی روح کو بخش دیا کرو ہر ہر فرد بشر کو ایک ایک ختم قرآن کا ثواب ملے گا اور تمہارے والدین کے ثواب میں کچھ کمی نہ آئے گی اب وہ شخص یہ پوچھتا ہے کہ سب دنیا کے مسلمانوں کی نیت کر لیا کروں گا ورنہ مجھ کو کچھ ضرورت نہیں کہ میں اپنے والدین کا ثواب کاٹ کر اوروں کو دوں اس میں صحیح مسئلہ کیا ہے۔

(جواب) میرے استادوں کا یہ قول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔ نہ سب کو پورا پورا اور اس باب میں کوئی روایت حدیث کی صحیح نہیں فقط واللہ اعلم

ایک قرآن مجید کا ثواب کئی کو کس طرح پہنچے گا

(سوال) ایک قرآن مجید ہ ثواب چند مردوں کو پہنچایا تو تمام کو ایک قرآن کا ثواب تقسیم ہو گا یا ہر ہر واحد کو پورے ایک ایک قرآن کا ثواب حاصل ہو گا علیٰ ہذا القیاس طعام وغیرہ۔

(جواب) جواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔

طعام المیت یمیت القلب کا صحیح مطلب ومنشاء

(سوال) ایک شخص نے حسب معمول مروجہ دینار دسویں کو بیسویں کو یا برسی ششماہی کو کھانا پکایا نیت اس کی یہ ہے کہ فقراء کو کھلاؤں گا اور برادری وغیرہ کو بھی تا کہ رسم برادری بھی ادا ہو جائے اور ثواب بھی ہو یا برادری دوست واحباب واہل وعیال نے کھایا اور فقراء ومساکین نے بھی کھایا تو برادری دوست احباب نے جو کچھ کھایا تو وہ طعام میت کے حکم میں ہے یا نہیں اس پر طعام المیت یمیت المقلب جاری ہو گا یا نہیں۔

(جواب) جس قدر فقراء کو کھلایا بہ شرط نیت خالصہ کے ثواب پہنچے گا اور رسم کا گناہ بھی ہووے گا اور جو طعام برادری کو کھلایا اس کا کھانا مکروہ ہے اور اماتت قلب بھی اس میں حاصل ہے نہ کھانا چاہیے خواہ غنی ہو یا فقیر ایسا طعام مکروہ ہے۔ فقط

غنی کو کھلانے کا ثواب مردہ کو

(سوال) اپنے بزرگوں کی ارواح کو ایصال ثواب منظور ہے کوئی شے اپنے یار واحباب اغنیاء کو کھلا کر ایصال ثواب کر سکتا ہے یا نہیں اور اغنیاء اسی شئے کے کھانے سے خطاوار تو نہیں ہوں گے۔

(جواب) غنی کو ایسا طعام صدقۂ نفل کا مکروہ تنزیہہ ہے اور ثواب پہنچتا ہے۔ مگر فقیر کے کھانے سے کم۔

قبرستان میں قرآن شریف کیسے پڑھے

(سوال) قبرستان میں قرآن شریف آواز سے ناظرہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) قبرستان میں قرآن شریف پکار کے اور آہستہ دیکھ کر اور حفظ سب طرح پڑھنا درست ہے۔(۱) فقط

---

(۱) ملاحظہ ہو مسک الختام شرح بلوغ المرام۔

قبر پر مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ اٹھانا

(سوال) قبر پر مردے کو ثواب پہنچانا ہاتھ اٹھا کر درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی ہو تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہئے۔

قبر پر قرآن شریف پڑھنا

(سوال) میت کو دفن کرنے کے بعد شہادت کی انگلی سرہانے اور پائنتیں رکھ کر دو شخص اول و آخر سورۃ بقرہ پڑھتے ہیں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اول آخر سورۂ بقرہ پڑھنا تو حدیث شریف (۱) میں وارد ہوا ہے مگر خصوصیت انگلی کی نہیں ہے۔(۲) فقط

مٹی ہوئی قبروں پر قرآن مجید پڑھنا

(سوال) ایک مکان میں چند قبریں پختہ و خام ہیں۔ اگر صاحب مکان اس جگہ قرآن شریف پڑھا کرے بہ نیت قراۃ علی القبر کی جس کو فقہاء منع کرتے ہیں تو جائز ہے یا نہیں اور احکام قبر بعد منہدم ہونے کے بدل جاتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) وہاں قرآن پڑھنا جائز ہے اور جب قبر مطموس ہو جاوے نام و نشان نہ رہے تو بعض احکام بدل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

قبر پر قرآن مجید پڑھوانا

(سوال) قرآن کے حافظوں کو قبر پر قرآن پڑھوانا یا مکان پر یا کسی دوسری جگہ پر واسطے ثواب میت کے کیسا ہے۔ اور اگر بغیر مقررہ اجرت کے کچھ حافظوں کو دیا جاوے تو کیسا ہے اور چنے یا الانچی دانے کھانے کے جس پر کلمہ طیبہ میت کے واسطے پڑھا ہے کیسا ہے اور تیجے دسویں میں جانا کیسا ہے۔

---

(۱) قال فی شرح فقہ اکبر روی عن ابن عمر انہ اوصیٰ ان یقرأ علی قبرہ وقت الدفن بفواتح سورۃ البقرہ وخواتیمہا شرح فقہ اکبر میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کی قبر پر دفن کے بعد سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھی جائیں واللہ اعلم۔

(۲) فتاویٰ مولوی عبدالحق صاحب ۱۲۔

(جواب) قبر پر قرآن پڑھوانا درست ہے اگر لوجہ اللہ تعالیٰ ہو اجرت کا خیال دونوں کو نہ ہو اور جو حسب قاعدہ وعرف دیا جاتا ہے وہ بھی بحکم اجرت ہے ایسے پڑھنے کا ثواب نہیں ہوتا نہ قاری کو نہ میت کو اور رسوم تیجہ دسویں وغیرہ میں جانا بھی منع ہے۔

قبروں پر قرآن مجید پڑھوانا

(سوال) قبروں پر قرآن پڑھوانے کو حافظوں کو مقرر کرنا کیسا ہے۔

(جواب) قبروں پر اگر قرآن لوجہ اللہ پڑھوا دے تو درست ہے مگر اجرت پر درست نہیں نہ ایسے پڑھنے کا ثواب حافظ کو ملتا ہے نہ مردہ کو اور اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ فقط۔

قبر پر خوشبو لگانا پھول رکھنا روشنی کرنا

(سوال) قبر پر خوشبو لگانا یا روشنی کرنا یا پھول رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) قبر پر پھول وغیرہ (۱) چڑھانا نادرست ہے اگر آمد و رفت زائرین ہو اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو تو راستہ میں قبروں پر چراغ رکھنا درست ہے اور فضول روشنی ہر جگہ حرام ہے۔ (۲)

میت کے لئے کلام اللہ پڑھنے کی اجرت

(سوال) جو شخص ختم کلام اللہ شریف میت کو بخشے اور اس کے وارث کوئی چیز پڑھنے والے کو بغیر مقرر کرنے کے دیویں اس کا لینا کیسا ہے۔

(جواب) عرف میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ قرآن پڑھنے والے کو ضرور دیتے ہیں تو اگرچہ پہلے سے باہمی اجرت پڑھنے کلام مجید کی طے نہ ہوئی ہو تو لینا جائز نہیں اور نہ ایسے پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچے اور اگر دینا عرف کے اندر نہیں اور خالی نیت سے لوجہ اللہ اس نے پڑھا۔ پھر اگر لے لیوے تو کچھ حرج نہیں فقط واللہ اعلم۔

دفن کے بعد فاتحہ پڑھنا

(سوال) بعد دفن میت کے چند قدم ہٹ کر فاتحہ وغیرہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) چند قدم ہٹنا اس کی کچھ اصل نہیں مگر بعد دفن کے اگر ایصال ثواب کے لئے کچھ بخشے تو درست ہے لیکن کلمات تعزیت کہنے درست نہیں۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مأۃ مسائل ۱۲۔ (۲) ملاحظہ ہو مأۃ مسائل ۱۲۔

مسئلہ تلقین میت

(سوال) جب سماع موتی کے حضرت امام صاحب قائل نہیں پھر فقہاء حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر فرماتے ہیں۔

(سوال) صفر کو ہندی میں پیتل کہتے ہیں یا کانسی غیاث اللغات میں کانسی لکھا ہے اور غایۃ الاوطار میں پیتل لکھا ہے صحیح کس کا قول ہے۔

(جواب) مسئلہ سماع میں حنفیہ باہم مختلف ہیں اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہو پس تلقین اسی مذہب پر مبنی ہے کیونکہ اول زمانہ قریب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں۔ اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں شاذ ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

نمبر ۲۔ قول مترجم درمختار کا صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم ۱۲۔

مومنین کی روحوں کا شب جمعہ کو اپنے گھر آنا

(سوال) ارواح مومنین ہر جمعہ کے شب کو اپنے اہل وعیال میں آتی ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں اس طرح کا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ارواح مومنین کا شب جمعہ وغیرہ کو اپنے گھر میں آنا کہیں ثابت نہیں ہوا۔

یہ روایات واہیہ ہیں۔ اس پر عقیدہ کرنا ہر گز نہیں چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہیؒ

الاجوبۃ صحیحۃ ابوالخیرات سید احمد عفی عنہ — الاجوبۃ صحیحۃ محمد یعقوب النانوتوی عفی عنہ

مدرس دوم مدرسہ عالیہ دیوبند — مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

الاجوبۃ صحیحۃ الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

احمد ہزاروی عفی عنہ عزیز الرحمٰن الدیوبندی کان اللہ لہٗ توکل علی العزیز الرحمٰن

الاجوبۃ صحیحۃ الاجوبۃ صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ الٰہی عاقبت محمود گرداں الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابوالمکارم محمد اسحٰق فرخ آبادی عفی عنہ

---

(۱) مأۃ مسائل مؤلفہ مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی میں بھی اسی طرح ہے۔

عبد اللہ انصاری عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

مردہ کی روح کا شب جمعہ گھر آنا

(سوال) بعض علماء کہتے ہیں کہ مردہ کی روح اپنے مکان پر شب جمعہ کو آتی ہے اور طالب خیرات وثواب ہوتی ہے اور نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہے یہ امر صحیح ہے۔ یا غلط؟

(جواب) یہ روایات صحیح نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

شب جمعہ مردوں کی روحوں کا اپنے مکانوں میں آنا

(سوال) شب جمعہ مردوں کی روحیں اپنے گھر آتی ہیں یا نہیں جیسا کہ بعض کتب میں لکھا ہے؟

(جواب) مردوں کی روحیں شب جمعہ میں اپنے اپنے گھر نہیں آتیں روایت غلط ہے۔

رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز

(سوال) رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب) ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں۔ لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ پڑھنی نہ چاہئے۔

بدعتیوں کے جنازہ کی نماز

(سوال) تعزیہ داروں اور مرثیہ خانوں اور بے نمازیوں کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ لوگ فاسق ہیں اور فاسق کے جنازہ کی نماز واجب ہے پس ضرور پڑھنا چاہئے۔

مردہ کو زمین میں امانت رکھنا

(سوال) بعض شخص کہتے ہیں کہ دفن کرتے وقت قبر میں زمین سے کہہ دے کہ یہ تیرے سپرد ہے تو زمین مردے کو گلاتی نہیں ویسے ہی رہتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ بات غلط ہے اور زمین ایسے جملہ امور میں عاجز محض اور محکوم حکم الٰہی ہے۔

مرے ہوئے بچہ کے پیدا ہونے پر نام رکھنا

(سوال) مرا بچہ پیدا ہونے یا ہو کر مر جانے یا ہوتے ہی مر جانے پر نام رکھنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو بچہ پورا ہو یا اسقاط ہوا ہو اور تمام اعضاء بن گئے ہوں اس کا نام رکھ دینا بہتر ہے۔

اور اگر مضغۂ گوشت ہے تو نام رکھنے کی حاجت نہیں ہے۔

عورت کے انتقال کے بعد اس کے شوہر کا اس کے جنازہ کو ہاتھ لگانا

(سوال) کسی عورت کا انتقال ہو گیا، جنازے کو اس کا خاوند ہاتھ لگاوے یا نہیں؟

(جواب) بعد فوت زوجہ کے زوج اجنبی ہو جاتا ہے جب بیگانہ لوگ ہاتھ لگاتے ہیں تو زوج کو کیوں ہاتھ لگانا منع ہوگا جیسے اور لوگ ہیں ویسا ہی یہ بھی ہے۔

موت کے بعد میاں بیوی کا ایک دوسرے کا منہ دیکھنا

(سوال) بعد مرنے کے خاوند کو بیوی کا منہ دیکھنا اور بیوی کو خاوند کا منہ دیکھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) خاوند بیوی دونوں منہ دیکھ سکتے ہیں۔(۱)

قبل دفن قبر میں مردہ کا منہ دیکھنا

(سوال) منہ دیکھنا میت کا قبل دفن کے گو قبر میں دیکھے درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ہوالمصوب۔ منہ دیکھنا میت کا گو قبر میں دیکھے یا قبل دفن کے دیکھے درست ہے قال فی فتاویٰ عالمگیری ولا باس بان یرفع ستر المیت عن وجهه وانما یکره بعد الدفن انتهیٰ وفی مدارج النبوة (۲) واضح آن ست کہ علی وعباس وفضل وقثم درقبر آمدند وبود قثم آخر کسے کہ برآمد از قبر واز وی آرند کہ گفت آخر کسیکہ روی مبارک آنحضرت رادید درقبر من بودم انتہیٰ۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفی عنہ۔ محمد عبدالحی۔

الجواب صحیح بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی رشید احمد (۱۳۰۱)

جنازہ کے لئے جانماز نکالنا

(سوال) دستور اکثر بلاد میں یہ ہے کہ اہل میت کپڑا قریب گز بھر کے اپنے پاس سے دیتے ہیں اس پر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے یہ امر درست ہے یا نہیں اور بعض صاحب اس کو بدعت اور بوجہ اسراف فی الکفن کے حرام اور ممنوع کہتے ہیں۔

---

(۱) درمختار ۱۲۔ (۲) میت کے چہرے سے کپڑا اٹھانے میں کوئی حرج نہیں البتہ دفن کے بعد مکروہ ہے۔ ۱۲

(۳) اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ واضح یہ ہے کہ علی وعباس وفضل وقثم قبر میں آئے سب سے آخر میں جو شخص آپ کی قبر مبارک سے نکلا ہے وہ قثم ہیں اور ان سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سب سے آخر میں جس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو قبر میں دیکھا ہے وہ میں تھا۔

(جواب) صورت مسئول عنہا میں کپڑا دینا اہل میت کا اور نماز جنازہ پڑھنا امام کا کپڑے مذکورہ پر درست ہے اور یہ امر نہ بدعت سیئہ معلوم ہوتا ہے نہ اسراف فی الکفن اس لئے کہ اکثر جا زمین کی پاکی اور ناپاکی کا حال معلوم نہیں ہوسکتا ہے اور چونکہ نماز جنازہ میں طہارت مکان بھی شرط ہے اس وجہ سے بھی احتیاطاً جانماز امام کے واسطے بچھا دیتے ہیں اور چونکہ نماز جنازہ ایک آدمی سے بھی کافی ہوتی ہے لہذا امام کے واسطے طہارت مکان واسطے صحت صلوٰۃ جنازہ کے کافی ہے فی الدر المختار وفی القنیة الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومکان وستر العورة شرط فی حق المیت والامام جمیعاً وفی رد المحتار علی قوله (فی القنیة) الخ مثله فی المفتاح والمجتبیٰ امر نا الی التجرید انتهی. وفی العالمگیریة اذا قام به البعض واحدا کان او جماعة ذکرا کان او انثی سقط عن الباقین وایضاً فیه والصلوٰة علی الجنازة تتادیٰ باداء الامام وحده .(۱)انتهیٰ.

اور چونکہ اہل میت کو غرض اس کپڑا دینے سے یہ ہوتی ہے کہ نماز جنازہ پڑھ کر للہ دے دیا جاوے تو اسراف بھی نہ ہوا نہ مطلقا اسراف فی الکفن اس واسطے کہ کفن عرف اور شرع میں عبادت ہے ان تینوں کپڑوں سے جو میت کے ساتھ قبر میں جاتے ہیں اور کپڑا جاء نماز مذکور کفن میں شامل ہی نہیں جو اسراف فی الکفن ہو اور نیز صراح وغیرہ میں ہے کفن بفتحتین جامہ مردہ انتہیٰ تو جا نماز مذکور کو کفن کہنا بعض صاحب کی کم فہمی ہوتی ہے کما لا یخفی واللہ اعلم الراقم محمد عبدالحی عفی عنه. محمد عبدالحی۔

اگر ضروری نہ جانے تو درست ہے ورنہ بدعت ہونے میں شک نہیں بس جہاں جائے پاک معلوم ہو وہاں اہل میت کا کپڑا لانا امام کے واسطے بدعت ہوگا باقی للہ دینا ثواب ہے فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

---

(۱) درمختار اور قنیہ میں ہے کہ میت کے حق میں طہارت حاصل کرنا نجاست سے کپڑے اور بدن میں اور مکان میں اور ستر عورت شرط ہے میت کے لئے بھی اور امام کے لئے اور ردمحتار میں اس قول پر ہے کہ یہ قنیہ میں ہے الخ لکھا ہے کہ اسی طرح ہے مفتاح میں اور مجتبیٰ میں ہے کہ ہمارا معاملہ تجرید کی طرف ہے اور عالمگیری میں ہے کہ جب ان میں سے بعض نے اس کام کو کرلیا ایک جماعت مرد یا عورت تو باقیوں سے ساقط ہوگیا اور اسی میں یہ بھی ہے کہ اور جنازہ کی نماز امام کے ادا کرنے سے ادا ہوجاتی ہے۔

کفن میں سے جاء نماز بنانا

(سوال) کفن میں شروع سے ایک کپڑا زیادہ بنا کر اس کا نام جاء نماز رکھ کر امام کو اس پر کھڑا کر کے نماز جنازہ پڑھوانا اور ملا صاحب کو وہ کپڑا دے دینا ثابت و درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جاء نماز بنانا زائد ہے اگر مال یتیم سے بنائی جاتی ہے تو حرام ہے اور اگر مال یتیم سے نہیں ہے تو اس کو ضروری جاننا بدعت ہے اگر صدقہ کپڑے کا کرنا منظور ہے تو ورثہ بالغین کو کیا ضرور ہے کہ جانماز بنائی جاوے اور امام کے پاؤں کے نیچے ڈالی جاوے۔ ویسے ہی دے دینا چاہئے مگر چونکہ مسجد کے ملاؤں نے اسی بہانہ سے ایک گز کپڑا لینا ایجاد کیا ہے تو اس مکاری سے اس رسم کو جاری کیا ورنہ اس کی کچھ اصل نہیں اور نہ ائمہ مجتہدین سے کہیں ثابت اور نہ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو قبر میں کیسے لٹایا جائے

(سوال) میت کو دفن کرنا سیدھی کروٹ پر برخ قبلہ چاہئے یا بحسب رواج چت منہ بقبلہ بثبوت روایات معتبرہ حدیث وفقہ مسلمہ حنفیہ مدلل و مفصل ارقام فرمایا جاوے۔

(جواب) واللہ تعالیٰ ملھم للحق والصواب۔ دفن کرنا میت کو داہنے پہلو پر قبلہ رخ بالاتفاق مسنون و متوارث و معمول بہا بلا خلاف ہے بلکہ کلام فقہاء علیہم الرحمۃ اس کے خلاف کے منع پر مصرح موجود ہے لہذا لوگوں کو چاہئے کہ اس طریقہ کو معمول بہا اپنا ٹھہرا کر اپنے موتی کو بروجہ ملت و سنت سید المرسلین علیہ التحیۃ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم پر دفنا دیں اور جانب پشت میت مٹی کے ڈھیلے سے تکیہ لگا دیں تا کہ میت داہنی کروٹ پر قائم رہے جانب پشت لوٹ نہ جاوے۔

قال فی الھدیۃ اذا احتضر الرجل وجہ الی القبلۃ علیٰ شقۃ الا یمن اعتباراً لحال الوضع فی القبر انتھی (۱) وقال فی النھایۃ وفی حالۃ اللحد فانہ یوضع علیٰ شقۃ الا یمن (۲) وقال فی فتح القدیر واما ان السنۃ کونہ علی شقۃ الا یمن فقیل یمکن الاستدلال علیہ بحدیث النوم فی الصحیحین عن

---

(۱) ہدایہ میں ہے کہ جب آدمی قریب المرگ ہو جائے تو اس کو اس کی سیدھی کروٹ پر لٹا دیا جائے اور قبلہ رخ کر دیا جائے جس طرح کہ اس کو قبر میں رکھا جائے گا۔

(۲) اور نہایہ میں ہے کہ لحد کی حالت میں اس کو اس کی سیدھی کروٹ پر لٹایا جائے۔

البراء بن عازب عنه عليه الصلوٰة والسلام قال اذا تيت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلوٰة ثم اضطجع علیٰ شقة الا يمن وقل اللهم انی اسلمت نفسی اليک الیٰ ان قال فان مت مت علی الفطرة (۱) وفی شرح النقاية لالياس زاده ويوجه الی القبلة ای يوضع فی القبر علی جنبه الا يمن مستقبل القبلة (۲) انتهیٰ وقال فی البرهان شرح مواهب الرحمن يوجه الی القبلة علی جنبه الايمن لماروی ابو داوٗد والنسائی ان رجلاً قال يارسول الله ما الكبائر قال تسع فذكر منها استحلال البيت الحرام قبلتكم احياءً وامواتاً ورواه الحاكم فی المستدرک ايضاً وقال قد احتج الشيخان بروايةهذاالحديث غير عبدالحميد بن حنان انتهیٰ واخرجه ابن ابی حاتم والطبرانی وبن مردويه عن عمير الليثی ايضاً واخرج علی بن الجعد فی الجعديات عن ابن عمر مرفوعا ايضاً (۳) وقال فی الفتاویٰ قاضی خان يدخل الميت القبر من قبل القبلة ويوضع فيه علیٰ جنبه الا يمن مستقبل القبلة (۴) انتهیٰ وقال فی الجوهرة النيرة شرح القدوری بذلک امر رسول الله صلی الله عليه وسلم حين مات رجل من بنی عبدالمطلب فقال يا علی استقبل القبلة استقبالاً وقو لوا جميعاً بسم الله وعلیٰ ملة رسول الله وضعوه لجنبه

---

(۱) اور فتح القدیر میں ہے کہ مردہ کو سیدھی کروٹ لٹانا سنت ہونے کے لئے ممکن ہے اس حدیث سے اس پر دلیل لائی جائے جو صحیحین میں براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تو اپنے خواب گاہ پر آئے تو اسی طرح وضو کر جیسے تو نماز کے لئے کرتا ہے۔ پھر اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹ جا اور کہہ "اے اللہ میں نے اپنے نفس کو تیرے حوالے کر دیا، یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر تو مرے گا تو فطرت پر مرے گا۔

(۲) اور الیاس زادہ کی شرح نقایہ میں ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کیا جائے یعنی قبر میں وہ اپنے سیدھے جانب قبلہ رخ لٹایا جائے۔

(۳) اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے کہ اس کے سیدھے بازو پر قبلہ رخ کیا جائے جیسے کہ ابوداؤد ونسائی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کبیرہ گناہ کیا ہیں تو آپ نے فرمایا نو اور انہی نو میں ایک یہ بھی آپ نے بیان فرمایا کہ تمہارا بیت الحرام کو جائز قرار دینا جو تمہاری زندگی میں اور تمہاری موت کے بعد تمہارا قبلہ ہے۔

(۴) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ میت قبر میں قبلہ کی طرف سے داخل کی جائے گی اور اس میں اپنے سیدھے بازو پر قبلہ رخ رکھی جائے گی۔

ولا تكبره، بوجهه ولا تلقوه على ظهره (۱) انتهى وفي مسند البزار عن معاذ بن جبل مرفوعا في حديث طويل مشتمل على ذكر تشفيع القرآن في القبر ثم يضجعه الملائكة في القبر على شقه الايمن مستقبلة القبلة (۲) انتهى

وقال في تحفة الملوك (۳) مع شرح منحة السلوك للعيني ويضجع على شقه الايمن موجها اليها هكذا جرت السنة اليها انتهى وقال في غنية المستملي شرح منية المصلي يوجه الميت الى القبلة في القبر على جنبه الايمن ولايلقى على ظهره (۴) قال السروجي في شرح الهداية ذكر في كتب اصحاب الشافعي واحمد بن حنبل يوضع تحت راسه لبنه او حجرة ولم اقف عليه من اصحابنا (۵) انتهى وقال في المحيط وفي اللحد يضجع على شقه الايمن ووجه الى القبلة هكذا وتوارثت السنة (۶) انتهى وقال في الدر المختا ويوجه اليها وجوباً وينبغي كونه على شقه الايمن انتهى وهكذا في النهر الفائق والبحر الرائق والعالمگيرية وشرح القدوري لعبد الغني الميداني والسراج الوهاب والمستخلص الحقائق شرح كنز الدقائق ملا مسكين الهروي وطوالع الانوار حاشية الدر المختار والتاتارخانية واكثر العباد والبدائع وجامع الرموز وغيرها من الكتب الفقه

---

(۱) اور جوہرہ نیرہ شرح قدوری میں ہے کہ اسی کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا جب کہ بنی عبدالمطلب کے ایک شخص کا انتقال ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اسے علی قبلہ کی طرف اچھی طرح اس کا منہ کردو اور سب مل کر کہو "بسم اللہ وعلیٰ ملة رسول اللہ" (اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کی ملت پر) اس کو اس کے بازو پر لٹادو اور چہرہ کے بل اوندھا نہ کرو نہ اس کو اس کی پیٹھ کے بل لٹاؤ۔

(۲) اور مسند بزار میں معاذ بن جبل سے مرفوعاً ایک لمبی حدیث میں جس میں قبر میں قرآن کی شفاعت کا ذکر ہے یہ آیا ہے کہ پھر اس کو فرشتے قبر میں سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ سلادیتے ہیں۔

(۳) اور تحفۃ الملوک مع شرح منحۃ السلوک مصنفہ عینی میں ہے اور اس کو اس کی سیدھی کروٹ پر اس کی طرف رخ کرکے لٹایا جائے اسی طرح سنت اس کی طرف رخ کرنے کی جاری ہوئی ہے۔

(۴) اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں کہا ہے کہ میت کو قبلہ رخ کیا جائے قبر میں اس کی سیدھی کروٹ پر اور پیٹھ کے بل نہ لٹایا جائے۔

(۵) سروجی نے ہدایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ اصحاب شافعی واحمد بن حنبل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے سر کے نیچے ایک اینٹ رکھدی جائے یا پتھر اور میں نے اپنے اصحاب کا اس بارے میں قول نہ پایا۔

(۶) اور محیط میں کہا کہ اور لحد میں وہ سیدھی کروٹ پر لٹایا جائے اور قبلہ کی طرف رخ کیا جائے اسی طرح سے سنت سے چلا آتا ہے۔ ۱۲۔ منہ

الحنفیه(۱) کذافی رفع الستر عن کیفیة ادخال و توجیه الی القبلة فی القبر مستقبل القبلة انتهیٰ وایضا قال فیه ویکون نومه علی ماذکر فی الخبر علی جنبه الایمن مستقبل القبلة کما یکون فی اللحد انتهی (۲) وقال فی کشف الغطاء ودر شرح منیه گفته مرد باشد میت یا زن نهاده شود میت را بر پہلوئی راست او مستقبل قبله کذا فی الخلاصه (۳) ودر عنایه در اول باب الجنائز اتفاق روایات بر این وضع ذکر کرده ودر (۴) شرح منیه گفته ونهاده نه شود بر پشت او وتکیه داده شود میت را پس پشت او بخاک وما نند آں تا منقلب نگردد ودر نہایة حدیثے در امر باستقبال میت بسوئے قبله ونهی از لقاء او بر پشت نقل کرده (۵) ونهاده شود زیر سر او خشتے کذا فی ...... الغرائب (۶) انتهیٰ وقال فی الدر رالبهیة للامام الشوکانی ویوضع علیٰ جنبه الایمن مستقبلا (۷) انتهی وقال فی الروضة الندیه شرح الدر رالبهیة وهو مما لا اعلم فیه خلافاً (۸) انتهیٰ وقال فی فتح القدیر شرح الهدایة وذلک انه علیه السلام فی القبر الشریف علیٰ شقة الایمن مستقبلة القبلة (۹) انتهی فقط والله سبحنه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم قد صح الجواب وهو المطابق للسنة والکتاب وخلافه باطل من

---

(۱) اور درمختار میں کہا ہے کہ اس کی طرف منہ کرنا واجب ہے اور اسی طرح اس کا سیدھی کروٹ پر لٹانا اور اسی طرح نہر فائق، بحرائق اور عالمگیریہ اور شرح قدوری مصنفہ عبدالغنی میدانی اور سراج وہاج اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق مؤلفہ ملا مسکین ہروی اور طوالع الانوار حاشیہ درمختار تاتارخانیہ واکثر العباد اور بدائع اور جامع رموز وغیرہ کتب فقہ حنفیہ میں ہے۔

(۲) اسی طرح داخل کرنے کی کیفیت کے سلسلہ میں پردہ اٹھانا اور قبر میں قبلہ کی طرف رخ کرنا بھی ہے نیز اس میں یہ بھی کہا ہے کہ اور اس کی نینداسی طرح ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اس کے سیدھی کروٹ پر قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہو جیسے کہ لحد میں ہوتا ہے۔

(۳) اور کشف الغطاء میں شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ میت خواہ مرد ہو کہ عورت میت کو سیدھے پہلو پر رکھا جائے اور قبلہ رخ اسی طرح خلاصہ میں ہے۔

(۴) اور عنایہ میں اول باب جنائز میں اور روایات کا اتفاق اس وضع پر ذکر کیا ہے۔

(۵) اور شرح منیہ میں کہا ہے اور نہ رکھا جائے اس کی پیٹھ پر اور میت کو تکیہ دیا جائے اس کی پیٹھ کے پیچھے خاک میں اسی کے مثل تاکہ لوٹے نہیں۔

(۶) اور نہایہ میں ایک حدیث اس بارے میں نقل کی ہے کہ میت کا رخ قبلہ کی طرف کیا جائے اور اس کو پیٹھ کے بل لٹانے سے منع فرمایا ہے۔

(۷) اور غرائب میں ہے کہ اس کے سر کے نیچے کوئی چیز رکھ دی جائے۔

(۸) اور امام شوکانی کی درربہیہ میں ہے کہ اس کو سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ رکھا جائے۔

(۹) اور روضہ ندیہ شرح دررہیہ میں ہے کہ یہ ان امور میں ہے جن میں کسی کا اختلاف نہیں جانتا۔

(۱۰) اور فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے اور یہ اس لئے کہ خود حضور اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں اپنی سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ ہیں۔

غیر شک و الا رتیاب. العبد محمد سلامت اللہ عفی عنہ۔

کتبہٗ ابوسعید احمد عفی عنہ ابواللہ کا سراج الدین رامپوری شاگرد مولوی

محمد سلامت اللہ ۱۹۲۶ء ارشاد حسن صاحب مرحوم۔

الجواب حق العبد التواب ولد حافظ محمد عمر خان ہذا الجواب صحیح

محمد عبدالوہاب خان ۱۲۸۵ھ۔ محمد جعفر علی عفی عنہ محمد جعفر علی خاں

ولد محمد اکبر علی خاں

العمل عندنا فی الحرمین الشریفین وسائر بلاد العرب علی الاضجاع علی الشق الایمن واللہ الموفق محمد طیب المکی المدرس الاول فی مدرسۃ العالیۃ الرامفوریۃ...... محمد طیب

روایات مذکورہ جواب مدعا مجیب پر صریح ہیں ان روایات سے مدعا مجیب بلا شبہ ثابت ہے محمد فضل حق بقلم خود مدرس دویم مدرسہ عالیہ ریاست رامپوری۔ الجواب مطابق للسنۃ والکتاب العبد محمد ارشد علی عفی عنہ مدرس سوم مدرسہ عالیہ رامپور۔ جواب صحیح ہے۔

شرافت اللہ عفی عنہ مدرس ششم مدرسہ عالیہ ریاست رامپور ہذا الجواب مطابق لہذہ الروایات واللہ اعلم بالصواب محمد معز اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ رامپور الجواب حق صریح بلا خوف واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

خادم شریعت رسول اللہ مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸

الجواب صحیح عبدالقادر مفتی عدالت دیوانی ریاست رامپور مواہیر علماء مرادآباد الجواب صواب محمود احسن مدرس مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد لقد اصاب من اجاب محمد ہدایت علی تجاوزہ اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی لکھنوی ثم الہ آبادی۔ الجواب حق محی الدین عفی عنہ مرادآبادی قاضی ریاست بھوپال۔ الجواب صحیح ذالرائے نجیح کذالک الجواب محمد صدیق عفی عنہ مرادآبادی۔ محمد قاسم علی عفی عنہ امام و مفتی شہر مرادآباد

مولانا محمد عالم علی ۱۲۹۶ھ محمد قاسم علی خلف۔

جواب درست است محمد گل مدرس مدرسہ امدادیہ مرادآباد

شگفتہ محمد گل بے نظیر ۳۰۰۔ اسمہ احمد ۱۲۹۷۔

الجواب صحیح محمد حسن عفی عنہ مرادآبادی مدرس اول ریاست بھوپال الجواب صحیح مولانا احمد حسن صاحب امروہی۔ کذلک الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالرحمٰن ۔ ابن مولانا عنایت اللہ قال فی مختصر الوقایہ۔
کان اللہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین مرحوم مدرس حال مراداباد بوجہ الی القبلۃ ۔
محمد ابوالفضل ۱۳۱۱ھ

مشہور فضل محمد امام مسجد چوکی حسن خان مرادآباد۔

تصدیق علمائے دیوبند:

الجواب حق صحیح بندہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ دیوبندی مفتی مدرسہ عالیہ
وتوکل علی العزیز الرحمٰن۔

الجواب صحیح بندہ مسکین محمد یٰسین خادم مدرسہ عربیہ دیوبند۔
الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ اول مدرس عالیہ دیوبند۔
الٰہی عاقبت محمود گردان

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند ۔ الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔ الجواب صحیح محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔ الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ سہارنپور۔ الجواب صحیح اشرف علی تھانوی عفی عنہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ۔ اشرف علی ازگروہ اولیاء۔

مواہیر علمائے دہلی:

الجواب صحیح محمد بشیر عفی عنہ محدث سہوانی ۔ الجواب صحیح الرائے نجیح عبدہ احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم۔

تصدیق حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ:

درمسئلہ مذکورۂ بالا ۔ حافظ سید زاہد حسن صاحب سلمہ امروہوی منتظم مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد نقل فرماتے تھے کہ میں مجلس حضرت مولانا علیہ الرحمۃ میں حاضر تھا اور مسئلہ ہذا کا تذکرہ تھا۔ سوارشاد فرمایا کہ میت کو داہنے پہلو پر رخ بقبلہ ہی لٹانا چاہئے اور یہی مسنون ہے العبد بندہ عزیز الدین عفی عنہ مرادآبادی۔

قبر میں دفن کرتے وقت بیری کی لکڑی رکھنا

(سوال) قبر میں بروقت دفن کرنے کے لئے ایک لکڑی درخت بیری کی ضرور رکھتے ہیں۔

جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس کا ضروری سمجھنا بدعت ہے اور بیری کی خصوصیت میں مشابہت روافض کی ہے۔ لہذا اس کو ترک کرنا چاہئے اور اس کی کچھ اصل نہیں فقط۔

ولی کی اجازت کے بغیر جنازہ سے جانا

(سوال) اگر کوئی بغیر دریافت کئے اہل میت کے جنازہ پر سے چلا جائے تو کچھ خطاوار تو نہیں ہے۔

(جواب) بدون اذن ولی میت کے جانا مکروہ ہے۔

ملفوظات

شیعہ کی تجہیز و تکفین سنی کیسے کریں

۱۔ جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو اس کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہئے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہئے اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

زمین غیر وقف میں میت کے استخواں بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں تو اس پر زراعت و بناء کا حکم۔

۲۔ جب کسی زمین غیر وقف میں میت کے استخوان بوسیدہ ہو جاویں تو زراعت و بناء اسپر درست کہتے ہیں۔ تو درخت کا لگانا چلنا پھرنا سب درست ہوا اور زمین کا کھودنا بھی درست ہوا البتہ اس کی کوئی حد نہیں معین۔ شور زمین میں جلد مردہ بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ غیر شور زمین میں بدیر فقط واللہ تعالٰی اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱ء۔

مسائل منثورہ

انجمن حمایت الاسلام لاہور کی کتابوں کا مرکز

(سوال) انجمن حمایت الاسلام کا مذہب کیا ہے اور اس انجمن نے جو کتابیں اردو میں دینیات کی

تالیف فرمائی ہیں بچوں کو ان کا پڑھانا مفید ہوگا یا نہیں۔
(جواب) انجمن حمایت الاسلام کا مذہب اہل سنت والجماعت ہے اور ان کی کتابیں دینیات کی اچھی ہیں گو بندہ نے تمام وکمال دیکھا نہیں ہے ان کے پڑھانے سے بچوں کو ان شاء اللہ نفع ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقویۃ الایمان وصراط مستقیم

(سوال) کتاب تقویۃ الایمان وایضاح الحق وصراط مستقیم تینوں کتب کس کی تصنیف سے ہیں اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کس کی تصنیف سے ہے یعنی اس کے مؤلف کون ہیں؟
(جواب) حجۃ اللہ البالغہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے اور صراط مستقیم وتقویۃ الایمان جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کی ہے۔ ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں ہے کیا مضمون ہے کس کی تالیف باقی ان تینوں کتابوں سے میں واقف ہوں اور اس خاندان سے مستفید اور ان کے عقائد وخیالات پر پورا مطلع رسوم مروجہ کو جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس قدر استیصال فرمایا ہے حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے مجلس مولود اور اس میں قیام وغیرہ کی نسبت بارہا لکھا گیا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عبدالوہاب نجدی کا مذہب

(سوال) عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔
(جواب) محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت وشرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی کا عقیدہ

(سوال) وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟
(جواب) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور ان کا مذہب حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔

حبیب حسن واعظ سہارنپوری

(سوال) یہاں پر ایک شخص واعظ حبیب حسن سہارنپوری آئے تھے انہوں نے اکثر مضامین و مسائل رطب ویابس فرمائے اور حضور کی نسبت جو پوچھا جاتا تھا تو سکوت کرتے تھے۔ اگر ان کا حال معلوم ہوتو مطلع فرمائیے کہ کس عقائد کے ہیں اور کس استعداد کے ہیں، یہاں تو ایک فعل کے تین چار فاعل پڑھتے تھے زیادہ حدادب اس امر سے بالضرور اغماض نہ فرمایا جاوے۔ فقط

(جواب) حبیب حسن کوئی واعظ سہارنپوری بندہ کو معلوم نہیں اور نہ کوئی عالم وہاں اس نام کا ہے لوگوں نے باوجود جہل کے اردو کتب دیکھ کر وعظ کا حیلہ دنیا کی معاش کے واسطے اختیار کرلیا ہے۔ خلق کو گمراہ کرتا ہے۔ حق تعالیٰ پناہ دیوے اگر بندہ کو معلوم ہوتا تو صاف لکھتا..... مگر یہاں کوئی مولوی اس نام کا نہیں وہاں کے سب علماء سے بندہ واقف ہے۔ فقط والسلام

حضرت معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا

(سوال) حضرت معاویہؓ نے اپنے روبرو یزید پلید کو ولی عہد کیا ہے یا نہیں؟

(جواب) حضرت معاویہؓ نے یزید کو خلیفہ کیا تھا۔ اس وقت یزید اچھی صلاحیت میں تھا۔ فقط

حضرت معاویہؓ کا وعدہ حسینؓ سے

(سوال) جب کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت امام حسینؓ سے اقرار نامہ لکھا تھا کہ تازندگی یزید پلید کو ولی عہد نہ کروں گا۔ پھر حضرت معاویہؓ اپنے قول سے کیوں پھر گئے اور یزید پلید کو کیوں ولی عہد کیا۔ صحابی سے اقرار توڑنا بعید معلوم ہوتا ہے قمار باز اور شراب خور یزید پہلے ہی سے تھا یا ولی عہدی..... وقت نہ تھا۔ مفصل صحیح کس طور پر ہے۔

(جواب) حضرت معاویہؓ نے کوئی وعدہ عہد یزید کو خلیفہ کرنے کا نہیں کیا یہ واہیات وقائع ہیں فقط۔ یزید اول صالح تھا بعد خلافت کے خراب ہوا تھا۔

کیا شمر حافظ قرآن تھا

(سوال) وعظ میں سنا ہے کہ شمر قاتل امام حسینؓ بڑا حافظ قرآن تھا۔ بروقت قتل کرنے امام ہمام کے نوسیپارہ ذرا دیر میں پڑھ لئے تھے۔ یہ سچ ہے یا غلط ہے؟

(جواب) یہ قصہ ڈھکوسلا جہاں واعظین کا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطہارت

طہارت کے مسائل

باب غسل و وضو کا بیان

(سوال) اگر کسی شخص کو انزال ہو اور بعد انزال کے پیشاب نہ آیا اور اس نے پنبہ رکھ لیا۔ بعدہٗ بقیہ قطرۂ منی اپنی جگہ سے آ کر ذکر میں بوجہ پنبہ کے اندر ہی رہا بعد دو تین گھنٹہ کے ساتھ وہ روئی نکلی تو اس شخص کو اعادۂ غسل واجب ہے یا نہیں اور یہ شخص بوجہ قطرۂ مرض کے پنبہ رکھتا تھا۔ اب حضور قطرۂ منی کے ساتھ اس کا کیا حکم ہے۔ اور پنبہ خشک نکلے یا تر ذکر سے تو ہر دو ۲ حالت میں ایک ہی حکم ہے یا فرق ہے۔ فقط۔

(جواب) اگر بعد اخراج پنبہ پھر خروج منی ہوا ہے۔ تب تو امام صاحب کے نزدیک غسل کا اعادہ لازم ہوگا اور اگر بعد اخراج پنبہ پھر منی نہیں نکلی تو اعادۂ غسل واجب نہ ہوگا۔ پنبہ اگر منی میں بھیگی ہے تب تو بحکم منی ہے اور اگر مذی میں تر ہو تو بحکم مذی اور پیشاب میں تر ہو تو بحکم پیشاب اور اگر خشک ہو تو اس کا وضو بھی قائم ہے اور غسل بھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سر کے مسح کرنے کا بیان

(سوال) وضو میں سر کے مسح کے واسطے پانی ہاتھ میں لے کر ڈال دیتے ہیں۔ یعنی چھڑک کر مسح کرتے ہیں آیا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سر کے مسح کے واسطے اس قدر پانی لیوے کہ مسح ہو جاوے چلو بھر کر مسح کرنا اسراف ہے اگر پانی ڈالے گا تو غسل ہو جائے گا اور وہ مسح نہیں ہے۔ فقط

استنجے کا بچا ہوا پانی!

(سوال) جس پانی سے چھوٹا استنجا پاک کیا ہے اس باقی پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں یا مکروہ ہے؟

(جواب) اس پانی سے وضو بلا کراہت جائز ہے۔ فقط

وضو کا پانی اگر لوٹے میں گر جائے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اگر وضو کا پانی لوٹے میں گر جائے وقت وضو کرنے کے تو پانی لوٹے کا مکروہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو کا قطرہ لوٹے میں گرانا مکروہ ہے مگر وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا وضو اس سے درست ہے۔

آنکھ دکھنے کی وجہ سے اگر پانی آنکھ سے بہے

(سوال) آنکھ دکھتی ہوئی میں جو ڈھیڈ آجاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ خون سے بنتا ہے زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے پاک ہے اگرچہ بعض نے ناپاک کہہ دیا ہے لیکن تحقیق کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

شک سے وضو جانے کا حکم

(سوال) حدیث لا وضوء الا من صوت او ریح اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا جس ریح میں آواز اور بو نہ ہو وہ ریح نہیں ہے نہ اس سے وضو جاتا ہے یا وہ کچھ اور ہے ریح کے ساتھ یہ دونوں ضروری ہیں یا نہیں۔

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وضو ٹوٹنے کا یقین ہو جائے جیسے کہ آواز سننے سے یا بد بو سونگھنے سے یقین ہو جاتا ہے اس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب یقین نہ ہو تو محض شک سے وضو نہیں جاتا۔ فقط واللہ اعلم

جمی ہوئی مسی سے وضو اور غسل پر اثر

(سوال) مسی کا استعمال عورتوں کو جائز ہے یا نہیں اس سے جو ریخیں دانتوں میں جم جاتی ہیں اور وضو اور غسل میں پانی دانتوں کے نیچے نہیں پہنچتا مانع طہارت ہے یا نہیں اگر کوئی قصداً دانتوں میں ایسا مصالح پہنچادے کہ بلا دانت جدا ہوئے وہ مصالحہ جدا نہ ہو اس میں کچھ قباحت شرعی ہے یا نہیں۔

(جواب) مسی اگر جم جائے تو مانع وضو نہیں مگر مانع غسل ہے اور اگر قصداً کسی دوا سے خالی

جگہ کو بھر کر ہموار کیا گیا ہے تو اس کا حکم مثل جز وبدن کے ہو گیا وہ مانع غسل کو نہیں ہے۔ فقط

وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنے کا حکم

(سوال) میں نے سنا ہے کہ اگر بعد وضو کے رومالی پر پانی چھڑک لے تو قطرہ کا اگر احتمال ہو تو اس کو نہ دیکھے اور نہ وضو کرے لہذا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

(جواب) پائجامہ پر بعد وضو پانی چھڑکنا بغرض رفع وسوسہ درست ہے مگر جو شخص کہ اس کو قطرہ کا مرض ہے وہ پانی ہرگز نہ ڈالے کہ اندیشہ پائجامہ نجس ہونے کا ہے۔ اور اگر اثناء میں قطرہ آ گیا تو پائجامہ یقیناً ناپاک ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا فرض ہے یا واجب

(سوال) جب وضو سے فارغ ہو تو شرم گاہ یعنی رومالی پر پانی چھڑکنا کیسا ہے آیا جائز ہے یا نہیں اور یہ فرض ہے یا واجب یا مستحب۔

(جواب) دفع وسواس کے لئے بعد وضو تھوڑا پانی رومالی پر چھڑک لینا بہتر ہے اگر نہ چھڑکا تو گناہ نہیں ہے نہ اس سے واجب فوت ہوتا ہے نہ فرض فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس کو قطرہ آتا ہو وہ وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکے یا نہیں

(سوال) حضور نے تحریر فرمایا ہے اس کی تفصیل ذیل میں ہے مرض قطرہ کا نہیں ہے بلکہ بعد پیشاب کبھی جو شبہ ہوا اور دیکھا تو قطرہ آیا اور بعض مرتبہ دیکھا تو نہیں آیا۔ لہذا ایسی حالت میں پاجامہ کی رومالی دیکھنا چاہئے یا فقط تر کر لینا کافی ہے۔

(جواب) مرض سے یہی مراد ہے کہ اس شخص کو گاہ گاہ قطرہ آتا ہے تو ایسے شخص کو بعد وضو رومالی پر پانی نہ ڈالنا چاہئے بلکہ جب شبہ ہو اس کو دیکھ لینا چاہئے۔

وضو اور غسل کے لئے پانی کا وزن

(سوال) وضو اور غسل کے واسطے کتنا پانی صرف کرنا مسنون ہے سیر پختہ سے وزن تحریر فرما دیجئے؟

(جواب) وضو میں ڈیڑھ سیر پختہ پانی کی اجازت ہے اور غسل میں چار سیر کی۔ فقط والسلام۔

نماز جنازہ کے وضو سے فرض نماز کا حکم

(سوال) جو وضو جنازہ کی نماز کے واسطے کیا ہے اس وضو سے نماز فرض پڑھ لیوے یا نہیں؟
(جواب) فرض درست و جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ کے وضو سے نوافل کا حکم

(سوال) جو وضو جنازہ کی نماز کے واسطے کیا ہے اس سے تحیۃ الوضو اور نماز فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) نماز جنازہ کے واسطے جو وضو کیا ہے اس سے نماز فرض، سنت، نفل، اشراق، چاشت، تحیۃ الوضو سب جائز ہیں۔ فقط

جو وضو یا تیمم نہ کر سکے وہ نماز کیسے پڑھے

(سوال) اگر بوجہ نہ ملنے پانی یا مٹی کے وضو و تیمم نہ کر سکے تو نماز کس طور پر پڑھنی چاہئے یا قضا کر دیوے۔
(جواب) اگر ایسا موقع ہو جائے تو وہاں تشبہ بالمصلین کرے اور نماز کو قضا کر لیوے یہ مذہب امام صاحب علیہ الرحمۃ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اس پانی کا بیان جس سے وضو اور غسل جائز ہے

کس تالاب کا پانی نجس نہیں ہوتا

(سوال) ایسا تالاب جو گرمیوں میں کسی قدر خشک ہو جاتا ہو اور ایام بارش میں طویل و عریض مگر کسی موسم میں عشر در عشر سے کم نہیں رہتا اور اس میں اکثر نجاست مثل بول و براز شہر کا پانی وغیرہ بھی شامل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن تاہم اوصاف ثلاثہ میں تغیر نظر نہیں آتا۔ بلکہ ہر طرح صاف رہتا ہے۔ لہذا یہ طاہر ہے یا نہیں؟
(جواب) یہ تالاب طاہر ہے اور ہرگز نجس نہیں ہر موسم میں پاک رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دہ در دہ تالاب بول و براز پڑنے سے نجس نہیں ہوتا

(سوال) تالاب دہ در دہ بہت زیادہ قریب بستی کے ہے اہل بستی کو اس کے اطراف و جوانب

میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پر نہ ہو اور باہر ٹوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو۔ اس صورت میں طاہر ہے یا غیر طاہر۔ اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں دھوبی کپڑا وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنویں بہت ہیں۔

(جواب) یہ تالاب پاک ہے اگرچہ باہر نہ نکلا ہو۔ فقط

دہ دردہ پانی کب نجس ہوگا

(سوال) آج کل جنگلوں میں بارش کا پانی گڑھوں میں جمع رہتا ہے اور جس وقت نہر بند ہو جاتی ہے تو کسی قدر نہر کا پانی بھی جمع گڑھوں میں ہو جاتا ہے۔ گاؤں کے لوگ اس سے وضو کر لیا کرتے ہیں، درست ہے یا نہیں اور کس قدر پانی میں حکم شرع وضو کرنے کا ہے۔

(جواب) اگر یہ پانی دہ دردہ ہے تو کسی ناپاکی سے ناپاک نہ ہوگا۔ جب تک اس کا رنگ و بو و مزہ نجاست سے نہ بدل جائے۔ اور اس میں غسل اور وضو سب کچھ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

باب: کنویں کے احکام و مسائل

کنویں سے زندہ مرغی نکلنے کا حکم

(سوال) مرغی کنویں میں جا پڑی اور کچھ دیر کے بعد زندہ نکلی دو عالم فرماتے ہیں کہ بغیر تین سو ساٹھ ڈول پانی نکالنے کے اس پانی کا استعمال حرام ہے بخیال بیٹ کر دینے کے کنویں کے اندر۔ پس کتب مذہب میں یہ مسئلہ کیونکر ہے؟

(جواب) اگر بیٹ نکلنا ثابت ہو جائے تو پانی نکالو ورنہ حاجت نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

من ٹوٹے کنویں کے گڑھوں میں کتوں کے پانی کے بعد کا حکم

(سوال) ایک شخص نے کنویں کا مسئلہ حضور کا فتویٰ سن کر کہا جب کہ کتے نے پانی پیا اور ہر وقت پانی ان گڑھوں میں بھرا نہیں رہتا۔ اگر وہ ناپاک ہی تھا تو بھی سینکڑوں ڈول وگھڑے کھینچ کر اہل محلہ کے خرچ میں آ گئے۔ اب تک پاک نہ ہوا ہوگا۔ جیسے اناج کے ناپاک ہونے سے دو شریکوں کی تقسیم میں اناج پاک ہو جاتا ہے کبھی پانی بھر جاتا ہے کبھی خشک ہو جاتا ہے اس کا جواب مرحمت ہو؟

(جواب) جب اس گڑھے سے کتے نے پانی پی لیا تھا اگر اس کے دو چار روز تک برابر پانی کھینچتا رہا تو واقعی کنواں پاک ہو گیا مگر اہل محلہ کی سب ظروف و جامہ وغیرہ نجس ہوں گے اس لئے کہ وہ پانی جو سب کے گھر پہنچا ہے نجس ہے یقیناً بخلاف تقسیم شدہ غلہ کے اس میں کوئی حصہ یقیناً نجس نہ تھا۔ بلکہ احتمال دونوں طرف تھا اور یہاں جو محلہ میں تقسیم ہوا ہے وہ سب پانی ناپاک ہے۔ فقط

کنویں میں اگر جوتا گر جائے تو اس کا حکم

(سوال) چاہ میں جوتا گر جانے سے کس قدر پانی نکالا جاوے گا؟

(جواب) اگر جوتا ناپاک ہے تو تمام پانی نکالے گا اور اگر پاک ہے تو کچھ نہیں۔

نجس کنویں کے پانی سے بنائے ہوئے گلاب کا حکم

(سوال) طلوع آفتاب سے پہلے ایک کنویں میں سے پانی لا کر اس سے گلاب کھینچا اور صدہا آدمیوں نے پانی اس سے بھرا دس بجے دن کے معلوم ہوا کہ ایک بلی مردہ اس میں پڑی ہے مگر پوست اس کا بالکل گلا نہیں ہے نہایت سخت ہے وہ گلاب جو اس پانی سے تیار ہوا ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ آیا وہ فروخت کیا جاوے یا پھینکا جاوے فقط۔

(جواب) صاحبین علیہما الرحمۃ کے مذہب کے موافق یہ گلاب پاک ہے کہ احتمال ہے کہ شب کو بلی کا بچہ نہ گرا ہو پس اس کو فروخت کرنا مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

من ٹوٹے کنویں کے گڑھوں سے کتے پانی پی لیں تو اس کا حکم

(سوال) ایک کنویں کی من ٹوٹ گئی ہے اور گڑھے بھی ہو گئے ہیں۔ جب ان گڑھوں میں پانی بھرتا ہے تو وہ کنویں کی طرف بوجہ نیچا ہونے کے جاتا ہے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی دیکھا کہ ان گڑھوں میں کتے نے پانی پیا لہٰذا اس کنویں کا حضور کیا حکم دیتے ہیں۔ فقط

(جواب) جب کتے کا پانی پینا اور اس پانی کا کنویں میں جانا یقینی یا غالب گمان ہو تو کنواں نجس ہے۔ فقط

ملفوظات

کنوئیں میں نجاست معلوم ہوتو کب سے اسکی نجاست کا حکم لگایا جائے گا، نجاستوں اور اس کو پاک کرنے کے مسائل

ا۔از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ مذہب صاحبین درباب چاہ کہ رویۃ ۔کے وقت سے حکم نجاست ہو۔یہی معمول فقہاء کا ہے اور بعض نے فتویٰ بھی اس پر دیا ہے لہذا اگر سہولت عوام کی وجہ سے اس پر عمل ہو۔بندہ درست جانتا ہے اور اس وقت میں اس پر علماء کو فتویٰ دینا جائز جانتا ہے کہ قول صاحبین بھی مذہب امام صاحب ہی ہے علیہم الرحمۃ مگر دیکھنے کے وقت سے نجس ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقوع ممکن ہو مثلاً کنویں پر لوگ برابر صبح سے دو پہر تک پانی بھرتے رہے خالی نہیں ہوا۔اور دو پہر کو جانور نکلا تو ایسی حالت میں صبح سے پہلے نجس کہا جائے گا کہ اس حالت میں لوگوں کے بھرنے تک جانور نہیں گر سکتا۔البتہ اگر درمیان صبح دو پہر کے چاہ پانی بھرنے والوں سے خالی بھی نہ رہا ہو تو آخر خلو کے وقت سے حکم دیا جائے گا۔فقط والسلام

باب: نجاستوں اور اس کو پاک کرنے کے مسائل

منہ کی رال کا حکم!

(سوال)سوتے وقت منہ سے رال جو بعض شخص کے جاری ہوتی ہے زید کہتا ہے کہ اس سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے۔لہذا کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب)یہ رال پاک ہے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔فقط

کھلیان کے غلہ کا حکم

(سوال) خرمن گاہ میں جب کہ غلہ تیار کرتے ہیں تو نرگاواں کا پیشاب اور گوبر غلہ گندم وغیرہ میں جذب ہوتا ہے پھر غلہ کے جواز کی صورت کس طرح پر ہے۔

(جواب)جب وہ تقسیم ہو گیا سب کے حق میں پاک ہو گیا۔اگر کچھ اثر گوبر کا دیکھے تو صاف کر دیوے۔

گوبری کا حکم

(سوال) مسئلہ گوبری دینا جائز ہے یا نہیں جس جگہ مرغی کی سرگین گر کر خشک ہوگئی ہو اور وہاں لوٹا خشک یا تر رکھ دے تو وہ لوٹا ناپاک ہے یا پاک اگر مرغی کی سرگین کی احتیاط کرے تو ان کا پالنا چھوٹنا ہے۔ فقط

(جواب) گوبری دینا جائز ہے مگر جب وہ گوبر نہ رہے تب تو پاک ہے اور اس سے پہلے پہلے نجس ہے اگر ناپاک جگہ خشک ہوگئی اور نجاست کا اثر رنگ و بو و مزہ نہ رہا تو پھر وہ جگہ پاک ہوگئی اب وہاں تر چیز رکھنے سے ناپاک نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شراب اگر سرکہ بن جائے تو اس کا حکم

(سوال) شراب میں نمک ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(جواب) شراب جب سرکہ بن جاتی ہے تو پاک ہی ہوجاتی ہے نمک سے ہو یا کسی اور ذریعہ سے۔ فقط

مردہ جانور کی اون کے متعلق حکم

(سوال) مردہ جانور بکری بھیڑ کی اون کا کمبل استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مردہ جانور بکری بھیڑ وغیرہ کی اون پاک ہے اور اس کے کمبل کا استعمال درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلی، چوہے، کوے وغیرہ کے جھوٹے کا حکم

(سوال) اگر کھانے میں دودھ میں بلی یا چوہے یا کوے نے منہ ڈال دیا تو کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ان چیزوں کا جھوٹا حرام اور نجس نہیں ہے اگر نہ کھائیں تو بہتر۔ کھالیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) مصفّی شرح موطا میں اسی طرح ہے ۱۲۔

کولہو کے رس کا حکم

(سوال) کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔ یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمانوں کو ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے۔ علیٰ ہذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے۔ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ فقط
(جواب) جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہ ہوگا۔ پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست اور حلال ہے۔ علیٰ ہذا پانی بھی پاک ہے۔ نماز وغیرہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ، عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند۔

منی کا حکم

(سوال) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خشک منی ناپاک نہیں جیسا کہ کتاب میں لکھا ہے اور دھونے اور پونچھنے کی کچھ ضرورت نہیں کیا وجہ کہ ایسی پلید چیز کو پاک لکھا ہے؟
(جواب) منی کا پلید ہونا آپ کے نزدیک ہے ان کے یہاں نہیں اور اس کی لم، آپ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ علمی بحث ہے کہ جس کے بیان میں طول ہے ہم اور آپ مقلد ہیں۔ ہم کو علماء کا فرمان بسر و چشم قبول ہے۔ فقط

ناسور کے پانی کا حکم

(سوال) ایک شخص کے ناسور سے کھانے کے وقت پانی نکلتا ہے اور وہ پانی کپڑوں کو لگتا ہے تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے یا نہیں؟
(جواب) ناسور کا پانی نجس ہے اگر قدر درہم سے زیادہ لگے گا تو نماز صحیح نہ ہووے گی کم میں بکراہت ادا ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرخ پڑیا کا حکم

(سوال) پوڑیا کا سرخ رنگ استر میں لگانا چاہئے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ پڑیا میں شراب پڑتی ہے صحیح کیسے ہے۔

(جواب) پوڑیا کا رنگ مشتبہ ضرور ہے اگر بالیقین یہ ثابت ہو جاوے کہ اس میں شراب قطعاً حرام ہے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ شراب نہیں پڑتی جائز ہے درصورت موجودہ مشتبہ ہونے میں تردد نہیں احتیاط ترک کرنے میں ہے اور رنگ پختہ کا دھلوالینا مناسب ہے۔

پڑیا کا حکم

(سوال) پڑیا کچی یا پختہ کا بغیر دھوئے ہوئے مردوں اور عورتوں کو استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پڑیہ کا رنگ ناپاک ہے فقط۔

پڑیہ کے نجاست کی وجہ

(سوال) پوڑیہ سرخ رنگ کی رنگی ہوئی رضائی میں ڈالنا کیسا ہے؟

(جواب) پوڑیہ میں کہتے ہیں شراب پڑتی ہے اور یہی تحقیق ہے اور شراب نجس ہے۔ اس واسطے نہ ڈالنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پڑیہ میں رنگا ہوا کپڑا کیسے پاک ہوگا

(سوال) پوڑیہ میں کپڑا رنگا ہوا۔ اور اس کو ایک مرتبہ پانی میں نکال دے اور نہ نچوڑے اور نہ ملے اور ویسے ہی پھیلا دے تا کہ خود خشک ہو جاوے اور بعد خشک ہو جانے کے پاک ہو جاوے گا یا نہیں یا ایک مرتبہ مل کر دھونا ضرور ہے۔

(جواب) کپڑا پوڑیہ کا جو ناپاک ہو اس کا رنگا ہوا تب تک پاک نہ ہوگا جب تک رنگ نکلتا رہے گا۔ جب رنگ نکلنا بند ہو جاوے گا تب پاک ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ بندہ نے پختہ رنگ کو پاک نہیں کہا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس پڑیا میں رنگ کر پھر دھولیا جائے تو پاک کرنے کے بعد اس کا استعمال جائز ہے اور مدار رنگ کے پاک ہونے کا تحقیق پر ہے۔ مولوی ارشاد حسین صاحب کو تحقیق ہو گیا ہوگا۔ بندہ کو تحقیق نہ ہوا۔ فقط والسلام

پڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے کو پاک کرنے کا دوسرا طریقہ

(سوال) گولی سرخ رنگ سرخ پختہ کہ دم مسفوح سے بنائی جائے اور گولی خام یا شراب کی آمیزش اس میں ہو جیسا کہ آج کل بہت گولیاں بکتی ہیں۔ ان میں کپڑا رنگنا اور اس سے نماز پڑھنا

جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو رنگ پختہ کہ جس میں شراب یا دم مسفوح ہے اس کو اگر تین دفعہ دھولیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے نماز پڑھنی درست ہے۔ علیٰ ہذا کچے رنگ کی گولیاں تین دفعہ دھلنے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ فقط واللہ اعلم

مٹی کا برتن کس طرح پاک کیا جائے

(سوال) مٹی کا برتن اگر کسی طرح سے ناپاک ہو جائے تو کس طرح پاک کیا جائے؟ فقط

(جواب) مٹی کا برتن اگرچہ کورا ہو تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے کوئی طرز خاص اس کے دھونے کا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

ملفوظات

پڑیہ کے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے اعادہ نماز لازمی نہیں۔

۱۔ بعد سلام آنکہ اعادہ نماز کا اس وجہ سے ضرور نہیں بتایا گیا کہ بعض شرابیں سوا چار کے اس قسم کی ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک وہ نجس نہیں مگر فتویٰ امام صاحب کے قول پر نہیں اور اس رنگ میں محقق نہیں کہ کون سی شراب پڑتی ہے پس بسبب مسئلہ مختلف فیہا ہونے کے آسانی کی وجہ سے اعادہ نماز کو نہیں کہا گیا مگر نجاست میں عمل امام محمد کے مذہب پر بتایا گیا تھا اور ولایت سے جو کپڑا آتا ہے اس میں شراب نجس کا پڑنا ہم نے نہیں سنا۔ فقط

پڑیہ کے رنگ کی حقیقت

۲۔ جو چھینٹ یا بانات وغیرہ پختہ رنگ ہے۔ وہ تو ہر حال پاک ہے اگرچہ اس میں نجاست پڑے کیونکہ بعد رنگ کے اس کو دھو کر صاف کرتے ہیں اور جو خام رنگ ہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ اس میں کچھ نجس ڈالتے ہیں یا نہیں لہذا اس پر حکم نجاست نہیں ہو سکتا کہ اصل شے کی طہارت ہے ہاں جس کو تحقیق ہو گیا کہ نجس اس میں پڑتا ہے اور نہیں دھویا جاتا اس کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ بندہ کو جو محقق ہوا تو یہ ہے کہ بازار میں جو رنگ فلوس فلوس کو پوڑیا فروخت ہوئی ہے اس

میں شراب ہے اور بس لہذا اس کی نجاست کا اظہار کیا گیا ہے۔ پوڑیہ جوتہ جو پاک ہے بوجہ عدم تیقن نجاست کے ہے اگر کسی جوتہ خاص میں محقق ہو جائے کہ نجس لگا ہے وہ ناپاک ہی ہووے گا۔ لہذا جوتہ کو پڑیا پر قیاس نہیں کر سکتے تبدیل ماہیت بھی نہیں بلکہ ترکیب نجس باطاہر ہے جیسا نجس آب میں گوشت یا روٹی پکائی جائے اس کو تبدل ماہیت نہیں کہتے ملح خوک مضائقہ نہیں کہ مادہ وصورت ہر دو بدل گئی سرکہ شراب میں گوبر مٹی میں سو یہاں تبدیل ماہیت ہے کہ نہ وہ مادہ سابق رہا نہ صورت پہلی رہی ترکیب میں ماہیت نہیں پلٹی ترکیب پیدا ہو جاتی ہے اس کا اعتبار نہیں دھونے سے البتہ پوڑیہ کا رنگا کپڑا پاک ہو جاتا ہے ایک بات باقی ہے اگر وہ صاحب بنانے والے ملے تو تحقیق کروں گا۔ شاید اس میں کوئی صورت جواز پیدا ہو جائے۔ سو دیکھئے وہ کب ملتے ہیں اب تو منع ہی کر دینا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

پڑیہ میں شراب پڑنے سے پڑیہ کا حکم

۳۔ شراب مسکر مطلقاً نجس ہے امام محمدؒ کے یہاں اس پر فتویٰ دیا ہے۔ درمختار میں مذکور ہے اور یہی مذہب بندہ کے اساتذہ کے یہاں رائج ہے۔ تبدیل ماہیت لے صورت کی تبدیل سے ہوتا ہے کہ حقیقت دیگر ہوگئی نہ ترکیب سے ورنہ روٹی خمیر سے گوندھے درست ہو شراب سے مرکب دوا حلال ہو یہ باطل ہے سرکہ میں تبدیل ماہیت ہے پوڑیہ میں نہ ترکیب ہے نہ تبدیل ماہیت منتہائے مسکر سمیت ہے۔ خلاصہ شراب بھی شراب ہی ہوتی ہے۔ اگر چہ تیزاب بن جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

پڑیہ میں کون سی شراب پڑتی ہے۔

۴۔ خمر خواہ انگوری ہو یا عسل اصل اور جو کی غرض کل مسکر حرام نجس ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک اور اس پر ہی فتویٰ دیا گیا ہے اور ہمارے اساتذہ نے جو زمانہ گذشتہ میں نان پاؤ کا قصہ وتکرار ہوا تاڑی کے سبب سے اس کو منع اور حرام لکھا۔ لہذا بندہ کے نزدیک راجح مذہب یہی ہے۔ سو تحقیق اس خمر کی کہ پڑیہ میں پڑتی ہی نہیں۔ بہر حال اختلاف میں احتیاط تو اوروں کو بھی بہتر ہے۔ ظاہر احادیث میں موجود تو سب سکر کی خمریت کو چاہتا ہے۔ کل (۱) مسکر خمر صاف موجود ہے۔ وان من

(۱) ہر نشے والی چیز خمر ہے۔

الحنطة لخمراً بھی(۱) اب تاویل کا باب واسع ہے۔ **والشئی اذا ثبت ثبت بلوازمه(۲)** خمر ہے تو حرام بھی نجس بھی ہے ظنی قطعی کے فرق میں تخفیف ہو جائے نہ ارتفاع اگر مزیل نجاست پایا جائے تو طہارت ہوتی ہے ورنہ جفاف مطہر نہیں جفاف ارض تو امام صاحب کے نزدیک مطہر ہے ثوب، دوا، خمیر پاک نہیں ہوتا۔ خمر میں آٹا گوندکر پکاویں روٹی نجس ہووے گی۔ بول میں پارچہ تر ہو کر خشک ہو جائے ناپاک ہی رہے گا۔ حالانکہ رطوبت بول کو ہوا لے گئی۔ علیٰ ہذا جفاف خمر موجب طہارت نہیں شراب کسی شے میں خلط ہو اور پھر خشک ہو بول پر قیاس ہوگا۔ اور جواڑنے کے کچھ اور معنی ہیں وہ مجھ کو معلوم نہیں اگر پارچہ شراب میں مبلول ہو کر خشک ہو تو پاک نہیں ہوتا اگرچہ تیزی دھوپ سے یا حرارت آتش سے شراب اڑتی ہی ہو یہ مسئلہ مجھ کو معلوم نہیں اگر شراب کا پڑنا محقق نہیں تو البتہ ناپاک نہیں اور بعد تحقیق وقوع کے بلویٰ کیا کرے گا بلویٰ وہ معتبر کوئی کرے کہ اجتناب دشوار ہو۔ زینت کا کپڑا ترک کرنا نفس پر ناگوار ہے یہ کیا بلویٰ ہے۔ ہندوستانی کپڑا برتنا چاہئے اس واسطے بلویٰ کے معنی فہم میں نہیں آتے۔ فقط واللہ اعلم۔

پڑیہ میں شراب پڑتی ہے یا نہیں

۵۔ خواب اگر نظر نہ آوے کچھ حرج نہیں جاگنے کا زیادہ اعتبار ہے آدمی کو اپنے اوپر ہرگز اعتماد نہیں چاہئے۔ مقلب القلوب سے ڈرتا رہے کہ دم بھر میں بدل ڈالتا ہے اور مفارقت وملاقات دونوں مقدر ہیں کسی کے اختیاری نہیں جس قدر مقدر ہے ملتا ہے کہ زیادہ کون کرسکتا ہے پوڑیہ ہندی میں شراب قطعاً پڑتی ہے اور لندن کی پوڑیا میں بھی اکثر اقوال سے پڑنا ثابت ہے غایت الامر لندن میں شبہ ہو اور شبہات سے بچنا بھی واجب ہے اصل شئے کی پاک ہے اور لحوق نجاست میں شک ہو وہ پاک رہتی ہے۔ گاہڑہ دھوکر جونہ اسی قسم میں ہے اور جس میں ثبوت نجاست کا بغالب ظن ہو گیا ہو وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔ پوڑیا کا یہی حال ہے جب تک شراب کا ہونا معلوم نہ تھا پاک کہتے تھے۔ بوجہ اصل کے اب بعض اقسام میں اعنی ہندیہ میں وقوع محقق ہو گیا اور بعض میں غلبہ ظن ہے۔ فقط والسلام

اور چھینٹ جو ولایت سے آتی ہے کہتے ہیں کہ وہ رنگ پوڑیا کا نہیں۔ لہذا اس کو نجس نہیں کہہ سکتے تاتحقیق دیکھنا شرط نہیں بلکہ علم شرط ہے کہ بظن غالب حاصل ہو جاوے۔ اگر بظن غالب ظروف نجس اس میں واقع ہوتے ہیں تو چاہ نجس ہے۔ گو آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ فقط

(۱) اور یقیناً گیہوں بھی نشہ آور ہے۔

(۲) ... جو چیز ثابت ہوئی ہے تو اس کے لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے ۱۲۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ

نماز کے مسائل

باب: نماز کے وقتوں کا بیان

آفتاب کے طلوع واستواء وغروب کے وقت سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ کا حکم

(سوال) صلوٰۃ جنازہ وسجدۂ تلاوت وغیرہ طلوع واستواء وغروب شمس پر درست ہے، یا نہیں در صورت عدم جواز اگر پڑھ لیوے تو ادا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) عین طلوع واستواء وغروب میں نماز جنازہ سجدۂ تلاوت مکروہ تحریمہ ہے مع ہذا اس وقت میں اگر پڑھ لیوے تو ادا ہو جاتا ہے اور ذمہ سے سقوط ہو جاتا ہے بشرطیکہ اسی وقت تلاوت آیت کی ہو اور جنازہ حاضر ہوا ہو اور جو پہلے وقت مکروہ سے سجدہ کی آیت پڑھے اور جنازہ آیا اور مکروہ وقت میں ادا کیا تو ادا نہیں ہوتا۔ دوبارہ پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جمعہ کس مسجد میں پڑھی جائے جہاں جلد ہو کہ دیر سے ہو

(سوال) جامع مسجد میں نماز جمعہ ڈھائی بجے ہوتی ہے اور مسجدوں میں جمعہ کی نماز ایک بجے ہوتی ہے تو فرمائیے کہ کہاں جمعہ پڑھے جو ثواب زیادہ ہو۔

(جواب) جامع مسجد میں بسبب کثرت آدمیوں کے زیادہ ثواب ہے اگر گرمی کا موسم ہو تو اڑھائی بجے تک وقت اچھا ہوتا ہے وہیں جمعہ پڑھے اور جاڑے کے موسم میں بہتر ہے کہ دیگر مسجد میں پڑھ لیوے کہ احتمال ایک مثل سے وقت نکل جانے کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ اور ظہر کی نماز کے اوقات میں فرق

(سوال) جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز کا وقت ایک ہی ہے یا نہیں اور جمعہ کی نماز ظہر کے وقت سے کچھ پہلے پڑھنا سنت ہے یا دونوں مساوی وقت ہیں مثلاً جو شخص ظہر کی نماز دو بجے پڑھتا ہے

اس کو جمعہ کی نماز ایک بجے پڑھنا مستحب ہوگی یا دو ہی بجے۔
(جواب) جمعہ وظہر کا وقت ایک ہے مگر جمعہ کو ذرا پہلے پڑھنا کہ لوگ سویرے سے آئے ہیں ان کو جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہے۔ فقط

ظہر کا صحیح وقت

(سوال) وقت ظہر مثلین تک رہتا ہے یا نہیں مذہب مفتیٰ بہ میں اگر نہیں رہتا تو جو ظہر مثلین میں پڑھے تو قضاء پڑھے یا ادا اور بعد مثل کے عصر اگر پڑھے تو ہوگی یا نہیں اور سایہ اصلی کی پہچان خلاصہ طور پر ایسے قاعدہ کلیہ سے کہ ہر جگہ وہ قاعدہ دلنشین ہو ارقام فرمادیں۔
(جواب) ظہر میں دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے جس پر عمل کرے گا درست ہے اور سایہ اصلی کا ایسا قاعدہ جو ہر جگہ موافق ومطابق ہو مجھے معلوم نہیں۔ فقط

ظہر کا وقت ایک مثل تک رہنے سے امام ابوحنیفہ نے رجوع کیا یا نہیں

(سوال) رجوع امام صاحب بمذہب ائمہ ثلاثہ وصاحبین رحمہما اللہ ایک مثل ظہر ثابت ہے یا نہیں۔
(جواب) رجوع امام صاحب کا بندہ کو معلوم نہیں بلکہ خود امام صاحب کی ایک روایت اس باب میں موجود ہے اور یہی مذہب صاحبین کا ہے لہذا یہ مذہب قوی ہے مگر رجوع کی روایت بندہ کو معلوم نہیں۔ لہذا اگر حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو حرج نہیں اگرچہ احوط عصر کا بعد دو مثل کے اور ظہر کا قبل ایک مثل کے پڑھنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عصر وظہر کے اوقات کے صحیح حدود

(سوال) شیخ الشیوخ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصفی شرح موطاء میں در تحدید صلوٰۃ ظہر وعصر فرماتے ہیں مترجم گوید ابتدائے وقت ظہر زوال شمس است از وسط آسمان وآخر وقت اوانیست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانند قامت آں چیزے سوائے فی زوال بر ہمیں منطبق است ابرادو لفظ عشی و زانجا وقت عصر داخل میشود الخ (۱) اور مولانا شاہ عبدالعزیز

---

(۱) مترجم کہتا ہے کہ وقت ظہر کی ابتداء آفتاب کے وسط آسمان سے زوال سے ہوتی ہے اور اس کا آخری وقت وہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے مطابق ہو جائے سوائے سایہ اصلی کے اور اسی پر منطبق ہوتا ہے لفظ ٹھنڈا کرنے کا اور لفظ عشی کا اور وہیں سے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

صاحب رحمہ اللہ علیہ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں آنچہ از بعض فقہاء منقول است کہ بایں حدیث تمسک کردہ اند در آنکہ وقت عصر از مابعد المثلین شروع میشود وقبل از آن وقت ظہر است پس دلالت حدیث بر آن ممنوع ست آری گر لفظ مابین وقت العصر الی المغرب می بود گنجائش ایں استدلال می شد لفظ حدیث مابین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس ست کہ صلوٰۃ العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیہ در مقالہ مابین نماز عصر ست بروفق آنچہ معمول آں جناب بود تا وقت غروب وآن کمتر از مابین ظہر و عصر می باشد گو از ابتداء وقت عصر تا غروب مساوی آں باشد واگر کسے بخاطر است کہ تشبیہ برائے تفہیم ست و دریں صورت تخیل لازم آید زیرا کہ صلوٰۃ عصر را تعینے نیست ہر کسے در وقتے از اوقات متسعہ می خوند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین ست گویم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین ست ومخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب رامی شناختند پس نسبت باایشاں بوجہ احسن تفہیم متحقق شد و دیگر آنرا بسماع از ایشان...... ایں معنی واضح شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہؓ در میان وقت معمول نماز عصر آں جناب فرمودہ است۔ **کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا یظہر الفئ بعد** معلوم است کہ این بیان وتفسیر غیر از کسانے را کہ آں حجرہ مبارک را دیدہ باشند وبودن آفتاب را در آں حجرہ وظہور سایہ را در ان معائنہ کردہ باشند فائدہ نمیکند کذا ہذا ونیز باید دانست کہ آنچہ در کلام امام واقعہ شدہ کہ **ومن عجل العصر کان مابین الظہر الی العصر اقل من بین العصر الی المغرب** بظاہر مخدوش ست زیرا کہ موافق قواعد ملال انقضاء مثل وقتے می شود کہ ربع النہار باقی می ماند در اکثر بلندان پس وقتین مساوی باشد نہ زیادہ وکم میتوان توجیہ کرد کہ مراد از مابین الظہر مابین وقت المتعارف للصلوٰۃ ست یعنی زابتدائے وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ابراد آن مستحب ست۔(۱) واللہ اعلم۔

---

(۱) اور جو کچھ بعض فقہا سے منقول ہے وہ اس حدیث سے تمسک کئے ہیں اس مسئلہ میں کہ عصر کا وقت مثلین کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اس کے پہلے ظہر کا وقت ہوتا ہے تو حدیث کی دلالت اس پر ممنوعہ ہے ہاں اگر یہ لفظ ہوتا کہ "عصر سے مغرب کے وقت تک" تو اس استدلال کی گنجائش ہوتی حدیث کے الفاظ "عصر سے غروب آفتاب تک" کے ہیں کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی ہے کہ مدعا حاصل ہو اور تشبیہ کا مدار ہماری تقریر میں مابین نماز عصر ہے جس میں موافقت اس معمول کی ہے جو آں جناب کا تھا وقت غروب آفتاب تک اور ظہر وعصر کے مابین سے کم ہوتا ہے گو کہ ابتداء وقت عصر سے غروب تک اس کے مساوی ہوتا ہے اور اگر کسی کے دل میں یہ ہے کہ تشبیہ سمجھانے کے لئے ہے تو ایسی صورت میں تحقیق لازم آتی ہے اس لئے کہ نماز عصر کا تعین نہیں ہے ہر شخص کسی ایک وقت میں اوقات وسیعہ سے پڑھ لیتا ہے بخلاف وقت عصر کے کوئی نفسہ متعین ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تشبیہ مخاطبین کو سمجھانے کے لئے ہے۔ اور مخاطبین آں جناب نماز کے وقت معروف کو جانتے تھے۔ بس ان کی نسبت کرتے ہوے عمدہ طریق پر سمجھانا ہوا۔ اور دوسروں کو اس کے سننے سے منع معلوم ہو گئے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ صدیقہ عائشہ آنجناب کے نماز عصر کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں واما اخر وقت الظہر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ لا یبقی بعد مصیر ظل کل شیئی مثلہ ولہذا خالف ابو حنیفۃ فی ہذا المسئلۃ صاحبیہ ووافقا فیہا الجمہور انتہیٰ (۱) اب گذارش ہے کہ مذہب ایک مثل ظہر میں اور بعد مثل عصر میں مفتیٰ بہ اور محقق ومعمول بہ از روئے روایات صحیحہ حسب ارشادات اکابرین محققین رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہے یا نہیں۔

(جواب) وقت ظہر میں ایسا کرنا احتیاط ہے کہ ظہر بعد مثل کے نہ پڑھیں اور عصر قبل مثلین کے نہ پڑھیں اور امام صاحب کی ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے اور بایں ہمہ مذہب مثلین پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃ مثلین معلوم ہوتی ہے لہذا مذہب مثلین مرجوع ہے۔ اور ایک مثل قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذہب حنفیہ میں عصر کا صحیح وقت

(سوال) مذہب حنفیہ میں عصر کے وقت کے بارہ میں ایک مثل کو زیادہ قوت حاصل ہے یا دو مثل کو مفتی بہ اور راجح قول کون سا ہے کسی مسجد میں قبل از دو مثل عصر کی جماعت ہو رہی ہو تو نماز ان کے ساتھ ادا کرے یا نہیں اور اگر مل گیا تو عصر کے فرض ساقط ہوئے یا نفلیں اور بعد دو مثل اپنی عصر کی نماز ادا کرے اور وہ لوگ جو قبل از دو مثل ادا کرتے ہیں آثم ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) بندہ کے نزدیک ایک مثل کو زیادہ قوت ہے لہذا اگر ایک مثل میں کسی نے نماز پڑھ لی

(بقیہ حاشیہ) معمول کے متعلق فرماتی ہیں کہ "آپ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ آفتاب آپ کے کمرہ میں ہوتا تھا اور ابھی وہ سایہ ظاہر نہیں ہوا تھا اور معلوم ہے کہ یہ بیان اور تفسیر ان لوگوں کے سوا لوگوں کو جو حجرہ مبارکہ کو دیکھے ہوں اور آفتاب کے اس حجرہ میں ہونے کو اور اس کے سایہ کو قیاس میں لائے ہوں، فائدہ نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہ اور جاننا چاہئے کہ جو کچھ امام کے کلام میں واقع ہوا ہے کہ "اور جس نے عصر کی جلدی کی تو وہ ظہر سے عصر تک کم وقت رکھے گا، اس وقت سے جو عصر سے مغرب تک ہو" بظاہر مخدوش ہے اس لئے کہ سایہ کے قاعدوں کے مطابق ایک مثل کا انعقاد اس وقت ہوتا ہے کہ دن کا چوتھائی حصہ باقی رہتا ہے اکثر شہروں میں دونوں وقت مساوی ہوتے ہیں نہ زیادہ نہ کم اور اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں کہ مراد مابین الظہر سے نماز کے اوقات معروفہ کے مابین ہے۔ یعنی ابتداء وقت آخر سے خصوصاً موسم گرما میں کہ اس کا ٹھنڈا کرنا مستحب ہے۔

(۱) رہا ظہر کا وقت آخری تو نہ کسی حدیث صحیح میں نہ ضعیف میں یہ پایا گیا کہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا اور اسی لئے ابوحنیفہؒ نے صاحبین سے اختلاف کیا ہے اور صاحبین نے جمہور کی موافقت کی ہے۔

فرض عصر اس کے ذمہ سے ساقط ہوئے اور اعادہ جائز نہ ہوگا کہ نفل بعد نماز عصر منع ہیں اگر چہ بعد مثلین کے نماز پڑھنا احوط ہے۔ للخروج عن الخلاف. فقط۔(۱)

نماز عصر کا صحیح وقت

(سوال) صلوٰۃ عصر اگر ایک مثل پر پڑھ لی جاوے تو ہو جاوے گی یا قابل اعادہ ہوگی۔
(جواب) ایک مثل کا مذہب قوی ہے لہذا اگر ایک مثل پر عصر پڑھے تو ادا ہو جاتی ہے اعادہ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کا مسئلہ

(سوال) اگر حالت مرض و سفر وغیرہ میں جمع بین الصلوٰتین کر لیوے تو جائز ہے یا نہیں کیونکہ شدت مرض و سفر سخت کی تکالیف میں فوت ہونے کا اندیشہ قوی ہے اور اس کے جواز پر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کا مسلک بھی ہے کہ مصفی شرح موطا میں فرماتے ہیں۔ مختار فقیر جواز ست وقت عذر و عدم جواز بغیر عذر اور مولنا عبدالحی صاحب مرحوم بھی جواز کے قائل ہیں مجموعہ فتویٰ میں لہذا ایسے عذرات میں آپ کے نزدیک بھی جواز ہے یا نہیں۔
(جواب) یہ مسئلہ مقلد کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کا ہے تو وقت ضرورت کے جائز ہے عامی کو کہ اس کو سب کو حق جاننا چاہئے اگر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنے میں دشواری ہو تو دوسرے امام کے قول پر عمل کر لیوے اس قدر تنگی نہ اٹھاوے کہ یہ موجب ضرر اور حرج دین کا ہوتا ہے فقط یہی مذہب اپنے اساتذہ کا ہے۔ جیسا استاذ اساتذ تنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ فقط

زوال کا صحیح وقت گھنٹوں میں

(سوال) زوال کی کیا علامت ہے چار نفل جو پڑھتے ہیں قبل زوال چاہیں یا بعد زول زوال کی علامت گھنٹوں پر زیب قلم فرمانا چاہئے۔

---

(۱) امام طحاوی نے فرمایا ہے اور ہم اسی کو قبول کرتے ہیں اور عزرالاذکار میں ہے اور اسی کو لیا جاتا ہے اور برہان میں ہے کہ جبریل کے بیان میں یہی زیادہ ظاہر کرتا ہے اور یہی اس معاملہ میں قطعی ہے اور فیض میں ہے کہ اسی پر آج کل لوگوں کا عمل ہے۔ اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔
(۲) تا کہ کسی کے اختلاف سے نکل جائے۔

(جواب) زوال دن ڈھلنے کو کہتے ہیں جب سایہ شرق کی طرف میل کرے یہ ہی علامت ہے۔ فقط

نماز جمعہ کا گھنٹوں سے وقت

(سوال) جمعہ کی نماز کا وقت امام اعظم صاحبؒ کے نزدیک کئے بجے مستحب ہے گھنٹوں سے فرمائیے۔

(جواب) گرمی میں تاخیر کرنا اور اور جاڑے میں جلدی کرنا ظہر و جمعہ میں برابر ہے گھنٹوں کا حساب کوئی ضروری نہیں جیسا مناسب حال ہو کرے۔ اس میں کوئی توقیت نہیں ہو سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مغرب کا انتہائی وقت صحیح

(سوال) شفق سفید تک وقت مغرب کا رہتا ہے یا نہیں۔ اکثر فقہا حنفیہ تو فرماتے ہیں کہ شفق سفید تک مغرب کا وقت ہے اس کے بعد عشاء کا وقت ہے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعد شفق سرخ کے عشاء کا وقت ہو جاتا ہے قول اصح یہی ہے اب تردد یہ ہے کہ شفق سفید مغرب میں داخل ہے یا عشاء میں اور علمائے حنفیہ کے نزدیک قول مفتی بہ کیا ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ امام صاحب اور ان کے صاحبین میں مختلف ہے احوط یہ ہے کہ دونوں کی رعایت رکھے اور بعض نے فتویٰ صاحبین کے قول پر لکھا ہے جیسا شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے شرح وقایہ میں بھی سرخ پر فتویٰ دیا ہے۔

جماعت کے لئے گھنٹوں سے وقت مقرر کر لینے کا حکم

(سوال) مسئلہ چند مسلمان یہ تجویز کرلیں کہ نماز ظہر کی بعد نواخت دو گھنٹے دوپہر کے ہوگی۔ یا نماز عشاء کی بعد نواخت آٹھ گھنٹے رات کے ہوگی تو باعتبار نواخت گھنٹوں کے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وقت مقرر کر لینا مستحب وقت میں درست ہے نواخت گھنٹہ سے وقت کی تحدید ہے شرع میں چاند سورج کے سایہ سے تحدید ہے یہ بھی تحدید ساعات سے ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ فقط

فجر کی سنتیں قبل طلوع آفتاب ادا کرنا

(سوال) مسئلہ سنت فجر کی اگر بباعث شامل ہونے فرضوں کے نہ ہوئی اور قبل طلوع آفتاب کے کسی نے پڑھ لی تو وہ قابل ملامت اور مرتکب گناہ کا ہوتا ہے اور سنت اس کے ذمہ سے ادا ہوجاتی ہیں یا نہیں ہوتی۔ زید کہتا ہے کہ قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ ان سنتوں کا اختلاف کس صورت پر ہے اور مفتی بہ کیا ہے آیا قبل طلوع آفتاب کے پڑھنا چاہئے یا نہ پڑھنا چاہیے اور جس وقت تکبیر تحریمہ ہوگی اور امام قرأت پڑھنے لگا اس وقت سنت پڑھے یا فرضوں میں شامل ہوجاوے۔

(جواب) جب تکبیر نماز فرض فجر کی ہوگی اور امام نے فرض نماز شروع کردی تو سنت فجر کی صف کے پاس پڑھنا تو سب کے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے مگر صف سے دور جہاں پردہ ہو امام و جماعت سے دوسرے مکان میں اگر ایک رکعت نماز کی امام کے ساتھ مل سکے تو سنت پڑھ کر پھر شریک جماعت کا ہوجاوے ورنہ سنت کو ترک کردے۔ جماعت میں شریک ہوجاوے اور پھر سنت کو بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لیوے بہتر ہے ورنہ کچھ حرج نہیں، یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور قبل طلوع آفتاب کے بعد فرض کے سنت کا پڑھنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے اور بعض دیگر ائمہ کے نزدیک درست ہے۔ فقط

ملفوظات

دو نمازوں کے جمع کرنے کا مسئلہ

(۱) ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو نماز کا جمع کرنا کسی حالت میں درست نہیں مگر ہاں جمع صوری اس طرح کہ ظہر کی نماز آخر وقت میں پڑھے۔ پھر ذرا صبر کرے۔ جب عصر کا وقت داخل ہوجاوے تو عصر کو اول وقت میں ادا کرے تو اس طرح درست ہے۔ ایسا ہی مغرب کو آخر وقت اور عشاء کو اول وقت پڑھے تو اس طرح جمع کرنا عذر مرض سے درست ہے ورنہ درست نہیں فقط والسلام۔

جمعہ یا ظہر کا صحیح وقت گھنٹوں سے

(۲) نماز پڑھنے میں گھنٹہ کا اعتبار نہیں۔ بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ یا ظہر پڑھ لینی چاہئے اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد بروایت مفتی بہ وقت نماز عصر ہو جاتا ہے اور رجوع امام صاحب کا حال پھر پوچھنا عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہو جاتی ہے اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہم نے استادوں سے یہی سنا ہے کہ ہزارہ روزہ کی کچھ اصل نہیں اور سب نفل روزوں کے برابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد عبدالرحمٰن بقلم عبدالرحمٰن غفرلہ نہم شعبان ۱۳۱۲ھ یوم شنبہ از پانی پت عبدالسلام عفی عنہ کا سلام مسنون۔

حد اسفار

(۳) حد اسفار خوب صبح کا روشن ہو جانا ہے کہ بعد طلوع صبح کے تقریباً ایک گھڑی میں ہو جاتا ہے باقی سب غلو ہے۔ وفقط عصر کو قبل تغیر آفتاب مستحب لکھا ہے مگر عمل درآمد صحابہ یہ ہے کہ اول وقت پڑھے۔ پس نصف وقت تک پڑھ لیں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر کا وقت کب کامل ہے کب ناقص؟

(۴) مثل اول اور سایہ اصلی متفق علیہ ہے اور سارا وقت کامل ہے کچھ نقصان اس میں نہیں تو سارے وقت میں نماز ظہر بلا کراہت تنزیہہ ادا ہوتی ہے لازم ہے کہ اس وقت میں فارغ ہو لیوے مثل اول کا نصف ثانی مکروہ ہونا کسی نے نہیں لکھا اور جب سایہ اصلی اور مثل اول نکل گیا تو وقت مختلف فیہ آ گیا۔ ایسے میں نماز ہرگز نہ ادا کرے۔ پس بہتر یہ ہے کہ اول مثل میں فارغ ہو جاوے۔ ابراد کے واسطے قدر ایک نصف مثل اول کے کافی ہے۔ باقی قید گھنٹہ کی اول تو گھنٹہ ہر موسم کا مختلف ہے۔ دوسرے بندے نے اس کا حساب بھی نہیں کیا۔ اپنا عمل درآمد یہ ہے کہ جاڑے میں ایک بجے کے قریب فارغ ہوتے ہیں اور اس موسم میں دو بجے دن کے فارغ ہوتے ہیں۔ پس ایسا ہی آپ مقرر کر دیوے اور خوغائے عوام پر خیال نہ فرماویں کہ ان کی اطاعت میں ہرگز انتظام نماز جماعت کا نہ ہوئے گا۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) پس جمہور فقہاء و محدثین کے پاس نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے ان کے اول اوقات میں اور تعجیل کا مطلب یہ ہے کہ اول وقت سے نماز کی تیاری شروع کر دے اور تیاری کے بعد نصف اول میں نماز ادا کر دے۔

عصر کا صحیح وقت

(۵) برادر عزیز مولوی محمد صدیق صاحب مدفیوضہم السلام علیکم وقت مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایات حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے۔ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں بناء علیہ ایک مثل پر عصر ہو جاتی ہے۔ گو احتیاط دوسری روایت میں ہے۔ فقط والسلام۔

اذان اور اقامت کا بیان

مؤذن کیسا ہو

(سوال) مؤذن غلط خواں کے بغیر اجازت دوسرے شخص صحیح خواں کو اذان و اقامت حسبۃ للہ کہنا درست ہے یا نہیں اور جس صحیح خواں کی اذان و اقامت سے مؤذن غلط خواں ناراض ہوتا ہو اس کو اذان و تکبیر کا کہنا کیسا ہے۔ اور مؤذن مذکور کا ناراض ہونا اور شرعاً خواندہ مؤذن ہونا چاہیے یا ناخواندہ بھی پھر اگر باوجود خواندہ کے ایسا مؤذن اذان و اقامت کہتا رہے تو نماز میں تو کچھ خلل نہیں آتا۔

(جواب) مؤذن صحیح خواں اور صالح ہونا چاہیئے اگر اس کے خلاف مؤذن ہو اور ایسی طرح پر اذان کہے کہ معنی بگڑ جاویں تو وہ گویا اذان ہوئی ہی نہیں۔ بلا اذان نماز ہوئی فقط۔

اذان اور جماعت میں کتنا فرق ہونا چاہیئے

(سوال) اذان جماعت سے کس قدر پیشتر ہونی چاہیئے اور انتظار مصلیوں کا کہاں تک ہے موافق طریقہ سنت اور فتویٰ شرعی کے جواب مرحمت ہو۔

(جواب) اذان جماعت سے اس قدر پہلے ہونا ضروری ہے کہ پیشاب پاخانہ والا اپنی حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے آ سکے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد اذان کے کتنی تاخیر کو ارشاد فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذان کے وقت اور اذان دینے کے درمیانی وقفہ میں دنیا کی بات

(سوال) درمیان کلمات اذان کے مؤذن جو وقفہ لیتا ہے اس میں بات دنیا کی جائز ہے یا نہیں اور کچھ ثواب میں کمی ہوگی یا نہیں۔

(جواب) دنیا کی بات اثنائے سکوت مؤذن بھی درست ہے اور جب اذان کہہ رہا ہو اس وقت بھی درست ہے مگر ثواب گھٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ کی اذان کا جواب اور اس کے بعد کی دعا

(سوال) جو اذان کہ خطبۂ جمعہ کے واسطے کہی جاتی ہے اس کا جواب دینا اور ہاتھ اٹھانا اللهم رب هذه الدعوة پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جائز نہیں اور جب امام اپنی جگہ سے اٹھے اسی وقت سے سکوت واجب ہے۔ فقط

فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا جواب

(سوال) صبح کی اذان میں الصلوٰة خير من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ کہنا چاہئے ثابت ہے۔

اذا کے بعد دوبارہ نمازیوں کو بلانا

(سوال) بعد اذان کے اگر نمازی نہ آویں تو ان کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر احیاناً کسی کو بعد اذان بوجہ ضرورت بلوالیں تو درست ہے مگر اس کی عادت ڈالنی اور ہمیشہ کا التزام نادرست ہے۔ فقط

باب: نماز کی کیفیت کا بیان

نمازی کے قدموں کے درمیان کا فاصلہ

(سوال) نمازی کے قدموں کے درمیان کس قدر فاصلہ ثابت ہے۔ خواہ جماعت میں ہو یا علیحدہ ہو۔

(جواب) درمیان دونوں قدموں مصلی کے فاصلہ بقدر چہار انگشت چاہئے۔

ایک نمازی کا دوسرے نمازی کے قدموں کے درمیان فاصلہ

(سوال) درصورت جماعت ایک نمازی سے دوسرے نمازی کو کتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔ زید کہتا

ہے کہ فاصلہ درمیان قدموں کے چار انگشت ہونا چاہئے اور یہ امر کتب فقہ سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ مفتاح الصلوٰۃ میں لکھا ہے۔

بباید کہ وقت قیام فرق درمیان ہر دو قدم چہار انگشت (۱) باشد فقط اور عمرو کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ ایک مصلی دوسرے سے مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملائے رکھے تا کہ اتصال حقیقی پیدا ہو جائے کیونکہ صف کے ملانے کو اور شگاف و دراز بند کرنے کو تاکیداً فرمایا گیا ہے اور یہ امر جب تک مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم نہ ملایا جائے گا ہرگز پیدا نہ ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے **اقیموا صفو فکم فانی ارا کم من وراء ظھری و کان احدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ و قدمہ بقدمہ انتھیٰ۔** (۲) اور یہ حدیث صحیح صریح غیر معارض ہے اور کسی ائمہ دین سے اس کا خلاف مروی نہیں ہے کہ انہوں نے معنی حقیقی کو چھوڑ کر بلا وجہ معنی مجازی لئے ہوں اور حدیث صحیح صریح غیر معارض بلا منسوخ اپنے معنی حقیقی پر واجب العمل ہوتی ہے۔ بالاتفاق تمام اہل علم کے حالانکہ تمام خواص و عوام اس کے خلاف پر عمل کرتے ہیں۔ یہ تقریر عمرو کی ہے لہذا جواب مدلل عند التحقیق ارقام فرمایا جاوے کہ زید و عمرو میں کون صحیح کہتا ہے اور عمل کس طرح پر ہونا چاہئے۔

(جواب) اقامت صف کی حالت میں اتصال حقیقی ممکن نہیں ہے اور حدیث شریف میں سد فرجات و خلل کا حکم آیا ہے حالانکہ اگر پاؤں چکرا کر کھڑے ہوں گے تو دونوں پاؤں کے درمیان ایک وسیع فرجہ پیدا ہو جائے گا۔ پس اس حالت میں حدیث شریف کے معنی یہی ہوئے کہ مقابلہ اور محاذات مناکب اور کعاب کا فوت نہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ حدیث شریف ابو داؤد میں یہ تصریح موجود ہے۔ **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولا تذروا فرجات للشیطن انتھی** (۳) پس اس سے ظاہر ہے کہ الزاق اور الصاق سے مراد محاذات ہی ہے نہ الصاق والزاق حقیقی ورنہ ادائے ارکان نماز میں سخت دشواری پیش آوے گی مگر معنی حقیقی مراد نہ ہونے سے یہ لازم ہونا کہ مل کر نہ

---

(۱) چاہیے کہ قیام کے وقت دونوں قدموں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رہے۔۱۲۔
(۲) اپنی صفوں کو ٹھیک کرو کیونکہ میں تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر ایک اپنے مونڈھوں کو اپنے ساتھی کے مونڈھے سے ملا لیتا تھا اور اپنے قدم کو اس کے قدم سے۔
(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوں کو ٹھیک کرو اور مونڈھوں کو مقابلہ میں رکھو اور خلاء کو بند کر دو اور شیطان کے لئے کھلی جگہ نہ چھوڑ دو۔

کھڑے ہوں ہر گز نہیں اور وہ فرجات جو عوام بلکہ خواص پر بھی اس کے الصاق سے غفلت ہے مکروہ تحریمہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو لوگ بیت اللہ سے دور ہیں وہ قبلہ کیسے قرار دیں

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان میں سمت قبلہ کیا ہے۔ آیا یہ مساجد جو سلف صالحین بنا کر گئے ہیں ان کا اعتبار ہے یا بروئے قاعدہ اہل ہیئت جو سمت نکلے اس کا اعتبار ہے اور جو شخص بقاعدہ اہل ہیئت نماز پڑھتا ہو نماز اس کی ہوئی یا نہیں اور یہ شخص تمام مساجد کو غلط بتاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ سمت قبلہ اصلی میں اور سمت قبلہ مساجد میں پانچ سو کوس کا فرق ہے اور یہ شخص ایک مسجد کا امام ہے در حالت امامت سمت مساجد سے انحراف کر کے نماز پڑھتا ہے اور مقتدیان اس کی اس سمت کو غلط جانتے ہیں ایسی حالت میں اقتداء اس امام کی صحیح ہوگی یا نہیں

بینوا بالدلائل والتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل.

(جواب) جو لوگ کہ بیت اللہ سے غائب ہیں ان کا قبلہ جہت کعبہ شریف ہے۔ جس طرف میں کعبہ ہے اسی طرف کو رخ کر کے نماز پڑھیں۔ مثلاً جو لوگ کہ ہندوستان میں رہتے ہیں اور ہندوستان کا قبلہ مغرب کی جانب ہے تو ان کو مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے اگر جنوب و شمال کی طرف ان کا منہ ہو جاوے گا تو ان کی نماز نہ ہوگی اور جو جنوب و شمال کے بیچ میں ہوں گے تو نماز ہو جاوے گی اور اگر کوئی شخص موافق قاعدہ ہیئت کے ساڑھے اکیس درجہ عرض کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز بھی درست ہو جاوے گی۔ اس واسطے کہ مکہ معظمہ ساڑھے اکیس درجہ میں واقع ہوا ہے اور ایک درجہ قریباً ساٹھ میل کا ہوتا ہے تو جیسا نماز اور مسجد والوں کی درست ہے ایسے ہی جو شخص ٹیڑھا ہو کر نماز ادا کرے گا۔ درست ہوگی اس واسطے کہ محاذاۃ عین بیت اللہ کی نہ اس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو موافق ہیئت کے ساڑھے اکیس درجہ میں نماز پڑھتا ہے اور ان لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جو اس درجہ سے داہنے بائیں ہو کر پڑھتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ درجہ ہوتا ہے ساٹھ میل کا اور بیت اللہ کا عرض ہندوستان کی جانب سے کوئی بتیس ہاتھ کی مقدار ہے تو عین بیت اللہ کی طرف کیونکہ متوجہ ہو سکتا ہے یہ تکلف اس شخص کا اور مساجد کو غلط بتانا محض غلط و بے سود ہے سب کی نماز درست ہے اور تفرقہ اور ٹیڑھا کرنا جماعت کا غلطی اس شخص کی ہے اور صورت بیت اللہ کی اور اس کے محاذات کی درمختار اور اس کی شروح میں لکھی ہے جس کا جی چاہے دیکھ لیوے اگر اس میں لکھی جاوے تو شاید فہم عوام میں نہ آوے، اسی لئے نہیں لکھی گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر باندھیں یا نیچے

(سوال) نماز میں فوق ناف ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں باجود ثبوت اس کے عامل کو برا جاننا و لامذہب کہنا کیسا ہے۔ حالانکہ خود اکابرین و محققین علمائے صوفیہ اس کے عامل و ترجیح و توسیع کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں ہے۔ ودست را برابر سینہ می بستند ومی فرمودند کہ ایں روایت ارجح است از روایت زیر ناف اگر کسے گوید کہ درایں صورت خلاف حنفیہ بلکہ انتقال از مذہب بمذہب لازم می آید گویم بموجب قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از ماثبت بالحدیث فھو مذھبی از انتقال در مسئلہ جزئی خلاف مذہب لازم نے آید بلکہ موافقت در موافقت است انتہی (۱) اور امام ربانی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بھی میزان میں اولویت کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ وضع الیدین تحت صدرہ اولی وبذلک حصل الجمع بین اقوال الائمۃ رضی اللہ عنہم انتہیٰ (۲) اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح مؤطا میں فرماتے ہیں۔ مترجم گوید رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ جمہور علماء بوضع یمنی علی الیسریٰ قائل اند بعض اختلاف کردند شافعی فوق ناف می نہد و ابوحنیفہ زیر ناف وایں ہمہ واسع وجائز است (۳) اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی تنویر العینین میں فرماتے ہیں۔ والوضع تحت السرۃ وفوقھا متساویان لان کلا منھما مروی عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) اور شیخ عبدالحق صاحب بھی توسیع کے قائل ہیں۔ مدراج النبوت میں۔

(جواب) فوق ناف و زیر ناف دونوں طرح ہاتھ باندھنا اگر از روئے دیانت ہے تو جائز ہے اور اگر ہوائے نفسانی سے کرے گا تو ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اور ہاتھ کو سینہ کے برابر باندھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ روایت زیر ناف کی روایت سے راجح تر ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت میں حنفی مذہب کے خلاف بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا لازم آتا ہے تو میں کہوں گا کہ بموجب قول ابوحنیفہؒ کے ''جو حدیث سے ثابت ہو وہ میرا مذہب ہے'' جزئی مسئلہ میں انتقال سے مذہب کے خلاف لازم نہیں آتا ہے بلکہ موافقت در موافقت ہے۔
(۲) ہاتھوں کو اپنے سینہ کے نیچے رکھنا اولیٰ ہے اور اس سے اقوال ائمہ کے درمیان جمع حاصل ہوگا۔ رضی اللہ عنہم۔
(۳) مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہو کہ جمہور علماء سیدھے کو بائیں پر رکھنے کے قائل ہیں بعض نے اختلاف کیا ہے۔ شافعی ناف کے اوپر رکھتے ہیں اور ابوحنیفہ ناف کے نیچے اور تمام واسع اور جائز ہے۔
(۴) اور رکھنا ناف کے نیچے ناف کے اوپر دونوں مساوی ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک نبی ﷺ کے اصحاب سے مروی ہے۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے

(سوال) ناف کے تلے ہاتھ نماز میں باندھنا سنت ہے یا اوپر ناف کے اگر کوئی ناف کے اوپر باندھے تو کیا غیر مقلد ہو جاوے گا۔

(جواب) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مستحب ہے اور اس مسئلہ میں خلاف شافعی صاحب کا ہے وہ ناف کے اوپر مستحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ناف کے اوپر ہاتھ باندھ لئے تو اتنی حرکت سے غیر مقلد نہیں ہوتا۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور آمین بالجہر کا مسئلہ

(سوال) امام کے پیچھے مقتدی کا الحمد شریف پڑھنا اور نہ پڑھنا کیسا ہے اور آمین بالجہر اور بالسر میں اولویت کس کو ہے۔

(جواب) قرأت کا پڑھنا مقتدی کو مختلف فیہ ہے۔ علیٰ ہذا آمین بالجہر میں بھی اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرأت فاتحہ خلف امام اور آمین بالجہر کو منع کرتے ہیں۔

امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والے اور آمین بالجہر کہنے والے کا مسئلہ

(سوال) جو شخص خلف امام الحمد پڑھتا اور آمین بالجہر کہتا ہو اس کو ملامت کرنا اور منع کرنا کیسا ہے۔

(جواب) جو شخص فاتحہ پڑھتا ہو آمین بالجہر کہتا ہو اس کو ملامت کرنا نہ چاہئے، بشرطیکہ وہ شخص نہ پڑھنے والوں کو برا نہ کہے اور نہ برا سمجھتا ہو۔ ورنہ وہ شخص عاصی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ۔

مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا

(سوال) صلوٰۃ جہری میں سکتات امام میں سورۂ فاتحہ پڑھنی مستحب ہے یا نہیں بر تقدیر مستحب ہونے کے تو حالت سری میں بدرجہ اولیٰ ہوگی فقط۔

(جواب) مذہب قوی حنفیہ کا یہ [illegible] مقتدی کو فاتحہ [illegible] ت میں اور سریہ میں مطلقاً مکروہ ہے اور بندہ کے نزدیک سب [illegible] مذہب قوی ہے اگرچہ اس میں اختلاف ائمہ کا ہے اگر سبیل الرشاد آپ دیکھیں [illegible] مسئلہ کا آپ کو معلوم ہو جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ رفع یدین

(سوال) اول:۔ تنویر میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں در باب رفع یدین **فی الصلوٰۃ سنۃ غیر مؤکدۃ من سنن الھدی فیثاب فاعلہ بقدر ما فعل ان دائما فحسبہ وان مرۃ فیمثلہٗ ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ واما الطاعن العالم بالحدیث ای من ثبت عندہ الا حادیث المتعلقۃ بھذہ المسئلۃ فلا اخالہ الا فی من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ**.(۱)

اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ **والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت** (۲) الخ لہذا ایہ رفع یدین جیسا کہ حضرات مذکور الصدر علیہم الرحمۃ سے ثابت ومحقق ہوا آپ کے نزدیک بھی صحیح ہے یا نہیں گو ترک اس کا بوجہ مختلف ہونے ائمہ احناف کو جائز اور اولیٰ ہو۔ لیکن غرض مسائل کی یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ ثابت صحیح غیر منسوخ ہے یا نہیں اور عامل اس کا عامل سنت ہوگا یا نہیں جو امر صحیح آپ کے نزدیک ہو۔ مفصل ارقام فرماویں۔

(جواب) میرا مسلک عدم رفع کا ہے کہ عدم رفع میرے نزدیک مرجح ہے جیسا کہ قدماء حنفیہ نے فرمایا ہے اور طعن بندہ کے نزدیک دونوں پر روا نہیں کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور احادیث دونوں طرف موجود ہیں اور عمل صحابہ بھی اور قوت وضعف مختلف ہوتے ہیں بالآخر دونوں معمول بہا ہیں۔ سبیل الرشاد دیکھو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ آمین بالجہر

(سوال) دوئم:۔ تنویر میں مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں در باب جہر بآمین **وکذا یظھر بعد التعمق فی الروایات والتحقیق ان الجھر بالتامین اولیٰ من**

---

(۱) رفع یدین کے باب میں ہے کہ رفع یدین نماز میں سنت غیر موکدہ ہے اور وہ سنن ہدیٰ سے ہے جس کے کرنے والے کو اس فعل کے کرنے کے مطابق ثواب ملے گا۔ اگر ہمیشہ کرے گا تو اتنا اور جو ایک دفعہ کرے گا تو اتنا ہی اور اس کے چھوڑنے والے پر کوئی ملامت نہیں اگر چہ کہ اس نے مدت العمر چھوڑا ہو لیکن احادیث کا جاننے والا عالم یعنی جس کے نزدیک اس مسئلہ کی احادیث متعلقہ کا علم ہو اس کا طعن کرنا تو میں اس کو ان ہی لوگوں میں سمجھتا ہوں جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے کہ اور جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے۔

(۲) اور جو شخص کہ رفع یدین کرتا ہے وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے جو رفع یدین نہیں کرتا اس لئے کہ احادیث رفع کی بہت زیادہ ہیں اور ثابت تر۔

خفضه لان روایة جهره اکثر واوضع من خفضه. (۱) انتہیٰ لہٰذا مسلک جہر کے قوی ہونے کا ازروئے روایات صحیح ہے یا نہیں اور عامل اس کا عامل بادلویت ہوگا یا نہیں۔ عندالتحقیق آپ کے نزدیک جو ہو اس کو ارقام فرمایا جاوے۔

(جواب) علیٰ ہٰذا آمین بالجہر میں بھی جواب یہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قومہ میں ہاتھ باندھنا

(سوال) درمختار باب صفة الصلوٰة وهو السنة قیام له قرار فیه ذکر مسنون فیضع حالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازة لا فی قیام بین رکوع وسجود رد المحتار ولا تکبیرات العیدین لعدم الذکر مالم یطل القیام فیضع ومقتضاه انه یعتمد ایضا فی صلوٰة التسبیح (۲) اس عبارت کا کیا مفہوم ہے اس سے قومہ صلوٰۃ التسبیح میں ہاتھ باندھنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) حالت قومہ میں ہاتھ نہ باندھنا چاہیے اور اس عبارت درمختار سے ہاتھ باندھنا نہیں نکلتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ اس قاعدے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ فقط

تشہد پڑھتے وقت انگلی سے اشارہ کیسے کیا جائے

(سوال) حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب محدث پانی پت کتاب مالا بد منہ میں فرماتے ہیں و انگشت خنصر و بنصر از دست راست عقد کند و وسطیٰ و ابہام را حلقہ کند۔ (۳) وانگشت شہادت را کشادہ دارد و تشہد بخواند وقت شہادت اشارہ کند۔ یہ عبارت موافق امام صاحب ہے یا نہیں؟ اس سے ابتداء رفع سبابہ شروع التحیات سے معلوم ہوتا ہے لہٰذا وقت شہادت کے رفع کیا جاوے یا اول ہی سے مرقوم فرمائیے۔

---

(۱) اور روایات میں گہری نظر ڈالنے اور تحقیق سے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ آمین کو پکار کر پڑھنا آہستہ پڑھنے سے اولیٰ ہے اس لئے کہ اس کو پکار کر پڑھنے کی روایت اس کو آہستہ پڑھنے کی روایت سے زیادہ افضل و واضح ہے۔

(۲) درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے اور وہ سنت ہے اس کے لئے قیام اس میں قرار ذکر مسنون ہے تو حالت ثناء میں اور قنوت میں اور تکبیرات جنازہ میں باندھے نہ کہ رکوع کے بعد کے قیام اور سجدہ میں رد المحتار میں ہے اور نہ تکبیرات عیدین میں کہ اس میں ذکر نہیں ہے خواہ قیام کتنی ہی دیر کا ہو۔ تو ہاتھ باندھ لے اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح میں بھی وہ اس پر اعتماد کرے۔

(۳) اور سیدھے ہاتھ کی چھوٹی اور اس کے بازو کی انگلیوں سے گرہ لگائے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھی کو حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی کو کھول کر تشہد پڑھے اور شہادت کے وقت اشارہ کرے۔

(جواب) بعض علمائے حنفیہ اول کھول کر ہاتھ رکھتے وقت اشارہ کے عقد کرتے ہیں اس کا پتہ بھی حدیث سے ملتا ہے اور ملا علی قاری نے لکھا کہ اول سے ہی عقد کر کے ہاتھ رکھے یہ بھی درست معلوم ہوتا ہے دونوں طرح پر عمل درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تشہد کے وقت انگلی کب سے کب تک اٹھائے رکھے

(سوال) بعض اشخاص جس وقت التحیات میں بیٹھتے ہیں اول ہی سے انگشت شہادت اٹھا لیتے ہیں۔ سلام پھیرنے تک حالانکہ حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ جب تشہد پر پہنچے تب انگلی اٹھائے بعد میں پست کر لے اس میں صحیح قول کیا ہے اور حنفی کو کس وقت سے کس وقت تک انگلی اٹھانا چاہئے اور اس میں امام اعظم صاحب کیا فرماتے ہیں۔

(جواب) تشہد پر انگشت کو اٹھاوے اور سلام تک اٹھائے رکھے۔ فقط۔

تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا کیسا ہے

(سوال) رفع سبابہ میں عقد شروع قعود و تشہد سے اور رفع وقت شہادت کے سنت صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں باوجود ثبوت اس کے عامل کو برا جاننا اور لامذہب کہنا کیسا ہے اور یہ مذہب حنفیہ میں بھی ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) عمل رفع سبابہ کا تشہد میں سنت ہے اس کے عامل کو برا جاننا زبون امر ہے حق تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے اور حنفیہ بھی اس کی سنیت کے مقرر ہیں اس پر لامذہب کہنا سخت نازیبا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قعدہ اخیرہ کی فرضیت کس قدر ہے

(سوال) در فرضیہ قعدہ اخیرہ۔

(جواب) (۱) صحیح آنست کہ قاعدہ اخیرہ مقدار تشہد فرض ست چرا کہ بتواتر معنوی ثابت شدہ کہ

---

(۱) قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا مسئلہ صحیح یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ تشہد کی مقدار میں فرض ہے کہ اس لئے کہ تواتر معنوی سے یہ ثابت ہوا کہ فخر عالم ﷺ نے کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ قعدہ اخیرہ کو بجالایا ہے اور چونکہ نماز کا مفہوم ایک مجمل امر تھا جو محتاج تفسیر و بیان لہذا قول و فعل رسول اللہ ﷺ اس اجمال کی تفسیر ٹھہرا۔ پس جو چیز کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ادا کی وہ تو چاہئے کہ فرض ہو۔ بجز ان امور کے جو دلائل و قرائن سے اس میں فرضیت کو منع کریں کہ وہ واجب و سنت ہوں گے نہ کہ فرض جیسا کہ مثلاً سورۂ فاتحہ کی قرأت کہ باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز میں یہ واقع ہوئی ہے فرض نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اس کو فرض ماننے کی صورت میں نص قطعی آیت "پس قرآن سے جو آسان ہو پڑھو" (سورۂ مزمل) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فخر عالم ﷺ ہیچ گاہ نمازے نخوانده اند مگر آنکہ قعدہ اخیرہ بجا آوردہ اند واز آنجا کہ مفہوم صلوٰۃ امرے بود مجمل محتاج تفسیر و بیان لہذا فعل وقول رسول اللہ ﷺ تفسیر اجمال آن شدہ پس ہر چیز یکہ در ادائے صلوٰۃ آنحضرت ﷺ واقع شد باید کہ فرض گردد مگر آنچہ کہ دلائل وقرائن مانع فرضیہ در آن یافتہ شوند کہ آنہا واجب وسنت خواہد بود نہ فرض چنانچہ مثلاً قراۃ فاتحہ کہ باوصف تو غش در صلوٰت رسالت مآب ﷺ فرض نتواں شد چرا کہ در صورت فرضیہ او زیادت بر نص قطعی فاقرؤا ما تیسر من القرآن لازم می آید وعلی ہذا القیاس در دیگر امور واما اینکہ این قعدہ اخیرہ بطور فرضیہ واقع شدہ پس دلیلش حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ است کہ بعد تعلیم اداء قعدہ وقراۃ تشہد گفت اذا قلت ھذا او فعلت ھذا فقد تمت صلوتک چہ مشار الیہ اول درین حدیث قول تشہد است در حالت قعدہ نہ مطلق تشہد بہر جا کہ باشد چرا کہ مشار الیہ نبود دیگر در حالت جلسہ اخیرہ ومشار الیہ ثانی قعدہ است مقدار تشہد نہ مطلق قعدہ بہمیں علت مذکور خلاصہ کلام ایں شد کہ چون گفتی ایں تشہد را در حالت قعدہ یا فعل قعدہ بجا آوردی تشہد حاصل نیاید اما نفس قعدہ قدر تشہد بدون قول تشہد حاصل

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) پر زیادتی لازم آتی ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس دوسرے امور میں بھی لیکن اس بات کا ثبوت کہ یہ قعدہ اخیرہ بطور فرضیت واقع ہوا ہے تو اس کی دلیل ابن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ادا کرنے اور تشہد پڑھنے کا طریقہ بتانے کے بعد آپ نے فرمایا "جب تو نے یہ کہا یا یہ کر لیا تو تیری نماز پوری ہوگئی۔" کیونکہ اس حدیث میں 'یہ' مشار الیہ تشہد کا کہنا ہے۔ قعدہ کی حالت میں نہ کہ مطلق تشہد ہر جگہ اس لئے کہ تشہد مشار الیہ نہ تھا دوسرا جلسہ اخیرہ کی حالت میں اور دوسرا مشار الیہ قعدہ ہے مقدار تشہد نہ کہ مطلق قعدہ اسی علت مذکور کی بناء پر خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب تم نے یہ کہا کہ اس تشہد کو حالت قعدہ میں یا فعل قعدہ میں تم نے بجالایا تو تشہد خواہ تشہد کے برابر تم نے پڑھا ہو کہ نہ پڑھا ہو۔ پس نماز قائم ہوگئی اور یہ خود ظاہر ہے کہ پڑھنا تشہد کا قعدہ میں سوائے قعدہ قدر تشہد کے حاصل نہیں ہوتا لیکن نفس قعدہ بمقدار تشہد بغیر تشہد پڑھنے کے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فعل قعدہ بمقدار تشہد فرض ہے کیونکہ نماز کا تمام ہونا اس پر معلق فرمایا اگر قعدہ تشہد کی مقدار سے کم کیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ مشار الیہ وہی قعدہ بمقدار تشہد ہے نہ کہ مطلق اور اگر تشہد مثلاً سجدہ میں پڑھ لیا اور قعدہ بمقدار تشہد نہیں کیا پھر بھی نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ قعدہ مشابہت کے مطابق بہر حال ضروری ہے اور تمامیت ذاتی کہ اس کے بغیر چیز کی ذات ناقص رہتی ہے۔ ارکان وشرائط کے ساتھ ہے اور تمامیت صفتی کہ اگر چہ چیز کی ذات پوری رہتی ہے لیکن اسکے کمال میں نقصان ہوتا ہے وہ وجوب میں ہے اور چونکہ حدیث میں لفظ "تمام ہوگئی" مطلق واقع ہوگیا ہے اور مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے تو نماز کی ذات مکمل ہونا مراد ہے نہ کہ صفت کا پورا ہونا اور حدیث میں "فھی خداج" (وہ ناقص ہے) کے الفاظ سے مراد غیر تمام ہے۔ تمامیت صفت میں تا کہ کتاب اللہ پر زیادتی لازم نہ آئے اور یہ لفظ حدیث کا اذا قلت (جب تو نے کہہ دیا) ابن ہمام ار قطعنی سے روایت کر کے فرماتے ہیں کہ اگر چہ اس کو ابن مسعود پر موقوف قرار دیتے ہیں مگر اس موقوف کے مثل ... یاس کو نہ چاہے حکم مرفوع کا رکھتا ہے جیسا کہ قاعدہ مقررہ ہے۔ اور یہ حدیث اگر چہ اکیلی ہے اور اس جیسی احادیث ... فرضیت کا ثبوت نہیں ہو سکتا مگر مقررہ اصول سے ہے کہ خبر واحد جب مجمل قطعی کی تفسیر ہوتی ہے تو جو کچھ اس خبر واحد سے مستفاد ہوگا وہ قطعی ہے ملحق ہوگا اور موجب فرضیت ہوگا اس تقریر سے قعدہ اخیرہ کی فرضیت بمقدار تشہد ارباب علم پر واضح ہوگئی ہوگی نہ کہ مطلق قعدہ جیسا کہ بعض نے گمان کر لیا ہے۔ یہ ہے مواد جو کتب سے چنا گیا ہے۔

توان شد پس معلوم شد کہ فعل قعدہ قدر تشہد فرض است چرا کہ تمامیت صلوٰۃ معلق بداں فرمود اگر قعدہ کم از قدر بتشہد کرد نمازش نہ شد چرا کہ مشار الیہ ہموں قعدہ قدر تشہد است نہ مطلق واگر تشہد خواند در سجدہ مثلاً وقعدہ قدر تشہد نہ کرد تاہم نماز نشد چرا کہ قعدہ قدر تشہد بہر حال ضروریست و تمامیت ذاتی کہ بدون آن ذات شئے ناقص ماند بارکان وشرائط است وتمامیت صفتی کہ ذات شے گوتمام باشد مگر نقصان در کمال ان باشد در وجوب است وچونکہ در حدیث لفظ تمت مطلق واقع شدواز مطلق ردکامل مراد بود بہ تمامیت ذات صلوٰۃ مراد خواہد بود نہ تمامیت صفت وددر حدیث فہی خداج غیر تمام تمامیت صفت تازیادت بر کتاب اللہ لازم نیاید واین لفظ حدیث اذ قلت الخ ابن ہمام از دار قطنی روایت کردہ فرماید کہ اگر چہ ایں راموقوف برابن مسعود دارند مگر مثل ایں موقوف کہ قیاس رانشاید حکم مرفوع دارد کما ہوالمقر رواین حدیث ہر چند واحد است وباحادیث فرضیت نتواند شد مگر مقررہ اصول است کہ خبر واحد چون تفسیر مجمل قطعی باشد انچہ مستفاد ازیں خبر واحد باشد ملحق بقطعی گردد موجب فرضیت باشد ازین تقریر فرضیت قعدہ اخیرہ قدر تشہد برارباب علم واضح خواہد بود نہ مطلق قعدہ کما زعم البعض ایں است انچہ از کتب ملتقط شد واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوافل میں محبت رسول کی بناء پر رفع یدین کرنا

(سوال) اگر تنہا نوافل وغیرہ میں رفع یدین محض بخلوص نیت اتباع ومحبت کے کرلیا کرے۔ کہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ احادیث صحیحہ کثیرہ متواترہ وعمل صحابہ ومحدثین ومجتہدین وبعض احناف رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) مقلد حنفی کے نزدیک باتباع اپنے امام کے یہ فعل نہ کرنا چاہئے۔ ان کے نزدیک اس میں احتمال نسخ ہے اور منسوخ پر عمل درست نہیں ہوتا۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے انگشتری سونے کی اور حریر پہن کر منسوخ فرمادیا۔ اب کوئی باتباع حدیث اس عمل کو کرے تو کب حلال ہوگا۔ پس ایسا ہی اس فعل پر عمل کرنا حنفی کو نہیں چاہئے۔ البتہ اگر محقق عالم ہے۔ اور استحباب اس فعل کا جزم مثلاً قول امام شافعیؒ کے ہو تو اگر کرلیوے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر اتباع حدیث کے لئے بہت سے امور ہیں۔ اس فعل مشتبہ کے کرنے میں کیا بڑا ثواب امید کیا جاسکتا ہے جوانجام اس کا فساد ہو اور بفعل مستحب ترک واجبات کرنا پڑے اور تواتر سے اس کا ثبوت اولاً محل کلام ہے ثانیاً متواتر فعل بھی منسوخ ہوجاتا ہے۔ نفس تواتر سے جواز عمل نہیں ہوجاتا۔ بہر حال صحابہ میں یہ مسئلہ مختلف ہو چکا ہے۔ عدم رفع بھی بہت صحابہ کا مذہب ہے لہذا غیر رافع بھی متبع حدیث وصحابہ کا ہے۔ فقط واللہ

تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا

(سوال) نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ اگر قرأۃ کی نیت سے پڑھ لیوے گا تو کیا گناہ گار ہوگا۔

(جواب) نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بہ نیت قرأۃ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ منع فرماتے ہیں۔ بطور دعا مضائقہ نہیں اگر قرأۃ کی نیت سے پڑھ لیوے گا تو گنہگار بھی نہ ہوگا۔

جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں

(سوال) بعد جمعہ کے سنت چار رکعت پڑھنی چاہیے یا چھ رکعت۔

(جواب) بعد جمعہ کے چار رکعت سنت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہیں اور امام ابو یوسف نے چھ رکعت فرمائیں اول چار رکعت پھر دو جس پر عمل کرے درست ہے۔

اعتکاف کتنے دن کا کرنا چاہئے

(سوال) اعتکاف اگر پورے دس روز کا نہیں کیا تو ادائے سنت ہوئی یا نہیں فقط۔

(جواب) اعتکاف مسنون تو پورے دس رات دس دن کا ہوتا ہے یا نو روز کا اگر چاند ۲۹ دن کا ہو اور اگر خیال ادائے سنت کا نہیں تو جس قدر چاہے کر لیوے۔ فقط والسلام۔

قرأت اور تجوید کا بیان

علم تجوید کا سیکھنا کیسا ہے

(سوال) علم تجوید فرض عین ہے یا کفایہ اور کہاں تک مستحب ہے۔

(جواب) علم تجوید جس سے کہ تصحیح حروف کی ہو جاوے کہ جس سے معانی قرآن شریف کے نہ بگڑیں یہ فرض عین ہے۔ مگر عاجز معذور ہے اور اس سے زیادہ علم قرأۃ و تجوید فرض کفایہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن شریف کس لہجہ میں پڑھیں

(سوال) مصری لہجہ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے اور اگر امام مصری لہجہ میں نماز ادا کرے تو

نماز میں کوئی نقصان تو نہ ہوگا۔ فقط
(جواب) لہجہ قرآن شریف کوئی نوع نہیں کسی لہجہ میں پڑھو۔ مگر ادائے حروف میں کمی بیشی نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عیدین و جمعہ کی نماز میں مخصوص سورتیں پڑھنا

(سوال) زید امام جامع مسجد ہے اور عیدین کی نماز بھی پڑھتا ہے اور ہمیشہ زید معمول سبح اسم اور ھل اتٰی پڑھنے کا کرتا ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے کہ کیا سوائے ان سورتوں کے اور تم کو یاد نہیں یا یہ خود ہی مخصوص ہیں تو وہ کہتا ہے کہ حدیث میں ان کا پڑھنا ثابت ہے اور اسی وجہ سے میں پڑھتا ہوں۔ لہٰذا ایسا معمول کر لینا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) ایسا معمول کر لینا درست ہے لیکن اصرار نہ کرے کبھی اس کے خلاف بھی پڑھ لیا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تہجد میں قرأت کیسے پڑھیں

(سوال) زید تہجد کی نماز کبھی بارہ رکعت کبھی آٹھ رکعت کبھی چار رکعت ادا کرتا ہے۔ مگر اس صورت سے کہ کبھی بارہ میں چار رکعت قرأۃ جہر کے ساتھ ادا کرتا ہے اور کبھی چھ یا دو جہر کے ساتھ قرأۃ پڑھتا ہے اور باقی خفیہ بکر کا قول ہے کہ ایسے نہیں چاہئے یا تو جس قدر نماز تہجد کی پڑھو سب جہر کے ساتھ پڑھو یا سب اخفا کے ساتھ پڑھو۔ اس صورت میں زید کا قول معتبر ہے یا بکر کا۔
(جواب) زید کا نماز تہجد میں جہر کرنا اور خفیہ سب طرح درست ہے بکر کا خیال درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ کو تمام قرآن مجید میں کہاں پڑھے

(سوال) بسم اللہ شریف کو ختم قرآن شریف میں سورۂ نمل کے سوا کہ جو جزو قرآن ہے۔ اس کو سورۂ اخلاص ہی پر پڑھنا چاہئے یا اور کسی سورۃ پر بھی پڑھنا بلا تخصیص درست ہے۔
(جواب) بسم اللہ ابوحنیفہ کے نزدیک قرآن کی آیت ہے اور کسی سورۃ کا جزو نہیں اس کو ایک بار خواہ کہیں پڑھ دیوے درست ہے خصوصیت قل ھو اللہ کی نہیں جہاں چاہے پڑھ دیوے۔ البتہ یہ عقیدہ کرنا کہ سوائے قل ھو اللہ کے اور کسی سورت پر درست نہیں۔ بدعت ہوگا۔ ورنہ کچھ حرج

نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا

(سوال) پانی پت کے قاری تراویح میں شروع ہر سورت پر بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کس امام کے نزدیک۔

(جواب) بسم اللہ جہر سے پڑھنا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے مگر چونکہ یہ امر قرأت تعارف ہند کے موافق ہے اس لئے ان پر اعتراض نامناسب ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا

(سوال) ایک شخص نماز تراویح یا اور کوئی نماز لوگوں کو پڑھاتا ہے اور ہر رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھتا ہے اور ہر سورت کے اول میں بسم اللہ بھی جہر سے کہتا ہے تو ہر سورت کے ساتھ نماز میں بسم اللہ کا ملانا جائز ہے کہ نہیں اور نماز جہری میں بسم اللہ آواز سے پڑھنا افضل ہے یا آہستہ پڑھنا فضیلت رکھتا ہے اور اکثر حافظوں کا یہ دستور ہے کہ نماز تراویح میں کسی سورۃ کے اول تمام قرآن میں بسم اللہ نہیں پڑھتے۔صرف سورۂ اخلاص کے اول بسم اللہ پڑھتے ہیں سو یہ فعل ان کا ٹھیک ہے یا نہیں۔اور اگر ہر سورت کے اول نماز تراویح میں بسم اللہ نہ پڑھی جاوے تو کچھ حرج ہے یا نہیں۔بسم اللہ کے نہ پڑھنے سے قرآن کی قرأت کامل ہوگی یا ناقص رہے گی۔بینوا توجروا۔

(جواب) مذہب حنفیہ میں بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے اور جہر سے پڑھنا ترک اولیٰ ہے اور تراویح میں جو قرآن کا ختم ہوتا ہے اس میں بھی مذہب حنفیہ کے موافق یہی حکم ہے مگر حفص قاری جن کی قرأت اب ہم لوگوں میں شائع ہے ان کے نزدیک بسم اللہ جزو ہر سورت کا ہے اور جہر سے پڑھنا ان کے نزدیک ضرور ہے پس اگر اقتداء سے ان کے کوئی ہر سورت پر جہر سے بسم اللہ پڑھے تو مضائقہ نہیں جیسا بعض قراء کا دستور ہے تو اس حالت میں قرآن کامل ہونا حفص کے نزدیک جہر بسم اللہ پر موقوف ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دفعہ کہیں جہر سے بسم اللہ پڑھنا کافی ہے بہر حال دونوں طرح درست ہے ایسے امور میں خلاف ونزاع مناسب نہیں کہ سب مذہب صحیح ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔رشید احمد ۱۳۰۱۔

یہ قول ٹھیک ہے اور لاریب احادیث سے بھی دونوں باتیں ثابت ہیں یعنی بسم اللہ کا پڑھنا نماز میں جہراً بھی آیا ہے اور سراً بھی ہاں اتنی بات ہے کہ بسم اللہ کا جہراً پڑھنا متروک ہو رہا ہے تو یہ

سنت مردہ کے حکم میں ہے پس اس کو رواج دینے میں امید ہے کہ سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ پس اولیٰ یہ ہے کہ اکثر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ نماز میں پڑھا کریں خواہ وہ فرض نمازیں ہوں جن میں قرأت جہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ جیسے فجر۔ عشاء، مغرب۔ خواہ تراویح کی نماز ہو۔ حمید اللہ مقیم مدرسہ مطلع العلوم۔ میرٹھ۔

دل میں قرأت ادا کرنا

(سوال) قرأت نماز میں بجائے زبان کے دل سے پڑھ لے تو نماز درست ہوگی یا نہیں اور درود شریف یا قرآن شریف وظیفہ دل سے پڑھے تو ثواب زبانی حاصل ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا نہ آہستہ نہ پکار کر تو نہ فرض قرأت ادا ہوا نہ سنت نہ تسبیحات ((۱) درمختا میں ہے۔)

حرف ضاد ادا کرنے کا طریقہ

(سوال) یہاں پر ایک شخص قاری محمد تقی صاحب شاگرد قاری نجیب اللہ صاحب پانی پتی ہیں اور قاری صاحب نہایت مستند قاری ہیں عرصہ دو سال کا ہو جاوے گا کہ میں بھی ان سے قرأت سیکھتا ہوں (اور حکیم مولوی محمد صدیق صاحب نابینا مرادآبادی نے بھی کچھ روز ان سے قرأت سیکھی تھی) تو میرے پڑھنے کی وہ اکثر تعریف کیا کرتے ہیں اور حروف تو ادا ہوتے ہیں مگر حرف ضاد کو فرمایا کرتے ہیں کہ یہ حرف کبھی مخرج ظاء سے ادا کرتے ہو اور کبھی مخرج ضاد سے بھی نکلتا ہے۔ مگر قرأت بالجہر میں عمداً ایسا نہیں کرتا ہوں بلکہ بمجبوری زبان خاص مخرج پر نہیں پہنچتی اور اگر کبھی نماز پڑھتا ہوں تو مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بعض مرتبہ زبان خاص مخرج پر نہیں پہنچتی کبھی وہاں جا کر لوٹ آتی ہے پہلے اسکے کہ حرف پورا ادا ہو تو جو ہی نکل جاوے وہ ہی رہنے دیتا ہوں یہ نہیں کہ پھر اس لفظ کو دوبارہ لوٹوں۔ لہذا حضور تحریر فرماویں کہ جو ایک مرتبہ ادا ہو وہی کافی ہے یا اعادہ ان الفاظ کا کیا کروں۔ عالموں سے کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ مخرج سے ہم ادا نہیں کرتے مگر دال وضاد میں فرق کرتے ہیں۔ یہ مخرج علیحدہ بنا رکھا ہے میرے نزدیک دال کے آگے واؤ لگا کر اس کو مفخم کر دیا باوجودیکہ دال کی صفت تفخیم کی نہیں اور حضور خاص مخرج ضاد سے کسی طرح یہ حرف مشابہ دال نہیں نکل سکتا۔ لہذا گذارش ہے کہ یہ لوگ معذور بھی نہیں ہیں اور قرأت کا مخارج حروف کی جانب ان کا خیال ہی نہیں تو ایسے شخصوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور میری نماز اور قاری کامل کی

نماز ایسے شخصوں کے پیچھے ہو جاوے گی یا نہیں یا ترک جماعت کی جاوے اور اعادہ نماز ہر وقت کا نہایت مشکل ہے کیونکہ عام طور پر مشابہ بالدال ہی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دال نہیں پڑھی بلکہ ایک مخرج علیحدہ ادا کیا ہے دیگر حروف کا فرق کرنا اس سے آسان ہے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پارہ عم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حرف تو جدا ہے مگر مشابہ بالدال سے مشابہ بالظاء پڑھنا اچھا ہے کیونکہ ضاد و ظاء اکثر صفات میں یکساں ہیں اور قریب المخرج بھی ہیں اور دال بعید المخرج بھی ہے اور مفخم نہیں لہذا حضور فتوی تحریر فرماویں۔

(جواب) د۔ظ۔ض کے حرف جداگانہ اور مخارج ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے کے مخارج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فساد نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں ان کی نماز بھی درست ہے اور دال پر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا۔تو جو شخص دال خالص یا ظا عمداً پڑھے اس کے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرف ضاد ادا کرنے کا طریقہ

(سوال) چند اشخاص حرف (ض) (دوآد) قرآن شریف میں پڑھنے سے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم قرآن شریف میں (دوآد) پڑھتے ہو تو عربی لفظ جو بزبان اردو بولتے ہو تو وضو کو (ودو) کیوں نہیں کہتے اور ضیاء الدین کو (دیاء الدین) کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو عربی لفظ میں تو قرآن شریف میں (ندآد) کا پڑھنا صحیح ہے یا (دوآد) پڑھنا چاہئے۔زیادہ والسلام۔

راقم احقر العباد حمایت اللہ ساکن شمس پور ضلع ایٹہ پرگنہ پٹیالی معرفت جناب عبدالعلیم خان صاحب بھونگا پی۔فقط۔

(جواب) اصل حرف ضاد ہے اس کو اصلی مخرج سے ادا کرنا واجب ہے اگر نہ ہو سکے تو بحالت معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہو جاوے گی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ وتوکل علی العزیز الرحمٰن۔الجواب صحیح خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔الجواب صحیح عنایت الٰہی عفی عنہ مدرس مدرسہ سہارنپور۔

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ الٰہی عاقبت محمود گرداں مدرس اول مدرسہ دیوبند الجواب صحیح

اشرف علی عفی عنہ۔ الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ دیوبند از گروہ اولیاء اشرف علی ۱۳۰۰ھ۔

قرآن مجید کے مختلف اوقاف کا مسئلہ

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ما قولکم رحمکم اللہ قرآن شریف مطبوعہ ہند میں اکثر مقامات پر علامات وقف جیسے ج۔ط۔ص۔ز۔صلی۔سکتہ۔صل وقف لازم۔وقف غفران۔وقف النبی۔وقف جبرئیل وقف منزل لا ط ج ض وغیرہ ہیں ان علامات پر حسب قرآءت حفاظ ہند وقف کرنا حدیث صحیح متصل السند مرفوع سے ثابت ہے یا نہیں۔اور قرأت نبی ﷺ میں کہاں کہاں وقف ہوتا تھا۔

(جواب) واللہ الموفق للصواب اما بعد۔ خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدیٰ ہدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم والنسائی وزاد کل ضلالۃ فی النار۔(۱) وقف کرنا علامات مذکورہ پر بدعت ہے اور مرتکب بدعت کا آگ میں داخل ہوگا۔ اور محدث ان علامات کا ابوطیفور خراسانی سجاوندی ہے کہ اس نے دو کتابیں اس بارے میں تالیف کی ہیں۔ایک مدلل کہ اس میں دلائل حسب قوائد عربیت وقیاس ذکر کئے ہیں اور دوسری ملخص اس میں سے مدلل غیر مدلل کسی ایک میں حدیث کا ذکر نہیں تو جاننا چاہیے کہ وقف سنت وہی ہے کہ نبی ﷺ سے ثابت ہو اور ان سے سوائے آیت کے کہیں وقف ثابت نہیں ہے۔ عن ام سلمۃ انہا ذکرت او کلمہا غیرہا فقالت قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین یقطع قرأۃ ایۃ ایۃ وفی روایۃ قرأت الفاتحۃ کلہا وقطہا ایۃ ایۃ الی اخرہ رواہ احمد وابو دائود والترمذی وابن خزیمۃ والحاکم والدار قطنی وغیرہم کما فی الاتقان۔(۲)

---

(۱) اور اللہ تعالیٰ ثواب کی توفیق دینے والا ہے اما بعد بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور برے امور اس کے نئے پیدا شدہ ہیں اور بدعت گمراہی ہے اس کو مسلم اور نسائیؒ نے روایت کیا ہے اور یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(۲) ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خود بیان کیا یا کسی غیر نے ان سے ذکر کیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت ایسی تھی۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین کہ ہر ایک آیت کو جدا جدا فرماتے تھے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سورۂ فاتحہ پوری پڑھی اور ایک ایک آیت کو آخر تک جدا فرماتے رہے۔اس کو احمد۔ابوداؤد، ترمذی۔ابن خزیمہ۔حاکم۔دار قطنی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔جیسا کہ اتقان میں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ درمیان آیت کے وقف کرنا بدعت ہے جیسا کہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہوا کہ قراۃ رسول اللہ ﷺ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین . الخ** تھی۔ یعنی قطع فرماتے ہیں آپ قرأۃ اپنی کو آیت آیت مگر وقف اضطرار میں کہ جب سانس رک جائے اور آگے چلنے کی طاقت نہ رہے تو درست ہے کہ **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا** .(۱) **حررہ راجی الی رحمۃ اللہ العلمین . الی رحمۃ اللہ المعین ابو البرکات محمد عفا عنہ اللہ الصمد حفیظ الدین .**

وقف علامات مذکورہ پر کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے حدیث صحیح سے صرف آیات پر وقف ثابت ہے۔ کتبہ محمد بشیر۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح سنت نبویہ سے اور عمل صحابہ سے اور نیز تابعین سے وقف ثابت ہے۔ صرف آیات پر پس سوا آیت کے وقف کرنا بدعت ہوگا چنانچہ اس کی تحقیق بخوبی رسالہ ازالہ وتحفۃ القراء میں ہوگئی۔ حررہ الحافظ عبداللہ پشاوری۔ مہر عبداللہ۔

یہ علامات مذکورہ ادا ان پر وقف کرنا قرون صحابہ میں اور کسی حدیث صحیح میں ثابت نہیں صرف آیتوں پر وقف کرنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ سلامت اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح سید محمد نذیر حسین۔

جواب ہذا حسب قواعد نبویہ صحیح ہے حسبنا اللہ بس۔ حفیظ اللہ۔ الجواب صحیح سید محمد۔ عبدالسلام۔ بے شک آیات پر وقف کرنا سنت نبویہ ہے، خلاف اس کے ثابت نہیں۔ کتبہ محمد صدیق۔ ابو محمد یعقوب انصاری۔

الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد اس مجیب اور اس کے مصدقین نے نہایت کم فہمی اور غایت جور علی الائمہ کو کام فرمایا۔ سنو کہ روایات قرأت قرآن شریف متواتر و مشہور و شاذ سب کے سب معتبر تمام امت کے نزدیک ہیں کسی عالم حقانی اور مجتہد کو انکار نہیں کہ سب کا استناد بسند صحیح فخر عالم ﷺ کی طرف ہوتا ہے۔ اور کوئی قرأت ان میں سے نہ بدعت ہے نہ مخترع اگرچہ اختلاف الفاظ کا ہو یا حرکات و سکنات کا یا طرز اداء قرأت کا یا کچھ اور اگر ان میں سے ایک شخص نے ایک رائے اور ایک طرز کو اپنے استادوں سے سیکھا ہے تو وہ دوسری روایت و قرأت پر کچھ اعتراض نہیں کرتا۔ مثلاً سورۂ فاتحہ میں ملک یوم الدین اور مالک یوم الدین دو قرأت ہیں اور دونوں

---

(۱) اللہ تعالیٰ کسی کو کسی کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

میں متواتر مگر ملک پڑھنے والا ملک پڑھنے والے پر اور ملک پڑھنے والا مالک پڑھنے والے پر اعتراض نہیں کرتا اور اس کو خاطی نہیں جانتا ایسا ہی واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی میں ایک نے بکسر خاء پڑھا ہے۔ بصیغہ امر دوسرے نے بفتح خا بصیغہ ماضی مگر یہ اس پر اعتراض نہیں کرتا اور نہ وہ اس پر بلکہ ہر ایک دونوں کو حق اور صحیح جانتا ہے ثابت بالتواتر علیٰ ھذا واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی وما خلق الذکر والا نثی کہ قرأ سبعہ وما خلق پڑھتے تھے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ والذکر والانثٰی پڑھتے تھے اور ما خلق نہیں پڑھتے تھے کہ ہم نے حضرت ﷺ کی زبان سے یہ لفظ یہاں نہیں سنا مگر ما خلق پڑھنے والوں پر بھی انکار نہیں کرتے تھے۔ علی ہذا دیگر امور میں کہ ان میں اختلاف ہے ہر شخص جس طرح اس نے استادوں سے سنا پڑھتا ہے مگر دوسروں پر اعتراض نہیں کرتا کیونکہ سب کے پاس سند متصل الیٰ فخر عالم الصلوٰۃ والسلام موجود ہے اور یہ قرأ سبعہ زمانہ مشہود لہا بالخیر میں ہیں اور مقبول تمام امتہ حقہ ہیں کہ یا تابعی ہیں یا تبع تابعی اور روایت ان کی صحابہ کرام و تابعین سے ہے۔ پس ایسی حالت اختلاف میں ایک کو سنت اور ایک کو بدعت کہنا کتنا بڑا ظلم ہے معاذ اللہ اسی طریق پر حال اوقاف کا ہے کہ یہ قراء سبعہ معتبرہ اپنے اپنے استادوں سے جیسا انہوں نے سنا ہے ویسا ہی پڑھتے ہیں اور ان کے بعد ان کے شاگرد ویسا ہی ادا کرتے چلے آئے تو تقرر اوقاف کا ان طبقات میں ہو چکا ہے نہ سجاوندی نے وضع کیا نہ کسی دوسرے نے البتہ ان کا تسمیہ اصطلاحاً کہ یہ وقف لازم ہے یہ ط ہے یہ پیچھے ہوا ہے سو اس طرز سے قرأت میں کچھ تفاوت نہیں اور تسمیہ اوقاف میں کچھ حرج لازم نہیں آتا۔ اور جیسا کہ حضرت محمد ﷺ کا پڑھنا کمی زیادتی کلمات یا تغیر و تبدل حرکات سکنات میں یا تمدید صوت میں مختلف طرح سے ثابت ہوا ہے ایسے ہی اوقاف کا حال ہے کہ آپ کا فقط ایک طرز وقف کا ہو ہرگز ثابت نہیں اسی واسطے یہ قراء سبعہ معتبرہ مثلاً وقف میں اختلاف رکھتے ہیں نافع مدنی جہاں بلحاظ معنی ٹھہرانا مناسب ہو وہاں ٹھہرتے ہیں اور آیت کی کچھ رعایت نہیں کرتے ہو یا نہ ہو صرف لحاظ معنی کا کرتے ہیں اور ابن کثیر اور حمزہ جہاں سانس ٹوٹ جاوے وہاں وقف کرتے ہیں۔ اگرچہ بیچ میں آیت آ جاوے اور عاصم اور کسائی جہاں کلام ختم ہو وہاں ٹھہرتے ہیں اگرچہ آیت اس جگہ ہو یا نہ ہو اور ابو عمرو بصری آیت پر وقف کرتے ہیں اور یہ سب اپنی وضع کو معمول بہ اور مستحسن جانتے ہیں اور دوسرے کی رائے یا مذہب پر اعتراض یا طعن بدعت کا نہیں کرتے کیونکہ سب کے پاس حجت شرعیہ موجود ہے الحاصل ان طبقات میں سب قراء اور ائمہ

اعلام اس بات پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں کہ آیت وغیر آیت پر دونوں جگہ وقف جائز ہے اور کسی ایک نے بھی اس وقت میں اس کا خلاف نہیں کیا۔ بس بحکم قول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تجمع امتی علی الضلالۃ (۱) یہ امر جائز ہوگیا۔ **قال اللہ تعالیٰ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا من بعد** (۲) اگر کوئی خرق اجماع کرے تو وہ خود خاطی ہے پس جیسا مجیب اور اس کے اتباع نے اختیار کیا ہے۔ یہ کسی اہل حق کا مذہب نہیں ہے اور گویا مجیب نے تمام اہل حق کو مبتدع ٹھہرایا۔ معاذ اللہ اور یہ سب اسی اتقان سے جس سے مجیب اسناد واستدلال کرتا ہے واضح ہے۔ ہر اہل علم اس کو دیکھ سکتا ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں ہرگز کسی طبقہ کو بدعت نہیں کہا بلکہ سب کو جائز اور متعارف لکھا ہے۔ پس ہر اہل عقل وعدل سمجھ سکتا ہے کہ مجیب نے کس قدر جور کیا سب کو مبتدع بنا چھوڑا اور یہ حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو بہ سند صحیح متصل مروی ہے۔ جس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور نسائی نے ایک اور روایت سے ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔ **حدثنا اللیث عن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکۃ عن یعلی بن مملک انہ سأل ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلوتہ فقالت مالکم وصلو کان یصلی ثم ینام قدر ما صلی ثم یصلی قدر ما نام ثم ینام قدر ما صلی حتی یصبح ثم تنعت قراء تہ فاذآ ھی تنعت قراۃ مفسرۃ حرفاً حرفاً۔** (۱)

دیکھئے اس حدیث میں کوئی ذکر وقف علی الآیۃ کا نہیں ہے اور دوسری روایت کہ جس میں ذکر واقف کا ہے اور اس کو دار قطنی نے اور ایک روایت سے ابوداؤد نے اور ترمذی نے نقل کیا ہے اس کی سند منقطع ہے کہ عبدہ بن ابی ملیکہ کے بعد یعلی بن مملک مذکور نہیں۔ لہذا وہ روایت منقطع ہوئی

---

(۱) میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔

(۲) اور جس شخص نے ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول کی نافرمانی کی اور مومنوں کی راہ کے سوا راہ اختیار کی ہم اس کو اس طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھر گیا اور اس کو جہنم میں پہنچا دیں گے اور برا ٹھکانا ہوگا۔

(۱) لیث نے عبداللہ ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے اور وہ یعلی بن مملک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہ زوجہ نبی سے نبی کی قرأت دریافت کی اور آپ کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم ان کی نماز پوچھ کر کیا کرو گے کہ آپ نماز پڑھ کر اتنی دیر سے سوتے تھے جتنی دیر کہ آپ نے نماز پڑھی اور پھر اتنی دیر نماز پڑھتے تھے جتنی دیر کہ سوئے یا پھر اتنی دیر سوتے تھے جتنی دیر کہ نماز پڑھی اس طرح صبح فرما دیتے تھے پھر آپ کی قرأت کا بیان فرمایا تو آپ کی قرأت ایک ایک حرف مفسراً بیان فرمایا۔

اور یہ جماعت اس زمانہ کی جو اپنے آپ کو محدث کہتے ہیں۔ وہ حدیث مرسل منقطع کو حجت نہیں جانتے اور نہ اس پر عمل درست جانتے ہیں تعجب ہے کہ اس حدیث منقطع پر کس طرح اعتماد کر کے تمام امت مقبولہ کو مبتدع بنایا۔ ان کو اپنے قاعدہ کے موافق لازم تھا کہ اس روایت کی طرف التفات نہ کرتے۔ چنانچہ ترمذی نے اس میں کلام کیا ہے۔

حیث قال هذا حدیث حسن صحیح غریب لا نعرفه الا من حدیث لیث بن سعد عن ابن ابی ملیکة عن یعلی بن مملک عن ام سلمة وقدروی ابن جریج هذا الحدیث عن ابن ابی ملیکة عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقطع قراء ة وحدیث اللیث اصح انتهی وفیه بعد یسیر حدثنا علی بن حجر نا یحیی بن سعید الا موی عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکة عن ام سلمةقالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقطع قراء ة یقرأ الحمد لله رب العٰلمین ثم یقف الرحمٰن الرحیم وکان یقرأ ملک یوم الدین هذا حدیث غریب وبه یقرأ ابو عبیدة ویختاره ولا هکذا روی یحیٰ بن سعدی الا موی وغیره عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکة عن ام سلمة ولیس اسناده بمتصل لان اللیث بن سعد روی هذا الحدیث عن ابن ابی ملیکة عن یعلی بن مملک عن ام سلمة انها وصفت قراء ة النبی صلی الله علیه وسلم حرفا حرفا وحدیث اللیث اصح ولیس فی حدیث اللیث کان یقرأ ملک یوم الدین اسے دیکھو ترمذی نے کیسی منقطع بنا کر استدلال اس جماعۃ کا لغو ٹھہرا دیا۔(۱) مگر ہم لوگ چونکہ مرسل و منقطع ثقہ کو معتبر جانتے ہیں۔ ہم پر شرح اس حدیث کی ضروری

---

(۱) چنانچہ کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ہم اس کو نہیں جانتے مگر لیث بن سعد کی حدیث سے جو ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ یعلی بن مملک سے اور وہ ام سلمہ سے اور ابن جریج نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے اور وہ ام سلمہؓ سے کہ انہوں نے نبیؐ کو قرأت جدا جدا کرتے دیکھا ہے اور لیث کی حدیث صحیح ترین ہے اور اس میں تھوڑی دیر کے بعد ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن حجر نے کہ ہم کو خبر دی یحییٰ بن سعید اموی نے ابن جریج سے اور وہ ابن ابی ملیکہ سے اور وہ ام سلمہؓ سے کہ رسول اللہؐ قرأت کو جدا جدا کر کے پڑھتے تھے کہ الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہر جاتے تھے پھر الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ٹھہرتے تھے پھر مالک یوم الدین پڑھتے تھے یہ حدیث غریب ہے اور اسی کو ابو عبیدہ پڑھتے تھے اور پسند کرتے تھے اور اس طرح نہیں روایت کی یحییٰ بن سعید اموی وغیرہ نے ابن جریج سے اور وہ ابن ملیکہ سے اور وہ ام سلمہؓ سے اور اس کی اسناد متصل نہیں ہیں۔ اس لئے کہ لیث بن سعد نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے اور وہ یعلی بن مملک سے وہ ام سلمہؓ سے کہ انہوں نے نبیؐ کی قرأت کو حرفاً حرفاً بیان کیا اور حدیث لیث اصح ترین ہے اور حدیث لیث میں یہ نہیں ہے کہ ملک یوم الدین پڑھتے تھے۔

ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرأت رسول اللہ ﷺ کو جو بیان فرمایا تو یہ نہیں کہا کہ تمام قرآن میں آپ اسی طرح کرتے تھے اور خاص اس ایک طریقہ قرأت اور وقف ہر آیت پر آپ کی قرأت کو حصر نہیں کیا تا کہ اس سے یہ معلوم ہو کہ آپ نے اس کے خلاف نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ آپ نے احیاناً ایسی ہی پڑھا ہے اور احیاناً دوسری طرح بھی پڑھا ہے۔ جو کہ اجماع قرون ثلثہ سے معلوم ہوا گر اس میں کوئی لفظ حصر ہوتا تو استدلال ہو سکتا تھا۔ چونکہ اس میں کوئی لفظ حصر کا نہیں ہے تو ہرگز اس روایت سے تردید اس ایک طریقہ قرأت کے خلاف کی نہیں ہو سکتی دیکھو کہ اس ہی حدیث میں طرز تہجد آپ کا اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آپ ایک مرتبہ کچھ نماز پڑھ کر اتنا ہی سورہتے تھے، پھر اٹھ کر دوبارہ آدھی نماز پڑھتے تھے پھر اسی قدر سورہتے تھے حالانکہ اور بہت سی روایات سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ نے ایک ہی دفعہ ساری تہجد پڑھی ہے۔ استدلال مجیب بروایت ام سلمہؓ کے موافق لازم آتا ہے کہ جیسے اس روایت میں طریقہ تہجد مروی ہے اس کے سوا اور جس قدر طریقے ہیں جن پر آپ کا عمل فرمانا خود روایات صحاح سے ثابت ہے وہ سب بدعت ہوں معاذ اللہ اور اس ہی روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قرأت ملک یوم الدین نقل کی ہے حالانکہ دوسری روایت میں مالک یوم الدین بھی آپ کا پڑھنا ثابت ہے پس جیسا کہ یہ طرز تہجد اور قرأت ملک یوم الدین احیاناً ہے نہ دائماً ایسے ہی وقف برؤس الآیات احیاناً ہے نہ دائماً۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان تین امور کو جو فرمایا ہے اس میں کوئی کلمہ حصر کا نہیں ہے کہ نفی ... طریقہ کی ہو جائے علیٰ ہذا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرأت ﷺ کو مفسرۃً حرفاً حرفاً فرمایا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرأت مستعجلاً کہ جس میں صحت لفظ و ادائے حروف فوت نہ ہو بدعت ہو جائے بلکہ اس طرح پڑھنا ہی جائز ہے بلکہ بعض صحابہ کے نزدیک افضل ہے برحسب رائے مجیب چاہئے تھا کہ بدعت اور ناجائز ہو حالانکہ باجماع امت یہ جائز ہے صرف اختلاف افضلیت میں ہے چنانچہ علامہ مجد الدین سفر السعادت میں فرماتے ہیں وعلماء را درین مسئلہ اختلاف ست کہ ترتیل با قلت قرأت افضل است یا سرعت با کثر قرأت ابن عباس و ابن مسعود میگویند ترتیل و تدبر با قلت قرأت افضل است و امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جماعتے از صحابہ و تابعین و امام شافعی می گویند سرعت و کثرت قرأت افضل است اگرچہ ہر حرفے را دہ حسنہ است پیغمبر ﷺ فرمودہ ہر حرفے را دہ حسنہ است لا اقول الم حرف

بل الف حرف و لام حرف و میم حرف انتہیٰ ۔(۱) اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ حدیث صحیح متصل السند ام سلمہؓ سے تو یہ ثابت ہوا کہ آپ قرأت مفسرہ حرفاً حرفاً پڑھتے تھے۔ مجیب اور اس کے اتباع نے اس طرز قرأت کو دائمی قرار دے کر قرأت مستعجلاً کو بدعت نہیں کہا حالانکہ ان کی فہم کے موافق اس کا بدعت ہونا بھی ضرور تھا۔ اور حدیث منقطع جس میں بقطع آیۃ آیۃ ہے اور حسب مذہب مجیب غیر معتبر اس پر اعتماد کر کے اوقاف مستحبہ کو بدعت قرار دیا۔ معاذ اللہ من ہذا الفہم الرواى پھر دوسرا اعجوبہ یہ ہے کہ سائل حدیث متصل السند سے جواب مانگتا ہے اور مجیب صاحب منقطع السند سے جواب دیتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر کہا جائے کہ اگرچہ اس جگہ اس روایت سے مستعجلاً پڑھنا بدعت معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ دوسری جگہ مستعجلاً پڑھنا ثابت ہے اس لئے وہ بدعت نہ ہوا تو جواب یہ ہے کہ خود اسی حدیث سے بروایت دار قطنی انعمت علیہم پر وقف نہ کرنا ثابت ہو گیا۔ باوجودیکہ یہاں پر آیت ہے اور دیگر روایات صحیحہ و نیز اجماع سے اور بہت سے موقع پر باوجود آیت ہونے کے وقف نہ کرنا ثابت ہے لہذا یہ بھی بدعت نہ ہونا چاہیے اور چونکہ ہندوستان میں قرأت عاصم کی شائع ہے تو اہل ہند کے اوقاف بھی مثل اوقاف عاصم کے ہیں الحاصل اس کے اوقاف کو بدعت کہنا سخت بے جا ہے۔ وقف کرنا روؤس آیات پر روایت مذکورہ سے ثابت ہوا اور غیر روؤس آیات پر روایت ہذا اور بہت سی روایات صحیح اور اجماع امت سے ثابت ہوا۔ پس قرآت قرآن میں دونوں طرح سے پڑھنا یعنی قرأت مفسرہ حرفاً حرفاً اور مستعجلاً دونوں طرح سے درست ہے ایسے ہی وقف علی روؤس الآیات بھی درست ہے اور عدم وقف بھی اور اصل یہ ہے کہ اوقاف ہی تفسیر قرآن ہیں کہ فصل وصل سے معنی قرآن کے واضح ہو جاتے ہیں۔ سو ایسی طرح سے پڑھنا کہ جس سے توضیح مطلب ہو جائے مستحسن ہے اور بعض کج فہم جو اس تفسیر کو بدعت کہتے ہیں۔ یہ ان کی نہایت ہی کم فہمی ہے کیونکہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نظیر قرون ثلثہ میں نہ پائی گئی ہو اور جب کہ یہ خود قرون ثلثہ میں پائی گئی تو کوئی ان کو کیسے بدعت کہہ سکتا ہے، ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قرأتابعی ہیں یا تبع تابعی اور خود صحابہ سے روایت کرتے ہیں اگر بالفرض ان کا وجود

(۱) اور علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ترتیل قلت قرأت کے ساتھ افضل ہے یا سرعت با کثرت قرأت ابن عباس اور ابن مسعود کہتے ہیں کہ ترتیل و تدبر قلت قرأت کے ساتھ افضل ہے اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین کی اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ سرعت و کثرت قرأت افضل ہے کیونکہ ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں تو پیغمبر نے فرمایا کہ ہر لفظ کی دس نیکیاں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔

قرون ثلثہ میں نہ پایا جاتا تب بھی یہ بدعت نہ ہوتی۔ کیونکہ ان کی نظیر خود حضرت محمد ﷺ سے پائی جاتی ہے کہ حضرت ﷺ نے جب آیت شریف سمیعا بصیرا کو پڑھا تو آپ نے سمع اقدس و چشمان مبارک پر انگلی کا اشارہ فرمایا اور جب آیت شریف دکت الارض دکاً دکاً تلاوت فرمائی تو انگشتان مبارک کو باہم دبا دیا۔ پس جیسے یہ فعل آپ کا تفسیر کلام اللہ شریف کی واقع ہوئی ہے، ایسے ہی اوقاف بھی کلام پاک کی مراد واضح کر دیتے ہیں اور ان سے اس کی تفسیر ہو جاتی ہے اور سنو کہ سائل نے کیفیت نماز تہجد رسول اللہ ﷺ کی دریافت کی ہے اور یہ سوال فی الجملہ نامناسب تھا جیسا کہ کسی شخص نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں تو آپ ناخوش ہوئے اور اس سوال کو آپ نے ناپسند فرمایا پس اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا مالکم و صلوٰۃ یعنی آپ جیسی نماز تجھ سے کب ہو سکتی ہے تو اس سے کیا کرنا ہے لہذا جو فعل آپ کا اشد و احمر تھا وہ ام سلمہؓ نے بیان فرمایا کہ یہ طریقہ سب طریق سے احمر و اشد ہے اور طریقہ قرأت کا بھی وہی فرمایا کہ جو نفس پر اشد ہے یعنی بقرأۃ مفسرہ حرفاً حرفاً پڑھنا اور ہر آیت پر وقف کرنا کہ اس میں دیر زیادہ لگتی ہے اور آپ کو قرآن شریف بھی زیادہ پڑھنا ہوتا تھا۔ نہ یہ کہ آپ ہمیشہ نماز و قرآن اسی طرح پڑھتے تھے۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس کے سوا کوئی طریقہ معلوم ہی نہ تھا۔ بلکہ یہ طریقہ شدید تھا اس لئے اس کا بیان کرنا مناسب تھا پس انہوں نے اسی کو بیان فرمایا۔ سوا اولاً یہ طریقہ خاص قرأت تہجد کا ہے نہ مطلق قرأت قرآن کا نماز و خارج نماز میں مثلاً نماز مغرب میں آپ نے سورۂ اعراف پڑھی اگر سورۂ اعراف بقرأت مفسرہ حرفاً حرفاً اور ہر آیت پر وقف کے التزام سے پڑھی جاتی تو مغرب کے وقت مستحب میں ہرگز تمام نہ ہو سکتی بلکہ عشاء کا وقت ہو جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس وقت مستعجلاً قرأت پڑھی تھی۔ ایسے ہی نماز تہجد میں بھی احیاناً کیونکہ تہجد میں بھی آپ کا ایک رکعت میں سورۂ بقرہ آل عمران و نساء کا پڑھنا ثابت ہے حالانکہ وقت تہجد میں بقرأت مفسرہ حرفاً حرفاً بالالتزام وقف ہر ہر آیت ساری نماز میں بھی یہ سورتیں نہیں ہو سکتیں رہا حال اوقاف تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تمام امت کا اتفاق اس کے جواز پر ہے خلاف پر نہیں ہے بلکہ خود اس حدیث کے اندر حجت موجود ہے۔ دیکھو دار قطنی نے جو اس روایت کو نقل کیا ہے اس میں یہ لفظ ہیں۔ وعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آیۃ ولم یعد علیھم (۱)۔ جس سے

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آپ نے آیت شمار کیا اور علیھم یعنی غیر المغضوب علیھم کو آیت شمار نہیں فرمایا۔

صاف ظاہر ہے کہ آپ نے انعمت علیھم پر وقف نہیں کیا۔ حالانکہ انعمت علیھم آیت ہے)۔ نافع مدنی اور ابو عمرو بصری اور ابن عامر شامی تین قاری کو سبعہ متواترہ کے راوی ہیں اور قرأت ان کی قطعی ہے یہاں آیت کہتے ہیں اور آیت کا حال سامع سے تعلق رکھتا ہے کہ یہ امر توقیفی ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف وغیرہ میں مصرح ہے اور اتقان وغیرہ میں بھی اس کی تصریح ہے اور رسول اللہ ﷺ وقف آیت پر اسی واسطے کرتے تھے کہ معلوم ہو جائے کہ یہاں آیت ہے اور جب آپ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ لوگوں کو یہاں آیت ہونا معلوم ہو گیا تو بسا اوقات نہیں بھی کرتے تھے۔ پس بتواتر ثابت ہو گیا کہ یہاں آیت آپ نے کی ہے اور اس روایت ام سلمہؓ سے یہاں وقف نہ کرنا ثابت ہو گیا اور یہ دونوں فعل رسول اللہ ﷺ کے ہیں تو اس سے عدم توقف آیت پر ثابت ہو گیا۔ علیٰ ہذا جہاں اختلاف قرأۃ آیات میں ہے کہ بعض کی نزدیک وہاں آیت نہیں ہے اور بعض کے نزدیک وہاں آیت ہے پس وہاں بھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے بعض مرتبہ وہاں وقف کیا۔ بعض مرتبہ نہیں کیا تو جن لوگوں نے پہلے وہاں وقف سن لیا تھا وہ آیت کے قائل ہوئے اور جن کو پہلے سے یہ علم نہ ہوا تھا انہوں نے وہاں نہ ٹھہرائی۔ چنانچہ اتقان صفحہ ۹۶ میں ہے وقال غیرہ سبب الاختلاف فی عدد الاسمی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقف علی رؤس الایات للتوقیف فاذا علم فخلیھا وصل للتیام فیحسب السامع انھا لیست فاصلۃ انتھی واللہ اعلم بالصواب الحاصل جواب مجیب کو اور صحیح اس کے اتباع کی سراسر بے جا ہے اور طعن ناموزوں جماعۃ صحابہ وتابعین پر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ فقط

علامات ط اور لا پر ٹھہرے یا نہ ٹھہرے

(سوال) جو کہ قرآن شریف میں (ط) علامت مطلق کی ہے اگر مطلق پر نہ ٹھہرے تو گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور لا آیت کا کیا حکم ہے۔ اس پر ٹھہرے یا نہ ٹھہرے للہ ان مسئلوں کو بہت جلد زیب قلم فرما کر حرین۔ بمہر فرما دیں۔ بینوا وتوجروا۔

(جواب) (ط) پر اگر وقف نہ کرے تو گناہ نہیں ہوتا اور (لا) پر بھی وقف نہ کرے اگر کیا تو گناہ نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی مقتدی کو جماعت میں شریک نہ ہونے پر امام کا قرأت مختصر کرنا

(سوال) باوجود ہونے معمولی وقت کے اگر امام کسی مقتدی کو دیکھ کر بایں خیال کہ یہ مقتدی جماعت میں شامل نہ ہو فجر کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس پڑھے تو نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام فی الواقع مخالفت مقتدی کی وجہ سے اور غرض فاسد سے چھوٹی قرأت پڑھتا ہے تو گنہگار ہے اور اگر غرض صحیح ہے تو کچھ حرج نہیں اور کوئی کراہت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

(ا) ط کی علامت بمنزلہ آیت کے نہیں ہے بلکہ آیت تو وہی ہے جہاں ہ ہے۔ خواہ اس پر (لا) ہو یا کچھ اور، ہو مگر ٹھہرنا نہ ٹھہرنا یہ اور امر ہے آیت پر (لا) ہو تو ٹھہرنا نہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب کن امور سے نماز میں کراہت آتی ہے اور کن سے نہیں

نمازی کے آگے جوتیوں کا رکھنا

(سوال) نمازی کے روبرو جوتیوں کا موجود رہنا کہ جو مستعمل ہوں موجب کراہت نماز ہے یا نہیں۔

(جواب) مصلی کے آگے اگر جوتہ مستعمل رکھا رہے اس کی کوئی کراہت منقول نہیں لہذا کچھ حرج نہیں۔

آمین بالجہر نماز میں حرام ہے یا بدعت

(سوال) آمین بالجہر کہنا نماز میں حرام اور بدعت عند الحنفیہ ہے یا نہیں اور ہم لوگ آمین بالجہر نماز میں کہنے والوں کو مسجد سے نکال باہر کردیں یا نہیں اور اگر ہم لوگ ان پر نکیر نہ کریں تو کچھ گناہ تو نہ ہوگا یا ہم لوگ گنہگار ہوں گے اور جماعت میں ان کے آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے سے ہماری نماز میں کس قدر نقصان واقع ہوگا۔ ہماری نماز بالکل جاتی رہے گی یا مکروہ ہوگی فقط بینوا بالکتاب وتوجروا بیوم الحساب۔ بمہر دستخط بواپسی ڈاک فقط۔

(جواب) آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام رفع یدین یہ امور سب خلاف بین الائمہ ہیں اور اگر کوئی شخص ہوائے نفسانی اور ضد سے خالی ہو اور محض محبت سنت کی وجہ سے یہ امور کرتا ہو تو اس پر کوئی طعن وتشنیع اور الزام دہی درست نہیں ہے اور اگر محض حنفیہ کی ضد میں ایسا کریں تو سخت گنہگار ہے۔ بہرحال ان لوگوں کے ان امور کے کرنے سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خرابی ونقصان نہیں آتا اور مفصل

بحث اس کی بندہ نے سبیل الرشاد اور ہدایت المبتدیٔ وغیرہ میں لکھی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

آمین بالجہر سے نماز میں فساد ہوتا ہے یا نہیں

(سوال) غیر مذہب کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کر آمین کہنا ہمارے واسطے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر اس کا آمین کہنا ہمارے واسطے موجب فساد نماز یا باعث کراہت ہے تو یہ حنفی مذہب کی کون سی معتبر کتاب میں لکھا ہے ۔ بینوا توجروا (مرسلہ بابو عبدالوہاب صاحب بلندشہر محلہ قاضی واڑہ)۔

(جواب) آمین جہر سے کہنا غیر مذہب کا مذہب حنفی والے کو مفسد نماز ہے نہ موجب کراہت کیونکہ فعل ایک مصلی کا دوسرے مصلی کی طرف مفضی نہیں ہوتا واللہ اعلم بالصواب حررہ واجابہ خاکسار محمد مسعود نقش بندی دہلوی ۲۸ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ ۔

بلکہ اگر آمین کے جہر کرنے میں امام قرأت بھول جاوے تو کراہت اس کی مجابر پر نہ ہوگی کتبہ محمد یعقوب دہلوی صحیح الجواب بلا ارتیاب حررہ محمد عبدالحق عندہ ذلک کذلک محمد اسمٰعیل فانہ الجلیل الدلیل والجواب المذکور صحیح ان کان المقصود اتباع السنۃ والا فالافضل عندی الامتناع واللہ اعلم بالصواب ۔(۱)

صح الجواب — وارد امید شفاعت از محمد یعقوب

الجواب صحیح — محمد یوسف ۱۲۸۴ عبدہ — سید حسن شاہ

الجواب صحیح — از منصور علی احمد ہست

بلا شبہ جواب ثانی بھی صحیح ہے — نظام الدین — محمد عبدالرب

محمد اسمٰعیل انصاری — مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم دہلوی

اکبر علی خاں ولد رحم علی خاں — تقیہ اسم احمد بالغا — مولانا سراج احمد صاحب محدث خورجوی — محمد عبد ۲۸۷ القادر — خدا یاد ہاشم بنام محمد مرتضیٰ

امام نبی مناظر اہل الکتاب ساکن ناظر لیس محمد ابوالمنصور ۱۲۹۱ھ — لاریب فی ہذا الجواب الجواب صحیح محمد نور اللہ عفی عنہ — محمد کرامت اللہ ۱۲۹۳ — محمد فضل احمد — من اجاب فقد اصاب محمد عبداللطیف عفی عنہ مقیم صورت

---

(۱) جواب مذکور صحیح ہے اگر مقصود اتباع سنت ہو ورنہ افضل میرے نزدیک منع کرنا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اصاب عندی من اجاب (۱) بندہ عبداللہ گلاؤٹھوی عفی عنہ۔ عبداللہ

میرے نزدیک تو اگر خود حنفی بھی آمین بالجہر کہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی نہ کہ دوسرا شخص کہے اور حنفی کی نماز فاسد ہو جائے حق یہ ہے کہ جہر و اخفاء دونوں فعل مسنون ہیں ائمہ حنفیہ کو جواز جہر میں خلاف نہیں ہے صرف اولویت میں خلاف ہے چنانچہ حنفیہ اخفاء کو اولیٰ سمجھتے ہیں اور ائمہ جہر کو۔ پس سائل کو اپنی نماز کے فساد کا کیا معنی کراہیت کا بھی شبہ نہ کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ محمد اسمعیل عفا اللہ عنہ ساکن کول محمد اسمٰعیل۔

الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ انبہٹوی

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ دیوبندی مدرس اول مدرسہ دیوبند الٰہی عاقبت محمود گرداں ۱۲۹۹

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند دتوکل علی العزیز الرحمٰن

الجواب صحیح رشید احمد عفی عنہ گنگوہی رشید احمد ۱۳۰۱

جواب المجیب حق والحق احق ان یتبع ابو یحییٰ محمد ۱۳۱۲

المستقادم الباری عبداللہ انصاری

ہذا الجواب بجوب ریب المرتاب محمد حسین عفی عنہ

الجواب حق علی احمد عفی عنہ سنبھلی

جملہ جوابات مجیبین کے صحیح ہیں لیکن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب انصاری مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم کا تحریر فرمانا خلاف شان علماء کے ہے کیونکہ جب ایک امر حدیث سے سنت ثابت ہو چکا پھر اس کے عامل پر الزام نفسانیت کس طرح ہو سکتا ہے نماز میں کسی قسم کی خرابی جب واقع ہوتی ہے کہ خلاف امر مشروع نماز میں کیا جاوے اور آمین بالجہر کے جواز کے تو علماء حنفیہ بھی قائل ہیں۔ چنانچہ مولانا شیخ عبدالحق صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔ **والظاهر الحمل على كلا للعنين** اور مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔ **والا نصاف ان الجهر قوى من حيث الدليل**۔ اور شیخ ابن ہمام لکھتے ہیں۔ **لو كان الى فى هذا شئى توفقت بينهما ان يرا دبروا ية الحفض علم الفزاع العنيف و بروا ية الجهر بمعنى زير الصوت وذيلها**.

اور نیز علمائے دیگر بھی قائل ہیں مانند ان کے مولانا بحر العلوم عبدالعلی ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں کہ درباب آہستہ گفتن آمین ہیچ وارد نہ شدہ مگر حدیث ضعیف (۲) اور مولانا سلامت اللہ صاحب

(۱) جس نے جواب لکھا میرے نزدیک صواب ہے۔

(۲) آمین کے آہستہ کہنے کے بارے میں بجز ایک ضعیف حدیث کے اور کچھ نہیں آیا ہے۔

حنفی بھی قائل ہیں۔ چنانچہ شرح الموطاء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حررہ عبد الصمد حنفی متوطن کوٹھاؤلی ضلع بلند شہر مورخہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ ہوالمصیب کسی دوسرے شخص کا زور سے آمین کہنا احناف کے واسطے نہ موجب فساد ہے نہ کراہت احناف اور غیر احناف میں جو کچھ اس بارے میں اختلاف ہے وہ محض اولویت وعدم اولویت کا ہے اس سے فساد کسی کا مذہب نہیں زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک یہ تعامل چلا آتا ہے کہ دونوں فریق ایک جگہ نماز پڑھتے رہے البتہ سب وشتم اور لعن وطعن باہم نہ ہونا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبد اللطیف عفی عنہ از دفتر ندوۃ العلماء کانپور ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ الجواب صحیح محمد مجتبیٰ حسن عفی عنہ۔

مہر ندوۃ العلماء

الجواب صحیح عبد الرحمٰن پشاوری۔

الجواب صحیح صواب عبد مومن عفی عنہ دیو بندی صح الجواب حررہ الفقیر عبد الحی اصلح اللہ لہٗ صح الجواب خادم الفقراء العلماء ابو بکر علی احمد محمود اللہ شاہ الحنفی البدایونی الجواب صحیح" العبد احقر العباد عبد القیوم گڈھ یکسٹری واعظ علی گڑھ۔

چونکہ آمین بالجہر پر تعامل صحابہ کبار رہا ہے اس لئے آمین بالجہر کہنے والوں پر سب وشتم کرنا در پردہ صحابہ پر معترض ہونا ہے اور یہ بالاتفاق ممنوع ہے فعل صحابہ سے کسی صحابی کے فعل کا اقتداء سنت ہے۔ **کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (۱) **واللہ اعلم بالصواب**. بندہ محمد محسن عفی عنہ۔ محمد محسن میرٹھی۔

جو شخص اہل حدیث ہو اور وہ شریک جماعت احناف ہو اس کا آمین کہنا مفسد نماز احناف ہرگز نہیں یہ اختلاف اولویت میں ہے واللہ اعلم کتبہ، محمد ریاض الدین مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ زید کے آمین بالجہر کہنے سے عمرو کی نماز فاسد ہوگی۔ نہ مکروہ ہوگی۔

عبد اللہ خان، محمد ریاض الدین احمد۔ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ بالائی کوٹ

آمین بالجہر سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ مکروہ ہوتی ہے یہ غلط بیان کرنا ہے جو کہتا ہے کہ آمین بالجہر سے دوسرے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا مکروہ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ اندر کوٹ۔

آمین بالجہر کہنے سے آمین بالخفاء کہنے والوں کی نماز میں کسی طرح کا فساد نہیں ہے حررہ محمد رمضان عفی عنہ مفتی واعظ جامع مسجد آگرہ۔

---

(۱) جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کا اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے

ریشمی کپڑے سے نماز پڑھنا

(سوال) ریشمی پارچہ سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ریشمی کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے مگر سخت گنہگار ہوتا ہے اور عورت کو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

نماز میں آنکھیں بند کرنا

(سوال) مسئلہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ نماز اندھیرے میں پڑھے یا آنکھیں بند کر لیا کرے تاکہ نظر منتشر نہ ہو اور حضور قلب میسر ہو۔ لہذا عرض ہے کہ شرع کا مسئلہ ہے کہ آنکھیں بند کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور جہاں سجدہ کی جگہ نہ دیکھے وہ بھی نماز مکروہ ہوگی۔ لہذا اگر واسطے حضور قلب کے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھے تو حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں اور نماز تہجد و وتر تو ہمیشہ اندھیرے میں پڑھتا ہوں اور آج کل چونکہ اندر مکان میں سوتا ہوں تو سنتیں فجر کی بھی اندھیرے میں پڑھتا ہوں۔ لہذا سجدہ کی جگہ نہ دیکھنے کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بہ نیت خشوع وبقصد دفع خطرات ووساوس اگر نماز میں آنکھیں بند کرے تو کراہت نہ ہوگی ایسے ہی ضرورت کے وقت معروف جگہ پر جہاں جہت قبلہ بھی مشتبہ ہو اور نہ کوئی اندیشہ ہو نماز درست ہے۔ فقط

نماز کے پہلے نماز میں سورتیں پڑھنے کا تعین کر لینا

(سوال) اگر قبل نماز پڑھنے تعین کرے کہ فلاں فلاں سورۃ پڑھوں گا خواہ مقتدی ہو یا امام درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس خیال اور تعین سے نماز میں کوئی نقصان اور خرابی نہیں آتی اور اگر پھر اس قرارداد کے موافق نہ پڑھے اور کچھ پڑھ لے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دھوبی کے یہاں بدلے ہوئے کپڑے سے نماز

(سوال) کپڑا دھوبی کے یہاں بدل جاوے تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اس کا کپڑا اس شخص کے پاس پہنچ گیا ہے اور قیمت میں چنداں تفاوت نہیں

ہے تو اس کا استعمال مضائقہ نہیں ہے اور اگر وہ کپڑا اس شخص کا دھوبی نے رکھ لیا ہے یا کھو دیا اور دوسرے کا کپڑا اس کو دے دیا تو ایسی صورت میں اس کا استعمال ہرگز درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرخ استر کے کپڑے سے نماز

(سوال) سرخ استر سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔
(جواب) سرخ رنگ مرد کو علی الاصح درست ہے۔ کسم کا رنگ البتہ مرد کو حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

نمازی کے سامنے قرآن شریف کا ہونا

(سوال) اگر قرآن شریف پڑھ کر سامنے رکھ دے اور پھر نماز پڑھے تو کوئی حرج ہے یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ نماز میں کراہت آ جاتی ہے۔
(جواب) اگر آگے قرآن شریف رکھا ہو تو نماز میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱) فقط

نماز کی نیت توڑنا

(سوال) ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور وہ انگوٹھی چاندی کی یا روپیہ غسل خانہ میں بھول آیا۔ نماز پڑھنے کی حالت میں یاد آیا۔ اب وہ کیا کرے، نماز توڑ کر لا دے یا نہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ مجھ کو گم شدہ چیز مل جائے گی۔
(جواب) اگر احتمال گم ہونے اور نہ ملنے کا غالب ہے تو نماز کو توڑ کر لانا جائز ہے۔ ورنہ نماز کو تمام کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جلسہ اور قومہ کی دعائیں

(سوال) جلسے اور قومے میں یہ الفاظ کہنا فرائض ہوں یا نوافل جائز ہے یا نہیں۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی جلسے میں اور قومے میں ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه.
(جواب) یہ کلمات فرض نفل میں سب میں درست ہیں مگر امام کو فرائض میں نہ کہنا چاہئے کہ مقتدیوں پر تطویل صلوٰۃ کی کلفت ہوتی ہے تنہا ہو تو کہے کہ نماز میں اذکار مسنونہ اولیٰ ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا عمامہ کے نماز پڑھنا

(سوال) سرور عالم ﷺ سے بھی بلا عمامہ کے بھی نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں اور حضور نے کبھی بلا عذر نماز بلا جماعت بھی پڑھی ہے یا نہیں؟

(جواب) اس کا صریح ثبوت اس وقت بندہ کو معلوم نہیں مگر احرام کی حالت میں سر برہنہ نماز پڑھنا محقق ہے۔ علیٰ ہذا نماز فرض مرض موت میں بلا جماعت پڑھی ہے ورنہ جماعت سے ہی پڑھتے تھے۔

بلا عمامہ کی نماز کا حکم

(سوال) کیا فتاویٰ عالمگیری اور قاضی خان میں نماز بلا عمامہ کو مکروہ لکھا ہے؟

(جواب) کسی نے بلا عمامہ نماز کو مکروہ نہیں کہا اگر کہا تو وہ قول ماؤل ہے۔ تبرک ندب ورنہ مردود ہوگا۔ فقط

بلا عمامہ نماز پڑھانا

(سوال) اگر بلا عمامہ نماز پڑھاوے تو کیا نماز مکروہ ہوگی تنزیہی یا تحریمی کیا آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ نماز عمامہ سے پڑھائی ہے صرف ٹوپی کو سر مبارک پر زیب نہیں بخشا۔

(جواب) صلوٰۃ بلا عمامہ مکروہ نہیں نہ تحریمہ نہ تنزیہہ البتہ ترک افضل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ آپ کے سر مبارک پر گاہ کلاہ بلا عمامہ بھی ثابت ہوتی ہے۔

بغیر عمامہ کے نماز پڑھانے والے سے جنگ کرنا

(سوال) جو شخص تارک عمامہ سے جنگ و جدل کرے، اور عمامہ کو ضروری جانے وہ کیسا ہے حالانکہ تارک عمامہ اولویت عمامہ کا نماز کے اندر قائل ہے، اور جہاں امام دستار بند نماز نہ پڑھاتا ہو وہاں سے جو شخص مسجد چھوڑ کر چلا جاوے اسی وجہ سے اور مارنے مرنے پر تیار ہو وہ کیسا ہے؟

(جواب) تارک عمامہ سے جدال کرنے والا جاہل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عمامہ والی نماز کا ثواب

(سوال) امام کو باوجود قدرت ہونے عمامہ کے بغیر عمامہ نماز پڑھانا؟

(جواب) بلاعمامہ امامت کرنا درست بلا کراہت کے ہے اگرچہ عمامہ پاس رکھا ہو البتہ عمامہ سے ثواب زیادہ ہوتا ہے فقط واللہ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱۔ الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو حنیف محمد عبداللطیف عفی عنہ۔

امام کا بلاعذر بغیر عمامہ کے عمامہ والوں کی امامت کرنا

(سوال) اگر امام کو عذر ہے یا بلاعذر عمامہ میسر نہ ہو اور مقتدی باندھ رہے ہیں تو کیا نماز میں کچھ نقصان نہ ہوگا۔

(جواب) اگرچہ مقتدی سب معمم ہوں اور امام بلا عمامہ ہو تو نماز کسی کی بھی مکروہ نہیں ہوتی۔

بحالت نماز نمازی کے پیر کے نیچے کپڑا دب جانا

(سوال) دو شخص قریب نماز پڑھتے ہیں ایک کا کپڑا ایک کے پاؤں کے نیچے دب گیا اگر وہ شخص جس کے پاؤں کے نیچے کپڑا دب گیا قصداً نکال دے نماز میں نقصان اور قصد ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) صورت مسئولہ کا یہ ہے) کہ مصلی کا بقصد اپنے کپڑا دبا ہوا دوسرے مصلی کا چھوڑ دینا ناقص کرنے والا نماز کا نہیں یہ اس لئے کہ یہ چھوڑ دینا اس کا امتثال لامر الغیر نہیں ہے۔ یعنی دوسرے مصلی کے چھوڑانے سے نہیں چھوڑا بلکہ قصداً اپنے سے بلا اتباع امر دوسرے کے چھوڑ دیا ہے۔ ہاں اگر بمجرد دوسرے کے چھوڑنے سے چھوڑ دے گا تو بوجہ اس کے اس نے نماز میں غیر خدائے تعالیٰ کا حکم مان لیا۔ اور یہ منافی صلوٰۃ ہے نماز اس کی فاسد ہو جاوے گی۔ چنانچہ عبارت درمختار سے مستفاد ہوتا ہے: **حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ** شامی میں لکھا ہے **وحاصلہ انہ لا فرق بین المسئلتین الاان یدعی محل الاولیٰ علی ما اذا تاخر بمجرد الجذب بدون امر و الثانیۃ علی ماذا افسخ لہ با مرہ فتفسد فی الثانیۃ لانہ امتثل امر المخلوق وھو فعل مناف للصلوٰۃ بخلاف الاولیٰ فقط حررہ** محمد قاسم علی عفی عنہ۔

محمد قاسم علی خلف مولانا محمد عالم علی مفتی و امام مراد آباد۔ قد صح الجواب فانہ موافق للحق والصواب محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد۔

الجواب صواب محمود حسن مدرس مدرسہ اسلامی شاہی مسجد مرادآباد۔

(جواب) اگر مصلی نے اپنے قصد سے اور اپنے ارادہ سے اس کا کپڑا چھوڑا ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

امام زمین پر اور مقتدی جانماز پر

(سوال) اگر امام جائے نماز بوریہ وغیرہ کی کھینچ کر کھڑا ہو جاتا ہو اور مقتدی لوگ فرش پر کھڑے ہوں یہ فعل امام کو کیسا ہے؟

(جواب) اگر امام زمین پر اور سب مقتدی جانماز پر ہوں جب بھی کچھ کراہت نہیں ہوتی یہ فعل درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

اگر مقتدی قالین پر اور امام بغیر فرش کے ہو تو اس کا مسئلہ

(سوال) اگر مقتدی فرش، قالین وغیرہ پر ہوں اور امام بغیر فرش کے ہو تو درست ہے یا نہیں یا مقتدی خطاوار ہیں۔

(جواب) درست ہے کہ مقتدی فرش پر ہو اور امام نہ ہو کچھ مضائقہ نہیں۔ فقط

امام کا مصلی پر رومال ڈالنا

(سوال) زید عالم ہے اور امامت بھی کرتا ہے مگر بوجہ زیادہ ہونے اپنی عزت کے اپنا رومال بچھا کر امامت کراتا ہے یعنی مصلی ڈال کر اور مصلے پر کھڑا ہو کر امامت کرتا ہے اور مقتدی بغیر فرش کے ہوتے ہیں تو ایسی نزاکت بڑھانا امام کو اپنے واسطے بہتر ہے یا نہیں اور نماز میں کچھ مکروہات نہیں ہوتا۔

(جواب) اگر امام رومال یا مصلی پر کھڑا ہو اور مقتدی زمین پر ہوں اس میں کچھ کراہت نہیں یہ امر درست و جائز ہے۔ بلاخوف فقط واللہ اعلم۔

مسجد کے باہر کے دروں میں امام کا کھڑا ہونا

(سوال) امام کے محراب میں کھڑے ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ ہے امام کو کہ وہاں کھڑا ہو۔ لہذا گذارش ہے کہ مسجد کے باہر کے دروں میں کھڑا ہونا بھی حکم محراب میں ہے یا نہیں۔ فقط

(جواب) باہر کے دروں کا بھی محراب کا ہی حکم ہے۔ اس میں بھی امام کو قیام مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

امام کا خفی امور کا سیٹی کی سی آواز سے ادا کرنا

(سوال) اگر امام التحیات یا سجدہ یا سورۂ فاتحہ وغیرہ کہ جس کے واسطے حکم خفی پڑھنے کا ہے ایسا پڑھتا ہو کہ نزدیک کے مقتدی بھی سنتے اور سیٹی کی سی آواز مقتدی سنیں تو نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں اور جب امام سے کہا جاوے تو یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی میری آواز سیٹی کی سی سنتا ہے تو میں اس وقت میں صاد ادا کیا کرتا ہوں۔

(جواب) اگر آواز خفی امام کے آس پاس کے چند سن لیویں تو اس میں حرج نہیں اور کوئی کراہت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

کن امور سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کن سے نہیں

نماز میں کوئی ایسا کلمہ چھوٹ جانا جس سے مطلب میں کوئی خرابی نہ آئے

(سوال) عمرو نے نماز صبح کی پڑھائی دو کلموں کو دو ۲ آیتوں میں از روئے سہو کے چھوڑ گیا اول آیت **و کذبوا بِایتنا کذا با** میں کلمہ وکذبوا آیت دوسری **ویقول الکافر یلیتنی کنت ترابا** میں الکافر چھوڑ گیا اس صورت میں کوئی نقصان نماز میں صادر ہوا یا نہ ہوا زید نے جو مقتدی تھا نماز اپنی لوٹائی اور کہا نماز نہیں ہوئی۔

(جواب) یہ دو ۲ کلمے اگرچہ چھوٹ گئے مگر تاہم نماز درست ہوگئی ہے کہ معنی درست ہیں اگرچہ دو ۲ کلمہ ترک ہوئے فقط زید نے نماز لوٹائی تو اس نے خطا کی کیونکہ اس صورت میں نہ معنی خراب ہوئے اور نہ نماز فاسد ہوئی۔ فقط

ضاد کو دال کے مشابہ پڑھنا

(سوال) قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم پانی پتی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ حرف ضاد کو مشابہ بالدال وظاء نہ پڑھے ورنہ نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قرآن کا صحیح پڑھنا فرض ہے لہذا ہر ایک شخص کو مخرج سے ادا کرنے کی ہر حرف کی کوشش ہونی چاہئے اگر کوشش کرتا ہے اور تب بھی پورا

حرف صحیح نہ ادا ہو تو اس میں مواخذہ دارنہ ہوگا اگر بلا سعی مشابہ بالدال وظاء پڑھے گا تو معنی میں فرق آوے گا۔ لہٰذا اس تحریر میں حضور کیا فرماتے ہیں اور جو شخص کہ قاری ہو یا علم قرأت سیکھتا ہو وہ شخص کہ مشابہ بالدال وظاء پڑھے اس کے پیچھے اس کی نماز ہوگی یا نہیں یا یہ اپنی نماز لوٹا دے یہ میں نے بھی دیکھا کہ اگر حرف ضاد کو مخرج سے ادا کرے تو ہرگز مشابہ بالدال نہیں نکلتا۔ مشابہ بالظاء ادا ہوتا ہے۔ اور باوجودیکہ حرف شفیۃ میں سے نہیں ہے مگر ہونٹ ہلتے ہیں۔ اور زبان وہاں سے ہٹتی ہے تب مشابہ بالدال نکلتا ہے اصل مخرج سے مشابہ بالظاء مع تمامی شرائط کے ادا ہوتا ہے۔ قیاسا

(جواب) یہ قول قاری صاحب کا درست ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے اور اگر دوسرا لفظ بدل جانے سے معنی بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی۔ اور اگر باوجود کوشش وسعی ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو معذور ہے اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص خود صحیح پڑھنے پر قادر ہے ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے مگر جو شخص قصداً خالص دال یا ظاء پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ فقط

بغیر علم کے نماز ہونے کا مطلب

(سوال) جو شخص نماز کے فرائض اور واجبات نہ جانتا ہو تو لکھا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی اور دہقانی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ امر صحیح نہیں کہ بدون علم کوئی نماز درست نہیں ہوتی بلکہ ادا ہونا شرائط وارکان کا ضرور ہے خواہ علم ہو یا نہ ہو مراد یہ ہے کہ اس کی بہت نمازیں درست نہیں ہوتیں کہ اس کو خبر فساد و کراہت کی نہیں اگر کچھ واقع ہوگا بے علمی سے اس کو خبر نہ ہووے گی۔ اعادہ نہ کرے گا تو بعض نماز کا نہ ہونا مراد ہے نہ سب کا لہٰذا دہقانی کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے جب کوئی مفسد صلوٰۃ اس سے بظاہر واقع نہ ہوا ہو۔ فقط

امام کو لقمہ دینا

(سوال) امام نے فرضوں میں تین آیت سے زیادہ پڑھ لی اور اس کو سہو واقع ہوا مقتدی نے پیچھے سے لقمہ دیا امام نے لقمہ لیا۔ مقتدی کی نماز میں نقصان ہوا یا نہ ہوا۔ جیسا کہ مشہور ہے؟

(جواب) اپنے امام کو لقمہ دینا فاسد نماز اور امام کا مقتدی کا کسی کا نہیں خواہ ضرورت لقمہ کی ہو یا نہ

ہوا امام لقمہ لے یا نہ لیوے خواہ کسی قدر ہی امام پڑھ چکا ہو۔ کسی حال کسی وجہ سے فساد کسی کی نماز میں نہیں ہوتا یہ ہی صحیح ہے اور جو مشہور ہے صحیح نہیں اور نماز مندرجہ سوال کی صورت میں ہو جاتی ہے کیونکہ مراد اس لم یکن ذکراً سے یہ ہے کہ وہ کلام ناس سے نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

باب: نماز میں وضو ٹوٹ جانے کا بیان

جمعہ کے دن اگر کوئی شخص پہلی صف میں ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کا حکم

(سوال) ایک شخص جمعہ کے دن اول صف میں جماعت میں ہوتا ہے اگر اس کا وضو جاتا رہے تو وہاں تیمم کرے یا صف کو چیر کر باہر آوے۔

(جواب) جمعہ میں یا غیر جمعہ میں نمازی کو نماز میں کسی وجہ سے دوبارہ وضو وغیرہ کی حاجت ہو تو صف کو چیر کر باہر چلا جاوے۔ اور اگر صف کے آگے کو راستہ ہو تو اس کی طرف سے آگے نکل کر وضو کر آوے اگر اس کی واپسی تک جمعہ ختم ہو جاوے تو ظہر پڑھے۔

قطرہ آنے سے نماز کا ٹوٹ جانا

(سوال) ایک شخص کو مرض قطرہ ہے اگر حالت نماز میں قطرہ نکل جائے تو نماز توڑے یا نہیں اگر وسواس اس امر کا ہوتا ہو کیا کرے؟

(جواب) اگر قطرہ نکلا خود نماز فاسد ہو گئی یہ کیا توڑے گا مگر ہاں جو وسوسہ ہو تو نہ توڑے بعد نماز دیکھ لیوے۔ اگر نکلا ہے تو اعادہ کر لیوے ورنہ نماز ہو گئی۔ فقط

نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے

(سوال) ایک امام نماز پڑھا رہا ہے وضو ٹوٹ گیا تو کیا کرے؟

(جواب) از سر نو وضو کر کے نماز پڑھاوے کہ بناء کے مسائل سے لوگ واقف نہیں ہوتے اور استیناف اولیٰ بھی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

باب: فوت شدہ نمازوں کی قضا پڑھنے کا بیان

قضا نمازیں کیسے ادا کی جائیں

(سوال) میرے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی خود بخود پک گئی تھی اور زخم شدید ہوگیا تھا۔ قریب ایک ماہ علاج شفاخانہ میں کرایا گیا۔ شفاخانہ میں بعد لگانے مرہم کے ایک پارچہ کی پٹی دونوں وقت باندھی جاتی تھی۔ جس کو صبح وشام خاکروب شفاخانہ ایک گندہ پانی میں جو خاص اس کام کے واسطے مہیا تھا۔ سب مریضوں کی پٹیوں کو دھوکر اور صاف وستھرا کر کے کمپونڈر کو دے دیا کرتا تھا۔ پس وہی پٹیاں دوسرے روز کام میں مریضوں کی لائی جاتی تھیں۔ چنانچہ میں انہی کی پٹی بندھی ہوئی سے نمازیں پڑھتا رہا، اس صورت میں اس پارچہ پٹی بندھی ہوئی سے جو نمازیں پڑھی گئیں صحیح ہوئیں یا نہیں اور فرض میرے ذمہ سے ساقط ہوگئے یا نہیں دوسرے بعض اوقات بوجہ غلبہ تکلیف انگشت نمازیں فوت ہوگئیں اور یہ یاد نہیں کہ کون سے وقت کی قضا ہوئی ہیں پھر کس وقت کی مقرر کر کے نیت نماز کرلوں اور فرض قضا ادا کروں۔ فقط؟

(جواب) آپ کی جس قدر نمازیں گئی ہیں ان کو قضا کر لینا چاہئے اور جو نمازیں اس زمانہ میں اس ناپاک کپڑے سے پڑھی گئی ہوں ان کی بھی قضا آوے گی اول ظہر جو میرے ذمہ ہیں یا آخر ظہر جو میرے ذمہ ہیں اس طرح کی نیت کرلینی چاہئے۔ فقط والسلام۔

قضا نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ

(سوال) فدوی تابعدار حضور کی دس سال کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک بعض اوقات کی اکثر نمازیں فوت ہوگئی ہیں مگر یاد نہیں کہ کون سے وقت کی پھر کیسے قضا نمازوں کی نیت کی جاوے؟

(جواب) قضا نمازوں کو اپنی رائے اور خیال سے متعین کر لینا چاہئے کہ میرے ذمہ اس قدر نمازیں مثلاً فجر کی ہیں اور اس قدر ظہر کی ہیں۔ اس کے بعد اول ہر ظہر یا آخر ہر ظہر کی نیت سے ہمیشہ جس قدر ادا ہوسکیں ادا کرلیا کریں۔

قضا نماز کی جماعت

(سوال) ایک مسجد میں نماز صبح کی چند آدمیوں نے با جماعت پڑھ لی چند آدمی باقی رہ گئے۔

انہوں نے قضا نماز باجماعت پڑھی نماز ان کی صحیح ہوئی یا نہیں اور جماعت قضا کی درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جماعت قضا کی بھی درست ہے مگر اس طرح چند آدمی نماز کو قضاء کر کے جماعت سے ادا کریں سخت بے حیائی و بے شرمی ہے۔ لازم ہے کہ اس معصیت کو پردہ کریں تو اس طرح کے فعل سے گنہگار ہوئے خدا تعالیٰ معاف فرمادے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: امامت اور جماعت کا بیان

عالم وقاری میں امامت کے لئے کون افضل ہے

(سوال) مذہب حنفیہ میں امامت عالم کی اولیٰ تر ہے قاری سے لیکن اگر قاری ہو اور ضروریات دین سے بخوبی واقف ہو اور عالم قاری نہ ہو تو عالم کی امامت سے قاری کی امامت اولیٰ ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر عالم واقف مسائل صلوٰۃ کا قرآن کو مایجوز بہ الصلوٰۃ پڑھتا ہے تو اس کو بھی امام بنانا چاہئے اور جو قرآن ایسا نہیں جانتا تو امامت اس کی درست ہی نہیں ہوئی کہ رکن نماز کا قرأت ہے قرآن جب غلط پڑھا تو نماز فاسد ہوئی۔ ایسی حالت میں قرآن صحیح پڑھنے والا امام ہو اگرچہ تھوڑے مسائل سے واقف ہو چہ جائے کہ بخوبی ہو مگر مراد قاری سے یہ معروف قاری نہیں کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ ہے یہ فرض نہیں، غرض مایجوز بہ الصلوٰۃ بتصحیح الحروف کذا فی عامۃ الکتب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاری اور عالم میں امامت کا کون اہل ہے

(سوال) امامت قاری کی بہتر ہے یا عالم کی؟

(جواب) اگر عالم ایسا قرآن پڑھتا ہے جس سے نماز ہو جاوے تو قاری کو امام نہ ہونا چاہئے اور جو ایسا قرآن پڑھتا ہے کہ نماز فاسد ہو تو قاری امام ہووے۔

والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) عبادت نافلہ بہتر ہے یا اطاعت والدین اور جو شخص اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے وہ فاسق ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اطاعت والدین کی امر مباح واجب ہے اور واجب عبادت نافلہ سے مقدم ہے پس اگر خدمت والدین سے فرصت نہ ہو تو نوافل کو ترک کرنا لازم ہے اور جو حقوق والدین ادا نہ کرے وہ فاسق ہے۔ امامت اس کی مکروہ تحریمہ ہے فقط کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عالم تارک جماعت کی امامت

(سوال) اگر کوئی عالم نماز باجماعت نہ پڑھتا ہو اور کبھی کبھی جماعت کی نماز بھی پڑھتا ہو لیکن اکثر اوقات بلا جماعت تو افضل امامت کے واسطے وہ شخص قرآن خوان ناظرہ بہتر ہے کہ جو پنج وقتی نماز باجماعت ادا کرتا ہو یا اس طرح کا عالم؟

(جواب) جو عالم ماہر ہے مگر اگر تارک جماعت ہے تو وہ فاسق ہے اگرچہ عالم ہو اس کی امامت مکروہ تحریمہ ہے ناظرہ خواں صالح اس سے بہتر ہے امام بنانے میں کہ فاسق اگرچہ عالم ہو اس کی امامت مکروہ تحریمہ ہے اور اس کا امام بنانا حرام ہے چنانچہ ردمحتار میں صریح صاف یہ لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلد کی امامت

(سوال) غیر مقلد کے پیچھے مقلدین امام کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر غیر مقلد متعصب نہیں اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہو اور وہ شخص ایسا کام نہ کرے کہ جس سے حسب مذہب امام علیہ الرحمۃ نماز مکروہ یا فاسد ہوتی ہے تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے ان شرائط کے ساتھ نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

رنڈیوں کے ساتھ جانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص قوم حجام سے امام مسجد ہے اور مسئلہ مسائل نماز وغیرہ سے خوب واقف ہے باوجود ہونے اور شخص خواندہ کے اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں باوجود کمینے ہونے کے تمام نمازی اس سے راضی ہیں مگر ایک دو ۲ آدمی بباعث فخر قوم کے اس سے ناراض ہیں اور وہ حجام رنڈی کے پیچھے مشعل بھی جلاتا ہے؟

(جواب) شریف اگر متقی اور عالم ہو تو اس کی امامت بہ نسبت رذیل قوم کی امامت کے اولیٰ ہے مگر نماز اس رذیل کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے مگر جب وہ رنڈیوں وغیرہ میں جاتا ہے اور ان کے

ساتھ ان کی خدمت کرتا پھرتا ہے تو فاسق ہے ایسے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسوم وعرس وغیرہ کو اچھا جاننے والا اور برا جان کر کرنے والا دونوں کی امامت

(سوال) مسئلہ جو شخص کہ رسوم وعرس وغیرہ کو اچھا جانے اس کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں یا لوٹانا ضروری ہے یا یہ کہ ان رسوم کو برا جانتا ہے مگر کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟

(جواب) ان دونوں کے پیچھے نماز مکروہ ہے مگر اعادہ واجب نہیں ہے اول شخص کے پیچھے کراہت زیادہ ہے بہ نسبت دوسرے کے فقط۔

انعمت کو غلط پڑھنے والے کی امامت

(سوال) مسئلہ نماز قاری کی ایسے شخص کے پیچھے کہ جو لفظ مخرج سے نہ ادا کرتا ہو مگر قدرے فرق حروف مشتبہ الصوب میں کرتا ہو تو نماز قاری اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں یا جو شخص عین کو ہر جگہ ادا کرتا ہو۔ مگر انعمت کی عین کو الف عادتاً پڑھتا ہو نہ عمداً کہ یہ الف ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز قاری کی ہوگی یا نہیں اور خاص اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(جواب) قاری کی نماز ایسے شخص کے پیچھے ہو جاتی ہے اور جو عین کو الف جان کر پڑھے نہ اس کی نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز نہ ہوگی۔ فقط

گناہ کبیرہ کے مرتکب کی امامت

(سوال) جو شخص غیبت کرتا ہے وہ بھی فاسق ہے یا نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا نہیں حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص عرس وسوئم وغیرہ کو کرے یا داڑھی منڈوائے۔ وہ فاسق وبدعتی ہے اس کی امامت نہ چاہئے لہذا گذارش ہے کہ ہر گناہ کبیرہ سے فاسق ہوتا ہے یا یہی گناہ مذکورہ موجب فسق ہیں اور اگر ہر گناہ سے فاسق ہے تو ایسا امام تو بہت کم ملے گا۔ بلکہ غیبت نہ کرنے والا شاید کوئی ہوگا تو جو مقتدی کہاں گناہوں سے احتیاط کرتا ہو۔ وہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیا ترک جماعت اچھا ہے یا اعادہ نماز اولیٰ ہے یا اور کسی غیر محلہ کی مسجد میں جانا مسجد محلہ چھوڑ کر اچھا ہے تینوں صورتوں کی اجازت دیجئے یا ایک خاص تحریر فرما دیجئے کہ ترک جماعت ہی کرے یا اعادہ

کرے یا سب برابر ہیں یا جو شخص قبروں کا چڑھاوا حلال جان کر کھاوے یا مجلس میلاد مروجہ یا سوئم وغیرہ کو بدعت جان کر شرکت کرتا ہو تو اس کے ساتھ ابتدائے اسلام کرنا یا امامت کرانا درست ہے یا نہیں آیا ایسے شخص کی امامت بھی مکروہ تحریمی اور ابتدائے سلام سے گنہگار ہوگا۔

۲۔ حضور فرماتے ہیں کہ ایسے شخصوں کی عیادت و شرکت جنازہ بھی نہ کرے یہ تو حدیث سے ثابت ہے کہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر شرکت جنازہ اور عیادت مریض کا ضروری حق ہے کیا حکم حدیث تنہا ہے یا یہ لوگ کچھ اسلام ہی کامل نہیں رکھتے کیا ان ترک حقوق سے گنہگار نہ ہوگا۔ یا حکم حدیث علماء و مفتیان کے واسطے ہے نہ عامی کے لئے یا جو شخص نہایت ہی عابد زاہد ہے مگر مزامیر مروجہ صوفیان زمانہ حال و میلاد وغیرہ میں سنت رسول اللہ ﷺ جان کر شرکت کرتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور کیسے ہوگی۔ تحریمی یا تنزیہی حضور اگر جواب موافق والا نامہ سابق ہی ہے تو جو ثواب عیادت مریض و سلام و شرکت جنازہ کا تھا اس سے ہم لوگ بالکل محروم رہے کیونکہ ہمارے تمام شہر میں کل بدعتی اور شرک کرنے والے ہیں۔ فقط دس بارہ ہی آدمی اس عقیدہ کے ہیں۔ فقط

۳۔ جس کسی سے گناہ مذکور ہو گیا تو کب تک اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ بدعتی کے پیچھے نماز مسجد میں پڑھ کر پھر انہیں فرضوں کو گھر آکر لوٹا دے تو ثواب مسجد کا ملے گا یا نہیں کیونکہ مسجد میں فساد کا اندیشہ ہے اور حضور نے جو فتنہ و فساد کو تحریر فرمایا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

(جواب) (۱) جو شخص کسی کبیرہ کا مرتکب ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے پس جو شخص غیبت کرتا ہے وہ بھی اسی حکم میں ہے ہاں احیاناً اتفاقاً کسی سے غیبت سرزد ہو جائے تو اس پر یہ حکم نہ ہوگا۔ ایسے ہی جو شخص کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے اور پھر جلد توبہ بھی کرے وہ بھی اس حکم میں داخل نہیں ہے گو کتنی ہی مرتبہ اس سے اس فعل کا صدور ہو۔ بشرطیکہ توبہ صرف زبانی نہ ہو بلکہ سچی توبہ دل سے ہو مگر بشریت سے پھر صدور ہو جاتا ہو مگر ایسی حالت میں نہ ترک جماعت کرے، نہ اعادہ کرے۔ البتہ اور امام مسجد حتی الوسع تلاش کرے اگر نہ ہو سکے تو تنہا پڑھنے سے ایسے شخص کے پیچھے پڑھ لینا بہتر ہے ایسے لوگوں سے ابتداء سلام بھی ایسی جگہ درست ہے کہ یہ امید نفع دینی ہو یا اندیشہ ضرر ہو..... اور دونوں امر نہ ہوں تو انقطاع کلی ہی چاہئے اور امام بنانا تو ایسے شخص کو سخت گناہ ہے۔ ہاں تبدیل امام سے مجبور ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا چاہئے۔ فقط

۲۔ ایسے لوگوں کی عیادت اور شرکت جنازہ بھی ان ہی مسلمانوں کے حقوق اسلام میں داخل فرمایا

گیا ہے، جو نیک اور پرہیزگار ہیں اور جو لوگ فساق فجار ہیں ان سے کسی طرح میل محبت نہ چاہئے بالکل انقطاع چاہئے۔

۳۔ ایسے ہی جو لوگ مزامیر سنتے ہیں وہ فاسق ہیں گو کیسے ہی عابد زاہد ہوں اور ان کی امامت بیشک مکروہ تحریمی ہے اور جب اور شخص کو امام نہ بنا سکے اور دوسری جگہ نہ جا سکے تو لاچاری اور مجبوری کے وقت ایسے لوگوں کی امامت درست ہے۔

۴۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مراہق کی امامت

(سوال) مراہق کتنی عمر کا ہوتا ہے اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مراہق کی امامت نادرست ہے اور تیرہ چودہ برس کا لڑکا مراہق ہوتا ہے۔

جامع مسجد کا امام بدعتی و فاسق ہو تو کیا کیا جائے

(سوال) اگر جامع مسجد کا امام بدعتی ہو یا فاسق ہو اس وجہ سے اپنی مسجد محلہ میں جمعہ کر لینا اولیٰ ہے یا نہیں اور اگر بدعتی امام کے پیچھے مقتدی بھی بدعتی ہوں تو ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی یا نہیں۔

(جواب) بدعتی کی اقتداء سے اپنا جمعہ اور جماعت الگ کر لینا بہتر ہے بدعتی کے پیچھے اس جیسوں کی نماز بھی مکروہ ہے۔ فقط

بدعتی کی امامت

(سوال) بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمہ ہے۔

رسول اللہ کو غیب دان جاننے والے کی امامت

(سوال) جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ ہے ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) کیونکہ یہ کفر ہے اس کی اقتداء جائز نہیں۔ ۱۲۔

مشرک بدعتی فاسق کی امامت

(سوال) مشرک بدعتی گور پرست ظالم فاسق غیر مقلد جو مسلمانوں کی برائیاں حکام سے کرے اور مسجد میں کفار کو بٹھاوے اور خاطر کرے ان سب کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
(جواب) ہر مسلمان کے پیچھے جس کے معاصی کفر تک نہ پہنچے ہوں نماز ہو جاتی ہے مگر اجرو ثواب بہت کم ہوتا ہے اور جس کی نوبت کفر تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

بدعتی کی امامت کا حکم

(سوال) بدعتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
(جواب) بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے فقط۔

بدعقیدہ شخص کی امامت

(سوال) جمعہ کی نماز جامع مسجد میں باوجودیکہ امام بدعقیدہ ہو پڑھے یا دوسری جگہ پڑھ لے۔
(جواب) جس کے عقیدے درست ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دائی کے شوہر کی امامت

(سوال) ایک شخص کی بیوی پیشہ دائی کا کرتی ہے اور بے پردہ باہر پھرتی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
(جواب) جس کی بیوی دائی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعتی کے پیچھے جمعہ پڑھنا

(سوال) اگر بدعتی امام کے پیچھے جمعہ پڑھا ہو تو اس کا اعادہ کرے یا نہیں اگر اعادہ کرے تو کس طرح کرے۔
(جواب) اگر بدعتی امام کے پیچھے جمعہ پڑھا ہو تو اس کا عادہ نہ کرے فقط۔

امام کا جماعت شروع کرنے میں کسی کا انتظار کرنا

(سوال) جو امام مسجد ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو شخص مخصوص نہ آ جاویں چاہے

جماعت کا وقت معمولہ بھی گزرنے کے قریب ہو اور وقت میں بھی تاخیر ہوتی ہو مگر اپنے دنیاوی نفع کی باعث یا تعلقات کے سبب سے ان اشخاص کا انتظار کرے اور بغیر ان کے جماعت میں تاخیر کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر بوجہ دنیا کے کسی دنیادار رئیس کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت نہیں کرتا تو امام و مکبر گنہگار ہیں مگر نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

کسی شخص کی یہ خواہش کہ امام اس کی وجہ سے جماعت میں تاخیر کرے

(سوال) کسی متولی مسجد یا خادم مسجد ایسا کہتا ہو کہ جب تک ہم اس مسجد میں نہ آ جاویں جماعت نہ کھڑی ہو بلکہ بعض مرتبہ اگر کوئی اجنبی شخص وقت نماز معمولہ مسجد میں بعد میں آ جائے امام کے مصلیٰ پر تکبیر جماعت کے واسطے کہہ دے تو وہ متولی مسجد خفا ہو اور کہے کہ تو نے میری تکبیر اولیٰ قضا کرادی ابھی تو وقت بھی نہ تھا تو نے بغیر ہمارے تکبیر کیوں کہی تو ایسا شخص متولی یا حافظ یا عالم کہ جس نے نماز کو اپنے قبضہ میں کیا ہو نہ یہ کہ متولی پابند نماز ہو تو ایسا شخص گنہگار ہے یا نہیں۔

(جواب) جو ایسا شخص متولی ہو کہ اپنے واسطے ایسی تاکید کرے اور تاخیر کرے وہ گنہگار ہے اور ایسوں کا انتظار بھی درست نہیں ہاں عوام مسلمین کا انتظار درست ہے بشرطیکہ دوسروں کو جو حاضر ہو چکے ہیں تکلیف نہ ہو اور وقت بھی مکروہ نہ آ جائے مگر رئیس اور دنیاداروں کا انتظار نہ کرے وقت پر جب سب یا اکثر حاضر ہو گئے تو نماز پڑھ لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام یا واعظ کا اپنی اجازت کے بغیر امامت یا وعظ نہ کرنے دینا

(سوال) امام مسجد کو یا واعظ مسجد کو اختیار ہے کہ کسی کو بغیر اجازت کے امام جماعت اولیٰ نہ بننے دے یا واعظ اور کسی واعظ کو اپنی مسجد مقبوضہ میں وعظ نہ کہنے دے ایسا مختار ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) امام مسجد اور واعظ اگر کسی کو امام نہ ہونے دے وعظ نہ کہنے دے کسی مصلحت شرعیہ اور رفع فساد کے واسطے تو درست ہے کہ انتظام کی بات ہے دوسرے شخصوں کو بھی اس کی رعایت چاہئے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ دوسرے کی جگہ میں بدون اذن کے امام نہ بنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبرستان میں نماز باجماعت ہوتو سترہ کس کے لئے ضروری ہے

(سوال) قبرستان میں اگر کوئی شخص امامت کرے اور پیش نظر اس کے کوئی قبر ہوتو سترہ کرلیوے مگر پیش نظر مقتدیوں کے قبر ہوتو نماز مقتدیوں کی جائز ہوگی یا نہیں۔ اور سترہ امام کا اس صورت میں مقتدیوں کو کافی ہوگا یا نہیں۔

(جواب) قبرستان میں نماز پڑھے تو سب کے واسطے امام اور مقتدی کو سترہ کی حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرد حیوان اور انسان کے واسطے ہے اور قبور کا حضور مشابہ شرک و بت پرستی کے ہے اس میں کافی نہیں ہے ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوافل کی جماعت کا مسئلہ

(سوال) نوافل کو باجماعت ادا کرنا اور بالخصوص رمضان میں تہجد اور اوابین کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت نوافل کی سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہیں مکروہ تحریمہ ہے فقہ میں لکھا ہے اگر تداعی ہو اور مراد تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے بس جماعت صلوٰۃ کسوف تراویح استسقاء کی درست اور باقی سب مکروہ ہیں کذا فی کتب الفقہ۔

جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) جماعت دوسری کرنا جائز ہے یا نہیں اور دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جماعت دوسری کرنا اس مسجد محلہ میں جہاں نمازی معین ہیں مکروہ ہے تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے۔ دوسری جماعت کی شرکت سے مگر فساد ہونے کا اندیشہ ہوتو وہاں نہ پڑھے دوسری جگہ چلا جاوے۔

جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) مسجد میں ایک مرتبہ نماز جماعت اولیٰ کے ساتھ ہوگئی اب تھوڑی دیر کے بعد نمازی اور جمع ہوگئے تو اب جو دوسری جماعت کی جاوے تکبیر پڑھی جاوے یا نہیں اور اسی مصلّی پر یہ دوسرا امام کھڑا ہو جہاں کہ پہلا کھڑا تھا یا دوسری جگہ فاصلہ دے کر۔

(جواب) مسجد محلہ میں دوسری جماعت مکروہ ہے۔ثواب جماعت کا اس میں نہیں ملتا ۔فقط۔

جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ مسجد میں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت مسجد محلہ میں دوبارہ کرنا مکروہ ہے منفرد پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔فقط

مسجد میں الگ نماز پڑھ کر جماعت کرنے کا مسئلہ

(سوال) مسجد میں نماز الگ پڑھ کر بعد کو ایک شخص کے ہمراہ نماز پڑھ لینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ظہر اور عشاء میں درست ہے فقط۔

رمضان المبارک میں تہجد کی جماعت کا حکم

(سوال) بعض قصبات میں رواج ہے کہ رمضان شریف میں بعض حفاظ نماز تہجد میں باہم قرآن شریف سنتے سناتے ہیں اور دو چار آدمی اور بھی جماعت میں شریک ہوجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے گھر جا کر جگاتے ہیں اور کسی روز بے اطلاع سب مسجد میں جمع ہوجاتے ہیں سو یہ جماعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) نوافل کی نماز تہجد کی ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح وکسوف واستسقاء کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے خواہ خود جمع ہوں خواہ طلب آویں اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں۔کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وقت مقررہ سے پہلے کی جماعت کا حکم

(سوال) اگر کچھ لوگ قبل وقت معین اور امام معین کے جماعت کرلیں بعدہ کچھ نمازی جماعت بعد کو معہ امام معین کے کریں تو جماعت اولیٰ کون سی ہوگی۔

(جواب) اگر چند لوگ وقت معینہ سے پہلے اور امام معین سے الگ اپنی جماعت کرلیں تو اس سے جماعت معہود ومعمولہ قوم میں کراہت نہ آوے گی اور یہی جماعت اولیٰ شمار ہوگی۔

مقررہ وقت سے پہلے تکبیر کہنا

(سوال) اگر وقت کی وسعت ہو اور چند آدمی وضو کرتے ہوں اور ایک شخص جلدی کر کے مع چند

آدمیوں کے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دے اور یہ لوگ کوئی تکبیر اولیٰ سے رہ جائے کوئی رکعت سے رہ جائے تو تکبیر کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر وقت کے اندر وسعت ہے اور کوئی ضرورت شرعی بھی نہیں تو ایسے وقت میں تکبیر کا کہنا اگرچہ گناہ نہیں مگر مستحسن بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض وقت مسجد میں تشریف لاتے اور قلت لوگوں کو دیکھتے تو کچھ اقامت صلوٰۃ میں توقف فرماتے تھے لہذا انتظار کر لینا بہتر ہے۔ بشرطیکہ پہلے آنے والوں کو کوئی حرج نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقررہ وقت جماعت سے پہلے جماعت کرنا

(سوال) جماعت کے اوقات معینہ کے قبل اگر کچھ لوگ جماعت کر لیں خواہ معینہ جماعت کے یہ لوگ ہوں خواہ باہر کے تو ان کی جماعت ہوگی یا معینہ اوقات والوں کی۔

(جواب) مسجد محلہ میں حق امام و مؤذن و اہل محلہ کا ہے اور جماعت کرنا ان ہی کو لائق ہے لہذا اگر دوسرے لوگ جماعت کریں گے تو ثواب جماعت کا نہ ہوگا اور جماعت اہل محلہ کی ہووے گی اگر ان کو جلدی ہے تو دوسری جگہ جا کر جماعت کر لیویں فقط واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر یہ بھی اسی محلہ کے ہیں اور چند آدمی ہیں۔ جب بھی یہی حکم ہے۔ فقط

کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے یا نماز قضا ہو جائے تو اس کی تلافی

(سوال) ایک شخص جماعت کا بلکہ تکبیر اولیٰ کا پابند ہے اب اتفاقاً اس کی کسی وقت تکبیر اولیٰ نہیں ملی اور وقت میں بھی اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ دوسری مسجد میں جا کر شریک تکبیر اولیٰ ہو۔ اب مجبوراً اس کو مسبوق ہونا پڑا۔ اب وہ یہ چاہتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں تا کہ مجھ کو دنیا و مافیہا کے برابر ثواب ہو جاوے۔ جس سے میں یوں سمجھ لوں کہ گویا میری تکبیر اولیٰ گئی ہی نہیں تو وہ کونسا کام ایسا کرے کہ جس سے تکبیر اولیٰ کے جانے کی تلافی ہو جاوے اور اگر نماز قضا ہو جاوے تو سوائے نماز کے اور کون سا کام ایسا کرے۔ جس سے اس کے ثواب کی تلافی ہو جاوے گویا نماز قضا ہوئی ہی نہیں۔ فقط

(جواب) نیت سے ثواب تکبیر اولیٰ کا مل گیا ہے اور قضا نماز کرنے سے تلافی فوت صلوٰۃ کی ہو جاتی ہے۔ فقط

امام کو قعدہ میں پاکر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا

(سوال) ایک شخص مسجد میں آیا حالت جماعت میں جب تک وضو کیا امام نماز ختم کر کے قعدہ میں تھا وہ شریک قعدہ نہیں ہوا دوسری مسجد میں پوری جماعت کے واسطے چلا گیا لہذا اس مسجد سے نکلنے اور شریک جماعت نہ ہونے سے گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس نماز کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا گناہ ہے گویا اعراض کیا صلوٰۃ سے لہذا اس صلوٰۃ میں شریک ہونا چاہئے کہ صورۃ اعراض نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کی سنتیں فرض کے بعد پڑھنے کا مسئلہ

(سوال) بعد تکبیر فرض فجر کے شریک جماعت ہو جاوے یا سنت پڑھ کر درصورت پڑھنے کے کس جگہ خارج وغائب مسجد یا داخل مسجد اور درصورت شریک جماعت ہو جانے کے بعد فرض کے سنت پڑھے یا نہیں۔

(جواب) اگر جگہ سنت پڑھنے کی پردہ میں نہیں تو شریک فرض کی جماعت کا ہو جاوے شرط ادا سنت کی ایسی حالت میں یہ ہے کہ پردہ سے پڑھے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پالیوے اور جماعت کے روبرو کھڑے ہو کر پڑھنا سخت معصیت ہے اور جب یہ سنت رہ گئی تو بعد فرض کے کہیں بھی نہ پڑھے بلکہ اگر پڑھنا ہے تو بعد طلوع شمس کے پڑھے کہ نفل ہو جاویں گے بعد فرض فجر کے نفل کو مطلقاً منع احادیث میں فرمایا ہے یہ مسئلہ بھی مختلفہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مغرب کی نماز میں تیسری رکعت پانے والا باقی نماز کس طرح ادا کرے

(سوال) ایک شخص نماز مغرب میں تیسری رکعت میں شریک ہوا اور وہ رکعت کامل امام کی ساتھ اس کو ملی۔ بعد سلام امام کے مقتدی کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ کر بیٹھا اور التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرا اور اول رکعت میں تشہد میں نہیں بیٹھا اکثر لوگ اس طریقہ کو پسند کرتے ہیں اور اکثر دوسرے طریقہ کو وہ یہ کہ امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھے پھر دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے ان دونوں طریقوں میں کون سا طریقہ صحیح و درست ہے اگر دونوں صحیح ہیں تو افضل کون سا ہے جواب بہت جلد مدلل بقرآن وحدیث وفقہ تحریر

فرماویں۔اوروہ رکعت معہ قرأت کے پڑھے یانہیں اور قرأت سراًپڑھے یا جہراً۔بینوا توجروا۔

(جواب) بعد سلام امام کے مقتدی کھڑا ہوکر الحمد سے سورت ملاکر رکعت پوری کرے اوراس میں التحیات پڑھے درود نہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سورت کے ساتھ پڑھ کر التحیات مع درود پڑھے پھر سلام پھیرے یہی طریقہ جائز ودرست ہے اور سوائے اس کے درست نہیں اور قرأت خواہ سراًپڑھے یا جہراًاختیار ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو باقی نماز کس طرح ادا کرے

(سوال) مثلاً نماز ظہر وغیرہ میں مسافر کی مقیم نے اقتداء کی اور فقط قعدہ یا ایک رکعت کو پایا اب باقی رکعتوں میں قراءۃ کا کیا حکم ہے۔فقط

(جواب) فقط قعدہ ملنے کی صورت میں اول رکعت میں قرأت نہ پڑھے اوراخیر رکعتوں میں پڑھے اور رکعت ثانی سے تیسری اور چوتھی بلاقرأۃ پڑھے اس واسطے کہ لاحق ہوکر مسبوق ہوا اور لاحق کے ذمہ قرأت نہیں بخلاف مسبوق کے چنانچہ درمختار میں واقع ہے ثم صلى ما نام فيه بلا قراءة ثم ما سبق به بها ان كان مسبوقا۔واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ سراج الدین فرخ آبادی

الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

امام کے ساتھ جماعت میں کب تک شریک ہوسکتا ہے

(سوال) ایک شخص نے بحوالہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مرحوم بیان کیا کہ مولوی صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ اگر امام کے السلام علیکم کہنے سے پیشتر مقتدی اقتداءامام کی کرے تو اقتداء درست ہے آیا یہ مسئلہ آپ کی تحقیق میں درست ہے یانہیں؟

(جواب) جواب مولوی احمد علی صاحب کا درست ہے خروج عن الصلوٰۃ السلام کی میم کہنے پر ہوتا ہے نہ قبل تلفظ میم فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آذان کہہ کر لوگ نہ آئیں تو مؤذن کہاں نماز پڑھے

(سوال) خالی مسجد میں اذان کہہ کر بعد انتظار علیحدہ نماز پڑھ لے تو ثواب نماز کا ہوگا یانہیں یا کسی اور مسجد میں جاکر جماعت سے نماز پڑھ لے۔

(جواب) جس مسجد میں اذان کہی ہے اسی میں نماز پڑھنی چاہئے دوسری مسجد میں نہ

جاوے۔(۱) فقط

غیر آباد مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے اس میں نماز پڑھنا افضل ہے یا جس مسجد میں جماعت نہیں ہوتی اس میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر اس غیر آباد مسجد میں جا کر اذان (۲) و تکبیر سے اپنی الگ نماز پڑھ لے تو بہتر ہے امید ہے کہ اس کی وجہ سے وہاں جماعت ہونے لگے۔ فقط

مستقل تارک جماعت کو کیا کہیں گے

(سوال) تارک جماعت فاسق معلن ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص ترک جماعت ہمیشہ بلا عذر کرتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور جو احیاناً یا بوجہ عذر ترک کرتا ہے وہ نہیں ہے۔

نابالغ لڑکے صف میں کہاں کھڑے ہوں

(سوال) نابالغوں کو صف اول میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) نابالغ اگر ایک ہو تو اس کو صف کے ایک طرف کھڑا ہونا چاہئے زیادہ ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں صف کے بیچ کھڑے ہونے کا حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک بالغ مقتدی کے ساتھ کئی نابالغ مقتدی کیسے کھڑے ہوں

(سوال) جماعت میں ایک مقتدی بالغ ہو اور باقی لڑکے نابالغ ہوں تو کس طرح کھڑے ہوں۔

(جواب) سب لڑکے مقتدی کے پاس کھڑے ہوں اگر قریب بلوغ ہوں اور سب چھوٹے ہوں تو مقتدی امام کے برابر لڑکے پیچھے کھڑے ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) (ترجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں ہو تو نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم میں سے کوئی مسجد سے نہ نکلے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)

(۲) عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ تیرے رب کو اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص پہاڑ کے کنارے پر بکریاں چرا رہا ہو نماز کے لئے اذان دیتا ہو اور نماز پڑھ لیتا ہو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے نماز کو قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے لہذا میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ اس کو احمد، نسائی، ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ۱۲

بدعتیوں کی مسجد میں نماز نہ پڑھنا

(سوال) ایسی مسجد میں کہ لوگ وہاں بدعات وممنوعات وغیرہ مثلاً تھویب بعد اذان کہتے ہوں جانا اور نماز جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم ایک مسجد میں تھویب سن کر چلے گئے تھے اور فرمایا تھا کہ نکالو اس بدعتی کی مسجد سے چنانچہ ترمذی شریف اور فتح القدیر و بحرالرائق وغیرہ میں ہے۔

روی عن مجاهد قال دخلت مع عبدالله بن عمر مسجد اوقد اذن فيه فثوب المؤذن فخرج عبدالله بن عمر رضى الله عنه من المسجد وقال اخرج بنا من هذا المبتدع (۱) اور فتح القدیر بحرالرائق عینی شرح کنز وغیرہ میں ہے۔

روی ان عليا رضى الله عنه راى مؤذنا يثوب فى العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد.

(جواب) یہ بدعت فی العمل تھی اگر چہ گناہ ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز اولیٰ نہیں مگر چونکہ اس زمانے میں اتقی الناس بہت تھے اور جگہ جگہ ایسے شخص متقی کا اقتدا حاصل ہوسکتا تھا اور کوئی حرج نہ تھا تو آپ چلے آئے مگر اب یہ امر نہیں تو ایسے جزوی امور پر تشدد مناسب نہیں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ جب مدینہ میں آیا تھا حالانکہ وہ فاسق تھا لہذا اب بھی ایسے نازک وقت میں جزوی امور پر ترک جماعت کرنا موجب زیادہ نزاع کا ہے اس سے پرہیز رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعد نماز سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھنے کا وظیفہ

(سوال) بعض لوگوں کو بندہ نے اکثر دیکھا ہے کہ بعد نماز فرضوں کے ہاتھ سر پر رکھ کر دعائیں پڑھتے ہیں ارشاد فرماویں وہ کیا دعائیں ہیں۔ فقط

(جواب) بعد فرض کے مقدس راس پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے **بسم الله الذى لا اله الا هو الرحمٰن الرحيم اللّٰهم اذهب عنى الهم والحزن** اس کی تصحیح کسی عالم سے کرالینا

---

(۱) اور مجاہد سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا جس میں اذان ہو چکی تھی اور مؤذن نے تھویب کی (یعنی لوگوں کو نماز کے لئے دوبارہ بلایا) تو عبداللہ ابن عمر مسجد سے نکل گئے اور فرمانے لگے ہمیں اس بدعتی کے پاس سے نکالو۔

زیروزبر کی درستی وہ کردیویں گے فقط والسلام

دھوبی کے پاس سے کپڑا بدل کر آنے کا مسئلہ

(سوال) کسی کا کپڑا دھوبی کے پاس سے جاتا رہا ہے اور وہ دھوبی کسی کا کپڑا اس کا بدل کر دے دے اس کپڑے کو لینا اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کپڑا دھوبی کے یہاں بدلا گیا تو اگر اپنا کپڑا اچھا ہے اس کپڑے سے یا مساوی ہے اس سے نماز پڑھنا اور استعمال کرنا اس کا درست ہے اور اپنا خراب تھا یہ اچھا آیا تو درست نہیں بعد تحقیق تمام اگر نشان نہ لگے تو خود حاجت مند ہے تو استعمال کرے ورنہ صدقہ کردیوے۔

امامت تراویح یا فرائض کے لئے عمر کا تعین

(سوال) اگر حافظ بلا اجرت کا واسطے تراویح رمضان کے قرآن سنانے کو نہ ملے اور حافظ نابالغ بلا اجرت کا ملے تو اس نابالغ کی امامت جائز ہے یا نہیں دیگر یہ کہ امامت فرائض یا تراویح کے واسطے کم از کم کتنی عمر کا امام ہوسکتا ہے کیا جب تک کہ اس کو احتلام ہوا ہو۔

(جواب) نابالغ کی امامت حسب اصل مذہب درست نہیں اس لئے ایسے موقع پر سورت سے تراویح پڑھ لیں پندرہ سالہ لڑکا قابل امامت ہے اگر چہ کوئی علامت اس میں ظاہر نہ ہو۔

بدعتی کے پیچھے جو جمعہ پڑھا جائے اس کا اعادہ کیوں نہ کیا جائے

(سوال) والا نامہ سابقہ میں حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ بدعتی کے پیچھے کی نماز کا اعادہ اولیٰ ہے اس عریضہ سے پہلے عریضہ کے جواب میں نماز جمعہ کے اعادہ کو منع فرمایا لہذا اس کا کیا مطلب ہے کیا ظہر اس کا اعادہ نہیں ہے یا دیگر ہی اوقات کا اعادہ ہے۔

(جواب) بدعتی کے پیچھے کی نماز کا اعادہ اس صورت میں ہے کہ اس نماز کے بعد اسی قسم کے نوافل مکروہ نہ ہوں اور جمعہ کو اگر اعادہ کیا جائے گا تو بوجہ اشتراط جماعت وخطبہ وغیرہا جمعہ ادا نہیں ہوسکتا۔ لہذا جمعہ کا اعادہ نہیں۔ فقط

داڑھی منڈانے والے کی امامت

(سوال) داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے فجر عصر کی نماز پڑھ کر اعادہ نماز کرنا اولیٰ ہے یا نہ کرنا اعادہ کا اولیٰ ہے۔ فقط

(جواب) فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ ہی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے بعض فقہا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر اور فجر کے بعد بھی جائز ہے۔

جس شخص کے یہاں پردۂ شرعی نہ ہو اس کی امامت

(سوال) مسئلہ جس شخص کے یہاں پردہ نہ ہو وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں۔

(جواب) جس کے یہاں پردہ شرعی نہ ہووے اس کی امامت درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاتل کی امامت

(سوال) خونی قتل کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) خونی نے اگر اپنے فعل سے توبہ کر لی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات

الزاق مناکب والقدم کا مطلب

۱۔ الزاق مناکب والقدم سے اتصال صفوف و محاذات اعضا مراد ہے اور جو حقیقت لحوق مراد ہو تو کعب با کعب کس طرح متصل ہو سکتا ہے کہ آدمی اوپر سے عریض قدم کے پاس سے دقیق اگر اقدام کو فراخ کرے اور پھیلا کر رکھے تو خشوع کے خلاف اور موجب کلفت کا ہے اور حکم تراصوا فی الصوف دلیل محاذات اور اتصال صفوف ہے۔ واللہ اعلم

پابند رسوم کفار کی امامت

۲۔ جو شخص رسوم کفار کا پابند ہو اور شریک ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جماعت ثانیہ کا حکم

۳۔ جماعت ثانیہ مکروہ ہے لہذا علیحدہ پڑھ لینا اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طمع دنیا رکھنے والے کی امامت

۴۔ نماز اس امام کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے اگر چہ وہ طمع دنیا رکھتا ہے اس کے پیچھے پڑھ لینا چاہئے جدا پڑھنے سے بہر حال بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باب: سنتوں اور نفلوں کا بیان

فجر کی سنتیں قبل طلوع آفتاب پڑھنا

(سوال) صبح کو بعد فرائض کے اگر دو سنتیں اول کی رہ گئی ہوں تو قبل طلوع آفتاب پڑھ لے یا نہیں اس میں آپ کی رائے شریف کیا ہے اور سوائے قول امام صاحب کے آپ کو حدیث سے کیا ثابت ہوا۔ آیا پڑھنا یا نہ پڑھنا۔

(جواب) بندہ کے نزدیک سب احادیث جمع کر کے راجح نہ پڑھنا ہے کہ حجت اس کی قوی ہے۔

فجر کی سنتیں بعد طلوع آفتاب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

(سوال) فجر کی سنت اگر قبل از فرض ادا نہ ہوئی ہوں تو بعد طلوع آفتاب کے ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) بعد طلوع آفتاب اگر سنن ادا کرے تو اولیٰ ہے کوئی ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عیدین کے روز اشراق وچاشت کا پڑھنا

(سوال) عیدین کے روز نماز اشراق اور چاشت پڑھنا چاہئے یا نہیں پڑھنے کی بات میں تو کچھ حجت نہیں اگر نہ پڑھنے کا حکم ہے تو اس کی لم کیونکر اور کس طرح پر ہے۔

(جواب) قبل عیدین نوافل ثابت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تہجد واشراق کی قضا کا مسئلہ

(سوال) آج کی تاریخ سے ذکر موافق معمول سابق کرتا ہوں جب بیمار ہوا تھا تب سے اکثر

اوقات لیٹ کر ذکر خفی کیا نہ حضور قلب ہوا نہ وضو رہتا تھا بلکہ فقط لفظ اللہ زبان سے کہہ دیتا تھا لہذا ذکر بے وضو میں حصول مقصد میں تو کچھ دیر نہیں ہوتی ایک روز نماز تہجد و اشراق بھی قضا ہوئی اس کی قضا ہے یا نہیں۔

(جواب) قضا نہ تہجد کی واجب ہے نہ چاشت اشراق کی نہ ذکر کی مگر اس قدر نوافل یا مقدار ذکر دوسرے وقت پورے کر لئے جائیں تو مستحب اور ثواب سے خالی نہیں ہے۔ فقط

صلوٰۃ التسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھیں یا کھلے رکھیں

(سوال) صلوٰۃ التسبیح میں قومہ میں ہاتھ باندھ کر تسبیح پڑھنا اولیٰ ہے یا ہاتھ کھول کر۔

(جواب) ہاتھ کھول کر پڑھنا چاہئے۔ فقط

ظہر و مغرب کے نوافل کا ثبوت

(سوال) نماز نفل دو رکعت جو فرضوں کے بعد وقت ظہر اور وقت مغرب پڑھے جاتے ہیں اس کا ثبوت کس کتاب حدیث یا فقہ سے ہے۔

(جواب) بعد فرض مغرب کے دو رکعت سنت موکدہ ہیں جملہ احادیث سے ثابت ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں اور ماسوائے اس کے جو نوافل ہیں وہ مشروع ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ کے بعد کی رکعات

(سوال) بعد جمعہ کے کتنی رکعت مسنون ہیں۔

(جواب) چھ رکعت چار ایک سلام اور دو ایک سے فقط۔

سنتوں کے بعد قضا عمری کا پڑھنا

(سوال) فجر و ظہر کی سنتوں کے بعد قضاء عمری میں نماز نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز قضاء عمری اور فجر کی سنتوں کا اندھیرے میں پڑھنا کہ جہاں سجدہ کی جگہ نہ دکھتی ہو۔ یعنی اول وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا مکروہ۔

(جواب) سنتوں کے بعد قضاء و نفل درست ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ سنت و فرض کے درمیان اور کچھ فاصلہ نہ ہو ایسے ہی بعد کی سنتیں اولیٰ یہ ہے کہ فرضوں کے ساتھ متصل پڑھے۔ فقط۔

عشاء کے بعد کے نوافل کس طرح پڑھے

(سوال) ایک شخص دریافت کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عشاء کے بعد نفل بیٹھ کے پڑھے ہیں یا کھڑے ہو کے۔

(جواب) رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کے نفل ادا فرمائے مگر اور جو شخص بیٹھ کر پڑھے تو اس کو نصف ثواب ملے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وتر کے بعد کے نوافل کس طرح پڑھے

(سوال) وتر کے بعد جو دو نفل پڑھتے ہیں وہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر اور ان دونوں صورتوں میں سے ثواب کس میں ہے. بحالت بیٹھ کر پڑھنے کی کیا وجہ ہے کہ ان نوافل کے ثواب کو کھڑے ہو کر نفل جو پڑھی جاویں ان پر ترجیح ہو۔

(جواب) اگر کھڑے ہو کر پڑھے گا تو پورا ثواب ہوگا اور اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو آدھا ثواب ملے گا رسول اللہ ﷺ نے بعض مرتبہ بیٹھ کر پڑھے ہیں مگر آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی ثواب پورا ہوتا تھا۔

تہجد کی رکعات

(سوال) تہجد میں کتنی رکعت ہیں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ۔

(جواب) تہجد میں کم از کم دو رکعت سنت ہے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر پڑھ لے درست ہیں مگر حضرت ﷺ سے علاوہ وتر آٹھ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہیں۔ فقط

---

(۱) رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ تمہاری نماز بیٹھے ہوئے [illegible] نماز کے نصف کے برابر ہے اس کو موطا میں امام مالک نے روایت کیا ہے۔

ملفوظات

تہجد کا کوئی خاص طریقہ نہیں

۱۔ تہجد کا کوئی طریق خاص نہیں، آپ کی عادت تھی کہ بعد نصف شب کے اٹھتے اور وضو کر کے اول دو رکعت خفیفہ پڑھ کر پھر دو رکعت کی نیت کر کے قرآن کثیر اس میں پڑھتے تھے۔ گاہ آٹھ رکعت یہ اکثر ہوا گاہ دس رکعت گاہ چھ رکعت اور بعد رکعات تہجد کے وتر پڑھتے تھے۔ فقط جب تکبیر فجر کے فرض کی ہو تو سنت چھوڑ کر فرض میں شریک ہو جاوے مگر جو سنت کو ایسی جگہ پڑھ سکے کہ سب کی نظر سے غائب ہو اور جماعت کی ایک رکعت بھی مل جاوے تو سنت پڑھ کر شریک ہو مسجد میں سنت ہرگز نہ پڑھے اور سنت رہ جاویں تو بعد آفتاب چڑھنے کے چاہے پڑھ لیوے ورنہ ضرورت نہیں۔ جہاں جمعہ درست ہے وہاں احتیاط ظہر کی کچھ حاجت نہیں اور جہاں جمعہ درست نہیں وہاں فرض ظہر کے جماعت سے پڑھے جمعہ نہ پڑھے۔ انگریز کی عملداری جمعہ کو مانے نہیں۔ مراد آباد میں جمعہ درست ہوتا ہے احتیاط ظہر نہ پڑھو فقط والسلام۔

بعد وتر نفل کھڑے ہو کر پڑھنا

۲۔ بعد وتر نفل کھڑے ہو کر پڑھنا زیادہ ثواب ہے، بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور مالا بد کی اس روایت کا اعتبار نہیں ہے۔

باب: تراویح کا بیان

تراویح کے رکعات کی تعداد پر مفصل بحث

(سوال) صلوٰۃ تہجد اور صلوٰۃ تراویح دو نماز ہیں یا ایک اور صلوٰۃ تراویح کی جو بیس رکعات پڑھتے ہیں آیا یہ مسنون ہیں یا بدعت اور قرون ثلثہ میں سے کسی عالم کی رائے بست رکعت کے بدعت ہونے کی ہوئی ہے یا نہیں اور آئمہ مجتہدین کا اس میں کیا مذہب ہے۔ بینوا وتو جروا۔

(جواب) حامداً ومصلیاً اقول وباللہ التوفیق کہ نماز تہجد اور نماز تراویح ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں کہ ہر دو کی تشریح اور احکام جدا ہیں کہ تہجد ابتداء اسلام میں تمام امت پر فرض ہوا اور بعد ایک سال کے تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر تہجد تطوعاً رمضان وغیر رمضان میں جاری رہا۔ **قال اللہ تعالیٰ یا ایھا المزمل قم اللیل الآیۃ**(۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حدیث طویل میں کہ تہجد بعد فرض ہونے کے نفل ہو گیا چنانچہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

قال قلت حدثنی عن قیام اللیل قالت الست تقرأ یا ایھا المزمل قال قلت بلی قالت فان اول ھذہ السورۃ نزلت فقام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت اقدامھم وحبس خاتمتھافی السماء اثنی عشر شھر ثم نزل اخرھا فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ(۲) **الیٰ آخر الحدیث** اس سے ثابت ہوا کہ تہجد قبل ہجرت ابتداء اسلام میں تطوعاً شروع ہو چکا تھا اور اس پر سب صحابہ تطوعاً رمضان وغیر رمضان میں عمل درامد رکھتے تھے اور تراویح کا اس وقت میں کہیں وجود نہیں تھا پھر بعد ہجرت کے جب صوم رمضان فرض ہوا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ فرمایا **جعل اللہ صیام فریضۃ وقیام تطوعا الی**(۳) آخر

---

(۱) اے چادر اوڑھنے والے (یعنی رسول اللہ ﷺ) جاگ رات میں۔

(۲) کہا راوی نے عرض کی میں نے (یعنی حضرت عائشہ کی خدمت میں) حدیث بیان کیجئے مجھ سے آنحضرت کے قیام لیل کے بارے میں فرمایا حضرت عائشہ نے کیا نہیں پڑھتا تو یا ایھا المزمل کہا عرض کی میں نے ہاں پڑھتا ہوں فرمایا جب اول اس صورت کا نازل ہوا تو صحابہ آنحضرت نے قیام لیل کا کیا یہاں تک کہ ورم آ گیا ان کے قدموں پر اور روک لیا اللہ تعالیٰ نے خاتمہ اس سورت کا آسمان میں بارہ مہینہ تک پھر نازل ہوا آخر اس کا اور قیام لیل فرض سے نفل ہو گیا۔

(۳) کردیئے اللہ تعالیٰ نے روزے اس کی فرض اور قیام اس کا نفل ۱۲۔

الحدیث اس روایت کو مشکوٰۃ نے بیہقی سے نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیام رمضان اس وقت تنفلا مقرر ہوا اور اس سے یہ سمجھنا کہ تہجد جو سابق سے تطوع تھا اس کا ذکر فرمایا ہے بعید ہے کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو اس طرح فرماتے کہ نماز تہجد اب بھی نفل ہی ہے یا مثل اس کے کچھ الفاظ فرماتے اس واسطے کہ تہجد پہلے سے رمضان میں جاری تھا پھر اب اس کا ذکر کرنا کیا ضرور تھا۔ جیسا کہ دیگر صلوٰت فرض و نفل کا کچھ ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ بعض احادیث میں اعمال رمضان کی فضیلت فرمائی ہے اور اس فقرہ میں کوئی فضیلت کی بات نہیں بلکہ دوسری صلوٰۃ نفل کی مشروعیۃ کا ذکر ہونا ظاہر ہے اور دوسری روایت سنن ابن ماجہ کی اس طرح پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **کتب اللہ علیکم صیامه وسنت لکم قیامه** (۱) اس روایت سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باذن اللہ تعالیٰ قیام رمضان کو تطوعا مقرر فرمایا حالانکہ تہجد خود بحکم خدا تعالیٰ قبل اس سے نفل ہو چکا تھا اور قیام رمضان کو خود رسول اللہ ﷺ نے تنفل فرمایا سو اس سے بھی معلوم ہوا کہ تہجد و تراویح تشریعا دو نمازیں ہیں کہ دو وقت میں مقرر کی گئی ہیں۔

اور تہجد قرآن شریف سے ثابت ہوا اور تراویح حدیث رسول اللہ ﷺ سے اور رسول اللہ ﷺ نے ہر روز تہجد کو آخر شب میں پڑھا ہے چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت ہے **ثم قلت فالی حین کان یقوم من اللیل قالت کان اذا سمع الصارخ** (۲) اور دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور تراویح کو آپ نے اول لیل میں پڑھا ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلم یقم بنا شیئا من الشهر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخامسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام هذه اللیلة فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب له قیام لیلة فلما کانت الرابعة لم یقم بنا حتی بقی ثلث اللیل فلما کانت الثالثة جمع اهله ونساءه والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بقیة

(۱) فرض کردیئے اللہ تعالیٰ نے روزے اس کے (یعنی رمضان کے۔) اور سنت بنایا میں نے قیام اس کا۔
(۲) پھر کہا میں نے (یعنی راوی نے) کہ کس وقت رسول اللہ ﷺ اٹھتے تھے رات کو فرمایا جب سنتے تھے آواز مرغ کی۔ ۱۲۔

الشھر . (۱)(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ) پہلی اور دوسری دفعہ میں تو نصف لیل تک فراغت پائی اور تیسرے دن اول سے لے کر اخیر شب تک ادا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بہ تداعی جماعت نہیں فرمائی اگر کوئی شخص آ کھڑا ہوا تو مضائقہ نہیں جیسا کہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ خود ایک دفعہ آپ کے پیچھے جا کھڑے ہوئے تھے بخلاف تراویح کے کہ اس کو چند بار تداعی کے ساتھ جماعت کر کے ادا کیا۔

چنانچہ اسی حدیث ابوذر سے واضح ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کے واسطے تمام رات کبھی نہیں جاگے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان تہجد میں فرماتی ہیں **واعلم ما رایت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القران کلہ فی لیلۃ واحدۃ ولا صلی لیلۃ الی الصبح الی اخر الحدیث**[۲] اور یہ ان کی تحدید صلوٰۃ تہجد میں ہے ورنہ صلوٰۃ تراویح میں صبح تک نماز پڑھنا روایت ابوذر سے خود ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی خود اس کا علم ہے اس واسطے کہ آپ نے اپنی سب اہل ونساء کو جمع کیا تھا پھر باوجود اس امر کے جو آپ انکار احیاء تمام لیل کا فرماتی ہیں تو یہ کہنا کہ آپ کو خبر نہیں یا نسیان ہوا نہایت بیجا ہے بلکہ یہ وجہ ہے کہ انکار احیائے تمام لیل کا صلوٰۃ تہجد میں وارد ہوا کیونکہ سعد بن ہشام راوی حدیث صلوٰۃ تہجد ہی کو پوچھتے تھے اور اسی کے باب میں آپ نے یہ امر فرمایا تھا چنانچہ مسلم میں یہ روایت موجود ہے نہ تراویح میں کہ اس کا یہاں ذکر ہی نہیں تھا علیٰ ہذا ام سلمہ نے قیام رمضان کو پوچھا ہے تو وہاں بھی مراد قیام رمضان سے تہجد ماہ رمضان کا ہے غرض ان کی

---

(۱) مروی ہے حضرت ابوذرؓ سے کہ روزے رکھے ہم نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پس نہ قیام کیا ہمارے ساتھ مہینہ میں سے یہاں تک کہ سات دن رہ گئے (اور مہینہ انتیس کا تھا) پس قیام کیا ہمارے ساتھ (یعنی تیسویں رات کو) یہاں تک کہ گذر گئی تہائی رات پس جب چھٹی رات آئی (یعنی مہینہ کی آخر سے شمار کرتے ہوئے وہ انتیس والے مہینے میں چوبیس رات ہے) نہ قیام کیا ہمارے ساتھ پھر جب اسی حساب سے پانچویں رات کی فی الحقیقۃ پچیسویں ہے پیش آئی تو قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک کہ نصف رات گذر گئی پس عرض کی میں نے (یعنی ابوذر نے) یا رسول اللہ کاش کہ زیادہ کرتے آپ ہمارے لئے قیام اس رات کا فرمایا البتہ شخص جب نماز پڑھتا ہے امام کے ساتھ یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے لکھا جاتا ہے اس کے حق میں قیام رات ساری کا (یعنی اگرچہ ساری رات کا قیام نہ ہو) پھر جب اسی حساب سے چوتھی رات آئی (کہ وہ فی الحقیقت چھبیسویں ہے نہ قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک کہ باقی رہی تہائی رات پھر جب تیسری رات آئی کہ وہ فی الحقیقت ستائیسویں ہے جمع کیا اپنے کنبہ کو، اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو پس قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک کہ ڈرے ہم کہ فوت ہو جائے ہم سے فلاح عرض کی میں نے کہ کیا مراد ہے فلاح سے فرمایا کہ سحری پھر قیام نہ کیا ہمارے ساتھ باقی مہینہ میں (یعنی اٹھائیسویں اور انتیسویں کو (اس کو ابوداؤد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

(۱) اور نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ پڑھا ہو سارا کلام اللہ ایک رات میں یا نماز پڑھی ہو ساری رات ۱۲۔

یہ تھی کہ تہجد رسول اللہ ﷺ کا رمضان میں بہ نسبت اور شہور کے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں۔ بخاری میں ہے۔ **عن ابی سلمة بن عبدالرحمن انه سال عائشة کیف کانت صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعةیصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم یصلی ثلا ثا فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر قال یا عائشة عن عینی تنا مان ولا ینام قلبی** (۱) کیونکہ ظاہر متبادر اس حدیث سے یہ ہے کہ ابوسلمہ نے خاص قیام رمضان کا سوال کیا اور حضرت عائشہ نے یہ فرمایا کہ رمضان میں کوئی خاص نماز نہیں تھی۔ بلکہ رمضان وغیرہ رمضان میں ہر روز گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے تھے اور ہیئۃ پڑھنے کی یہ تھی کہ چار رکعت پڑھی اور سو گئے پھر چار رکعت پڑھی اور سو گئے پھر تین وتر پڑھے اور دائماً یہی عادت تھی۔ رمضان وغیر رمضان میں اس کے خلاف نہیں پس اگر اس کے یہی معنی ہیں تو یہ حدیث بہت سی روایات کے معارض ہوتی ہے اور واقع کے بھی خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ خود آپ ہی تیرہ رکعت روایت فرماتی ہیں۔ چنانچہ موطا امام مالک میں ہے **عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصلی باللیل ثلث عشرة رکعة ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح بر کعتین خفیفتین** (۲) اور حضرت ابن عباس خود تیرہ رکعت تہجد کی غیر رمضان میں نقل کرتے ہیں اور بعض دیگر صحابی بھی تیرہ رکعت روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں ہیئۃ صلوٰۃ کی بھی خلاف اس ہیئۃ مذکورہ فی حدیث عائشہ کے ہے چنانچہ مسلم میں بذیل روایت طویلہ ابن عباس سے مروی ہے **قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ماصنع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ذهبت فقمت الی جنبه فوضع رسول اللہ ﷺ یده الیمنی علی راسی واخذ باذنی الیمنی یفتلها فصلی**

---

(۱) مروی ہے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں (یعنی تہجد کی) کیسی تھی پس فرمایا حضرت عائشہ نے کہ نہ زائد کرتے تھے رسول اللہ ﷺ رمضان اور خارج رمضان کے گیارہ رکعت پر نماز پڑھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ چار رکعتیں پس نہ پوچھئے ان کے حسن اور درازی سے پھر پڑھتے تھے چار رکعت پس عرض کی میں نے (یعنی حضرت عائشہ نے) کیا سوتے ہیں آپ یا حضرت وتر پڑھنے سے پہلے فرمایا آپ نے اے عائشہ آنکھیں میری سوتی ہیں اور نہیں سوتا دل میرا ۱۲۔

(۲) مروی ہے حضرت عائشہ سے کہ تھے رسول اللہ ﷺ پڑھتے رات میں تیرا رکعتیں پھر پڑھتے تھے جب سنتے تھے اذان صبح کی دو رکعتیں ہلکی ۱۲۔

رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاءہ المؤذن فقام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح (۱) اور ایک دوسری روایت میں ابن عباس فرماتے ہیں جو مسلم میں موجود ہے۔ فقام فصلی فقمت عن یسارہ فاخذ بیدی فاددنی عن یمینہ فتمت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الليل ثلث عشرۃ رکعۃ ثم اضطجع فنام حتی نفخ الی اخر الحدیث (۲) اور زید بن خالد الجہنی سے مسلم میں روایت ہے۔ عن زید بن خالد الجهنی انه قال لارمقن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم اوتر فذالک ثلث عشرۃ رکعۃ. (۳) دیکھو یہ احادیث ثلاثہ عدد رکعات اور ہیئۃ ادا دونوں میں خلاف اس حدیث عائشہ کے ہیں اور اوپر حدیث ابوذر سے معلوم ہوا کہ تین روز جو آپ نے نماز رمضان میں پڑھی اگرچہ اس کے عدد رکعات معلوم نہیں مگر ہرگز اس میں چار چار رکعت پڑھ کر آپ نہیں سوئے اور تین روز دوسری رمضان میں جو بجماعت نماز پڑھی اس میں بھی یہ ہیئۃ ثابت نہیں ہوئی اور حدیث میں شدۃ اجتہاد عبادت رمضان کا مذکور ہے وہ بھی اس کے خلاف ہے کیونکہ جب سب شہور کی صلوٰۃ لیل برابر تھی تو پھر شدت اجتہاد کے کیا معنی اور جن روایتوں میں آیا ہے کہ رمضان میں خصوصاً عشرہ اخیرہ میں نہیں سوتے تھے وہ بھی اس کے خلاف ہے چنانچہ بخاری میں ہے اذادخل العشر شد میزرہ احیی لیلۃ

---

(۱) فرمایا ابن عباس نے پس اٹھا میں اور کیا میں نے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا (یعنی وضو کیا پھر گیا میں اور کھڑا ہوا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس (یعنی بائیں طرف) پس رکھا رسول اللہ ﷺ نے داہنا ہاتھ اپنا میرے سر پر اور پکڑ اداہنا کان میرا کھینچتے تھے اسے (یعنی داہنی طرف کر دیا) پس پڑھی دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں۔ پھر وتر پڑھے۔ پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آیا پس اٹھے اور دو رکعتیں خفیف پڑھیں پھر نکلے اور نماز فجر کی پڑھی ۱۲۔

(۲) پس اٹھے رسول اللہ ﷺ اور نماز پڑھی پس کھڑا ہوا میں بائیں طرف ان کے پس پکڑا ہاتھ میرا اور پھیرا داہنی طرف۔ پس تمام نماز رسول اللہ ﷺ کے تیرہ رکعت ہوئی پھر پڑھ کر سو گئے یہاں تک کہ آپ کے سانس مبارک کی آواز مبارک معلوم ہوتی تھی۔ ۱۲

(۳) مروی ہے زید بن خالد جہنی سے کہا انہوں نے ارادہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنے کا پس پڑھی آپ نے دو رکعتیں خفیف پھر دو رکعتیں بہت طویل اور پھر دو خفیف پہلیوں سے پھر اور دو اور وہ خفیف تھیں اپنی پہلیوں سے پھر اور دو ایسی ہی پھر اور دو ایسی ہی پھر اس نماز کے ساتھ وتر ملایا پس یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

وايقظ اهله الحديث (۱) اور بیہقی نے روایت کیا ہے **اذا دخل رمضان لم يات فراشه حتى ينسلخ الحديث** (۲) ان دونوں حدیثوں سے شدۃ اجتہاد وعبادت اور احیائے تمام لیل حاصل ہے نہ مساوات رمضان وغیرہ رمضان کی اور حضرت عائشہ نے جو بیان تہجد رسول اللہ ﷺ کا سعد بن ہشام سے کیا وہ بھی اس روایت کے خلاف ہے چنانچہ روایت طویلہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ **فقالت كنا نعدله سواكه وطهوره فبعثه الله ما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ويصلى تسع ركعات لا يجلس فيها الا فى الثامنة فيذكر الله ويحمده ويدعوه ثم ينهض ولا يسلم ثم يقوم فيصلى التاسعة ثم يقعد فيذكر الله ويحمده ويدعوه ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلى ركعتين بعدما يسلم وهو قاعد فتلك احدى عشرة ركعة يا بنى الخ** .(۳)

حاصل نفی زیادہ رکعات کی گیارہ سے اور ہیئۃ خاص مخدوش ہوتی ہے لہذا حق یہ ہے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ابوسلمہ نے بایں وجہ کہ رمضان میں آپ کا اجتہاد عبادت زیادہ ہوتا تھا تہجد رمضان کو پوچھا تھا کہ آیا رمضان میں تہجد آپ کا بہ نسبت اور ایام کے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہ نے زیادہ تہجد کی نفی کی صلوٰۃ تراویح سے اس میں کچھ بحث نہیں نہ سوال میں نہ جواب میں۔ اور گیارہ رکعت کا ذکر اکثر یہ ہے کہ کلیہ کہ اکثر تہجد کی رکعات آپ کی گیارہ ہوتی تھیں۔ اگرچہ احیاناً اس سے زیادہ بھی پڑھی ہیں تو اس حدیث میں نہ احیاناً زیادہ تہجد کی نفی ہے اور نہ ذکر قیام رمضان کا جو سوائے تہجد کے ہے بلکہ ذکر ان عدد رکعات کا ہے جو اکثر اوقات تہجد رمضان وغیر رمضان میں ہوتا تھا۔

اور بعد اس کے یہ جملہ **يصلى اربعا الخ** (۴) یہ دوسرا امر ہے، جس سے آپ کی قوت

---

(۱) جب داخل ہوتا تھا اخیر عشرہ رمضان کا باندھ لیتے تہبند اپنا اور اپنی رات زندہ کرتے تھے اور اپنے کنبہ کو جگا لیتے تھے۔
(۲) جب داخل ہوتا تھا رمضان نہیں آتے تھے اپنے بچھونے پر یہاں تک کہ نکل جائے ۱۲۔
(۳) فرمایا حضرت عائشہ نے کہ تھے ہم تیار رکھتے رسول اللہ ﷺ کے لئے مسواک اور پانی وضو کا سو کر اٹھتے تھے رسول اللہ ﷺ رات میں جب اٹھائے اللہ تعالیٰ ان کو پس مسواک کرتے تھے اور وضو اور پڑھتے تھے نو رکعتیں نہیں بیٹھتے تھے ان میں سے مگر آٹھویں میں (یعنی وتر کی دو رکعت کے بعد اور تیسرے کی پہلی) پھر یاد کرتے تھے اللہ کو اور ثناء کرتے تھے اس کی اور دعا مانگتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور سلام نہ پھیرتے تھے پھر پڑھتے نویں رکعت اور قعدہ کرتے اور یاد کرتے اللہ کو اور ثناء کرتے اس کی اور دعا مانگتے پھر سلام پھیرتے ایسے سلام کہ ہمیں سنائی دیتے پھر پڑھتے تھے دو رکعت بعد سلام کے بیٹھ کر پس یہ گیارہ رکعت ہوئیں اے بیٹے۔ ۱۲
(۴) کہ چار پڑھتے تھے۔

عبادت پر تنبیہ منظور ہے کہ نوم و یقظہ آپ کے اختیار میں تھا جب چاہیں جاگیں جب چاہئیں سوئیں اور آپ احیاناً ایسا کرتے تھے نہ اس ہیئۃ کو خصوصیت رمضان سے ہے نہ لزوم ان رکعات سے بلکہ یہ بعض اوقات کی حالت کا بیان ہے اور یہ مستقل جملہ ہے چونکہ قاعدہ بلاغت میں مقرر ہو چکا ہے کہ عطف جملہ کا جملہ پر اس وقت کرتے ہیں کہ ہر دو جملوں میں بعض وجہ سے اتصال اور بعض وجہ سے انفصال ہو اگر بالکل اتصال ہو یا بالکل انفصال ہو تو حرف عطف ذکر نہیں کرتے پس یہاں حرف عطف ذکر نہ کرنا بوجہ کمال انفصال ہے نہ بوجہ کمال اتصال چونکہ بیان شدت اجتہاد تھا اس وجہ سے اس کلام کو آپ نے ذکر کیا ورنہ جواب ان کے سوال کا جو عدد رکعات تہجد رمضان کا استفسار تھا وہ تمام ہو چکا تھا۔ پس اس تقریر پر نہ معارضہ احادیث سے زیادہ کا فی رہا اور نہ ہیئۃ کا اور نہ احیاء تمام لیل کا سب احادیث مطابق واقع کے اور باہم موافق ہو گئیں اور یہی مراد حضرت عائشہ صدیقہ کی ہے پس معلوم ہوا کہ تمام شب نماز نہ پڑھنا تہجد کے واسطے ہے اور پڑھنا تراویح کیواسطے ہے ...... اور بخاری نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح کو جو اول وقت میں حضرت ابی کرا رہے تھے اور یہ جماعت خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کرائی ہوئی تھی دیکھ کر فرمایا **والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون** تو اس سے یہی اگر مغایرت دونوں نمازوں کی نکالی جاوے تو بعید نہیں کیونکہ معنی اس قول کے یہ ہیں کہ جو نماز کہ اس سے سو رہتے ہو تم یعنی تہجد کہ آخر رات میں ہوتی ہے افضل ہے اس نماز سے جو پڑھتے ہو تم یعنی تراویح کہ اول وقت پر پڑھتے تھے اور چونکہ یہ لوگ تراویح کو پڑھ کر تہجد کو نہیں اٹھتے تھے تو حضرت عمر نے ان کو رغبت تہجد پڑھنے کی بھی دلائی کہ افضل کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ لہذا اول وقت میں تراویح اور آخر میں تہجد ادا کریں۔ ورنہ اس تراویح کو اخیر وقت میں پڑھیں کہ فضیلت بھی حاصل ہو جاوے اور آخر وقت کی تراویح سے تہجد بھی حاصل ہو جائے کہ بتداخل صلوٰتین دونوں نماز کا ثواب ملتا ہے اور اس سے افضلیت وقت بھی معلوم ہو گئی۔ چنانچہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے صراحۃً یہ ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے اول رات میں تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھا یا نہیں واللہ اعلم مگر فعل صحابہ سے اس کا نشان ملتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد نے قیس بن طلق

سے روایت کی ہے **فلما[1] زار ناطلق بن علی فی یوم من رمضان وامسی عندنا وافطر ثم قام بنا تلک الیلة واوتر بنا ثم انجد رانی مسجدہ فصلی باصحابہ حتی اذا بقی الوتر قدم رجلاً فقال اوتر باصحابک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا وتران فی لیلة انتھی**...... اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ طلق بن علی نے اول لوگوں کے ساتھ موافق فعل رسول اللہ ﷺ کے اول وقت میں تراویح ادا کی اور وتر بھی اس کے ساتھ پڑھے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور بعد اس کے اپنی مسجد میں جا کر آخر وقت میں تہجد ادا کیا اور اس کے ساتھ وتر نہیں پڑھے اور مقتدیوں کو حکم کیا کہ تم اپنے وتر پڑھ لو اور چونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کے ساتھ وتر پڑھتے تھے لہذا وہ مقتدی تہجد گزار کے ساتھ وتر پڑھنا چاہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں وقت میں نماز پڑھی گئی اور صحابہ اتباع رسول اللہ ﷺ میں نہایت سرگرم تھے سو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے وقت میں تہجد پڑھا ہوگا اور یہ جو بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ فرماتی ہیں۔ **اذا دخل العشر شد میزرہ واحیی لیلہ وایقظ اھلہ الحدیث** اس سے تین امر ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ ان ایام میں رسول اللہ ﷺ تمام رات جاگے ہیں اس واسطے کہ احیاء لیلہ وہیں بولا جاتا ہے کہ تمام رات جاگیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو انکار تمام رات کے جاگنے کا کیا ہے وہ تہجد کی نسبت ہے نہ مطلقاً تو اس بیان میں خود تمام رات جاگنے کو ارشاد فرماتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جن دو شب میں رسول اللہ ﷺ نے تراویح کو ثلث لیل تک اور نصف لیل تک پڑھا تھا تو بعد نصف شب کے آپ سوئے نہیں کیونکہ وہ لیالی بھی داخل عشرہ تھیں پھر بعد نصف شب کے غالب گمان یہ ہے کہ نوافل پڑھیں کہ وہ تہجد تھیں کیونکہ آپ کی عادت رات کو نماز ہی پڑھنے کی تھی۔ بیٹھ کر ذکر کرنا یا قرآن پڑھنا معتاد نہیں اس سے بھی اختلاف دونوں نمازوں کا مظنون ہوتا ہے تیسرے یہ کہ تراویح آپ نے ہمیشہ پڑھی کہ اول شب میں جو کچھ پڑھتے تھے وہ تراویح تھی اور آخر شب میں تہجد سو تراویح فعلاً بھی سنت مؤکدہ ہوئی اور جو کچھ کہ آپ نے بخوف افتراض ترک کیا تھا۔ وہ جماعت بتداعی تھی نہ نفس تراویح۔ الحاصل ان سب وجوہ سے مغائرت

---

(۱) کہا قیس بن طلق نے زیارت کی ہماری طلق بن علی نے دن میں رمضان کے اور شام کو ہمارے پاس ہی افطار کیا پھر قیام کیا ہمارے ساتھ اس رات میں اور وتر پڑھے ہمارے ساتھ پھر گئے اپنی مسجد کی طرف اور نماز پڑھائی اپنے ساتھیوں کو یہاں تک کہ باقی رہ گئے وتر پھر آگے کیا کسی آدمی کو اور کہا وتر پڑھا اپنے ساتھیوں کو اس واسطے کہ سنا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے تھے کہ ایک رات میں...... دو وتر نہیں ۱۲۔

تہجد وتراویح کی ظاہر ہے مگر ہاں ایک نماز دوسرے کی قائم مقام ہوسکتی ہے کہ اگر تہجد کے وقت میں تراویح پڑھی جاوے تو تہجد بھی ادا ہوجائے گی اور یہ امر سب نوافل میں ہے۔ مثلاً اگر بوقت ضحیٰ صلوٰۃ کسوف پڑھی جائے قائم مقام صلوٰۃ ضحیٰ کے ہوجاتی ہے اور اگر خسوف قمر کی نماز تہجد کے وقت پڑھی جائے تو تہجد بھی ادا ہوجاتا ہے اگرچہ بحیثیت تراویح تراویح تہجد سے جدا صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ کسوف صلوٰۃ ضحیٰ سے اور صلوٰۃ خسوف صلوٰۃ تہجد سے مگر ثواب ہردو کا حاصل ہوجاتا ہے۔ علی ہذا وقت ضحیٰ ایک ہے اور اس کے فضائل میں احادیث وارد ہیں اور اول وقت اور آخر وقت دونوں وقت میں نماز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور ہردو نماز علیحدہ ہیں مگر ایک کے پڑھنے سے ثواب وارد حدیث حاصل ہوجاتا ہے لہذا اگر رسول اللہ ﷺ نے تمام رات نماز تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہوگیا۔ اور اگر ثلث شب تک پڑھی یا نصف تک بجماعت تو باقی شب میں منفرداً نماز ادا ہونا بظن غالب معلوم ہوتا ہے مگر کسی راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ بعد اس کے واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام رمضان کے عدد رکعات کو قولاً محدود نہیں فرمایا، بلکہ مطلق صلوٰۃ کی رغبت دلائی اور مطلق حسب قاعدہ المطلق یجری علی اطلاقہ یہ چاہتا ہے کہ صلوٰۃ کسی ہیئۃ اور کسی عدد سے اگر ادا کی جاوے مامور مندوب ہووے گی دریں صورت پابندی کسی عدد کی نہیں ہوسکتی بلکہ مامور مختار ہے جس قدر چاہے پڑھے۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ** (۱) **(الحدیث) وقال جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا (الحدیث) وقال سننت لکم قیامہ (الحدیث)** ان ہردو حدیث میں بھی قیام رمضان کو مطلق ہی رکھا ہے کوئی عدد بیان نہیں فرمایا ہے لہذا جیسا کہ تہجد پہلے سے مندوب تھا ایسا ہی قیام رمضان جو تراویح ہے مطلقاً امت پر وجناب رسول اللہ ﷺ پر مندوب ہوا کہ ادنیٰ اس کے دو رکعت اور نہایت کی کوئی حد نہیں اگرچہ ہزار یا کم زیادہ ہوں پس بعد اس کے اگر جناب رسول اللہ ﷺ نے کوئی عدد اکثر معمول فرمایا تو سنت موکدہ ہوجاوے گا اور جس کو احیاناً ادا فرمایا وہ مستحب رہے گا۔ اور سوائے اس کے دیگر اعداد بھی مستحب رہیں گے ہرگز بدعت نہیں ہوسکتے اور یہ قاعدہ سب عبادات میں جاری ہے کہ مامور مطلق ان اعداد میں جن کو وہ شامل ہے مطلق ہی مطلوب ہوتا ہے کسی عدد معین میں منحصر نہیں ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کے التزام سے سنت مؤکدہ اور احیاناً کرنے سے مستحب اور ماسوائے اس کے یہی

---

(۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قیام کرے رمضان میں اخلاص سے اور ثواب کی نیت سے بخشے جائیں گے اس کے پہلے گناہ۔

مستحب۔ مثلاً حق تعالیٰ نے فرمایا استغفروا ربکم الآیہ۔ اس سے استغفار مطلوب ہے اگرچہ وجوباً ہو یا ندباً بعد اس کے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انی لا ستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ تو اب اگر کوئی سبعین سے زیادہ استغفار کرے وہ اسی امر مطلق کا فرد مطلوب ہوگا اس کو بدعت نہ کہہ سکیں گے یہ جزئیہ بطور تنظیر لکھا گیا ہے اہل علم سے بہت سے عبادات مستحبہ کو برین قیاس دریافت کر سکتے ہیں۔ بناء علیہ جو صحابہ اور تابعین اور مجتہدین علماء نے اعداد رکعات اختیار کئے ہیں۔ چنانچہ ان کا ذکر آگے کیا جائے گا۔ وہ سب انہیں احادیث کے افراد ہیں کوئی ان سے خارج نہیں سب مامور مندوب ہیں مگر علماء حنفیہ کے نزدیک جو عدد ان میں سے فعل یا قول رسول اللہ ﷺ سے بجماعت ثابت ہوا ہے اس میں جماعت کو سنت کہیں گے اور اس کے سوائے میں جماعت کو بتداعی مکروہ فرمائیں گے کیونکہ ان کے نزدیک جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے مگر جس موقع میں کہ نص سے ثابت ہو چکی ہے وہاں مکروہ نہیں اسی واسطے کتب فقہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عدد تراویح میں شک ہو جاوے کہ اٹھارہ پڑھیں یا بیس تو دو رکعت فرادیٰ فرادیٰ پڑھیں نہ بجماعت بسبب اطلاق حدیث کے زیادہ ادا کرنا ممنوع نہیں خواہ کوئی عدد ہو مگر جماعت بیس سے زیادہ کی ثابت نہیں جس کا ذکر آگے آئے گا۔ الحاصل قولاً کوئی عدد معین نہیں مگر آپ کے فعل سے مختلف اعداد معلوم ہوتے ہیں چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ کا قول جامع ترمذی میں ہے قال احمد روی فی ذلک انواع لم یقض فیہ بشیء (۱) انتہیٰ یعنی امام احمد نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور کسی صورت کو مرجح نہیں بنایا بلکہ سب کو جائز اور مستحب رکھا از انجملہ ایک دفعہ گیارہ رکعت بجماعت پڑھنا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شب میں گیارہ رکعت تراویح بجماعت پڑھی۔ عن جابر انہ صلی بھم ثمان رکعات والوتر انتظروہ فی القابلۃ فلم یخرج الیھم رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما انتھی۔ (۲) مگر یہ آٹھ رکعت پڑھنا تراویح کا بجماعت مستلزم نفی زیادہ کو نہیں اس واسطے کہ ممکن ہے بلکہ مظنون ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اول آخر اس نماز کے منفرداً زیادہ پڑھی ہوں اس واسطے کہ رمضان میں آپ احیاء تمام لیل کا کرتے تھے، چنانچہ سابق میں گذرا اور دیگر لیالی میں بجماعت

(۱) فرمایا امام احمد نے روایت کی گئی ہیں اس میں کئی صورتیں اور کچھ حکم نہ کیا امام احمد نے اس بارے میں ۱۲۔

(۲) مروی ہے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی صحابہ کے ساتھ آٹھ رکعتیں اور وتر پھر انتظار کیا صحابہ نے آئندہ کی رات میں اور رسول اللہ ﷺ نہ نکلے۔ روایت کیا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ۱۲۔

گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھی ہوں یا منفرداً آپ نے زیادہ پڑھی ہوں اس کی نفی نہیں ہوسکتی اس واسطے کہ حضرت جابر نے یہ نہیں کہا کہ آپ نے ہر روز گیارہ رکعت پڑھیں نہ یہ کہا کہ سوائے اس کے اور کوئی رکعت نہیں پڑھی بلکہ ایک دن کی صلوٰۃ بجماعت کا ذکر کرتے ہیں اور بس یہ واقع فعل ہے کہ احتمال عموم کا نہیں رکھتا اور نہ زیادہ رکعت کا معارض ہوسکتا ہے اس واسطے کہ تعارض کے لئے وحدۃ زمان ومکان شرط ہے خصوصاً اس شب میں کہ آپ نے تمام شب سب کو جمع کر کے نماز پڑھی جیسا کہ روایت ابوذر سے اوپر گذرا۔ اگر اس میں گیارہ رکعت پڑھی جائیں تو تطویل قیام بالضرور کوئی راوی بیان کرتا جس طرح تاخیر سجود کو ذکر کیا ہے کیونکہ آٹھ نو گھنٹہ میں آٹھ رکعت پڑھنا نہایت دشوار ہوتا ہے تو یہ تطویل قابل ذکر تھی جیسا کہ صلوٰۃ کسوف کی تطویل کو ذکر کیا جاتا ہے لہذا عجب نہیں کہ اس شب میں بیس ۲۰ رکعت پڑھی گئی ہوں یا زیادہ اور منفرداً آپ نے بیس ۲۰ رکعت بلکہ زیادہ پڑھی ہوں اگرچہ ان تین شب کی عدد رکعات جو ابوذر نے نقل فرمایا بیس ۲۰ رکعت بلکہ زیادہ پڑی ہوں اور وجہ نہ نقل کرنے کی یہ ہے کہ عدد رکعات آپ کے مختلف تھے اور قولاً اعداد رکعات کی تعیم تھی لہذا ہر روز کے اعداد رکعات کا ذکر کرنا کچھ ضرورت نہیں سمجھا گیا اور ابن عباس سے ابن ابی شیبہ نے جو اپنی تصنیف میں رسول اللہ ﷺ کا بیس رکعت پڑھنا نقل کیا ہے اگرچہ وہ روایت ضعیف ہے مگر مؤید ہے آثار صحابہ سے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے بیس رکعت پڑھی ہیں۔ اور جمہور تابعین اور فقہاء کا اس پر عمل درآمد ہے جیسا کہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔ قلت روی (۱) عبدالرزاق

---

(۱) کہتا ہوں میں روایت کی عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں داؤد بن قیس سے اور اوروں سے انہوں نے محمد بن یوسف سے انہوں نے سائب بن یزید سے کہ تحقیق حضرت عمر نے جمع کیا لوگوں کو رمضان میں ابی ابن کعب اور تمیم داری کے پیچھے اکیس رکعت پر قیام کرتے تھے سو آیت والی سورتوں کے ساتھ اور فارغ ہوتے تھے صبح صادق کے طلوع کی قبیل کہتا ہوں میں کہا عبدالبر نے یہ محمول ہے اس پر کہ ایک رکعت وتر تھی اور کہا ابن عبدالبر نے روایت کی حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب نے سائب بن یزید سے کہا حضرت عمر کے زمانہ میں قیام تئیس رکعت کے ساتھ تھا کہا ابن عبدالبر نے یہ محمول ہے اس پر کہ تین رکعتیں وتر کی تھیں اور کہا استاذ ہمارے نے یہ مراد یعنی ابن عبدالبر کی صحیح ہے۔ ساتھ دلیل اس کے کہ روایت کی محمد بن نصر نے روایت یزید بن خصیفہ کی ہے انہوں نے سائب بن یزید سے کہ قیام کرتے تھے وہ رمضان میں بیس رکعت کے ساتھ حضرت عمر کے زمانہ میں اثر حضرت علی کا پس ذکر کیا اس کا وکیع نے حسن بن صالح سے انہوں نے عمرو بن قیس سے انہوں نے ابوالحسناء سے انہوں نے حضرت علی سے کہ انہوں نے امر کیا ایک شخص کو کہ نماز پڑھے لوگوں کے ساتھ بیس رکعت اور لیکن حضرت عمر اور حضرت علی کے سوا اور صحابہ پس روایت کی گئی ہے عبداللہ بن مسعود سے میرا یہ ظن ہے کہ روایت کرنے والے محمد بن نصر مروزی ہیں کہا انہوں نے خبر دی ہم کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو حفص بن غیاث نے انہوں نے اعمش سے سنا اعمش نے زید بن وہب سے کہا اس نے تھے عبداللہ بن مسعود پڑھتے ہمارے ساتھ رمضان کے مہینہ میں اور فارغ ہوتے کچھ رات سے کہا اعمش نے کہ بیس ۲۰ رکعت تراویح کی تھیں اور تین وتر کی۔ لیکن قائل بیس کے تابعین میں سے پس شتیر بن شکل اور ابن ابی ملیکہ اور حارث ہمدانی اور عطا ابن ابی رباح وابوالبختری۔

فی المصنف عن داؤد بن قیس وغیرہ عن محمد بن یوسف عن السائب ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعۃ یقومون بالمئین وینصر فون فی بزوغ الفجر قلت قال ابن عبدالبرھو محمول علی ان الواحدۃ للوتروقال ابن عبدالبرروی الحارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عھد عمر بثلاث وعشرین رکعۃ قال ابن عبدالبر ھذا محمول علی ان الثلاث للوترو قال شیخنا وما حملہ علیہ فی الحدیثین صحیح بدلیل ماروی محمد بن نصر من روایۃ یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید انھم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعۃ فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واما اثر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذکرہ وکیع عن حسن بن صالح عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء عن علی رضی اللہ عنہ انہ امر رجلا یصلی بھم رمضان عشرین رکعۃ واماغیرھما

من الصحابۃ فروی ذالک عن عبداللہ بن مسعود رواہ محمد بن نصر المروزی قال اخبر نا یحیی بن یحیی اخبرنا حفص بن غیاث عن الا عمش عن زید بن وھب قال کان عبد اللہ بن مسعود یصلی لنا فی شھر رمضان فینصرف وعلیہ لیل قال الا عمش کان یصلی عشرین رکعۃیو تر بثلاث وأما القائلون بہ من التابعین شتیر بن شکل وابن ابی ملیکۃ والحارث الھمدانی وعطاء بن ابی رباح وابو البختری وسعید (۱)بن ابی الحسن البصری اخوالحسن وعبد الرحمن بن ابی بکرو عمران العبدی وقال ابن عبدالبر وھو قول جمھور العلماء وبہ قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقھاء وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃانتھی (۲) وقال الترمذی فی سننہ واختلف اھل العلم فی قیام

(۱)اور سعید بن ابی الحسن البصر ی بھائی حسن بصری اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عمران عبدی کے ہیں اور کہا ابن عبدالبر نے یہی ہے قول اکثر علماء کا اور اسی کے قائل ہیں کوفہ کے علماء اور امام شافعی اور اکثر فقہاء اور یہی ثابت ہے ابی بن کعب سے بدون خلاف کسی صحابی کے ۱۲۔

(۲) اور کہا ترمذی نے اپنی سنن میں کہ اختلاف کیا اہل علم نے قیام رمضان میں پس اعتقاد کیا بعض نے اس بات کا کہ اکتالیس رکعت پڑھے وتر کے سمیت اور یہی ہے قول مدینہ والوں کا اور اسی پر عمل کرتے ہیں وہ اور اکثر اہل علم اس پر عمل کرتے ہیں جو حضرت عمر اور حضرت علی اور صحابہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے یعنی بیس ۲۰ رکعت اور یہی ہے قول سفیان ثوری کا اور ابن مبارک کا اور امام شافعی کا اور فرمایا امام شافعی نے کہ ایسے ہی پایا ہم نے اہل مکہ کو بیس ۲۰ رکعت پڑھتے ہوئے اور فرمایا امام احمد نے روایت کی گئی ہیں اس میں کئی صورتیں اور نہ حکم کیا اس میں کسی طرح کا اور فرمایا اسحٰق نے بلکہ ہم پسند کرتے ہیں اکتالیس رکعت جیسے کہ روایت کی گئی ابی بن کعب سے ۱۲۔

رمضان فرای بعضهم ان یصلی احدی واربعین رکعة مع الوتر وهو قول اهل المدینة والعمل علی هذا عندهم بالمدینة واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعةوهو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی وهکذا ادرکت ببلدنا بمکةیصلون عشرین رکعة وقال احمد روی فی ذلک الو ان لم یتض فیه بشئی وقال اسحاق بل نختار احدی واربعین رکعةعلی ماروی عن ابی بن کعب انتهی۔

اور کتب میں بھی یہ اور اس سے زیادہ منقول ہے اس کے ذکر میں تطویل ہے خلاصہ یہ کہ عبداللہ بن مسعود جن کے باب میں یہ حدیث وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمسکوا (۱) بعهد ابن مسعود (الحدیث) وکان (۲) اقرب الناس هدیا وسمتا برسول الله صلی الله علیه وسلم ابن مسعود (الحدیث)

بیس رکعت پڑھتے اور اسی کا امر فرماتے تھے تو یہ عدد رسول اللہ ﷺ سے ان کو محفوظ تھا اسی واسطے ان کا التزام کیا اگرچہ ایک ہی دوبار سہی لیکن تسنن کے واسطے ایک دفعہ کا فعل بھی کافی ہے اور حضرت عمرؓ جن کے باب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اقتدو (۳) بالذین من بعدی ابی بکرو عمر مطلق اقتداء کا حکم تمام امور میں فرمایا انہوں نے بیس کا امر فرمایا اور نیز خلفاء ثلثہ عمر و عثمان وعلی جب کہ ان ہر سہ نے بیس کا امر فرمایا تو بمقتضاء (۴) علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدین اس کا عمل امت پر رسول اللہ ﷺ نے لازم فرمایا اور تمام صحابہ موجودین زمانہ عمرؓ میں عثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے کبھی اس پر انکار نہ فرمایا اور برغبت قبول فرمایا یہ اول دلیل ہے اس بات پر کہ سب کے نزدیک یہ عدد عشرین یا رسول اللہ ﷺ سے ان کے نزدیک محفوظ تھا کہ کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا اور سنت رسول اللہ ﷺ سمجھ کر اس پر عمل کیا اور یا یہ کہ اطلاق قول رسول اللہ ﷺ کو مثبت اس عدد کا بھی سمجھا اور بطیب خاطر اس کو قبول فرمایا لہٰذا اس عدد کو مسنون ہی کہا جائے گا اور اس پر کسی وجہ سے شائبہ لفظ بدعت کا رکھنا سخت مذموم ہو گا۔ کیونکہ اولاً

---

(۱) پورا عمل کرو ابن مسعود کی وصیت پر۔

(۲) اور تھے اقرب لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ از روئے سیرت کے اور چال چلن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(۳) اقتداء کرو ساتھ ان دو کے جو بعد میرے ہوں گے یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ۔

(۴) لازم بنالو اپنے پر عمل میری سنت کا اور سنت خلفاء کا جو اوروں کو ہدایت کرنے والے اور خود ہدایت یافتہ ہیں۔

مطلق قول رسول اللہ ﷺ سے سب اعداد مطلقاً مسنون ہو گئے ہیں ثانیاً خود فعل رسول اللہ ﷺ سے احیاناً اس کا استحباب ثابت ہوا ثالثاً جن صحابہ کے اقتداء پر ہم کو تاکید کی گئی تھی ان کے فعل سے یہ عدد ثابت ہوا تو گویا ان صحابہ کا فرمانا اور عمل کرنا خود رسول اللہ ﷺ کا ہی فرمانا اور عمل کرنا تھا۔ رابعاً سوائے ان صحابہ کے دیگر صحابہ جو صدہا تھے کسی نے اس پر انکار نہ کیا اور سب نے اس کو بطیب خاطر قبول فرمایا پس بعد اس کے کون سی دلیل کی حاجت ہے اور اس فعل حضرت عمرؓ کی روایات صحیح ہیں اور یزید بن رومان کی حدیث میں ہر چند کہ انقطاع ہے مگر اولاً احادیث منقطع موطا کی خود صحیح ہیں کہ امام مالک صاحب نے یہاں اور سب محدثین کے یہاں قبل زمانہ شافعی سے منقطع ثقہ کی صحیح ہوئی تھی اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ جتنے منقطعات مالک کی ہیں ان کا اتصال ہم نے دوسری سند سے دریافت کر لیا ہے۔ سوائے چار روایت کے کہ یہ روایت فعل حضرت عمرؓ کی ان چار ثابت الاتصال میں داخل نہیں اور سائب بن یزید کی روایت جو اوپر مذکور ہوئیں ان کے مؤید ہیں اور یہ صحیح ہیں اور فعل حضرت عمرؓ میں بھی کوئی تعارض نہیں کہ اولاً گیارہ کا حکم کیا تھا اور پھر اکیس کا اور پھر تئیس کا اور چونکہ اس میں بھی اختلاف زماں ہے لہذا اس میں تعارض ہے اور نہ ضعف ہے اور اگر یوں کہا جاوے کہ اول دفعہ آٹھ تراویح تھی اور تین وتر اور دوسری دفعہ اٹھارہ تراویح اور تین وتر اور تیسری دفعہ میں بیس تراویح تو تین وتر تو درست ہے اور یہ ہر سہ فعل باوقات مختلفہ صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے معلوم تھے لہذا یہ سب سنت ہیں اور کوئی معارض ایک دوسرے کے نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے اوپر معلوم ہو چکا کہ تہجد میں ہے نہ تراویح میں سو وہ معارض بیس کے نہیں ہو سکتی اور اگر بالفرض ہم دونوں صلوٰۃ کو ایک ہی تسلیم کریں تاہم کچھ معارضہ نہیں اس واسطے کہ یہ قول حضرت عائشہ کا اکثریہ ہے نہ کہ کلیہ اور اگر اس کو کلیہ کہا جاوے تو خود حضرت عائشہ تیرہ کی روایت کرتی ہیں۔ چنانچہ امام مالک موطا میں روایت فرماتے ہیں اور یہ پہلے بھی گزر چکی ہے۔ **عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بالليل ثلث عشرة ركعة ثم يصلي اذا سمع النداء للصبح ركعتين حفيفتين (الحديث)** (۱)

پس اگر وہ روایت کلیہ قرار دی جاوے تو یہ روایت غلط ہو جاوے گی اور حضرت ابن عباس وغیرہ کا تیرہ رکعت روایت کرنا جو صحیحین میں سے ہے غلط ہو جاوے گا۔ پس یا اس روایت کو اکثریہ

---

(۱) مروی ہے حضرت عائشہ سے کہ تھے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رات میں تیرہ رکعتیں پھر پڑھتے تھے جب اذان صبح کی ہو جائے اور دو رکعتیں ہلکی ۱۲۔

بنایا جاوے تا کہ سب روایتیں صحیح رہیں یا عدم علم حضرت عائشہ پر حمل کیا جاوے اور عدم علم پر حمل کرنا ظاہر ہے کہ غیر مناسب ہے پس جیسا کہ تیرہ رکعت کی حضرت عائشہ سے اور دیگر صحابہ سے تصحیح ہوگئی ایسا ہی اٹھارہ اور بیس اور زائد کی بھی تصحیح ہوسکتی ہے اور جیسا کہ تیرہ اور گیارہ میں تعارض نہیں ہے ایسا ہی بیس میں تعارض نہ رہے گا۔ بہر حال اس حدیث ابن عباس کی مؤیدات موجود ہیں پھر اس کے ضعف پر کیا نظر کی جاوے گی۔ اگر بمقابلہ گیارہ کے روایت کی صحت تیرہ رکعت کو معتبر کیا جاتا ہے تو بیس رکعت کی روایات صحیحہ جو صحابہ کے فعل سے معتبر ہوئیں کس طرح معتبر نہ ہوں گی بلکہ افعال صحابہ بھی حسب ارشاد جناب فخر عالم علیہ السلام کی مثل فعل رسول اللہ ہی کے ہوں گے۔ اب رہی یہ بات کہ بیس کے فعل کی نسبت خلفاء ثلثہ کی طرف ہے اور خلیفہ اول سے یہ فعل سرزد نہیں ہوا تو کچھ حرج نہیں اس واسطے کہ خلفاء صیغہ جمع کا ہے اور اس پر الف لام داخل ہوا ہے اور قاعدہ عربیت کا ہے کہ جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو وہ معنی عموم کے دیتا ہے جمع اور واحد کو دونوں کو مثلاً لا اتزوج النساء اگر کہے تو جیسا کہ بہت عورتوں کے نکاح کرنے سے حانث ہوگا ایسا ہی ایک اور دو سے بھی حانث ہوجاتا ہے جیسا کہ لایحل لک النساء من بعد میں ممانعت نکاح ایک کی اور بہت کی ثابت ہوتی ہے۔ پس تین خلیفہ کا عمل اس پر ہونا کافی ہے اور اگر ایک خلیفہ بھی اس پر عمل کرتے جب بھی کافی تھا چہ جائیکہ تین خلیفہ نے یہ کام کیا اور سب صحابہ نے اس پر اجماع کیا اور مراد سنت الخلفاء سے حدیث میں وہ امر ہے کہ اصل اس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں موجود ہو مگر شیوع اس کا نہیں ہوا پھر کسی خلیفہ نے اس کا شیوع کر دیا سو وہ فی الحقیقت سنت رسول اللہ کی ہی ہے مگر چونکہ اس کا شیوع خلفاء سے ہوا اس واسطے اس کو سنت الخلفاء فرمایا پس سنۃ الخلفاؤ ہی ہے کہ اصل اس کی سنت رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ کہا تھا کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین اس لئے جو امر کہ مخالف سنت رسول اللہ ﷺ ہوگا وہ امر بدعت ہوگا اور صحابہ بھی اسی سنت خلفاء کو التزام کرتے تھے کہ جس کی اصل سنت رسول اللہ میں موجود ہوا ور خلفاء کی سنت بھی ایسی ہی ہوتی تھی اور جب تک کہ صحابہ کو سنت خلفاء کی اصل نہ معلوم ہوتی تھی وہ قبول نہ کرتے تھے مثلاً جس وقت شیخین نے زید بن ثابت کو بلا کر جمع قرآن کے واسطے کہا تو چونکہ زید کو یہ امر بدعت معلوم ہوا تو یہ جواب دیا کہ کس طرح کرتے ہو تم اس عمل کو جس کو رسول اللہ نے نہیں کیا اور زید کہتے ہیں کہ اگر شیخین مجھ کو پہاڑ نقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ میرے نزدیک سہل تھا اس امر سے۔ اور اس کی وجہ وہی تھی کہ اس کو وہ بدعت سمجھ رہے تھے لہذا

انہوں نے اس کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ حضرت صدیق نے ان کو سمجھا دیا کہ یہ بدعت نہیں بلکہ سنت ہی ہے اس وقت انہوں نے قبول فرمالیا یہ قصہ بخاری میں موجود ہے **عن عبید بن السباق(۱) ان زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بکر مقتل اهل الیمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامة بقراء القران وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیر من القران وانی اری ان تامر بجمع القران قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمر هذا والله خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح الله صدری لذالک ورأیت فی ذالک الذی رای عمر قال زید قال ابو بکر انک رجل شاب عاقل لا نتهمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول الله صلی الله علیه وسلم فتتبع القران فاجمعه فو الله لو کلفونی نقل جبل من الجبال ماکان اثقل علی مما امرانی به من جمع القران قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم قال هو والله خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدرابی بکر و عمر .**

اس سے ظاہر ہے کہ قبول کرنا صحابہ کا سنت خلفاء کو اس وقت ہوتا تھا کہ ان کے نزدیک وہ سنت موافق سنت رسول اللہ کے ہوتی تھی پس یہ سنت عشرین رکعت بھی ایسی ہی ہے کہ اس کی

---

(۱) مروی ہے عبید بن سباق سے کہ تحقیق زید بن ثابت نے فرمایا کہ بھیجا کوئی آدمی حضرت ابو بکر نے میری طرف جب کہ یمامہ والوں کے ساتھ مقابلہ تھا پس ناگاہ حضرت عمرؓ کو میں نے وہاں پایا فرمایا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر میرے پاس آئے کہا کہ قتل شدید ہوا ہے یمامہ کے مقابلہ میں قرآن کے قاریوں پر اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر ایسے ہی قتل رہا قاریوں پر اور طریقوں میں اکثر کلام اللہ ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا اور مناسب مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ امر کریں کلام اللہ جمع کرنے کا کہا میں نے (یعنی حضرت ابو بکر نے) عمر کے تئیں کیسے تجویز کرتا ہے تو ایسی بات کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی کہا حضرت عمر نے یہ بات واللہ اچھی ہے پس رہے حضرت عمر اصرار کرتے یہاں تک کہ جما دیا اللہ نے سینہ میرا اس بات پر اور سمجھ گیا میں وہ بات جو حضرت عمر سمجھے کہا زید بن ثابت نے فرمایا حضرت ابو بکر نے تحقیق تو توانا اور عاقل ہے نہیں متہم جانتے ہم تم کو اور البتہ تھے تم لکھتے وحی رسول اللہ ﷺ کے لئے پس جستجو کر کلام اللہ کی اور جمع کرا سے کہا زید نے) پس قسم اللہ کی اگر تکلیف دیتے مجھے کسی پہاڑ کے اٹھانے کی نہ گراں گزرتا مجھ پر اس سے کہ امر کیا ان دونوں نے یعنی جمع کرنا کلام اللہ کا پس عرض کی میں نے کیسے تجویز کرتے ہو تم ایسی چیز کہ نہیں کیا اس کو رسول اللہ ﷺ نے کہا حضرت ابو بکر نے یہ بات واللہ اچھی ہے پس ایسے ہی رہے حضرت ابو بکر اصرار کرتے یہاں تک کہ جما دیا اللہ نے جی میرا اس بات پر کہ جمے تھے اس پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ۔

اصل سنت رسول اللہ میں موجود ہے۔ اسی واسطے تمام صحابہ نے اس وقت میں اس کو قبول کیا اور اس پر عامل رہے اور کسی وقت کسی ایک نے بھی صحابہ میں سے اس پر انکار نہ کیا نہ اس کو مخالف رسول اللہ سمجھا۔ اگر چہ بعض نے اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ دوسرے عدد پر عمل کیا ہو کہ وہ بھی سنت سے ان کے نزدیک ثابت تھا مگر انکار ہرگز کسی نے نہیں کیا، اگر کسی کو دعویٰ ہے تو ظاہر کرے پس جب اجماعاً اس کا ثبوت بلا انکار تمرن صحابہ میں ہو گیا تو یہ مجمع علیہ ہو گیا اور سنت رسول اللہ ﷺ ہونا اس کا واضح ہو گیا۔ قال (۱) علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة.

پس بعد ایسی دلیل قطعی کے کسی اہل فہم کو جسارت نہ ہوگی کہ اس کو بدعت کہے مگر اس کو بھی سنت جان کر دوسرے عدد پر جو کہ سنت سے ثابت ہے اس سے کم یا زیادہ اگر اس پر عمل کرے تو ملامت نہیں مگر ان لوگوں پر جو آٹھ رکعت پر قناعت کرتے ہیں اور اس سے زیادہ سے اعراض کرتے ہیں۔ بسبب ترک کر دینے سنت خلفائے راشدین کے کہ فی نفس الامر وہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور بقول علیه السلام. (۲) علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضو اعلیها بالنواجد جو کہ امر موکد ہے شائبہ الزام ضرور ہو گا کیونکہ مراد آنحضرت ﷺ کی دونوں سنتوں کا معمول بنانا ہے یہ حکم نہیں فرمایا کہ میری سنت کو لے کر خلفاء کی سنت کو ترک کر دو بلکہ دونوں پر التزام کرو کما لا یخفٰی مگر اس کو بدعت کہنا نہایت زبوں اور شنیع ہے بعد اس کے کسی دلیل کی حاجت نہیں اب روایت فتح الباری شرح بخاری کی نقل کی جاتی ہے کہ جس سے مذاہب علماء وفقہاء دریافت ہو جائیں اگرچہ اوپر کی عبارات سے بھی معلوم ہو گئے تھے مگر اس میں زیادہ بسط ہے قال فی فتح الباری لم یقع فی هذه الروایة عدد الرکعات التی کان یصلی بها ابی بن کعب وقد اختلف فی ذلک ففی المؤطا عند محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انها احدی عشرة رکعة ورواه سعید بن منصور من وجه اخروزاد فیه وکانوا یقرؤن بالمئین ویقومون علی العصی من طول القیام ورواه محمد بن نصر المروزی من طریق محمد بن اسحق عن محمد بن

---

(۱) فرمایا آنحضرت نے نہ اکٹھی ہوگی امت میری گمراہی پر۔
(۲) فرمایا لازمی بنالو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی جو کہ ہدایت یاب ہیں کچیلوں سے پکڑو اسے (یعنی پورے اہتمام سے ۱۲)
(۳) بخاری کی اس روایت میں تراویح کی تعداد مذکور نہیں ہوئی جو ابی بن کعب پڑھایا کرتے تھے اور اس میں مختلف روایتیں آئی ہیں مؤطا مالک میں محمد بن یوسف سے روایت ہے کہ سائب بن یزید صحابی کہتے ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یوسف فقال ثلث عشرۃ ورواہ عبدالرزاق من وجہ اخر عن محمد بن یوسف فقال احدی وعشرین وروی مالک من طریق یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید عشرین رکعۃ وھذا محمول علی غیر الوتر عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلث وعشرین وروی محمد بن نصر من طریق عطاء قال ادرکتھم فی رمضان یصلون عشرین رکعۃ وتلث رکعات الوتر والجمع بین ھذہ الروایات ممکن باختلاف الاحوال ویحتمل ان ذلک الاختلاف بحسب تطویل القراءۃ وتخفیفھا فحیث یطیل القرائۃ تقل الرکعات وبالعکس وبذلک جمع الداؤدی وغیرہ۔

والعدد الاول موافق لحدیث عائشۃ المذکور بعد ھذا الحدیث فی الباب والثانی قریب منہ والاختلاف فی مازاد علی العشرین راجع الی الاختلاف

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) کہ وہ گیارہ رکعت تھیں اور اسی روایت گیارہ والی کو سعید بن منصور نے بھی دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور یہ بھی روایت کیا ہے کہ وہ مئین سورتیں پڑھا کرتے تھے اور طول قرأت کے سبب عصا پر تکیا لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور روایت کی اس کو محمد بن نصر مروزی نے محمد بن اسحٰق کے طریق سے وہ محمد بن یوسف سے اور اس میں تیرہ رکعت بیان کی ہیں اور عبدالرزاق نے دوسرے طریق سے محمد بن یوسف سے اکیس رکعت روایت کی ہیں اور مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے اس نے ساب بن یزید سے بیس رکعت روایت کیا ہے اور یہ سوائے وتر کے معمول ہیں اور یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئس ۲۳ رکعت پڑھا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطاء کے طریق سے روایت کی ہے کہا عطاء نے کہ میں نے لوگوں کو پایا ہے کہ تیئس ۲۳ رکعت مع وتر پڑھتے تھی۔ ان روایات میں یوں تطبیق دی جاسکتی ہے کہ یہ سب روایتیں مختلف اوقات پر محمول ہیں (یعنی کبھی گیارہ ۱۱ رکعت کبھی تیرہ ۱۳ اور کبھی اکیس ۲۱ کبھی تیئس ۲۳ پڑھتے تھے) اور یہ بھی احتمال ہے کہ رکعتوں کی کمی زیادتی قرأت کے زیادہ اور کم ہونے کے باعث سے ہے جب قرأت زیادہ پڑھتے تو رکعتیں کم کردیتے اور بالعکس اسی تطبیق کے ساتھ داؤدی وغیرہ اہل قلم نے جزم کیا ہے۔ اور پہلا عدد گیارہ رکعت کا آنحضرت کے فعل کے موافق ہے جو اسی باب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث میں مذکور ہے اور دوسرا عدد تیرہ رکعت کا بھی اسی کی قریب ہے اور بیس ۲۰ سے زیادہ اکیس اور تیئس میں جو اختلاف ہے وہ وتر کی کمی زیادتی کی وجہ سے ہے کبھی ایک وتر پڑھتے تو اکیس ہوجاتیں اور تین پڑھتے تو تیئس او محمد بن نصر نے روایت کی ہے کہ داؤد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں لوگوں کو مدینہ میں چھتیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتا پایا ہے۔ مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی قدیم سے رائج ہے اور زعفرانی سے روایت ہے کہ شافعی نے کہا کہ میں نے لوگوں کو مدینہ میں انتالیس ۳۹ رمکہ میں تیئس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا ہے اور ان میں کسی بات پر تنگی نہیں ہے اور شافعی ہی سے روایت ہے کہ اگر لوگ قیام کو لمبا اور رکعتوں کو کم کریں تو اچھا ہے اور رکعتیں زیادہ پڑھیں اور قرأت کو کم کریں تو بھی اچھا ہے لیکن قرأت کو زیادہ کرنا اور رکعتوں کو کم کرنا میرے نزدیک محبوب تر ہے ترمذی نے کہا زیادہ سے زیادہ اکتالیس ۴۱ رکعت تک مروی ہے۔ یعنی وتر سمیت۔ ترمذی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور تحقیق ابن عبدالبر نقل کیا ہے کہ اسود بن یزید سینتالیس ۴۷ رکعت پڑھتے تھے اور بعض نے کہا از تیں رکعت اس کو محمد بن نصر نے بروایت ابن ایمن مالک سے روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ تین وتر ملانے سے وہی ہوسکتی ہیں لیکن اس میں ایک وتر کی تصریح کی ہے تو انتالیس رکعت ہوئیں۔

فی الوتر کانہ کان تارۃ یو تر بواحدۃ وتارۃ بثلاث وروی محمد بن نصر من طریق دائود بن قیس قال ادرکت الناس فی امارۃ ابان بن عثمان وعمر بن عبدالعزیز یعنی بالمدینۃ یقومون بست وثلاثین رکعۃ ویو ترون بثلث وقال مالک ھو الا مر القدیم عندنا وعن الزعفرانی عن الشافعی رایت الناس یقومون بالمدینۃ بتسع وثلاثین وبمکۃ بثلث وعشرین ولیس فی شئی من ذلک ضیق وعنہ قال ان اطالوا القیام واقلو السجود فحسن وان اکثروا السجود واخفو القراء ۃ فحسن والا ول احب الی وقال الترمذی اکثر ما قیل فیہ انھا تصلی احدی واربعین رکعۃ یعنی بالو تر کذا وقال وقد نقل ابن عبدالبر عن الا سود بن یزید یصلی 'اربعین یو تر بسبع وقیل ثمان وثلثین ذکرہ محمد بن نصرعن ابن ایمن عن مالک وھذا یمکن ردہ الی الا ول بانضمام ثلث الوتر لکن صرح فی روایۃ بانہ یوتر بواحدۃ فتکون اربعین الا واحدۃ.

قال مالک (۱) وعلی ھذا العمل منذ بضع ومائۃ سنۃوعن مالک ست واربعون وثلث الو ترو ھذا ھو المشھور عنہ وقدر واہ ابن وھب عن العمری عن نافع قال لم ادرک الناس الا وھم یصلون تسعا وثلثین یو ترون منھا بثلث ومن زرارۃ بن او فی انہ کان یصلی بھم بالبصرۃاربعا وثلثین و یوترو عن سعید بن جبیر اربعا وعشرین وقیل ست عشرۃ غیر الوترروی عن ابی مجلز عن محمد بن نصرو اخرج من طریق محمد بن اسحاق حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید قال کنا نصلی زمن عمر فی

---

(۱) مالک نے کہا کئی اوپر سو برس سے اسی پر عمل چل رہا ہے اور مالک سے چھتیس رکعت نفل اور تین وتر بھی منقول ہیں اور مشہور ان سے اسی طرح ہے اور تحقیق ابن وہب نے عمری سے اور عمری نے نافع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جن لوگوں کا زمانہ پایا ہے وہ انتالیس رکعت پڑھاتے تھے کہ تین ان میں وتر ہوتیں اور زرارۃ بن اوفیٰ تابعی سے روایت ہے کہ وہ بصرہ میں لوگوں کو علاوہ وتر کے چونتیس رکعت پڑھاتے تھے اور سعید بن جبیر (تابعی کبیر) سے علاوہ وتر کے چوبیس رکعت کی روایت ہے اور بعض نے کہا کہ علاوہ وتر کے سولہ رکعت روایت کیا اس کو محمد بن نصر نے ابی مجلز (تابعی) سے اور محمد بن نصر نے محمد بن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ مجھ کو محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی کہ ان کے دادا سائب بن یزید صحابی نے کہا کہ ہم حضرت عمر کے زمانہ میں تیرہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے ابن اسحٰق تابعی کہتے کہ اساتذہ سے جو ہم نے سنا ہے اس میں بھی تیرہ رکعت زیادہ ثابت ہیں اور وہ آنحضرت کی نماز شب کے موافق بھی ہے جو حضرت عائشہؓ کی حدیث میں مذکور ہے۔

رمضان ثلث عشرة قال ابن اسحاق وهذا اثبت ما سمعت فی ذلک وهو موافق لحدیث عائشة فی صلوٰة النبی صلی الله علیه وسلم من اللیل والله اعلم انتهی۔

الحاصل گیارہ رکعت تراویح سے جو زیادہ عدد منقول ہیں اس پر کسی نے قرون ثلثہ میں انکار نہیں کیا اگرچہ عمل اس پر نہ کیا ہو تو بس جواز وسنت جملہ اعداد پر اجماع ہو گیا۔ بعد ازاں قرون کے اور اگر کسی نے اس پر انکار کیا تو وہ قابل التفات کے نہیں لہٰذا بیس رکعات کو یا اس سے زیادہ کو بدعت کہنا ہرگز سزاوار نہیں۔ چنانچہ واضح ہو گیا اور یہ مدعا در صورہ اتحاد دونوں صلوٰۃ کے بھی حاصل ہے بحث تفرقہ ہر دو صلوٰۃ کی بسبب سوال سال کی گئی اگرچہ رائے بعض علمائے سلف سے یہ رائے خلاف ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر:۔ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی ۱۶ شوال ۱۳۱۵ھ۔ رشید احمد۔

جو نماز تراویح کی آٹھ رکعت پڑھے

(سوال) آٹھ رکعت تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں جیسا کہ بعض آدمی پڑھتے ہیں۔

(جواب) جو لوگ آٹھ رکعت پڑھتے ہیں وہ تارک فضیلت سنت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حفاظ کو تراویح میں قرآن مجید سنانے کا معاوضہ دینے کے مسائل

(سوال) نماز تراویح میں قرآن پڑھنے یا سننے پر اجرت مقرر کر کے لینا یا بغیر مقرر کئے ہوئے قاری وسامع کو کچھ دینا کیسا ہے۔

(جواب) قرآن سنانے کی اجرت تراویح میں لینا درست نہیں کہ قرآن پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔ قال فی رد المحتار الآخذ والمعطی آثمان انتهی والله تعالیٰ اعلم۔

(سوال) حافظوں کو نماز تراویح میں قرآن اجرت پر سنانا اور اجرت مقرر کری ہو یا نہ کری ہو لینا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ اجرت لینا منع ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جیسے اجرت اذان واقامت وامامت درست ہے ویسے ہی قرآن سنانے پر درست ہے۔ صحیح کس طور پر ہے۔

(جواب) حافظوں کو اجرت پر قرآن سنانا حرام ہے اور اجرت بھی ناجائز ہے اذان واقامت اور تعلیم ووعظ اس کو متاخرین نے بوجہ ضرورت استثناء کیا ہے۔ قرآن سنانے میں کوئی ضرورت

نہیں جس نے قرآن سنانے کو اذان پر قیاس کیا ہے وہ غلط ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح میں قرآن مجید سننے والے کی اجرت

(سوال) جس حالت میں قرآن مجید کا سننا لازم ہوا تو اس ضرورت کے ادا کرنے کے واسطے حافظ کو کچھ اجرت کے طور پر ٹھہرا کر دینا کیسا ہے؟ اگر حافظ کو نہ دیا جائے سامع کو کچھ اجرت کے طور دینا کیسا ہے اگر حافظ کو نہ بھی دیا جاوے تو سامع بغیر لئے نہیں مانتے اور سامع کے صرف حافظ کے پڑھنے میں شک رہتا ہے اور اکثر بعض بعض الفاظ رہ جاتے ہیں بلکہ آیت رہ جاتی ہے اور تنہا حافظ کو اس کا پتہ نہیں چلتا تو مجبوراً سامع کو اجرت دی جاتی ہے اور سامع پہلے ٹھہرا لیتے ہیں پس بہتر کیا ہے۔ آیا الم ترکیف سے ہی روزانہ تراویح ادا کر لی جاویں یا سامع کو بطور اجرت کچھ دے دیا جاوے اور جو مصلحتیں اول سے آخر تک قرآن شریف سننے میں ہیں وہ حضور کو معلوم ہیں اظہار کی چنداں ضرورت نہیں اور اس وقت کے حافظ کی حالت بھی زمانہ کے موافق ظاہر ہے پس سب امورات پر نظر فرما کر جو حکم ہو اس سے مفصل اور مشرح طور پر آگاہی بخشے۔

(جواب) تراویح میں جو کلام اللہ پڑھے یا سنے اس کی اجرت دینا حرام ہے جب اجرت کا دینا حرام ہوا تو الم ترکیف سے ہی پڑھنا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حافظ کو بغیر مانگے کے دینا

(سوال) جو شخص قرآن نماز تراویح میں سنائے بغیر ٹھہرائے اور مانگے اگر آدمی کچھ اس کو بطور چندہ کے دیویں یہ لینا اس کو جائز ہے یا نہیں ہے اور دینے والے کو یہ دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر حافظ کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے اور جو حسب رواج وعرف دیتے ہیں۔ حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہتا تو درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح کی دو رکعتوں کی بجائے سہواً چار رکعت پڑھنے کا مسئلہ

(سوال) تراویح میں بجائے دو رکعتیں سہواً چار رکعت پڑھ لیں اب سجدہ سہو سے تلافی ہو کر نماز صحیح ہو گی یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ رکعتین پر قعدہ فرض تھا اور وہ ترک ہو گیا یہ مقولہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) دو تراویح ہوئیں ترک فرض نہیں ہوا بلکہ تاخیر فرض ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز تراویح میں قرآن مجید سننا کیسا ہے

(سوال) نماز تراویح میں اول سے آخر تک قرآن شریف کا سننا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔

(جواب) نماز تراویح میں کلام اللہ شریف سننا سنت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح میں قرآن مجید سنانا

(سوال) ہر حافظ قرآن کو ہر ماہ رمضان میں محراب سنانا سنت موکدہ ہے یا نہیں اور حافظ کو محراب سنانے میں زیادہ ثواب ہے یا نہیں (از سعید احمد خان صاحب مراد آبادی)

(جواب) تراویح میں قرآن سنانا اور سننا سنت ہے مگر ہر حافظ پر مؤکدہ نہیں کہ سب پڑھا کریں اگر کوئی جدا پڑھے جب بھی درست ہے اس کے ترک سے عتاب نہ ہوگا۔ مگر قرآن کو پڑھتے رہنا چاہئے۔

شبینہ کا مسئلہ

(سوال) شبینہ یعنی کلام اللہ شریف ایک شب میں تراویح میں پڑھنا ثابت ہے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں کہ ادائے حروف بترتیل حتیٰ کہ تصحیح الفاظ تک نہیں ہوتی اور مقتدیوں پر بار تطویل وریاء وشہرت علاوہ لہذا ایسی صورت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) قرآن شریف کا ایک رات میں ختم کرنا بصورت تصحیح الفاظ وغیرہ جائز ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں ختم کرنا ثابت ہے اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہیں پڑھا مگر الفاظ صحیح پڑھے گئے تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم ہوگا اور با ترتیل میں ثواب زائد اور ریاء تو فرائض میں بھی ممنوع ہے تراویح پر کیا موقوف ہے اور مقتدیوں کو اگر اس طرح پڑھنا دشوار ہوتا ہے تو نہ پڑھیں فقط۔

ملفوظات

ایک مسجد میں مکمل تراویح پڑھنے کے بعد دوسری مسجد میں تراویح میں شریک ہونا

ا۔جس صورت میں لوگوں کے جمع ہونے سے مسجد کی بے تعظیمی ہوتی ہے ایسی صورت میں چپکے سے ختم کردینا اور کسی کو خبر نہ کرنا بہت بہتر اور مناسب ہے اور جس شخص نے بیس تراویح پڑھ لی ہوں پھر کسی دوسری مسجد تراویح ہوتی دیکھے تو شریک ہوجاوے کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

تراویح میں سورۂ اخلاص کی تکرار

۲۔تراویح میں سورۂ اخلاص کو مکرر کرتے ہیں اس واسطے کہ ایک بار میں قرآن کی سورۃ ہونا نیت کرتے ہیں اور دوبارہ اس کو اس خیال سے پڑھتے ہیں کہ جو کچھ کمی غلطی قرآن میں واقع ہوئی اس کا جبر نقصان ہوجاوے کہ یہ ثلث قرآن وصف رحمٰن تعالیٰ شانہ ہے بعض کتب فقہ میں بھی یہ لکھا ہے۔پس مضائقہ نہیں۔اور مکرر پڑھنا کسی سورۃ کا حرج نہیں۔مگر اس کو سنت نہ جانے اور مکرر پڑھنا کسی آیت کا تو حدیث سے بھی ثابت ہے کسی وجہ سے مگر اس وجہ خاص سے سراجیہ کتب فقہ میں لکھا ہے اور کوئی ضروری امر نہیں چاہے نہ پڑھے البتہ ضروری اور سنت جان کر پڑھنا بدعت ہوجائے گا۔

۳۔جو مکروہ وقت میں نماز ہووے اس کا اعادہ چاہئے اگرچہ عصر کو بعد مغرب ہی پڑھے کہ جبر نقصان ہوجاتا ہے۔

۴۔امانت کو بلا اذن صرف کرنا خیانت ہے گناہ ہوگا۔

۵۔جماعت کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں کہ پوری نماز امام کے ساتھ ملے ہرگز نہ جاوے کہ اعراض جماعت مسلمین سے ظاہر ہے اور دوسری جگہ کا ملنا محتمل اور اس مسجد کا حق تلف ہوتا ہے اور صورت تہمت و اعراض۔

باب: بھول کے سجدوں کا بیان

سنن ونوافل میں قعدہ اولیٰ کا چھوڑنا

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے چار رکعت نفل کی نیت کی اور بیچ کے قعدہ میں بیٹھنا بھول گیا۔ اسی طور پر چاروں رکعت پوری کرلیں اخیر میں قعدہ کر کے سلام پھیرا، یہ نماز اس کی ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو نوافل کی اصل رکعات دو ہیں بیچ کا قعدہ فرض تھا باوجود ترک نماز کیسے ہوئی اور جو نہیں ہوئی تو قضا میں کے رکعت پڑھے دو یا چار۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص نے چار فرائض کی نیت کی اور قعدہ اخیرہ کا نہ کیا پس اس صورت میں جو فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر پانچویں رکعت کا کرلیا تو فرض باطل ہو گئے اب اگر ایک رکعت اور ملا لیوے گا تو چھ نفل ہو جاویں گے پس جس حالت میں قعدہ اخیر فرض کو ترک ہوا تو نوافل ہونا کیسے صحیح ہوا یا قعدہ اخیرہ کی فرضیت میں بہ نسبت فرائض ونوافل کے کچھ تفاوت ہے اور پہلی صورت نوافل کی بعض صاحب ایسی فرماتے ہیں کہ دو رکعت نفل کی قضا ہوگی اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہاں فرض سے دو جائز اور دو ناجائز اور یہاں فرائض میں چاروں بلکہ چھٹیوں جائز مگر فرضیت باطل اور نفلیت قائم دونوں میں کیا فرق ہے بینوا توجروا۔

(جواب) اس کی چار رکعتیں ہو گئیں اور قعدہ اولیٰ نوافل میں مطلقاً فرض نہیں بلکہ اس وقت فرض ہوتا ہے کہ رکعت اخیرہ بعد واقع ہو اور جس وقت کہ یہ شخص تیسری رکعت میں کھڑا ہو گیا تو معلوم ہوا کہ یہ محل قعدہ فرض کا نہ تھا بلکہ قعدہ اس جگہ واجب تھا جیسا کہ فرائض میں بھی واجب ہوتا ہے پس اس کا انجبار سجدہ سہو سے ہو سکتا ہے نفل میں بھی اور فرائض میں بھی ہاں اگر مصلی تیسری رکعت کے قیام سے قعدہ اولیٰ کی طرف لوٹ آیا تو معلوم ہوا کہ یہ قعدہ قعدہ اخیرہ تھا جو فرض ہے پس اس وقت میں قیام سے تاخیر فرض ہوئی اس لئے انجبار اس کا سجدہ سہو سے ہو جاوے گا اور فرض میں قعدہ اولیٰ کا وجوب اور ثانیہ رکن ہوتا ہے۔ مستر داور موقوف فعل مصلی پر نہیں بلکہ قعدہ اخیرہ یعنی ثنائی میں دو رکعت کے بعد اور ثلاثی میں تین رکعت کے بعد اور رباعی میں چار رکعت کے بعد قعدہ ہر حال فرض ہے مصلی اگر اس موقوف سے تجاوز کرے تو قبل اس کے کہ رکعت زائدہ کو مقید بسجدہ کرے دو رکعت محل رفض ہے اس کو چھوڑ سکتا ہے اور جب اس کو مقید بسجدہ کر دیا تو اب یہ رکعت ثانیہ ہو کر قابلیت فرض سے نکل گئی تو اس میں متحقق ہو گیا کہ مصلی نے قعدہ مفروضہ کو چھوڑ دیا۔ پس

فرضیت باطل ہوگئی۔ مگر نفلیت کا بطلان اس وجہ سے نہیں ہوا کہ اس میں یہ قعدہ فرض نہ تھا کیونکہ یہ رکعت وسط صلوٰۃ میں واقع ہوئی ہے نہ آخیر میں قال فی الدر المختار تحت قوله والقعود الاول ولو فی الاصح (۱) اور اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے۔

لانه وان (۲) کان کل شفع منه صلوة علی حدة حتی افترضت القراءة فی جمیعه لکن القعدة انما افترضت للخروج من الصلوٰة فاذ اقام الی الثالثة تبین ان ما قبلها لم یکن اوان الخروج من الصلوٰة فلم تبق القعدة فریضة انتهی کلامه.

پس اس سے معلوم ہوگیا کہ چار رکعت اس کی ہوگئیں اور قضا نہ آوے گی نہ دو کی نہ چار کی پس ان صاحب کا قول غلط ہوگیا کہ جو فرماتے ہیں دو کی قضا آوے گی اور دونوں صورتوں میں فرق بھی ظاہر ہوگیا اور یہ جواب موافق مذہب شیخین کے ہے اور امام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ونفل میں کوئی فرق نہیں۔ جیسا کہ فرائض باطل ہوگئے ویسے ہی اصل صلوٰۃ باطل ہوگی پس ان کے مذہب کے موافق سرے سے سوال ہی وارد نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ کہ کل شفع من النفل صلوة علی حدة (۳) کلیہ نہیں بلکہ بعض احکام کے اعتبار سے ہے قال فی رد المحتار و کون کل شفع صلوٰة علی حدة لیس مطردا فی کل الاحکام ولذا لو ترک القعدة الاولی لا تفسد خلافا لمحمد رحمه الله تعالیٰ (۴) انتہی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنن ونوافل میں ضم سورۃ کا حکم

(سوال) آیا سنن ونوافل میں ترک ضم سورت سے سجدہ سہو لازم ہوگا اور وتر کو اس بارے میں حکم فرائض کا دیا جاوے گا یا سنن کا کہ وتر میں بھی ترک ضم سے سجدہ آوے۔

---

(۱) درمختار میں اس قول کے تحت کہ قعدہ اولیٰ اگرچہ نوافل میں ہو صحیح مسئلہ یہ ہے کہ۔
(۲) اس لئے کہ وہ اگرچہ اس کی ہر دو رکعت مستقل علیحدہ نماز ہے اور اسی لئے قرأت اس کی کل رکعات میں فرض ہے لیکن قعدہ کی فرضیت صرف نماز سے نکلنے کے لئے ہے تو جب وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو ظاہر ہوگیا کہ اس کے ماقبل نماز سے نکلنے کا وقت نہ تھا لہٰذا وہ قعدہ فرض نہ رہا۔
(۳) نفل کی ہر دو رکعت مستقل علیحدہ نماز۔
(۴) ردالمحتار میں ہے کہ ہر دو رکعت کا مستقل نماز ہونا تمام احکام میں ضروری نہیں اور اسی لئے اگر کسی نے قعدہ اولیٰ چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اس میں محمد رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔

(جواب) ضم سورۃ یا فاتحہ نوافل وسنن میں مثل فرائض کے واجب ہے ترک سے سجدہ سہو آوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قومہ وجلسہ کی دعاؤں کا حکم

(سوال) قومہ وجلسہ میں دعاء مسنونہ پڑھنے سے جو شخص کہتا ہو کہ سجدہ سہو لازم ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ فقط

باب وتر کا بیان

فرض پڑھانے والے کے سوا کوئی اور وتر پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال) یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھاوے وہی وتر پڑھاوے اگر دوسرا شخص پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے کہ دوسرا شخص وتر پڑھاوے اور جو مشہور ہے غلط ہے۔

جس کو فرض کی نماز نہ ملے وہ وتر کیسے پڑھے

(سوال) جس شخص کو نماز جماعت فرضوں کی نہ ملے وہ نماز وتر جماعت سے پڑھے یا علیحدہ زید کہتا ہے کہ وتر جماعت سے نہ پڑھے۔ صحیح کس طرح ہے۔

(جواب) وتر جماعت سے پڑھ لے فقط۔

دعا قنوت کے بعد درود شریف کا پڑھنا

(سوال) وتروں میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا جیسے کہ شرح درمختار میں لکھا ہے کیسا ہے زید کہتا ہے کہ دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا اچھا ہے۔

(جواب) دعائے قنوت کے بعد درود شریف مستحب ہے۔ فقط

باب الجمعہ والعیدین

جمعہ کہاں اولیٰ ہوگا

(سوال) یہاں بہت سی مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے اولیٰ کس میں ہے۔
(جواب) سب مسجدوں میں جمعہ درست ہے مگر بڑی مسجد میں اولیٰ ہے یا جس میں امام عالم متقی ہو فقط والسلام۔

قریہ میں جمعہ وعیدین کا ہونا

(سوال) جس مقام پر تفسیر مصر حسب فقہاء صادق نہ آتی ہو مثل قریہ وغیرہ یا جس مصر میں حاکم اور نائب بھی نہ ہو کہ اجرائے حدود شرعیہ کرے اور کفار وہاں کے مانع احکام شرعیہ بھی نہ ہوں تو وہاں جمعہ عیدین قائم کیا جاوے یا نہیں اگر ایسی جگہ قائم کرلیں تو صحیح ہوگا یا ظہر ذمہ باقی رہے گی اور حدیث لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع صحیح ہے یا ضعیف۔
(جواب) یہ حدیث قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح ہے اور اس پر ہی عمل درآمد حنفیہ کثرہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ قریہ میں نماز جمعہ کسی حال میں ادا نہیں ہوتی۔ البتہ قصبہ یا شہر میں اگر غلبہ کفار کا ہو اور اپنا امام خطیب مقرر کر کے جمعہ ادا کریں جیسا اب مروج ہے تو جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیہات میں جمعہ کا پڑھنا

(سوال) چھوٹا گاؤں جس میں جمعہ درست نہیں اس کی کیا تعریف ہے اور بڑا گاؤں جس میں جمعہ درست ہے وہ کتنے آدمیوں کا ہوتا ہے اور اگر چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھیں تو پھر ظہر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بڑے گاؤں میں بعد جمعہ ظہر پڑھیں یا نہیں۔
(جواب) واضح ہو کہ جمعہ پڑھنے کے لئے کسی خاص قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بات شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہوئی بلکہ شرعی دلیل سے ثابت ہے کہ جمعہ کا پڑھنا ہر جگہ فرض ہے خواہ شہر ہو یا گاؤں خواہ بڑا گاؤں ہو یا چھوٹا گاؤں چنانچہ **یا یھا الذین امنوا اذآ نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا لبیع .**

یعنی اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکار ہو تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں جناب باری نے عام طور پر ہر مسلمان کو فرمایا کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان ہو تو لوگ فوراً حاضر ہوں لہذا اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جمعہ کے لئے کسی خاص قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ حدیث سے یہ بات ضرور ثابت ہوئی ہے کہ جمعہ کے لئے اس قدر آدمی ہونے چاہئیں کہ جن سے جماعت ہو جاوے چنانچہ بیہقی میں ہے۔ **عن طارق بن شهاب رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال الجعمة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض رواه ابو دائود انتهی مختصراً۔**

یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے بجز چار کے مملوک (۱) غلام یا (۲) عورت یا (۳) بچہ یا (۴) بیمار کے خلاصہ یہ کہ جمعہ کے لئے اتنے آدمی ہونے چاہئیں کہ جن سے جماعت ہو جاوے اور جماعت کے لئے سب سے کم درجہ دو عدد ہے اور دو شخصوں سے جماعت ہو جاتی ہے چنانچہ نیل الاوطار میں ہے۔

اما الا ثنان فبانضمام احد هما الیٰ الا خریحصل الا جتماع وقد اطلق الشارع علیهما اسم الجماعة فقال الا ثنان فما فو قهما جماعة کما تقدم فی ابو اب الجماعة۔

خلاصہ یہ کہ دو شخصوں سے جماعت ہو جاتی ہے اب ظاہر ہے کہ آیت اور دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کے لئے کسی خاص قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قدر جماعت آدمی ہونے چاہئیں جن کا کم سے کم درجہ دو عدد ہے لہذا ان دلیلوں کے بموجب اگر کوئی ایسی بستی ہو کہ اس میں صرف دو ہی مسلمان ہوں تو اس میں بھی جمعہ فرض ہے ہاں البتہ حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لئے مصر یعنی شہر کا ہونا شرط ہے اور اس کے لئے دلیل یہ قول بیان کیا گیا ہے۔ **لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر**

---

(۱) اگر دو ہوں تو ایک کا دوسری سے مل جانا اجتماع کا حصول ہے اور شارع نے ان دونوں پر جماعت کا لفظ کہا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ "دو اور ان سے زیادہ جماعت ہیں۔" جیسا کہ یہ حدیث پہلے ابواب الجماعۃ میں گزر چکی ہے۔
(۲) جمعہ وتشریق وعید الفطر وعید الاضحیٰ بجز شہر جامع کے اور کہیں نہیں ہوتے۔

جامع اور اس قول کو صاحب ہدایہ نے حضرت کا قول قرار دیا ہے مگر صحیح بات یہ ہے، کہ یہ حضرت کا قول نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ **قوله يقول عليٌّ لا جمعة ولا تشريق الخ رفعه المصنف وانما رواه ابن ابی شيبة موقوفا على على رضى الله تعالىٰ عنه لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا فى مصر جامع او مدينة عظيمة وصححه ابن حزم** (۱) یعنی مصنف نے اس قول کو مرفوع قرار دیا ہے یعنی حضرت کا قول کہا ہے حالانکہ یہ قول حضرت علی پر موقوف ہے یعنی ان کا ہی قول ہے خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مصر یعنی شہر کا ہونا شرط ہے اس کے بعد خود حنفیہ میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ مصر کس کو کہتے ہیں اور اس بارے میں علماء حنفیہ کے مختلف اقوال موجود ہیں چنانچہ یہ اقوال ہدایہ اور اس کی شرحوں میں موجود ہیں لیکن واضح ہو کہ جمعہ کے لئے مصر کا ہونا خود حنفیہ کے اصول اور قاعدہ کی رو سے حجت نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس کے خلاف حدیث مرفوع یعنی حضرت کا قول موجود ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور حنفیہ کا قاعدہ ہے کہ جو قول صحابی ایسا ہو کہ اس کے خلاف حدیث مرفوع موجود ہو تو وہ حجت نہیں ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔

قول الصحابى حجة فيجب تقليده عندنا اذا لم ينفه شئى اخر من السنة (۲) یعنی قول صحابی حجت ہے لہذا اس کی تقلید ہمارے اوپر واجب ہے مگر اس وقت کہ کوئی حدیث اس کی نفی نہ کرے اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ قول صحابی حجت نہ ہوگا کیونکہ اس کے خلاف حدیث مرفوع موجود ہے لہذا جمعہ کے لئے شہر کی شرط ٹھہرانا باطل ہو گیا اور قابل تسلیم نہیں رہا اور جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنا ضروری نہیں ہے دو ۲ وجہ سے ایک یہ کہ اس کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے دوسرے یہ کہ جو لوگ آج کل جمعہ کے بعد ظہر پڑھنی بتاتے ہیں وہ یہ وجہ کہتے ہیں کہ دیہاتوں میں جمعہ کے فرض ہونے میں شک ہے اس واسطے احتیاطاً ظہر پڑھ لینی چاہئے لیکن اوپر معلوم ہو چکا کہ قرآن اور حدیث کی رو سے دیہاتوں میں جمعہ فرض ہے لہذا اب جمعہ کی فرضیت میں شک نہیں رہا اور جب شک جاتا رہا تو احتیاطی ظہر بھی جاتی رہی اور اس کے پڑھنے

---

(۱) اس کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق نہیں ہے۔ الخ تو مصنف نے اس کو مرفوع کیا ہے حالانکہ ابن ابی شیبہ نے اس کو حضرت علیؓ پر موقوف روایت کیا ہے کہ نہ جمعہ ہے نہ تشریق نہ عید الفطر نہ عید الاضحیٰ مگر جامع شہر میں یا بڑے شہر میں اور اس کو ابن حزم نے صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) صحابی کا قول حجت ہے اس کی تقلید واجب ہے ہمارے پاس جبکہ سنت سے کوئی اور چیز اس کے منافی نہ ہو۔

کی کوئی وجہ نہیں باقی رہی واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو محمد عبدالحق اعظم گڑھی عفی عنہ:۔

عن ابن عباس اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبدالقیس بجوائی عن البحرین بخاری و ابو دائود وقال جوائی قریة فی قری البحرین. (۱)

اور امور معلومہ ظاہرہ سے ہے کہ عبدالقیس نے بغیر امر حضرت ﷺ کی اقامۃ جمعہ نہیں کیا ازانکہ عادت صحابہ کرام سے یہ ہے کہ کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہیں کیا کرتے خصوصاً زمان نزول وحی میں اور خصوصاً ابتداء اسلام میں معہذا اگر یہ امر اقامۃ جمعہ منجملہ ممنوعات شرعیہ سے ہوتا تو البتہ اس کی نہی میں نزول وحی ہوتا اور عدم نزول وحی اقوی ادلہ جواز سے ہے۔ چنانچہ حضرت جابر اور ابو سعید نے جواز عزل پر اسی طرح استدلال کیا اور کہا: **کنا نعزل والقرآن ینزل وھکذا.**

اور شواہد اس کے بہت ہیں وایضا نماز جمعہ مانند سائر صلوٰۃ کے ہے **الا ماوردبہ النص بالتخصیص کالخطبہ وغیرہ** (۳) اور بالاتفاق جمیع صلوات سب جگہ بلا فرق قری ومدن کے لازم ہے یہ بھی ویسا ہی ہے۔ اور...... **ایضاً حدیث الجمعة الجمعة واجب علی کل محتلم.** (۴) عام ہے جمیع امکنہ کو بلا تخصیص بلاد عظیمہ وغیرہ کے اور حسب قاعدہ اصولیہ عام جب تک کوئی مخصص صحیح موازن اس کی توقیت وغیرہ میں نہ ہو عموم پر محمول ہوتا ہے باقی وہ حدیث جس پر فرقہ متعصبہ نازاں وفرحان ہے: **عن علی مرفوعاً لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع** امام احمد نے اس حدیث کے رفع میں بہت کلام کیا اور اخیر فیصلہ کیا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے اور ابن حزم نے فرمایا: **الصحیح وقفہ** نیل الاوطار میں ہے:۔ **وللاجتهاد فیها مسرح فلا ینتهض للاحتجاج.** (۵)

---

(۱) اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اول جمعہ جو اسلام میں اس جمعہ کے بعد ہوا جو نبی ﷺ کی مسجد میں ہوا تھا وہ مسجد عبدالقیس کا جمعہ ہے جو بحرین کی جواثی میں ہوا تھا (بخاری ابوداؤد اور کہا کہ جواثی بحرین کی دیہایت میں سے ایک قریہ ہے)

(۲) ہم عزل کیا کرتے تھے جب کہ قرآن اترتا تھا (عزل کہتے ہیں عورت سے صحبت کرنے کے بعد انزال باہر کرنا تاکہ نطفہ نہ ٹھہرے۔)

(۳) مگر یہ کہ جس کے متعلق نص خصوصیت کی وارد ہو جیسے کہ خطبہ وغیرہ۔

(۴) ونیز حدیث جمعہ کہ جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے۔

(۱) اور اس میں اجتہاد کے لئے راہ کھلی ہے تو اس کو بطور دلیل نہیں کھڑا کیا جا سکتا۔

پس یہ حدیث موقوف کیونکر معارضہ اس حدیث مذکورہ بالا کا کرسکتی ہے بلکہ یہ حدیث متکلم فیہ ہے امام نودی فرماتے ہیں:۔ حدیث علی متفق علی ضعفہ (۱) علاوہ اس کے اور احادیث اس کی مؤیدات ہیں بخاری شریف میں ہے قال یونس کتب زریق بن حکیم الی ابن ابی شهاب وانا معه یومئذ بوادا لقری هل تری ان اجمع وزریق عامل علی الارض یعملها وفیها جماعة من السودان وغیر هم وزریق یومئذ علی ایلة فکتب ابن شهاب وانا اسمع یا مره ان یجمع الحدیث بطوله (۲) ابن ابی شیبة من طریق ابی رافع عن ابی هریرة عن عمر سے لائے ہیں۔

ان عمر رضی الله تعالیٰ عنه کتب الیٰ اهل البحرین ان اجمعوا حیث ما کنتم قال هذا یشتمل القری والمدن وصححه ابن حزیمة .(۳)

امام بیہقی طریق ولید بن مسلم سے لائے ہیں:۔قالت سالت اللیث بن سعد رایه عن التجمیع فی القریٰ، فقال کل مدینة اوقریةفیها جماعة امرو ابالجمعةفان اهل مصر و سوا حلها کانوا یجمعون الجمعة علی عهد عمرو عثمان بامرهما وفیها رجال من الصحابة .(۴)

القصہ احادیث کثیرہ ما بین ضعاف وحسان اس بارے میں اسفار معتبرہ میں موجود ہیں تو معلوم ہوا کہ جہاں جمعہ پڑھنا ضروری ہے از آنکہ وعید تارک جمعہ سب پر عائد ہے باقی جمعہ کے لئے جماعت کا ہونا ضروری ہے اور تعیین جماعت متیقن اقوال مختلفہ وارد ہوئے۔ چنانچہ صاحب فتح الباری نے ۱۵ اقوال نقل کئے اماوہ تعیین جو خود شارع شریف سے ثابت ہے متیقن وواجب التسلیم

ع۔ صحیح یہ ہے کہ وہ موقوف ہے۔

(۱) علی کی حدیث کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

(۲) یونس نے کہا ہے کہ زریق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا ہے اور میں اس وقت ان کے ساتھ (وادی القریٰ میں تھا) کہ کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ میں جمعہ شروع کروں اور زریق زمین پر عامل ہے کہ اس پر حکومت کر رہا ہے اور اس میں ایک جماعت سوڈانیوں وغیرہ کی ہے اور زریق اس وقت ایلہ میں تھا تو ابن شہاب نے لکھا ہے اور میں سن رہا تھا کہ انہوں نے اس کو حکم دیا کہ پوری حدیث جمع کردے۔

(۳) ابن ابی شیبہ ابی رافع کی روایت سے ابی ہریرہ عن عمر سے روایت کرتے ہیں عمر نے اہل بحرین کو لکھا کہ تم جہاں کہیں ہو جمعہ پڑھو۔ ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ یہ حکم دیہات اور شہروں پر شامل ہے اور اس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

(۴) کہا کہ میں نے لیث بن سعد سے ان کی رائے دیہات میں جمعہ کے متعلق دریافت کی تو فرمایا ہر جگہ شہر ہو کہ دیہات جہاں لوگ ہوں گے وہاں جمعہ کا حکم دیا جائے کیونکہ اہل مصر اور اس کے کناروں پر رہنے والے عمر وعثمان کے زمانے میں ان کے حکم سے جمعہ پڑھتے تھے اور ان میں بہت سے صحابہ تھے۔

ہے فرمایا:۔

اثنان فما فوقها جماعةقال فی النیل لم یثبت دلیل علیٰ اشتراط عدد مخصوص وقد صحت الجماعة فی سائر الصلوٰة باثنین ولا فرق بینها وبین الجمعة ولم یات نص رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بان الجمعة تنعقد بکذا وکذا.(۱)

پس حاصل یہ کہ جب دو شخص کسی مکان میں مل کر جماعت سے جمعہ پڑھ لیں تو وہ ادائے ما وجب علیہما سے بری ہوگئے ہٰذا ہوالحق سید محمد نذیر حسین، سید محمد عبدالسلام غفرلہ، سید محمد ابوالحسن۔

آیت سے فرض ہونا جمعہ کا عام طور پر ہر جگہ ثابت ہوا شہر ہو یا قریہ پس تخصیص شہر کی نص کے مقابلہ میں موافق قاعدہ اصول حنفیہ کے احناف کو کرنا چاہئے **واذا لیس فلیس** ءاور خلاف قواعد اپنے مذہب کے فتویٰ دینا کالحیاری فی الصحاری ء باطل ہے:۔ **بل هو هرس من هرسات الشیطان** اور ابوداؤد میں ہے **باب الجمعة فی القری حدثنا عثمان بن ابی شیبة ومحمد بن عبداللہ المخزومی لفظه قالا نا وکیع عن ابراهیم بن طهمان عن ابی جمرة عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال ان اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بالمدینة الجمعة جمعت بجوائی قریة من قریٰ البحرین قال عثمان من قری عبدالقیس.**

اور صلوٰۃ جمعہ ادا کر کے پھر ظہر پڑھنا ایک محدث امر ہے اور وسوسہ شیطانی حدیث میں آیا ہے کل محدث بدعة للہ تلطف حسین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا للہ علی جزائل نعمائه وشاکرا له علی جلائل الآئه ومصلیا علی رسوله محمد افضل انبیائه ومبلغ انبائه وعلیٰ سائر الصحب والآل ومن سلک مسالک اقتفائه اقول وباللہ التوفیق.

یہ جواب فتویٰ کے چھوٹے گاؤں میں بھی جمعہ فرض ہے اگر چہ وہاں دو ۲ ہی مسلمان ہوں

---

(۱) دو اور دو سے زیادہ جماعت ہیں نیل میں ہے کہ کوئی دلیل اس بات پر ثابت نہیں ہے کہ عدد مخصوص مشروط ہے اور جماعت ہر نماز میں:۔ ہو جاتی ہے اور اس میں اور جمعہ میں کوئی فرق نہیں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی نص ثابت ہے کہ جمعہ اتنے اور اتنے سے ہوگا۔ ءہ۔ اور یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔

ء۔ جیسے جنگل میں سرخاب۔ صہ۔ بلکہ یہ شیطان کی ہوسنا کیوں میں سے ایک ہوس ہے۔

للہ۔ ہر نئی چیز بدعت ہے۔

ہر گز صحیح نہیں ہے کیونکہ روایات معتبرہ صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت ہو چکی تھی۔ مگر جناب رسول اللہ ﷺ کو مکہ معظمہ میں اقامۃ جمعہ کی بسبب غلبۂ کفار کے قدرت نہ تھی لہذا اقامۃ جمعہ سے عاجز رہے۔ لیکن اہل مدینہ کو آپ نے واسطے اقامۃ جمعہ کے امر فرمایا تھا اور حسب حکم آپ کے مدینہ طیبہ میں جمع ہوا اور تا مقدم رسول اللہ ﷺ وہاں جمعہ جاری رہا۔ چنانچہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:۔ **وذلک ان الجمعة فرضت علی النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو بمكة قبل الهجرة كما اخرج الطبرانی عن ابن عباس فلم يتمكن من اقامتها هنالک من اجل الكفار فلما هاجر من هاجر من اصحابه الی المدينة كتب اليهم يا مرهم ان يجمعوا فجمعوا انتهیٰ عبارته** (۱)

اور نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی عون الباری میں اور علامہ قسطلانی اور علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں: **تحت قوله فهدانا الله له بان نص لنا عليه ولم يكلنا الیٰ اجتها دنا لا حتمال ان يكون صلی الله علیه وسلم علمه بالوحی وهو بمكة فلم تمكن من اقامتها بها وفيه حديث عن ابن عباس عند الدار قطنی ولذلک جمع لهم اول ماقدم المدينة كما ذكره ابن اسحاق وغيره انتهی كلامه جميعاً** (۲) اور نیز سنن ابوداؤد میں ہے:۔ **عن عبدالرحمن بن كعب بن مالک وكان قائد ابيه بعد ما ذهب بصره عن ابيه كعب بن مالک رضی الله عنهما انه كان اذا سمع النداء يوم الجمعة ترحم لا سعد بن زراره قال فقلت له اذا سمعت النداء ترحمت لا سعد بن ذرارة قال لانه اول من جمع بنا فی هزم البيت من حرة بنی بياضة فی نقيع يقال له نقيع الخضمات قلت كم كنتم يومئذٍ قال اربعون رجلا ورواه ابن ماجة وقال فيه كان اول من صلی بنا صلوٰة الجمعة قبل**

---

(۱) اور یہ اس لئے کہ جمعہ نبی ﷺ پر مکہ میں ہجرت کے پہلے فرض ہوا تھا جیسا کہ طبرانی نے اس کی روایت ابن عباس سے اس طرح بیان کی ہے کہ آپ وہاں کفار کی وجہ سے جمعہ قائم نہ فرما سکے لیکن جب آپ کے اصحاب میں سے جن کو ہجرت کرنی تھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو آپ نے ان کو لکھا اور حکم دیا کہ وہ جمعہ ادا کریں چنانچہ انہوں نے جمعہ ادا کیا یہاں نیل الاوطار کی عبادت ختم ہوگئی۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کی ہدایت کی، کے تحت بیان کرتے ہیں کہ وہ دن ہم کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا اور ہم کو اجتہاد کی طرف نہ متوجہ کیا اس احتمال سے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو وحی سے بتا دیا ہو، جب کہ آپ مکہ میں تھے اور وہاں اس کو قائم نہ کر سکے اور اس بارے میں دار قطنی کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے اور اسی بناء پر جب آپ اول اول مدینہ آئے تو ان کو جمعہ پڑھایا جیسا کہ ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ یہاں ان سب کا کلام ختم ہوا۔

مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ انتہیٰ(۱)

اور جب آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو اول جمعہ جو آپ کو وہاں ہوا آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی اور اس وقت تک آیت جمعہ ہرگز نہ نازل ہوئی تھی بلکہ ایک مدت کے بعد نازل فرمائی ہے چنانچہ اتقان میں ہے:۔

سورۃ الجمعۃ الصحیح انہا مدنیۃ لما روی البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واخرین منہم لما یلحقوا بہم قلت من ہم یا رسول اللہ الحدیث ومعلوم ان اسلام ابی ہریرۃ بعد الہجرۃ بمدۃ وقولہ قل یا یہا الذین ھادوا خطاب للیہود وکانوا بالمدینۃ واخر السورۃ نزل فی انفضاضہم حال الخطبۃ لماقدمت العیر کما فی الاحادیث الصحیحۃ فثبت انہا مدنیۃ کلہا انتہی عبارۃ الاتقان.(۲)

پس ان روایات سے ثابت ہو چکا کہ نزول آیت جمعہ کا بعد فرضیت جمعہ کے ہے اس آیت کے نزول سے ابتداء فرضیت جمعہ امت پر نہیں ہوئی بلکہ نزول آیت کا بعد فرضیت جمعہ کے ہوا ہے، بہت سے احکام اس قبیل سے ہیں کہ اول حکم نازل ہو گیا اور آیت اس باب میں بعد میں نازل ہوئی یہ آیت بھی اسی قسم میں داخل ہے سیوطی اتقان میں کہتے ہیں:۔

---

(۱) عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت ہے اور وہ اپنے والد کی بصارت جانے کے بعد ان کو لے جایا کرتے تھے اپنے والد کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو سعد بن زرارہ کے لئے دعا فرمایا کرتے کہتے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب آپ اذان کی آواز سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لئے فرماتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے پہلی مرتبہ ہم کو اپنے گھر کے نچلے حصہ میں بنی بیاضہ کے پتھر یلے میدان میں ایک جگہ جس کو نقیع الخضمات کہا جاتا تھا جمع کیا تھا میں نے پوچھا کہ اس وقت تم کتنے آدمی تھے تو فرمایا چالیس آدمی اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ان کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مکہ سے آنے کے پہلے انہوں نے ہی ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔

(۲) سورۂ جمعہ کے متعلق صحیح تو یہی ہے کہ وہ مدنی ہے جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی واخرین منہم لما یلحقوا بہم تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں (آخر حدیث تک) اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو ہریرہؓ ہجرت کے ایک مدت بعد اسلام لائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نبی کو کہ قل یا یہا الذین ھادوا یہود سے خطاب ہے جو مدینہ میں تھے اور یہ آخری سورۂ ہے جو بوقت خطبہ ان کے پراگندہ ہو جانے کے بارے میں نازل ہوا تھا جب کہ قافلہ آیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ سورۂ پوری مدنیہ ہے (اتقان کی عبارت ختم ہوئی)۔

النوع الثانی عشر هو تا خر حکمه عن نزوله وما تاخر نزوله عن حکمه الی ان قال ومن امثلته ایضاً ایة الجمعة فانها مدنیة والجمعة فرضت بمکة الیٰ اخر ما قال. (۱)

پس جو علماء فرماتے ہیں کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں ہوئی اس آیت سے سواگر ان کی یہ مراد ہے کہ وہ آیت جس سے فرض ہونا جمعہ کا ہم کو معلوم ہوتا ہے، مدینہ میں نازل ہوئی تو یہ قول ان کا درست اور بجا ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں بعد ہجرت اس آیت سے ہی فرض ہوا تو ہر اہل بصیرت پر واضح ہے کہ یہ رائے خلاف واقعہ کے ہے، چنانچہ اوپر کی احادیث سے ظاہر ہو گیا اور یہ روایت ابوداؤد وغیرہ کی ہے:۔ جمع اهل المدینة قبل ان یقلمها رسول الله صلی الله علیه وسلم وقبل ان تنزل الجمعة فقالت الانصار ان للیهود یوم یجتمعون فیه کل سبعة ایام وللنصاری کک فهلم فلنجعل یوم نجتمع فیه فنذکر الله تعالیٰ ونصلی ونشکره فجعلوه یوم العروبة واجتمعو علی اسعد بن زرارة فصلی بهم یومئذ وانزل الله تعالیٰ بعد ذلک اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الایة انتهی. (۲)

سو یہ روایت معارض اس پہلی روایت کے کہ جس میں امر رسول ﷺ کا باقامۃ جمعہ ثابت ہوتا ہے ہر گز نہیں ہے چونکہ یہ اجتماع انصار کا از رائے خود قبل امر رسول اللہ ﷺ کے ہوا تھا اور وہ صلوٰۃ نفلا تھی۔ اس کے سبب سے انہوں نے فرض ظہر ترک نہ کیا کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کر کے فریضہ حق سبحانہ تعالیٰ کو چھوڑ بیٹھتے اور بعد امر رسول اللہ ﷺ فریضہ دو رکعت پڑھی گئی اور اس کو مسقط ظہر ٹھہرایا گیا پس ان دونوں واقعات میں کچھ مخالفت اور تعارض نہیں ہے۔ الحاصل محقق ہو گیا کہ فرضیت جمعہ مکہ معظمہ میں ہو چکی تھی اور مکہ میں اقامۃ جمعہ سے تعذر رہا اور مدینہ طیبہ میں کہ مصر تھا اور مسلمانوں کو تمکن اقامۃ جمعہ کا تھا جمعہ بامر رسول اللہ ﷺ

---

(۱) بارہویں قسم وہ ہے جس کا حکم نزول سے متاخر ہے اور جس کا نزول حکم سے متاخر ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ اور ان کی مثالوں سے جمعہ کی آیت بھی ہے کیونکہ وہ مدنی ہے اور جمعہ مکہ میں فرض ہوا یہاں تک کہ فرمایا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے اور سورۂ جمعہ کے نازل ہونے کے پہلے اہل مدینہ جمع ہوئے اور انصار نے کہا کہ یہود کا ایک دن ہے کہ وہ اس میں ہر ہفتہ جمع ہوتے ہیں اور نصاریٰ کا بھی اسی طرح تو آؤ ہم بھی ایک دن ایسا مقرر کر لیں کہ اس میں ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور نماز پڑھیں اور شکر ادا کریں چنانچہ جمعہ کے دن کو "یوم العروبہ" (عربوں کا دن) قرار دیا۔ اور اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے انہوں نے ان کو نماز پڑھائی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ کہ جب جمعہ کے دن نماز کے لئے بلایا جائے آخر تک۔

جاری رہا اور جو مواقع محل اقامۃ جمعہ نہ تھے۔ مثل عوالی قبا وغیرہ وہاں جمعہ جاری نہیں ہوا حالانکہ وہاں بہت مسلمان مقیم تھے اور نہ کبھی بعد میں وہاں جمعہ پڑھا گیا۔ چنانچہ ابوداؤد میں روایت ہے۔

عن ابن عباس ان اول جمعة جمعت فی الا سلام بعد ماجمعت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمدینة لجمعة جمعت بجوائی قریة من قری البحرین قال عثمان قریة من قری عبدالقیس انتهی.(۱)

پس اگر ہر قریہ میں اگرچہ صغیرہ ہو جمعہ فرض تھا تو کیا وجہ تھی کہ حضرت ﷺ نے ان لوگوں کو امر نہ فرمایا جیسا کہ اہل مدینہ کو امر فرمایا تھا حالانکہ تبلیغ احکام آپ کی ذات پاک پر ہر بشر کی طرف فرض تھی اور بعد اس کے جب آپ نے ہجرت فرمائی تو اول نزول آپ کا قبا میں ہوا۔ اور وہاں چودہ ۱۴ روز آپ نے اقامۃ فرمائی اگرچہ عدد ایام اقامۃ میں اختلاف ہے مگر کتاب بخاری اصح الکتب میں جو چودہ ۱۴ روز مذکور ہیں وہ سب سے راجح ہے اور ان ایام اقامۃ قبا میں آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیونکہ آپ پیر کے روز قبا میں فروکش ہوئے اور پیر ہی کے روز پندرہویں دن مدینہ کو تشریف لے گئے مگر آپ نے قبا میں اقامۃ جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہل قبا کو حکم فرمایا کہ تم پر نماز جمعہ فرض ہے تم اقامۃ جمعہ کرو اور نہ اس پر سرزنش فرمائی کہ مدینہ میں جمعہ ہوتا ہے تم نے اب تک جمعہ کیوں نہیں پڑھا تو اہل قریہ پر اگر جمعہ فرض تھا تو اس ترک نماز جمعہ کی اہل قبا سے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی کیا وجہ تھی جو صاحب مدعی وجوب جمعہ بر اہل قریٰ ہیں۔ ان پر اس کا جواب واجب ہے۔ بخاری میں ہے:۔ **حدثنا انس بن مالک قال لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة نزل فی علو المدینة فی حی یقال لهم بنو عمر بن عوف قال فاقام فیهم اربع عشرة لیلة الحدیث.**(۲)

اور جن علماء کو اس روایت جمعہ جوائی سے شبہ وجوب جمعہ بر اہل قریٰ ہوا ہے وہ کئی وجہ سے درست نہیں ہے اول تو یہ کہ جوائی گاؤں نہ تھا بلکہ شہر تھا اور جب اس میں احتمال ان معنی کا ہوا تو استدلال درست نہ رہا کہ: **اذا جاء الا حتمال بطل الا ستدلال فی العینی شرح بخاری**

---

(۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا جمعہ جو اسلام میں پڑھا گیا رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں مدینہ میں جمعہ ادا کرنے کے بعد وہ جمعہ ہے جو بحرین کے دیہات میں سے ایک گاؤں جوائی میں جو عبدالقیس کے دیہات میں سے تھے۔

(۲) انس بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے اوپر کے حصہ میں ایک قبیلہ میں اترے، جس کو بنو عمر بن عوف کہا جاتا ہے کہ وہاں (۱۴) رات ٹھہرے آخر حدیث تک۔

وحکی ابن القیس عن الشیخ ابی الحسن انها مدینة وفی الصحاح للجوهری والبلدان للزمخشری جواثی حصن بالبحرین و قال ابو عبدالبکری هی مدینة بالبحرین لعبد القیس قال امرأ القیس ۔

ورحنا کانا من جواثی عشیة
تعالیٰ النعاج بین عدل ومحقب

یرید کانا من تجار جواثی لکثرة ما معهم من الصید اراد کثرة امتعة تجار جواثی قلت کثرة الامتعة تدل غالبا علی کثرة التجار و کثرة التجار تدل علی ان جواثی مدینة قطعاً ان القریة لا یکون فیها تجار کثیرون غالباً انتهی. (۱) اور با آنکہ بعض اوقات اطلاق قریہ کا باعتبار اس کے معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہو جاتا ہے:۔ قال اللہ تعالیٰ وقالوا لولا انزل هذا القران علیٰ رجل من القریتین عظیم .(۲)

یعنی مکہ وطائف اور اگر تسلیم ہی کرلیا جاوے کہ جواثی قریہ تھا تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل جواثی نے حضرت ﷺ کی اجازت واذن سے وہاں جمعہ ادا کیا تھا اور آپ کو اس کی اطلاع ہوکر آپ نے اس کی تقریر بھی فرمائی آج تک یہ کسی سے ثابت نہیں ہوا ہے کہ یہ فعل ان کا باذن واجازت آپ کے تھا اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اب صراحۃً اجازت آپ کی کسی حدیث صحیح سے ثابت کرے اور یہ خیال کہ جو کچھ کرتے تھے آپ کی اجازت سے کرتے تھے۔ چنانچہ بعض علماء مثل علامہ شوکانیؒ وغیرہ نے عذر کیا ہے درست نہیں ہے کیونکہ بہت افعال صحابہ کرام سے بلا اذن صریح واجازت آپ کے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ خود اسی امر جمعہ میں اسعد بن زرارہ نے قبل امر رسول اللہ کے جمعہ قائم کیا تھا جیسا کہ حدیث ابوداؤد سے اوپر ثابت ہوا اور

---

(۱) جب احتمال آ گیا تو استدلال باطل ہو گیا، عینی شرح بخاری میں ہے اور ابن قیس نے شیخ ابوالحسن سے روایت کی ہے کہ وہ (جواثی) شہر ہے۔ اور جوہری کی صحاح میں اور زمخشری کی بلدان میں ہے کہ جواثی بحرین میں ایک قلعہ ہے ابو عبدالبکری فرماتے ہیں کہ وہ بحرین میں ایک شہر ہے جو عبدالقیس کا ہے۔ امراءالقیس کہتا ہے۔
(شعر) اور ہم روانہ ہوئے اس طرح کہ گویا ہم جواثی سے شام کے وقت بھیڑیں بلند تھیں۔ گٹھڑیوں اور رسیوں کے درمیان یعنی گویا وہ جواثی کے تجار سے تھے کہ ان کے ساتھ شکار زیادہ تھے اور مال کی زیادتی سے مراد جواثی کے تجار سے تھے میں کہتا ہوں کہ سامان کی زیادتی اس بات کی دلیل ہے کہ تجار کی کثرت تھی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ جواثی شہر تھا کیونکہ گاؤں میں غالباً زیادہ تجار نہیں ہوتے۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اس شخص پر کیوں نہ اترا جو ان دونوں گاؤں میں سے بڑا ہے"

چونکہ جواز اقامۃ جمعہ کا جواثی میں بصورت قریہ صغیرہ ہونے جواثی کے موقوف تھا یا اذن رسول اللہ ﷺ پر یا بعد خبر ہونے کے تقریر اور سکوت پر اور یہ دونوں امر ہرگز ثابت نہیں تو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کے جواز کے لئے یہ تجویز فرمائی کہ جس کو مجیب صاحب نقل فرماتے ہیں:۔

بقوله عن ابن عباس رضى الله عنه اول جمعة جمعت فى الا سلام بعد جمعة جمعت فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مسجد عبدالقيس بجواثى من البحرين (بخارى و ابو دائود) وقال جواثى قرية من قرى البحرين الىٰ اخر ماذكر فى جواب المجيب. (۱)

اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگرچہ یہاں اذن سے رسول اللہ ﷺ کے نہ ہو یا کسی نے خبر اس اقامۃ کی آپ کو نہ دی ہوتا کہ آپ کی تقریر اور سکوت موجب جواز ٹھہرائی جاوے مگر چونکہ آپ کی حیات میں اہل جواثی نے یہ اقامت جمعہ کی تھی تو اگر یہ اقامۃ ناجائز ہوتی تو بالضرور بذریعہ وحی کے آپ کو اطلاع دی جاتی اور آپ اس کو منع فرماتے پس جب کہ آپ کو اس کی ممانعت کا حکم نہ آیا تو یہ اقامت درست اور جائز ہوگئی اور اس کی نظیر میں واقعہ عزل کو پیش فرماتے ہیں۔ اب بندہ عرض کرتا ہے کہ جو امر صحابہؓ نے اپنی رائے سے بدون علم واطلاع رسول اللہ ﷺ کے عمل در آمد فرمایا اور اس کی ممانعت میں نزول وحی نہ ہوا تو اس امر کے جواز کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس میں کوئی نص ممانعت کی موجود نہ ہو دوسرے یہ کہ عام صحابہ اس پر تعامل فرمادیں نہ چند نفر اصحاب اگر کوئی نص ممانعت موجود ہو تو ہرگز صحابہ کا تعامل معتبر نہ ہوگا بمقابلہ نص صریح صحیح کے اور نہ یہاں ضرورت نزول وحی کی ہوگی کہ وہ نص ممانعت خود بمنزلہ وحی کے موجود ہے چنانچہ سب پر واضح ہے اور اگر بدون اطلاع نص کے اکثر صحابہ نے بھی کوئی عمل کیا اور اس پر انکار کیا گیا تو وہ بھی قابل اعتماد کے نہ ہوگا اور ضرورت نزول وحی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ قول اور فعل رسول اللہ ﷺ کا مثل وحی کے ہے بلکہ ایسے مواقع میں اس کے مقابل دوسری نص کی حاجت ہوتی ہے جو مؤید رائے صحابہ کے ہو۔ چنانچہ باب متعہ میں بعد اوطاس کے رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو ابدالآباد تک حرام من کل الوجوہ فرمادیا تھا۔ اور بعد اس کے بسبب ہجری اس تحریم کے بعض صحابہ نے اس کو ناجائز قرار دیا اور اکثر نے اس پر بھی عمل کیا اس میں نزول وحی کا نہیں ہوا پھر بھی کوئی اس کو جائز نہیں کہہ سکتا

---

(۱) حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے کہ اول جمعہ جو بلاد اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ ہونے کے بعد پڑھا گیا وہ جواثی میں مسجد عبدالقیس میں بحرین میں ہوا (بخاری وابوداؤد) اور کہا کہ جواثی بحرین کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے (آخر تک جو مجیب کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے)

اوراس کے اور نظائر بھی موجود ہیں۔اور باب عزل میں خود جواز کی نص موجود ہے کہ خود جابر رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں:۔

قال قلنا یارسول اللہ کنا نعزل فزعمت الیھود انما لمؤدۃ الصغری فقال کذب الیھود ان اللہ اذا اراد ان یخلق شیئا لم یمنعہ .(۱)

پس جب کہ جابر رضی اللہ عنہ کو جواز اس کا معلوم ہو چکا تھا اور اکثر صحابہ اس پر تعامل رکھتے تھے اور کوئی نص اس کی حرمت کی نہ تھی اس پر بھی جب بعض نے اس فعل کا انکار کیا تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ فعل باجازت رسول اللہ ﷺ ہوا ہے اور کوئی وحی اس کے ترک کی نہیں آئی تو کس وجہ سے یہ فعل ناجائز ہو سکتا ہے ہاں اگر یہ فعل خلاف اولیٰ ہو تو یہ دوسرا امر ہے۔بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے اس میں کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجو نہیں ہے بلکہ نص صریح فعل رسول اللہ ﷺ وتعامل صحابہ اہل عوالی وغیرہ سے اس کی ممانعت بدیہی وصریح ہے اور اہل جواثی کہ بزعم علامہ رحمۃ اللہ علیہ وہ قریہ صغیرہ تھا۔چند نفر صحابہ تھے کہ چند روز صحبت رسول خدا ﷺ سے مشرف ہوئے تھے اور بیشتر قریہ صغیرہ میں بھی چالیس پچاس آدمی ہوتے ہیں۔پھر یہاں نزول وحی کے باجود ایسی نص مخالف موجود ہونے کی کیا ضرورت تھی۔پس اس کو باب عزل میں پر قیاس کرنا ایسے علامہ محقق سے بہت بعید ہے معہذا اگر کوئی اس رائے کو باوجود عدم صحت قبول بھی کرے تو اس سے جواز اقامۃ فی القری نکلتا ہے نہ فرضیت پھر یہ روایت مجیب صاحب کو کیا مفید ہوگی کہ وہ دو آدمی قریہ پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہیں نہ معلوم نقل اس عبارت سے مجیب صاحب کو کیا تائید ملی اور حنفیہ فرماتے ہیں کہ جواثی مدینہ تھا۔چنانچہ محققین لغت حدیث نے تصریح فرمائی ہے کماذ کرنا اور عادت ہے کہ مدینہ پر قریہ کا لفظ بولا جاتا ہے اور قریہ کو مدینہ کوئی نہیں کہتا۔لہذا اگر کسی نے جواثی کو قریہ کہا تو وہ حجت اس پر نہیں کہ جواثی قریہ تھا بلکہ وہ مدینہ ہی تھا پس دریں صورت اقامۃ جمعہ اہل جواثی کی بنص صریح وباجازت رسول خدا ﷺ ہے کہ اس میں کچھ اشکال نہیں۔بعد اس کے مجیب صاحب فتح الباری سے آثار حضرت عمر وحضرت عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین نقل فرماتے ہیں اور یہ ان کو مفید نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامہ میں جو لفظ **حیثما کنتم** (۲) واقع

---

(۱) کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم عزل کیا کرتے ہیں یعنی صحبت کر کے انزال باہر کرتے ہیں تو یہود کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ بچوں کو گاڑنا ہے چھوٹے قسم کا ہو تو آپ نے فرمایا یہود جھوٹ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہے تو کوئی اس کو نہیں روک سکتا۔

(۲) جہاں کہیں تم ہو۱۲۔

ہے اس سے یہ صاحب عموم امکنہ ثابت کرتے ہیں کہ مدن اور قری کو شامل ہے سو اولاً ہم کہتے ہیں کہ اگر حسب الحکم مجیب صاحب عموم امکنہ ہی مراد ہو تو یہ عموم صحاری اور بحار کو بھی مشتمل ہے اور صحابی میں کسی کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہیں ہوتا تو جس طرح صحاری و بحار کو وہ تخصیص کریں گے اسی طرح سے ہم قری صغیرہ کو تخصیص کریں گے، اعنی بالنص المرفوع، ثانیاً اگر مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہم تعلیم تصیم ہے تو کیونکر مظنون ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ دس سال تک حضرت ﷺ کے فعل کو مشاہدہ فرماویں پھر آپ کے تعامل کے خلاف پر جرأت فرماویں حاشا و کلا یہ ہرگز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہو سکتا۔ ثالثاً بفرض محال اگر مراد ان کی عموم ہی ہے تو خلاف نص قطعی فعل رسول اللہ ﷺ کے کس طرح معتبر ہوگی لہذا مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عموم مدن ہے نہ اشتمال قری۔ علی ہذا اثر حضرت عثمانؓ وغیرہ کا یہی جواب ہے اور اسی وجہ سے صاحب فتح نے یہاں اشتمال قری خیال فرمایا ہے وہ اول آثار کو خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ ان کے نزدیک موقوف ہے۔ اور بسبب موقوفیت ان ہر سہ آثار کے ان کو مثبت مدعا نہ جان کر فرماتے ہیں کہ رجوع طرف مرفوع کی واجب ہے پس حنفیہ حامل اس پر ہوئے کہ نصف مرفوع یعنی فعل رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر کیا اور اقوال اور افعال صحابہ کو ہرگز وہ مختلف نہیں جانتے اور نہ وہ فی الواقع مختلف ہیں بلکہ سب کے نزدیک وہ ہی معتبر ہے کہ جس پر جناب رسول خدا ﷺ کو ہمیشہ دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ابن عمرؓ وہی حکم دیتے تھے کہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حذیفہ وغیرہما رضی اللہ عنہم فرماتے تھے۔ پس کوئی ادنیٰ صحابی بھی حضرت ﷺ کے خلاف نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اکابر صحابہ۔ پس جملہ اصحاب کرام کے کلام کو بالاتفاق موافق فعل رسول اللہ ﷺ کے عمل کرنا چاہئے اور اگر خلاف متبادر ہو تو تاویل کرنا واجب ہے اور اگر تاویل بھی نہ ہو سکے تو ترک کر دینا چاہئے اور مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ ﷺ کے کرنا چاہئے اور اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ جتنی احادیث موقوفہ یا مرفوعہ بلفظ عموم آئی ہیں وہ سب مخصوص ہیں اس میں عموم مدن ہے نہ قری اور جہاں قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہاں مراد مدینہ ہے۔ حسب لغت قرآن نہ قریہ صغیرہ ورنہ دس سال کے فعل رسول اللہ ﷺ سے سخت مخالفت ہوگی۔ چنانچہ اوپر ذکر ہو چکا۔ الحاصل نہ اقوال صحابہ میں اختلاف ہے اور نہ رجوع الی المرفوع سے جواز اقامۃ قری ثابت ہے پس مذہب حنفیہ پر کسی طرح کا اشکال نہیں ہے البتہ نظر غائر درکار ہے اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ جمعہ میں کس قدر تاکید فرماتے تھے اور ترک جمعہ پر تغلیظ فرماتے ہیں اور اس کو تمام اہل عوالی سنتے معہذا

کسی نے اپنے قریہ میں یہ جمعہ قائم نہ کیا اور نہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دس سال حیوٰۃ خود ان کو اقامۃ جمعہ کا حکم فرمایا نہ ترک جمعہ پر تغلیظ فرمائی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہ اہل عوالی یہ سمجھتے تھے کہ یہ تاکید اور تغلیظ انہیں لوگوں پر ہے جن پر جمعہ فرض ہے اہل قری اہل صحاری اس سے خارج اور مستثنیٰ ہیں علیٰ ہذا آیۃ کے عموم اور عموم الفاظ جملہ احادیث واردہ فی الجمعہ سے بھی یہ لوگ خارج ہیں لہذا کسی قریہ میں کبھی کسی نے جمعہ قائم نہ کیا اور اگر کسی شخص کو اس کا دعویٰ ہو کہ وہاں جمعہ ہوتا تھا تو اس کو ثابت کرے ورنہ معاذ اللہ یہ لازم آوے گا کہ تمام اہل عوالی بترک جمعہ فرض قطعی فاسق ہوں۔ استغفر اللہ اور احادیث سے صریح ثابت ہے کہ عوالی سے لوگ مدینہ طیبہ میں نوبت بنوبت آتے تھے کہ ایک جمعہ کو چند آدمی آئے باقی اپنے گھر پر رہے اور دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی تھی۔ جمعہ کے واسطے مدینہ آتے اور وہ جماعت جو پہلے جمعہ کو مدینہ آئی تھی اپنے گھر پر رہتی اور جو لوگ اپنے گھر پر رہتے تھے وہ ظہر پڑھتے رہتے تھے وہاں کبھی انہوں نے جمعہ ادا نہیں کیا۔ اور یہ امر بعلم رسول اللہ ﷺ بلکہ بامر رسول اللہ ﷺ تھا تو اگر اہل قری پر جمعہ فرض تھا تو معاذ اللہ جناب رسول اللہ ﷺ اقامت جمعہ کا حکم ان لوگوں کو نہ فرمانے میں کیا مخالف حکم بلغ ما انزل الیک من ربک. (۱) کرتے ہرگز نہیں بلکہ اہل قری پر جمعہ فرض ہی نہ تھا۔ اور نوبت بنوبت ان کا آنا واسطے تحصیل برکات زیارت کے تھا اور بغرض تعلیم مسائل دینیہ کہ ہر ہر جماعت اپنی اپنی نوبت میں شرف زیارت سے مشرف ہو جاوے اور مسائل دینیہ سیکھ کر پس ماندگان کو تعلیم کرے۔ بخاری میں ہے:

عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم والعوالی الحدیث قال العلامۃ ابن حجر فی شرحہ قال القرطبی فیہ رد علی الکوفیین حیث لم یوجبوا الجمعۃ علی ما کان خارج المصر کذا فیہ نظر لانہ لو کان واجبا علی اھل العوالی ینتابوا ولکانوا یحضرون جمیعا انتہیٰ.(۱)

---

(۱) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا وہ سب پہنچا دیجئے (آیت شریف)

(۱) عروہ بن زبیر حضرت عائشہ ام المؤمنین زوجہ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ جمعہ کے لئے اپنے مکانوں سے اطراف مدینہ سے نائب بنایا کرتے تھے (ختم حدیث تک) علامہ ابن حجر اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ قرطبی نے فرمایا کہ اس میں اہل کوفہ کی تردید ہے کہ ان کے نزدیک جمعہ اس پر واجب نہیں ہے جو شہر کے باہر ہو، یہ مسئلہ زیر غور ہے کہ اگر اطراف والوں پر واجب ہوتا تو وہ نائب نہ بناتے بلکہ وہ سب خود حاضر ہوتے۔ (ختم)

سبحان اللہ ابن حجرؒ مرحوم نے کیا انصاف اور دیانت کو کام فرمایا کہ باوجود تصلب اپنے مذہب شافعی کے حق کو ظاہر کر گئے کہ اہل قری پر فرضیت جمعہ کی ہرگز اس حدیث سے نہیں ثابت ہوتی جیسا کہ قرطبی کو غلطی ہوئی بلکہ وہ مان گئے کہ اس حدیث سے اہل قریٰ پر جمعہ فرض نہ ہونا ثابت ہوتا ہے مگر ہاں اتنی کمی رہی کہ ابن حجر بنظر انصاف یہ فرماتے کہ اس حدیث سے قریہ میں جمعہ کا ادا نہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے ورنہ باقی ماندگان عوالی اپنی قری میں جمعہ ادا کیا کرتے اس واسطے کہ جمعہ کے فضائل اور کثرت ثواب جوان کے دلوں میں رچا ہوا تھا تو تمام عمر اس سے محرومی کیونکر گوارا کرتے بلکہ صحابہ کرام بنظر ان کی کثرت حرص حسنات مسابقت الی الخیرات ایک جمعہ کا ترک بھی گوارا نہ فرماتے اور خود رسول اللہ ﷺ جو ارحم الناس اپنے صحابہ پر تھے اور نوافل وسنن وفضائل ومستحبات کے لئے ان کو امر ندب فرماتے تھے اس کا بھی ضرور امر فرماتے حالانکہ کہیں اس کا پتہ نہیں ہے اس سے خود ہویدا ہے کہ قریہ محل اقامۃ جمعہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ ان پر فرض ہوتا۔ پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قری صغیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور نہ ان لوگوں پر اقامۃ جمعہ واجب ہے اور نہ ان کو ادائے جمعہ کے لئے شہر میں جانا فرض ہے پس مجیب اور ان کے معاونین کا یہ لکھنا (کہ وجوب جمعہ کے لئے خاص کسی بستی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر چھوٹے گاؤں میں جمعہ ہوسکتا ہے) احادیث صحیحہ کے صریح خلاف اور محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور مجیب صاحب جو عموم آیت سے یہ نکالتے ہیں کہ اس میں کوئی قید نہیں ہے۔

تو اول تو وہ خود حدیث طارق بن شہاب سے مروی ابوداؤد سے تخصیص آیات کی کرتے ہیں کہ مریض اور مملوک اور مراۃ اور صبی کو خارج کرتے ہیں جس سے عموم آیت بحال خود نہ رہا اور دوسرے مسافر اس آیت سے خارج ہے اور اہل صحرا بھی اسی واسطے جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عرفات پر نماز جمعہ نہیں پڑھی کیونکہ آپ مسافر تھے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ عرفات صحرا ہے نہ بستی ایک روایت رجاء وابن المرجا نے تمیم داری سے نقل کی ہے جس میں پانچ شخصوں کو استثناء کیا ہے چار یہ اور ایک مسافر اور ایسے ہی صحرا میں جمعہ درست نہ ہونا اور صحرا والوں پر فرض نہ ہونا علماء مجتہدین کا متفق علیہ ہے تیسرے یہ سابقا مثل آفتاب کے روشن ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی قریہ عوالی یا غیر عوالی میں اقامۃ جمعہ نہیں ہوئی لہذا اہل قریہ اس آیت سے مستثنیٰ ہیں۔ پس استدلال مجیب کا عموم آیت سے فرضیت جمعہ اہل قری پر درست نہیں ہے اور اصل یہ ہے کہ فرضیت جمعہ پہلے محقق ہو چکی تھی۔ اب جس پر اور جس جگہ جمعہ فرض تھا اور

جہاں ادا ہوتا تھا وہ سب پہلے معلوم اور مقرر ہو چکی تھی اور قبل نزول آیت سب قواعد ممہد ہو لئے تھے۔ پس اس آیت کے اندر جو مومن مخاطب ہیں یہ وہ ہی مومنین ہیں کہ جن پر فرضیت جمعہ مقرر ہو چکی تھی۔ پس اس کے عموم سے کسی کے استثناء کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ سرے سے داخل ہی نہیں تھے۔ علیٰ ہذا القیاس جو احادیث ان میں عام لفظوں سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے ان سب سے وہ لوگ مذکورہ بالا حدیث سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ آیت شریف:۔

ان الذین کفروا سواء علیهم أنذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون ۔(۱)

میں اگرچہ لفظ موصول عام ہے مگر مراد اس سے وہی معدودے چند کافر ہیں کہ جو سابقہ روز ازل میں کافر مقدر ہو چکے تھے۔ جیسے ابوجہل ابولہب وغیرہ ہمانہ کل کفار کیونکہ بعد نزول اس آیت کے لاکھوں کافر مسلمان ہوئے اگر اس آیت سے عموم جنسی مراد ہوتا تو کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ علیٰ ہذا جملہ احادیث واردہ باب جمعہ و آیت جمعہ میں لفظ موصول میں اہل قری وغیرہ داخل ہی نہیں ہیں کہ تخصیص کی ضرورت پڑے مگر چونکہ مجیب صاحب نے غور اور فکر کو کام نہیں فرمایا جو چاہا لکھ دیا۔ اوپر اشارہ ہو چکا ہے آپ کے قبا کے قیام میں اختلاف ہے کہ کتنے روز ہوا مگر جب ہم نے بخاری اصح الکتب پر اعتماد کیا تو ان روایات کی مخالفت کچھ مضر نہیں ہر چند کہ وہ روایت صحیح ہوں مگر صحت روایت منافی اس کے خلاف واقعہ ہونے کی نہیں ہوتی۔ مثلاً صحیح بخاری میں عمر رسول اللہ ﷺ میں تین روایتیں ہیں۔ ساٹھ برس، تریسٹھ برس، پینسٹھ برس، سو یہ ہر سہ روایت بروئے سند صحیح ہیں مگر موافق و مطابق واقعہ کے ان میں سے ایک ہی روایت تریسٹھ برس کی ہے اور دو روایتیں خلاف واقعہ کے ہیں۔ سوان دو روایت کو یا غلط کہا جاوے یا کوئی معنی مجازی لے کر ان کی تاویل کی جاوے گی۔ بہر حال معنی ظاہری خود دو صحیح روایت خلاف واقعہ کے ہیں ایسے ہی باب قیام قبا میں چند روایتیں ہیں کہ خلاف صحیح بخاری کے ہیں از اں جملہ ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ بروز جمعہ مدینہ تشریف لے گئے اور آپ نے بنی سالم میں نماز جمعہ ادا کی اس روایت سے بھی بعض علماء نے جواز جمعہ قری تجویز کر لیا۔ اگرچہ ہم کو بعد اعتماد روایت بخاری اس پر وثوق کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ خلاف واقع ہے کیونکہ جب آپ پیر کو قبا میں تشریف لائے اور پندرھویں روز پیر کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو پھر راہ میں بنی سالم میں جمعہ پڑھنے کے

---

(۱) بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

کیا معنی ہوئے یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ غلطی راوی کی ہے لیکن اگر کسی طرح نماز جمعہ بنی سالم میں تسلیم بھی کی جائے تو بنی سالم محلہ مدینہ طیبہ کا ہے اور فناء مدینہ میں واقع ہے کہ وہ آباد نہیں ہے اور اس وقت آباد تھا اور مدینہ طیبہ کا محلہ شمار کیا جاتا تھا کیونکہ فنا، مدینہ میں واقع تھا جیسا کہ حرۃ البیت بھی فناء مدینہ میں خارج مدینہ واقع ہے سو یہ حجت مجوزین جمع قری کو مفید نہیں ہے حنفیہ کو مضر نہیں اور بمقابلہ روایات کے جواوپر مذکور ہوئیں کچھ معتبر بھی نہیں اور یہ سب تقریر برتقریر وجوب جمعہ بحالت قیام مکہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے اور اگر بپاس خاطر بعض علماء یہ تعلیم کرلیا جاوے کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں فرض ہوا تب بھی اعتراض جوانب مدینہ میں جمعہ نہ ہونے کا اور اہل عوالی کے تناوب کا باقی ہے اور حنفیہ کے لئے عدم وجوب جمعہ بر اہل قری وعدم صحت جمعہ قری کے لئے دلیل کافی ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے اس کا اقرار کرلیا پھر یہ کہ مجیب صاحب نے اثر حضرت علیؓ میں کلام کیا ہے جس سے ان کی ناواقفیت اصول حدیث وفقہ سے معلوم ہوگئی۔ پس سنو کہ جو حدیث موقوف کہ اس میں قیاس کو دخل ہو قول صحابی کا ہوتا ہے اور ایسے ہی موقوف کو صاحب فتح القدیر حسب قاعدہ اصول فقہ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ حدیث مرفوع معتبر نہیں ہوتے اور جو حدیث موقوف کہ قیاس کو اس میں دخل نہ ہو یا وہ مؤید ومشید بحدیث مرفوع ہو وہ خود بحکم مرفوع ہوتی ہے، اور یہ اثر علی قسم ثانی ہے نہ اول سے کیونکر شرطیت عبادت کی رائے اور قیاس سے ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے لئے نص صریح ہونا درکار ہے پس حضرت علیؓ کا صحت جمعہ کے واسطے مصر کا شرط فرمانا بدون نص شارع علیہ السلام نہیں ہوسکتا...... ورنہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حسب زعم مجیب اور اس کے شیوخ اور اتباع کی آیت:۔

یآیها الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ الایۃ(۱)

عام ہو اور دیگر احادیث بھی باب جمعہ میں سے عام ہوں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کو جانتے ہوں اور پھر نصوص قطعیہ کو وہ اپنی رائے سے مخصوص بنا دیں اور تخصیص نسخ ہوتا ہے قدر مخصوص میں معاذ اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آیت قرآنی وحدیث رسول کو اپنی رائے سے فسخ کردیں یہ تو کسی عامی کا بھی کام نہیں ہے تو بالضرور علی کرم اللہ وجہہ کے پاس وہ علم تھا کہ جس سے تخصیص ان نصوص کے ہوتی ہے اور اس سے انہوں نے تخصیص فرمائی اور خود ظاہر ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ بعد رسول اللہ ﷺ کے تین روز بعد ہجرت فرما کر قبا میں جناب رسول اللہ ﷺ

---

(۱) اے ایمان والو جب کہ جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے (ختم آیت تک)

سے آملے تھے اور باوجود فرضیت جمعہ کے مکہ میں پھر آپ کا قبا میں جمعہ نہ پڑھنا انہوں نے دیکھا اور یہ نص قطعی عدم فرضیت جمعہ اہل قری کے ان کو معلوم ہوئی اور پھر مدینہ طیبہ میں جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں رہ کر دس سال تک دیکھتے رہے کہ کبھی کسی قریہ اور گاؤں میں نہ جمعہ ہوا اور نہ آپ نے باوجود علم کے کسی اہل قریہ کو حکم اقامۂ جمع کا دیا اور نہ کسی کے عدم اقامۂ جمعہ پر اسکو سرزنش فرمائی اور نہ استحبابا ارشاد فرمایا پس یہ نص قطعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم تھی جس سے آپ نے یہ شرط مصر ارشاد فرمائی یہ موقوف موقوف اور اثر علی نہیں ہے بلکہ مرفوع ہے اعلیٰ درجہ کا اور یہ بات اہل علم پر تو ظاہر ہے مگر بعد اس تقریر کے میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی نافہم بلید بھی اس کا انکار نہ کرے گا۔ باقی رہا یہ کہ رفع اس کا ضعیف ہے بحسب سند سو یہ ضعف منجبر ہوگیا۔ دوسری مرفوع سے اور جب دوسری احادیث صحاح سے یہ ضعف منجبر ہوگیا تو اثر مذکور ضعیف نہیں رہا بلکہ حسن ہوگیا۔ پس ایسی حدیث حکما مرفوع کو ضعیف کہنا جس کی تائید دوسری حدیث صحاح کر رہی ہیں خلاف قاعدہ مقررہ اہل اصول ہے۔ اب اس اثر کو ضعیف کہنا اہل علم کی شان نہیں ہے اور ثبوت شرطیت مصر واسطے اقامۂ جمعہ کے اس ہی اثر سے کافی ہے چہ جائیکہ اور بھی بہت سی احادیث اس کی مؤید موجود ہوں۔

قریہ میں جمعہ پڑھے یا ظہر

(سوال) اگر قریہ میں جمعہ پڑھ لیوے بایں وجہ کہ احادیث میں وارد ہے اور محدثین اور شافعی صاحب رحمہم اللہ کا یہ مذہب ہے تو ہو جائے گا یا گنہگار ہوگا اور ظہر اس کے ذمہ باقی رہے گا۔

(جواب) قریہ میں جمعہ حنفیہ کے نزدیک ادا نہیں ہوتا تو ان کے نزدیک قریہ میں جمعہ نہ پڑھے کہ ان کا جمعہ درست نہیں ہوتا۔ اور نہ ظہر ذمہ سے ساقط ہوتی ہے اور جماعت نماز جمعہ کی نفل نماز کی جماعت ہو کر کراہت تحریمہ ہوتی ہے کہ جماعت نوافل کی بتداعی مکروہ تحریمہ ہے۔ فقط البتہ حسب مذہب شوافع و بعض محدثین کے جمعہ ادا ہو گیا اور ظہر ساقط ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احتیاط الظہر کا مسئلہ

(سوال) جو لوگ آج کل بعد نماز جمعہ کے چار رکعت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں اور اس کے تارک کو ملوم جانتے ہیں اور یہاں تک پابندی اس کی ہو گئی کہ بعض شہروں میں تو مثل جدہ وغیرہ کے جماعتیں اس کی ہونے لگی ہیں آیا یہ نماز احتیاط کی اس صورت مسئولہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر ایسی پابندی ایک خاص شخص کے عقیدے میں نہ ہو تو اس کو ایسی پابندی کے زمانہ میں دوسروں کے ساتھ مشابہت اس عمل کی جائز ہے یا نہیں اور اگر وہ پڑھے گا ان ہی میں داخل ہوگا یا نہیں۔ اور بصورت عدم پابندی و اصرار کا لوجوب کے نفس اس نماز احتیاط کا کیا مسئلہ ہے جس نے اس کو نکالا ہے کس بناء پر نکالا اور کس درجہ میں رکھا تھا۔ اب کس درجہ میں پہنچا اور تعجب پر تعجب ہے کہ اس نماز احتیاط کو عوام کیا بعض علماء بھی پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ان کے پاس کون سی دلیل کتاب وسنت وقیاس واجتہاد سے ہے اور بظاہر یہ نماز احتیاط نماز شک پائی جاتی ہے۔ اگر جمعہ نہ ہوا تو ظہر ہو جائے گی آیا۔ قیاس اس کا صیام یوم الشک پر ہو سکتا ہے یا نہیں اور منجملہ دوسری بدعات محدثہ فی الدین کے ہے یا نہیں۔

(جواب) مذہب حنفیہ میں شرائط جمعہ میں مصر یعنی شہر اور ہونا امام یا اس کے نائب کا لکھتے ہیں لہٰذا چونکہ امام اور اس کا نائب ہندوستان میں بسبب تسلط کفار کے نہیں پایا جاتا تو بناء مذہب حنفیہ پر جمعہ نہ ہوا اور چونکہ دیگر ائمہ نے یہ شرط نہیں رکھی تو ان کے مذاہب پر جمعہ ادا ہو جاتا ہے مگر چونکہ دوسری خرابی یہ ہو گئی کہ ایک شہر میں دو ۲ تین جگہ جمعہ کا پڑھنا ان کے نزدیک درست نہیں جس کا جمعہ اول واقع ہوتا ہے اس کا جمعہ تو ادا ہوا اور جس کا بعد ہوا اس کے ذمہ پر ظہر کی نماز قائم رہی اور

یہ حال دریافت نہیں ہو سکتا کہ کس کا جمعہ پہلے ہوا۔ تو ان مذاہب پر بھی محل تعدد جمعہ میں ہر شخص کو تردد ادائے جمعہ اور سقوط ظہر میں رہتا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں نے ایجاد احتیاط ظہر کا کیا تھا۔ اگر جمعہ ادا نہ ہووے گا تو ظہر بالیقین ذمہ سے ساقط ادا ہو جاویگی اور جمعہ ادا ہو گیا تو یہ رکعات نفل ہو جاویں گی یہ اصل اس کی ہے مگر حنفیوں کا یہ عمل پسند نہیں۔ اول تو یہ احتیاط وجوب کے درجہ کو پہنچی اور خود بدعت ہے۔ دوسرے بعضے اولی النزاع آپس میں جھگڑا اٹھانے والے ہو گئے اگر درجہ احتیاط واستحباب میں رہتے تو خیر سہل بات تھی۔ پھر یہ کہ جن علماء سے شرطیۃ وجود امام ونائب دریافت ہوئی ہے وہی علماء یہ بھی لکھتے کہ اگر امام ونائب سے تعذر ہو تو مسلمین اپنا امام جمعہ مقرر کر کے جمعہ ادا کریں پس حسب اس روایت کے سب جگہ امام موجود ہوتا ہے تو ایسی حالت میں جب مصر میں جمعہ پڑھا گیا ادا ہو گیا۔ اور سقوط ظہر ذمہ سے ہو چکا۔ پس احتیاط ظہر لغو ہے اور جو ان لوگوں کے نزدیک قول علماء کا معتبر نہیں تو خود شرط جمعہ کی مفقود ہے چاہئے کہ ظہر جماعت سے پڑھا کریں یہ کیا بے موقع بات ہے کہ شرط جمعہ کی موجود نہیں اور فقط تردد کی وجہ سے نوافل کو بجماعت پڑھا کریں اور فرض وقت کو فرادی یعنی تنہا پڑھیں یہ سخت خرابی ہے پس احناف کا احتیاط ظہر تو بایں وجہ پسند نہیں کرتا ہوں۔ خصوص اس صورت نزاع میں اور دیگر اہل مذاہب پر یہ اعتراض ہے کہ اگر تعدد درست نہیں تو دیدہ دانستہ اس حرکت لایعنی کو کیوں اختیار کیا۔ واجب ہے کہ سب جمع ہو کر ایک جگہ جمعہ کو ادا کریں۔ الغرض یہ امر نہایت لغو اور فضول اور سستی دین کا باعث ہے اور موجب کمال غفلت اور بے پروائی دین سے ہونے کا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ھ۔

الحق حق الطلوع وسطح الصدق حق السطوع فما قال ملک العلماء سلطان الاتقیاء زین المفسرین رئیس المحدثین نعمان اوانہ مجدد زماننا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ من اللہ الاحد مولانا العالم العامل الحافظ الحاج رشید احمد مد اللہ ظلال فیوضہ علی رؤس العالمین اللّٰھم آمین فھو حق والحق احق بالاتباع واولیٰ لان الحق یعلو ولا یعلی۔ حررہ اذل تلامذۃ الفقیر محمد حسین الدہلوی عفا اللہ عنہ۔ فقیر محمد حسین ۱۲۰۵ قادر علی عفی عنہ ۱۲۰۴ مدرس مدرسہ حسین بخش۔

جواب ھذا صحیح حسبنا اللہ۔ حفیظ اللہ محمد ساکن درگاہ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء ضلع دہلی۔

الجیب مصیب محمد حسین خان خورجوی بقلم خود۔ اصاب من اجاب محمد حمایت اللہ عفا اللہ عنہ۔

جواب دوم از علمائے دہلی دامت افاداتہم

(سوال) صورت مرقومہ میں معلوم کرنا چاہئے کہ یہ نماز احتیاطی حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے حضرت سے تو یہی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ بس دو ۲ رکعت بعد الجمعہ پڑھتے تھے۔ بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ بروایت ابن عمر انہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی بعد صلوٰۃ الجمعہ حتی ینصرف .فیصلی رکعتین فی بیتہ. (۱) اور کتب فقہ میں ہے کہ نماز احتیاط ہرگز ہرگز درست نہیں ہے کسی طرح جائز نہیں ہے اصل عبارت یہ ہے۔ وقد کثر ذلک من جملۃ زماننا ایضا ومنشاء جھلھم صلوۃ الاربع بعد الجمعۃ بنیۃ الظھر وانما وضعھا بعض المتاخرین عند الشک فی صحۃ الجمعۃ بسبب روایۃ علم تعدد فی مصر واحد لیست ھذہ الروایۃ بالمختار قولیس ھذاالقول اعنی اختیار الاربع بعد ھا مرو یا عن الامام وصاحبیہ حتی وقع لی انی افتیت مرارا بترکھابعد صلو تھا خوفاً اعتقاد الجھلۃ انھا الفرض وان الجمعتلیس بفرض انتھی . ماقال صاحب البحر .(۲)

اس روایت فقہیہ سے واضح ہو گیا کہ احتیاطی نہ حضرت نے پڑھی ہے نہ صحابہ کرام نے۔ نہ آئمہ اربعہ نے پڑھی اور نہ امر کیا ساتھ اس کے کبھی کسی کو اور یہ بھی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ احتیاطی تو کسی طور درست نہیں ہوتی نہ عقلاً ونہ نقلاً ونہ کشفاً ونہ الہاماً کذافی تاتار خانی وایضاً قال فیہ قال السید الھمنی ربی ان اداء الجمعۃ بالشبھۃ من وسوسۃ الشیطان انتھی ودر بحر گفت سزاوار نیست کہ فتویٰ دادہ شود بچہار رکعت بعد جمعہ دریں زمانہ زیرا کہ راہ می یابند عوام تبکاسل از جمعہ بلکہ بسا است دردل عوام چنیں خواہد رفت کہ جمعہ فرض نیست وظہر کافی ست ودر کفر ایں چنیں کس کہ اعتقاد فرضیت ندارد جمعہ راشکے نیست کذافی عرفانی شرح

---

(۱) ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد جب تک کہ لوٹ نہ جاتے کوئی نماز نہ پڑھتے تھے پھر گھر میں دو ۲ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(۲) جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا ظہر کی نیت سے اس بناء پر ہے کہ اس کو بعض متاخرین نے جمعہ کی صحت میں شک کی بناء پر قرار دیا ہے اس روایت کی بنا پر کہ ایک شہر میں کئی جمعہ نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ روایت نہ مختار ہے نہ امام اور صاحبین سے مروی ہے حتی کہ میں نے متعدد بار اس کے ترک کا فتویٰ دے دیا۔ (بحر)

سلطانی وکذا فی فتح القدیر من باب شروط الصلوٰۃ وغیرہ در فصول عمادی آوردہ است کہ فرضیت جمعہ ساقط نمی شود اگرچہ تمامی شرائط منعدم می شوند کذا فی اسکندریہ فی الباب لآخر فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابومحمد عبدالوہاب المفنجابی الجھنگوی ثم الملتانی نزیل الدہلی تجاوز اللہ عنہ ذنبہ الخفی والجلی فی اواخر شہر اللہ الذی انزل فیہ القرآن۔

ابومحمد عبدالوہاب رسول الاداب خادم شریعت۔

نماز احتیاط ظہر جو اکثر لوگ بعد جمعہ کے پڑھتے ہیں یہ نماز نہ عندالحدیث درست ہے نہ فقہ میں پائی گئی صرف علماء دین کا قیاس ہے کیونکہ یہ نماز خیر القرون میں نہیں پائی گئی پس جب کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں تو ایسی نماز کا پڑھنا بدعت سیئہ ہے نیکی برباد گناہ لازم کا مضمون معلوم ہوتا ہے پس اس صورت میں یہ نماز احتیاط الظہر کسی طرح درست نہیں بعد جمعہ چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ حررہ محمد امیر الدین پٹیالوی حنفی واعظ جامع مسجد دہلی مقیم محلہ مرید پارچہ متصل فتحپوری۔

محمد امیر الدین ۱۳۰۱ الجواب صحیح عبداللطیف عفی عنہ عبداللطیف ۱۲۹۰۵۔

قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر ابومحمد عبدالروف البہاری عبدالروف ۱۳۰۳

محمد تلطف حسین ۱۲۹۲ھ

خادم شریعت رسول الثقلین۔

نماز احتیاطی محض بناوٹی ہے کسی خیر القرون میں سے منقول نہیں ہے بدعت سیئہ ہے بلکہ کتب فقہ میں ہے کہ مثل صوم شک کے دنوں بھی نہیں ہوتے۔ امیر احمد پشاوری۔

اصاب من اجاب حررہ محمد یٰسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی۔

سید محمد عبدالسلام۔ محمد شمس الدین۔ ابومحمد عبدالحق۔ عبدالجلیل۔

۱۳۰۵ ۱۳۰۵ ۱۲۹۹

الجواب صحیح محمد طاہر سلہٹی ۱۳۰۴ بعد نماز جمعہ کے فرض احتیاطی بے سند و بے اصل ہے عند الشرع پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ جواب صحیح ہے۔ محمد فقیر اللہ: اصاب من اجاب فقیر محمد حسین کان خورجوی ضلع بلند شہر بقلم خود: حسبنا اللہ حفیظ اللہ اللہ در المجیب ابوالقاسم محمد عبدالرحمٰن لاہوری بلاد ہند میں فرض جمعہ بلاشبہ ادا ہو جاتا ہے۔ نماز ظہر احتیاطی کی حاجت نہیں۔ فقط حررہ بندہ قادر علی عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم۔

قادر علی عفی عنہ۔ فقیر محمد حسین ۱۲۸۵۔ فقیر مصنف تیغ فقیر وکلیات مدحیہ فقیر۔

شہر اور دیہات میں احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم

(سوال) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جو چار رکعت پڑھتے ہیں یہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب) قصبہ میں اور شہر میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کے بعد ظہر نہ پڑھنی چاہئے۔ فقط

احتیاط الظہر کا مسئلہ

(سوال) یہ موضع قصبہ سردھنہ سے قریب پانچ کوس کے واقع ہے اور اس سے زیادہ قریب کوئی شہر نہیں ہے اور موضع مذکور میں قریب دو ہزار مردم شماری کے ہے جس میں زیادہ نصف سے مسلمان اور باقی ہندو ہیں۔ مسلمانوں کے دین احکام سے کوئی مانع نہیں ہے۔ ضروری احتیاج کے واسطے دکانیں بیس بائیس موجود ہیں۔ روزہ مرہ تیس بتیس سے زیادہ نمازی پنج وقتہ میں جمع ہوتے ہیں۔ رمضان شریف میں ساٹھ ستر تک اور جمعہ رمضان میں دوسو اور عیدین میں ایک ہزار سے زیادہ جمع ہوتے ہیں۔ موضع مذکور میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اور بعض عالم امام شافعی صاحب کے قول پر عمل کرتے ہیں اور گاؤں میں جمعہ جائز کہتے ہیں اور احتیاط الظہر بھی ایسی حالت میں پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ فقط

(جواب) جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے۔ وہاں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی چاہئے اور جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ پس جب جمعہ نہیں ہوا۔ احتیاط الظہر کہاں بلکہ ظہر کی نماز جماعت سے مثل دیگر ایام کے پڑھنی چاہئے۔ اور ہندوستان کے سب شہر اور قصبہ میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے احتیاط الظہر کی کچھ حاجت نہیں اور امام شافعی صاحب کے یہاں گاؤں میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ ان کے نزدیک بھی کچھ اصل احتیاط الظہر کی نہیں۔ پس جو صاحب اس مسئلہ میں شافعی بنے ان پر حنفی کیا الزام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات اپنی اختیاری ہے۔ جو مذہب چاہو اختیار کرو۔ غیر مقلد بھی یہی کرتے ہیں کہ جو بات کسی مذہب کی پسند آئی وہ اختیار کر لیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

احتیاط الظہر کا مسئلہ

(سوال) جو لوگ آج کل بعد نماز جمعہ کے چار رکعت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں اور تارک کو اس

کے ملوم جانتے ہیں اور یہاں تک پابندی اس کی ہوگی کہ بعض شہروں میں تو مثل جدہ وغیرہ کے جماعتیں اس کے ہونے لگیں ہیں ایا یہ نماز احتیاط کی اس صورت مسئولہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر ایسی پابندی ایک خاص شخص کے عقیدے میں نہ رہا مگر اس کو ایسی پابندی کے زمانہ میں دوسروں کے ساتھ مشابہت اس عمل کی جائز ہے یا نہیں اور اگر وہ پڑھے گا ان ہی میں داخل ہوگا یا نہیں اور بصورت عدم پابندی واصرار کالوجوب کے نفس اس نماز احتیاط کا کیا مسئلہ ہے۔ جس نے اس کو نکالا ہے کس بنا پر نکالا تھا اور کس درجہ میں رکھا تھا اب کس درجہ میں پہنچا اور تعجب پر تعجب ہے کہ اس نماز احتیاط کو عوام کیا بعض علماء بھی پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم ان کے پاس کون سی دلیل کتاب وسنت وقیاس واجتہاد سے ہے اور بظاہر یہ نماز احتیاط نماز شک پائی جاتی ہے، اگر جمعہ نہ ہو تو ظہر ہو جائے گی۔ آیا قیاس اس کا صیام یوم الشک پر ہوسکتا ہے یا نہیں اور منجملہ دوسری بدعات محدثہ فی الدین کے ہے یا نہیں۔

(جواب) مذہب حنفیہ میں شرائط جمعہ میں مصر یعنی شہر اور ہونا امام یا اس کے نائب کا لکھتے ہیں لہذا چونکہ امام اور اس کا نائب ہندوستان میں بسبب تسلط کفار کے نہیں پایا جاتا تو بناء مذہب حنفیہ پر جمعہ نہ ہوا اور چونکہ دیگر ائمہ نے یہ شرط نہیں رکھی تو ان کے مذہب پر جمعہ ادا ہو جاتا ہے مگر چونکہ دوسری خرابی یہ ہوگئی کہ ایک شہر میں دو تین جگہ جمعہ پڑھنا ان کے نزدیک درست نہیں۔ جس کا جمعہ اول واقع ہوتا ہے اس کا جمعہ تو ادا ہوا اور جس کا بعد ہوا اس کے ذمہ پر ظہر کی نماز قائم رہی اور یہ حال دریافت نہیں ہوسکتا کہ کس کا جمعہ پہلے ہوا تو ان مذاہب پر بھی محل تعدد جمعہ میں ہر شخص کو تردد ادائے جمعہ وسقوط ظہر میں رہتا ہے اس وجہ سے لوگوں نے ایجاد احتیاط ظہر کا کیا تھا کہ اگر جمعہ ادا نہ ہووے گا تو ظہر بالیقین ذمہ سے ساقط وادا ہو جاوے گی اور جو جمعہ ادا ہوگیا تو یہ رکعات نفل ہو جاویں گی یہ اصل اس کی ہے مگر احناف یعنی حنفیوں کا یہ عمل پسند نہیں۔ اول تو یہ احتیاط وجوب کے درجہ کو پہنچی اور یہ خود بدعت ہے۔ دوسرے بعضے اولی النزاع یعنی آپس میں جھگڑا اٹھانے والے ہوگئے اگر درجہ احتیاط واستحباب میں رہتے تو خیر سہل بات تھی۔ پھر یہ کہ جن علماء سے شرطیہ وجود امام ونائب دریافت ہوئی ہے وہ ہی علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر امام ونائب سے تعذر ہو تو مسلمین امام جمعہ مقرر کرکے جمعہ ادا کریں۔ پس حسب اس روایت کے سب جگہ امام موجود ہوتا ہے تو ایسی حالت میں جب مصر میں جمعہ پڑھا گیا ادا ہوگیا اور سقوط ظہر ذمہ سے ہو چکا پس احتیاط ظہر لغو ہے اور جو ان لوگوں کے نزدیک یہ قول علماء کا معتبر نہیں تو خود شرط جمعہ کی مفقود

ہے چاہئے کہ ظہر بجماعت پڑھا کریں یہ کیا بے موقعہ بات ہے کہ شرط جمعہ کی موجود نہیں اور فقط تر دد کی وجہ سے نوافل کو بجماعت ادا کریں اور فرض وقت کو فرادی یعنی تنہا تنہا پڑھیں یہ سخت خرابی ہے۔ پس احناف کا احتیاط الظہر تو بایں وجہ پسند نہیں کرتا ہوں خصوصاً اس صورت وجوب اور نزاع میں اور دیگر اہل مذاہب پر یہ اعتراض ہے کہ اگر تعدد درست نہیں تو دیدہ و دانستہ اس حرکت لایعنی اور بے فائدہ کو کیوں اختیار کیا۔ واجب ہے کہ سب جمع ہو کر ایک جگہ جمعہ ادا کریں۔ الغرض یہ امر نہایت لغو اور فضول اور سستی دین کا باعث ہے اور موجب کمال غفلت اور بے پروائی دین سے ہونے کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

رشید احمد ۱۳۰۱ الجواب صحیح محمد امیر الدین پٹیالوی واعظ جامع مسجد دہلی محمد امیر الدین۔

فقیر محمد حسین قادر علی عفی عنہ ۱۳۰۴ مدرس مدرسہ حسن بخش۔

جواب ہذا صحیح ہے حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ محمد ساکن درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء ضلع دہلی۔

المجیب مصیب محمد حسین خان خور جوری بقلم خود۔ اصاب من اجاب محمد حمایت اللہ عفا اللہ عنہ جواب بہت صحیح اور ٹھیک ہے اور خلاف اس کی ضلالت وبدعت سئیہ ہے کیونکہ اس فعل نامقبول کو کسی نے بھی ائمہ اربعہ سے نہیں کیا کما ھو فی البحر و تاتار خانی وغیرھما من کتب الفقہ اور اصل میں یہ یعنی نماز احتیاط الظہر بدعت سئیہ ہے جو ایک بادشاہ عباسی معتزلی کہ عرب وعجم وغیرہ کا بادشاہ تھا اس کی نکالی ہوئی ہے۔ حنفی مذہب میں ہرگز یہ نماز درست نہیں ہے جواب یہ کرے نہ حنفی ہے نہ شافعی نہ مالکی ہے نہ حنبلی بلکہ معتزلی مذہب ہے۔ اس ظالم نے یہ حکم دیا تھا کہ نماز احتیاط الظہر ہر جگہ جاری کی جاوے جو اس کو نہ کرے اسے تعزیر لگائی جاوے جو مولوی اس وقت عبدالدنیا والدراہم تھے اس کو قبول کیا اور فتووں میں درج کر گئے اور مذہب حنفی کو بالائے طاق رکھا۔ اس قصہ کو ایک عالم جید قصوری پنجابی حنفی المذہب نے خوب تحقیق سے لکھا ہے۔ کذا فی التفسیر الاحمدی اور حضرت ﷺ صرف دو رکعت یا چار رکعت بعد جمعہ کے اور پڑھتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابومحمد۔

سید عبدالسلام غفرلہ ابومحمد عبدالحق ابومحمد عبدالوہاب عبدالوہاب الپنجابی

رسول الادب خادم شریعت نزیل الدہلوی ۱۳۰۵ھ

سید محمد اسماعیل ہذا الجواب صحیح۔ فرید آبادی

جواب صحیح ہے محمد فقیر اللہ پنجابی ضلع شاہ پور۔محمد ناظم ملک بنگالہ ضلع فرید پور ہذا جواب صحیح حررہ ثابت علی اعظم گڑھ۔الجواب صحیح محمد طاہر سلہٹی مسکین عبدالغنی ضلع کرنال۔

فرض ظہر احتیاط بایں وجہ ایجاد ہوئی تھی کہ اول میں ایک جمعہ ہوتا تھا پھر تعدد جمعہ پر فتویٰ ہوا تو جمعہ سابق تو ہر حال درست ہوا دوسرا جمعہ اصل روایت تو حد جمعہ پر درست نہیں ہوتا۔اور تعدد کی روایت پر درست ہو جاتا ہے۔تو اس احتیاط سے فرض پڑھنے شروع ہوئے تھے۔ازاں بعد یہ ٹھہری کہ جب کسی شرط من الشرائط میں خدشہ ہو تو یہ فرض پڑھا کریں۔امام کا ہونا یا نائب کا بھی حنفیہ کے مذہب میں شرط جمعہ ہے۔بہ سبب ملک کفار کے وہ شرط بظاہر مفقود تھی تو چونکہ یہ شرط مجتہد فیہ تھی کہ شافعی کا اس میں خلاف ہے۔لہذا جمعہ کو ترک کرنا مناسب نہ جانا۔فرض احتیاط پڑھنی شروع کردی یہ وجہ تو پڑھنے کی ہے مگر چونکہ یہ بھی فقہاء حنفیہ نے لکھ دیا ہے کہ اگر تعذر نصب امام سے ہو تو عامہ مومنین اپنا امام جمعہ کا قائم کرلیویں۔اور جمعہ پڑھ لیویں تو بنا بریں روایت جب کہ امام جمعہ کا مقرر ہے تو قائم مقام امام ہوگیا۔اقامت جمعہ کی درست ہوئی پس اب فرض احتیاط کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جو حسب روایت حنفیہ درست ہوتا ہے۔مگر چونکہ مصر کا ہونا شرط ہے۔لہذا صحرا میں جمعہ درست نہیں ہو سکتا تو خواہ کتنے ہی آدمی جمع ہوں صحرا میں جمعہ نہ کریں ظہر کی جماعت پڑھیں۔بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

احکام فطر و تکبیرات تشریق کب بیان کرے

(سوال) احکام صدقہ فطر اور تکبیر تشریق کے خطبہ میں سنائے جاتے ہیں۔حالانکہ صدقہ نماز سے پیشتر اور تکبیر تشریق یوم عرفہ سے واجب ہو جاتی ہے۔لہذا یہ احکام جمعہ ماضیہ میں بیان ہونے چاہئیں اور بعض کتب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ پہلے خطبہ عیدین کا پڑھتے تھے۔یہ تقدیم سنت عثمان ہے یا بدعت مروان ہے۔

(جواب) عیدین کے احکام کو جو عیدین سے پہلے جمعہ ہو اس میں تلقین بطور وعظ کے مستحسن ہے اور خطبہ میں اردو بیان کرنا مکروہ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبل نماز خطبہ پڑھا ہے۔اس واسطے کہ ان کے وقت میں دور دور سے لوگ حاضر ہوتے تھے۔اگر نماز پڑھ کر خطبہ پڑھتے تو دور والے شریک نماز نہ ہوتے اور اگر نماز نہ پڑھتے تا کہ باہر والے آجاویں اور پھر خطبہ پڑھتے تو خلق کثیر کو گرمی سے تکلیف ہوتی اس واسطے یہ صورت پیدا کی کہ خطبہ اول میں پڑھا کہ شرکت باہر والوں کو حاصل ہو جائے اور خطبہ سے کوئی محروم حاضر نہ رہے۔اور خطبہ عیدین کا سنت ہے نہ

واجب فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عید الفطر کی تکبیرات کا جہراً پڑھنا

(سوال) کتاب مبسوط امام محمد میں تکبیر عید الفطر میں امام صاحب کے نزدیک جہر لکھا ہے۔ اور امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع بھی فرمایا ہے کہ تکبیر جہری، عید الفطر میں بھی کہنا چاہئے یا سری ہی پڑھے کیونکہ اور کتابوں میں سری تکبیر امام صاحب سے منقول ہے۔ اور فتح القدیر میں دونوں مرقوم ہیں مگر رجوع نہیں لکھا ہوا ہے۔ فقط

(جواب) رجوع کرنا امام صاحب کا جواز تکبیر کا عید الفطر میں بندہ کو معلوم نہیں مگر عمل کرنا مذہب صاحبین پر بلا کراہت جائز جانتا ہوں اور عوام کو منع جہر کرنے سے تو فقہاء نے خود مکروہ لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبہ عیدین و جمعہ ایک شخص پڑھے نماز دوسرا شخص پڑھے

(سوال) بروز عیدین و جمعہ اگر ایک شخص نماز پڑھاوے اور دوسرا بلا عذر خطبہ پڑھے جائز ہے یا نہیں اور اگر وہ مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی حرام ہے یا غیر حرام یا باعذر بباعث اس کے کہ ایک شخص خطبہ پڑھنا اچھا جانتا ہے اور نماز نہیں پڑھا سکتا اور دوسرا نماز تو پڑھا سکتا ہے۔ مگر خطبہ نہیں پڑھ سکتا اور تیسرا شخص موجود نہیں یا موجود ہے تو ان ہر سہ صورتوں میں کیا حکم ہے۔

(جواب) بروز عیدین و جمعہ خطبہ دوسرے شخص کو پڑھنا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ میں اشعار کا پڑھنا

(سوال) خطبہ عیدین یا جمعہ میں اشعار فارسیہ یا عربیہ یا اردو پڑھنے اور مقصود پڑھنے سے ترغیب و ترہیب ہوتا ہے۔ اور اشعار میں بھی مضمون ترغیب، و ترہیب ہوتا ہے جائز ہیں یا نہیں مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی اور بعد ثبوت امتناع پڑھنے والا اشعار کا گنہگار ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔

(جواب) خطبہ جمعہ و عیدین میں اشعار پڑھنا خلاف سنت کے ہے۔ لہذا مکروہ ہوگا کہ قرون مشہود لہا بالخیر میں ثبوت اس کا نہیں اور یہ رفتہ رفتہ منجر بافراط ہو جاتا ہے۔ پس مکروہ ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

رشید احمد ۱۳۰۱ھ

الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ دیوبندی الاجوبۃ کلہا صحیحۃ احمد عفی عنہ خلف مولانا محمد قاسم صاحبؒ

اسمہ احمد

اصاب المجیب سلمہ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند۔

محمود گرداں الٰہی عاقبت۔

الاجوبۃ الاربعۃ صحیحۃ...... عبداللہ خاں۔

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ...... محمد حسن عفی اللہ عنہ دیوبندی۔

جواب صحیح ہے احمد حسن عفی عنہ دیوبندی جواب اس بناء پر صحیح ہے کہ باوصف مقتضی کے خطبہ عیدین اور جمعہ میں اشعار کا قرون ثلاثہ سے عدم منقول ہونا دلیل بدعت مکروہ کی ہے۔ کما حررہ ملا اسعد رومی فی کتابہ مجالس الابرار فقط۔ محمد قاسم علی عفی عنہ از بندہ رشید احمد عفی عنہ

خلف مولانا محمد عالم علی محمد قاسم علی ۱۲۶۰۱۔

السلام علیکم مولوی محمد قاسم علی صاحب کے تعاقبات دیکھے سو بہت شکر کرتا ہوں کہ تصحیح مولوی صاحب نے کی اور دلیل صحت وہی ہے جو بندہ نے لکھی مگر عبارت بدل کر ادا کیا ہے سو کچھ مضائقہ نہیں شکر ہے کہ جواب تو صحیح رہا۔ فقط والسلام۔

خطبہ میں عربی عبارت کا ترجمہ کرنا

(سوال) ایک شخص کبھی کبھی جمعہ کے خطبہ میں اس نیت سے کہ لوگوں کا اس وقت اجتماع ہے بعد نماز چلے جاویں گے بعض ایت اور حدیث کا ترجمہ حسب احکام وقت کر دیتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

بینوا وتوجروا یا علماء دین ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین.

(جواب) خطبہ جمعہ میں سوائے عربی زبان کے دوسری زبان میں کچھ پڑھنا مکروہ لکھا ہے مگر خطبہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر عربی عبارت میں خطبہ پڑھنا

(سوال) خطبہ جمعہ یا عیدین میں ابیات اردو یا فارسی یا ابیات عربی ہوں پڑھنا ابیات کا درست ہے یا نہیں۔

(۱) کتب فقہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

(جواب) ابیات اردو فارسی بلکہ عربی خطبہ جمعہ یا عیدین میں پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ شعر پڑھنا خطبہ میں مخالف سنت ہے اور جو فعل اور عبادت کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہ ہو اس کو کرنا درست نہیں۔ فقط

محمد بشیر و نذیر آمدہ ۱۲۹۷۔ مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی۔

خطبہ جمعہ اور عیدین کا زبان ہندی میں اور فارسی میں مکروہ ہے۔ فقط محمد عالم علی عفی عنہ ۱۲۸۳ محدث مرادآبادی شاگرد مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ۔

ملفوظ

جمعہ کا ثواب کس مسجد میں زیادہ ہوگا

جس مسجد میں ا... جمعہ پڑھنے لگیں۔ اس میں مسجد جامع کا ثواب ہوگا۔ البتہ مسجد قدیم کا اور کثرت جماعت کا ثواب اسی جگہ ہوگا جہاں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اور نمازی بکثرت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے جب کہ دوسری جگہ متبع سنت امام موجود ہے پانچ سو کا ثواب نفس مسجد جامع کا ہے اور وجوہ سے اور زیادہ ہوجاتا ہے۔

باب: جنازہ کی نماز کا بیان

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

(سوال) صلوٰۃ جنازہ مسجد میں بموجب احادیث صحیحہ چنانچہ ابوداؤد میں ہے:۔

عن عائشة قالت واللہ ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی سهیل بن البیضاء الا فی المسجد(۱) **انتهی ایضا قالت. واللہ لقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی ابنی بیضاء الا فی المسجد**(۲) **سهیل واخیه انتهی** درست ہے یا نہیں۔ درصورت عدم جواز دلیل صحیح کیا ہے اور یہ حدیث ابوداؤد **من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شئی له**۔ (۳) صحیح ہے یا نہیں۔ کیونکہ صاحب سفر السعادت فرماتے ہیں۔ گاہ بیرون مسجد و گاہ اندرون مسجد ہر دو جائز است و حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ پیغمبر ﷺ فرمود **من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شئی له** غلط است و صواب آنست کہ خطیب بغدادی روایت کردہ و گفتہ کہ در اصل فلا شئی علیہ است بعض آئمہ حدیث میگویند این حدیث خود ضعیف است چہ از افراد صالح مولی التوامہ است و نماز برابر ابوبکر و عمر در مسجد گذارند بحضرت جمیع مہاجرین و انصار واز کسے انکار وارد نشدہ انتہی۔ (۴) اگر کوئی پڑھ لیوے تو ہو جاوے گی یا قابل اعادہ ہوگی۔

(جواب) نماز جنازہ کی مسجد میں ادا کرنے میں علماء کا اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک روا نہیں اور حدیث ابو ہریرہ حسن ہے غلط اور ضعیف نہیں اور اس حدیث صحیحین سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے نجاشی پر مسجد سے باہر تشریف لا کر نماز پڑھی اور اگر کوئی شخص نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لیوے تو نماز ادا ہو گئی اعادہ ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول ﷺ نے سہیل بن بیضاء پر مسجد میں ہی نماز پڑھی۔

(۲) دوسری روایت حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے بنی بیضاء سہیل اور اس کے بھائی پر مسجد میں ہی نماز پڑھائی۔

(۳) جس نے جنازہ پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کو کچھ نہ ملے گا۔

(۴) کبھی مسجد کے باہر اور کبھی مسجد کے اندر دونوں طرح جائز ہے اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا جو شخص جنازہ پر مسجد میں نماز پڑھے تو اس کو کچھ نہ ملے گا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ دراصل یہ ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں بعض ائمہ حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیث خود ضعیف ہے کیونکہ افراد صالح مولی التوامہ سے ہے اور ابوبکرؓ و عمرؓ برابر مہاجرین و انصار کے سامنے مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور کسی سے انکار ثابت نہیں۔

بوجہ عذر نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

(سوال) صلوٰۃ جنازہ اگر بسبب عذر مطر وغیرہ مسجد میں پڑھ لی جائے تو درست ہے یا نہیں۔
(جواب) عذر کے سبب کہ جگہ بسبب مطر کے نہ ہو اگر پڑھ لیوے تو مضائقہ نہیں ورنہ یہ بھی مسئلہ مختلفہ ہے کہ اس کو کر کے محل طعن بننا لائق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ کے نمازی مسجد میں ہوں اور جنازہ خارج مسجد

(سوال) جنازہ خارج مسجد ہو اور اس کی نماز پڑھنے والے اکثر خارج مسجد ہوں اور بعض بباعث دھوپ یا بارش مسجد میں ہوں تو بمذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں اور اگر اکثر خاص مسجد میں ہوں اور بعض خارج مسجد ہوں تو بھی جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جنازہ بھی خاص مسجد میں ہو اور اس کے نمازی بھی بباعث دھوپ بارش خاص مسجد میں ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز جنازہ کی مسجد میں پڑھنا ہر حال میں مکروہ لکھا ہے۔ فقط

قبرستان میں نماز جنازہ

(سوال) قبرستان میں صلوٰۃ جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) قبور میں اگر نماز جنازہ کی پڑھ دیوے تو درست ہے مگر خارج از قبور ہونا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ سنتوں سے پہلے پڑھے یا بعد

(سوال) جنازہ کی نماز فرض نماز کے بعد سنتوں سے پہلے چاہئے یا بعد ادا کرنے سنتوں کے چاہئے۔
(جواب)

نماز جنازہ جوتے کے ساتھ پڑھنا

(سوال) صلوٰۃ جنازہ مع جوتہ پڑھنا درست ہے یا نہیں، بالخصوص زمین نجس پر۔
(جواب) اگر جوتی پاک ہے تو نماز جنازہ درست ہے ورنہ درست نہیں۔ ایسا ہی حال زمین کا ہے پس زمین ناپاک پر کھڑے ہو کر بھی درست نہ ہووے گی اور زمین خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

(سوال) سورۃ فاتحہ صلوٰۃ جنازہ میں پڑھے یا نہیں اور اگر تکبیرین آخرین میں بھی بجائے دعا پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے امام صاحب حدیث سے ممانعت قرأۃ قرآن کی نماز جناہ میں ثابت کرتے ہیں اگر دعا کی طرح پڑھے درست ہے تو جب نہی اور جواز دونوں حدیث سے ثابت ہیں اور مسئلہ مختلف ہے تو ایسے فعل کو کرنا کیا ضروری ہے ایسے افعال کر کے لامذہب مشہور ہونا ہوتا ہے:۔

اتقوا مواضع التهم (۱) خود حکم شارع علیہ السلام کا ہے مستحب مختلف کو ادا کر کے فساد برپا کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

(سوال) سورۂ فاتحہ صلوٰۃ جنازہ میں پڑھنا کہ حسب احادیث صحیح مسنون ہے۔ چنانچہ:

عن طلحة بن عبدالله بن عرف رضی الله تعالیٰ عنه قال صليت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة وحق رواه البخاری والنسائی انتهی وعن ابی امامة رضی الله عنه قال السنة فی الصلوٰة علی الجنازة ان يقرأ فی التكبير الاولی بام القران مخافتة ثم يكبر ثلثا والتسليم عند الاخرة رواه النسائی .(۲)

اور محققین علماء بھی اس کی سنیت وافضلیت کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:۔

ومن السنة قراءة فاتحة الكتاب لانها خير الادعية واجمعها علمها الله تعالیٰ عباده فی محكم كتابه .(۳)

---

(۱) تہمتوں کی جگہ سے بچو ۱۲۔

(۱) طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس کے پیچھے نماز جنازہ کی پڑھی تو آپ نے اس سورۂ فاتحہ پڑھی اور فرمایا (میں نے اس لئے پڑھا ہے) تا کہ تم جان لو کہ یہ سنت اور حق ہے اس کو بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن امامہ سے روایت ہے کہ جنازہ کی نماز میں سنت یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ میں فاتحہ آہستہ پڑھ لے پھر تین بار تکبیر کہے اور آخری تکبیر کے بعد سلام کہے اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔

(۲) سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ وہ بہترین اور جامع دعاء ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی استحباب کے قائل ہیں۔ بنابریں احتیاط مذہب شافعی رحمہ اللہ کے چنانچہ ردالمحتار میں ہے: وقول ملا علی القاری ایضا یستحب قرأتها بنية الدعاء خروجا من خلاف الشافعي .(۱)

اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں وبعد تکبیر اولیٰ سورۂ فاتحہ ہم خوانند انتہی (۲) لہذا برعایت ادلہ مذکورہ فاتحہ پڑھنا ہی اولیٰ ہے یا نہیں۔

(جواب) حضرت فخر عالم ﷺ نے فاتحہ نماز جنازہ میں احیاناً بجواز پڑھی ہے ورنہ معمول ضروری نہ تھا۔ کیونکہ امام صاحب قرآن کی ممانعت حدیث سے ثابت فرماتے ہیں۔ البتہ بطور دعاء پڑھنا مضائقہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ اور مجنون کی نماز جنازہ

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجنون شخص کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی جاوے آیا انہیں دعاؤں مخصوصہ سے اس کی نماز پڑھائی جاوے یا کوئی اور دعا بھی اور اگر یہ نہیں تو کون سی دعا ہے اور اگر چند جنازہ مجتمع ہوں تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا عمدہ ہے یا ایک جا اور پھر ترتیب کس طرح سے ہے اور اگر مردہ بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو پھر کیا کرے اگر کسی شخص نے مجنون کے جنازہ پر بھی اللهم اغفر لحينا الخ...... پڑھی تو درست ہے یا نہیں۔ فقط

(جواب) دعائیں نماز جنازہ مجنون کی بلا تفاوت تندرست مردوں جیسی ہوتی ہیں کچھ ذرہ بھر فرق نہیں وہی معمولی دعوات ہیں اور یکساں حکم نماز کا ہے کذا فی عامۃ عموم الکتب واللہ تعالیٰ اعلم جملہ اموات کو جمع کر کے اس طرح کہ ایک مردہ امام کے پاس دوسرا قبلہ کی طرف تیسرا اس کے قبلہ کی طرف صف باندھ کر نماز پڑھے ضمائر کو جمع کی بناوے اور نہ بناوے جب بھی کچھ حرج نہیں، درست ہے اگر ایک طفل ہو تو اس کو بعد جوان کے قبلہ کی جانب رکھے اور دعا مردیہ میں جمع کر لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اور ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بہ نیت دعاء مستحب ہے تا کہ امام شافعیؒ کے اختلاف سے بھی نکل جائے۔

(۲) اور تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ فاتحہ بھی پڑھیں۔

2

باب: سجدۂ تلاوت کا بیان

سجدہ تلاوت کے لئے تکبیر کا مسئلہ

(سوال) تلاوت کلام مجید کے سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہے یا نہیں۔

(جواب) اللہ اکبر کہہ کر جانا چاہئے اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھنا چاہئے۔ فقط

باب: بیمار کی نماز کا مسئلہ

بیٹھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک شخص بیمار گھر سے خود چل کر مسجد آ جاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے زید اس کو منع کرتا ہے کہ باوجود قدرت قیام کے بیٹھ کر نماز درست نہ ہوگی۔ ہاں نماز کھڑے ہو کر شروع کیا کر۔ اور بعد عاجزی کے بیٹھ جایا کر۔ خواہ تو بعض نماز کو کھڑے ہو کر پڑھا کرے۔ اور بعض بیٹھ کر پس قول زید کا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) زید سچ کہتا ہے۔ فقط

مسافر کے احکام کا بیان

مسافر امام مقتدی مقیم کی نیتوں کا مسئلہ

(سوال) امام مسافر ہے اور دو رکعت کی نیت کرتا ہے مقتدی مقیم ہیں امام کی متابعت کی وجہ سے دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی نیت کرے۔ اس مسئلہ کو مشروح و مفصل زیب قلم فرمائیے۔

(جواب) امام دو ۲ رکعت پڑھتا ہے اس لئے وہ دو رکعت کی نیت کرے گا۔ اور مقتدی چار رکعت کی نیت کرے۔ اس لئے کہ اس کے ذمہ چار واجب ہیں۔ فقط

سفر میں سنت و نفل پڑھنا

(سوال) سفر میں اگرچہ ریل کا ہو فرض کے علاوہ سنت نفل بھی پڑھے یا نہیں؟

(جواب) اگر جلدی اور تقاضا نہ ہو اور اطمینان ہو تو سنت ضرور پڑھنی چاہئیں اور نفل کا اختیار ہے

سفر میں بھی، حضر میں بھی۔ فقط

فرسخ اور میل صحیح حد

(سوال) فرسخ اور میل کی تحدید معتبر کیا ہے۔ از عزیز الدین صاحب مراد آبادی۔

(جواب) فرسخ تین میل کا اور میل چار ہزار قدم کا لکھتے ہیں مگر یہ سب تقریبی امور ہیں۔ اصل میں اس مسافت کا نام ہے کہ نظر میل کرے اور یہ بھی مختلف ہے وقت اور محل اور رائی کے اعتبار سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحیح مسافت سفر

(سوال) کتنی مقدار مسافت سفر میں نماز قصر کرنی چاہئے۔ حسب احادیث صحیحہ۔

(جواب) چار برید جس کی سولہ ۱۶ سولہ ۱۶ میل کی تین منزلیں ہوتی ہیں۔ حدیث مؤطا امام مالک سے ثابت ہوتی ہے۔ مگر مقدار میل کی مختلف ہے۔ لہذا تین منزل جامع سب اقوال کو ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

اگر اسٹیشن شہر میں داخل نہیں ہے تو قصر کرے

اگر اسٹیشن اس شہر میں داخل ہے تو داخل ہے اور اگر اس کے اندر داخل نہیں تو قصر کرے گا۔ جو نمازیں پہلے پڑھی گئیں ان کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اسٹیشن شہر میں داخل ہونے کے یہ معنی کہ ریل شہر میں ہو کر جاتی ہو جیسے دہلی میں پس وہاں اسٹیشن پر قصر نہ ہوگا۔ اور مدار نظر آنے پر نہیں ہے بلکہ دخول پر ہے۔ فقط والسلام۔

شہید کا بیان

چور اور ظالم کے ہاتھ سے مارے جانے والے کی شہادت

(سوال) چور و دیگر ظالم وغیرہ اگر کسی کو مار ڈالیں تو مظلوم شہید ہوگا یا نہیں اور اگر مظلوم کے ہاتھ سے چور وغیرہ مارے گئے تو یہ گنہگار تو نہ ہوگا۔

(جواب) چوراور ظالم اگر مظلوم کے ہاتھ سے مر گئے تو شہید نہیں ہوتے بلکہ فاسق مرتے ہیں اور مظلوم مارا گیا تو شہید ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت حسینؓ کی شہادت

(سوال) زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت امام حسین وحضرت حسن رضی اللہ عنہما کو شہید فی سبیل اللہ نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ شہید ہونے کے شرائط ان کے قتل میں نہیں پائی جاتیں اور نہ کسی کافر کے ہاتھ سے جہاد شرعی میں مارے گئے بلکہ خانگی لڑائیوں میں قتل ہوئے۔ البتہ مقتول مظلوم ہوئے ورنہ صریح حدیثوں میں ان کی شہادت پائی جاتی ہے۔ پس آپ کی تحقیق کیونکر ہے اور زید مذکور کا عقیدہ خلاف سلف ہے یا موافق قانون شریعت فقط۔

(جواب) شہید اصطلاح شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ جو مظلوم مارا جائے خواہ کسی طرح سے مارا جائے پس بایں معنی یہ سب آئمہ مذکورین شہید ہیں اور اجر شہادت کا ان کو ملے گا البتہ احکام شہدا کے جو غسل کا نہ دینا خون آلودہ ان کے لباس میں دفن کرنا ایسے شہداء کے واسطے نہیں ہوتے ان احکام شہداء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ شریک نہیں۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ شریک ہیں پس اگر وہ شخص انکار سب شہادت کا کرتا ہے تو غلط ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید فرمایا ہے۔ اور اگر احکام مذکورہ شہداء کے جاری ہونے کا انکار ہے تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کے مسائل کا بیان

نوٹ پر زکوٰۃ کا حکم

(سوال) نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو فلوس میں زکوٰۃ کیوں نہیں ہے یعنی اگر فلوس میں غیر نقدین ہونے کی زکوٰۃ نہیں ہے تو نوٹ بھی ایسے ہی ہے اس میں زکوٰۃ کیوں دینا ہوگا۔

(جواب) نوٹ وثیقہ اس روپے کا ہے جو خزانہ حاکم میں داخل کیا گیا ہے۔ مثل تمسک کے اس واسطے کہ اگر نوٹ میں نقصان آجاوے تو سرکار سے بدلا سکتے ہیں اور اگر گم ہو جاوے تو بشرط ثبوت اس کا بدل لے سکتے ہیں اگر نوٹ مبیع ہوتا تو ہرگز مبادلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ دنیا میں کوئی بیع بھی ایسا ہے کہ بعد قبض مشتری کے اگر نقصان یا فنا ہو جاوے تو بائع سے بدل لے سکیں پس اسی تقریر سے آپ کو واضح ہو جائے گا کہ نوٹ مثل فلوس کے نہیں ہے۔ فلوس مبیع ہے اور نوٹ نقدین ان میں زکوٰۃ نہیں اگر بہ نیت تجارت نہ ہو اور نوٹ تمسک ہے اس پر زکوۃ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اکثر لوگوں کو مثل آپ کے شبہ ہو رہا ہے کہ نوٹ کو مبیع سمجھ کر زکوٰۃ نہیں دیتے اور کاغذ کو بیع سمجھ رہے ہیں سخت غلطی ہے فقط والسلام۔

مال نصاب سے کوئی چیز خرید لینا

(سوال) جس شخص کے پاس مال نصاب ہو اور وہ اس مال کی کوئی شئے مثل مکان وغیرہ خریدے تو اس مال پر زکوٰۃ ہوگی یا اس کی آمدنی پر۔

(جواب) جب تک اس مال سے کوئی شئے نہ خریدی تھی اس پر زکوٰۃ تھی اور بعد خریدنے کے اس پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ فقط۔

زکوٰۃ اپنے مخصوصین کو دینا

(سوال) اگر کوئی عورت نے اپنے ایسے عزیز کو زکوٰۃ دے کہ وہ مال اس عورت اور شوہر اس کے صرف میں آوے اور عورت بھی یہ جانتی ہے کہ اگر اس عزیز کو زکوٰۃ نہ دوں گی تو بھی یہ مال ان سب لوگوں کے صرف میں آوے گا اور میرے بھی اور میرے شوہر کے اور زکوٰۃ دوں گی تو بھی ان

کے ہی صرف میں آوے گا تو زکوۃ اس صورت میں ادا ہوگی یا نہیں فقط۔
(جواب) زکوۃ ایسے شخص کو دینا درست ہے محل زکوۃ میں جب دے کر قبض کرادیا پھر اس شخص کو اختیار ہے چاہے اس کو ہی واپس دے دیوے یا جو چاہے کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرے شہر میں زکوۃ ادا کرنا

(سوال) زید کا روپیہ کسی شہر دیگر میں ایک شخص کے پاس امانت ہے زید نے اس امین کو تحریر کردیا کہ اس قدر روپیہ فلاں شخص کو تو میری طرف سے دے دے اور دل میں زید نے نیت ادائے زکوۃ یا نیت تصدق قیمت چرم قربانی یا نیت ادائے صدقہ فطر کرلی۔ اندریں صورت زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں۔
(جواب) ان سب صورتوں میں زکوۃ ادا ہوگئی فقط۔

زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا

(سوال) خرید کر قرآن شریف زکوۃ میں دینا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) زکوۃ کے روپیہ سے قرآن، کتاب، کپڑا وغیرہ جو کچھ خرید کر دے دیا جاوے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فقط

مدیون کے قرضہ کو زکوۃ میں محسوب کرنا

(سوال) جس شخص نے مدیون کو قرضہ کے چار روپیہ اپنی زکوۃ میں سمجھ کر معاف کردیئے تو زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں۔
(جواب) اگر اس کو قرضہ معاف کردیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی اگر یہ چار روپیہ اس کو زکوۃ دے کر پھر اس سے اپنے قرضہ میں واپس لے لے تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

زکوۃ میں غلہ دینا اور اسقاط حمل کا بیان

زکوۃ میں غلہ دینا درست ہے بہ نرخ بازار قیمت غلہ لگا کر اس روپیہ کا غلہ دے دیا جائے زکوۃ ادا ہو جائے گی اسقاط حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے مگر اچھا نہیں ہے اور جان پڑ جانے

کے بعد حرام ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب عشر و صدقہ و زکوٰۃ کن کن کو دیا جائے اس کا بیان

جو زمیندار صاحب نصاب نہ ہو اور عشر دیتا ہو اس کو عشر لینا جائز ہے یا نہیں۔

(سوال) جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اور زمیندار بھی ہو مگر کاشتکار ہو اور بوجہ کاشتکاری عشر جب دیتا ہو تو اس کو عشر کا لینا بھی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو عشر لینا درست ہے۔

کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں

(سوال) غایت الاوطار میں لکھا ہے کہ زوجہ مال زکوٰۃ کا زوج کو دے دے کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو فرمایا تھا۔

(جواب) زوجہ کو زوج کی زکوٰۃ اور زوج کو زوجہ کی زکوٰۃ لینا درست نہیں اور روایت صدقۂ نفل پر محمول ہے۔ فقط

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

(سوال) خوشدامن زوجہ پسر کو اور زوجہ پسر خوشدامن کو مال زکوٰۃ و عشر کا لے دے سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) لے دے سکتی ہے فقط۔

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے کہ غیر رشتہ داروں کو

(سوال) غریب محتاج غیر کو دینا افضل ہے یا اپنے رشتہ دار محتاج غریب کو۔

(جواب) اپنے کو دینے میں بہ نسبت غیر کے زیادہ ثواب ہے فقط۔

زکوٰۃ کے روپیہ سے کتب خرید کر تقسیم کرنا

(سوال) زکوٰۃ کے روپیہ سے دینیات کی کتابیں خرید کر عام لوگوں میں تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر رسائل دینیہ خرید کر کسی کی ملک کر دے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

زکوٰۃ کی رقم تعمیر مسجد میں لگانے کے لئے حیلہ شرعی

(سوال) زکوٰۃ مسجد کی تعمیر میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(جواب) زکوٰۃ کا روپیہ بغیر حیلہ شرعی مسجد میں لگا دیں گے تو مسجد میں کسی قسم کا نقصان نہیں آتا مگر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور حیلہ شرعی سے لگا دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور حیلہ یہ کہ کسی محتاج فقیر کو وہ یعنی زکوٰۃ دی جائے اور اس کو مالک بنا دیا جائے اور وہ اپنی خواہش سے اور اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو یہ درست ہے۔ فقط

رفاہی انجمن کا چندہ زکوٰۃ سے دینا

(سوال) انجمن حمایت الاسلام لاہور کے کارکنان نے یہ قاعدہ کر رکھا ہے کہ ہر فرقہ کا مسلمان کم سے کم چار آنہ ماہوار انجمن کو امداد دینے سے انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے پس اگر کوئی ممبر چندہ فیس ممبری کو زکوٰۃ کے روپیہ میں سے ادا کرے تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اگر کوئی ممبر علاوہ فیس ممبری کے زکوٰۃ کا روپیہ خاص یتیم خانہ انجمن مذکور کو بھیج دے تو مناسب ہے یا نہیں اور فیس منی آرڈر زکوٰۃ کے روپیہ سے وضع کر کے بھیجنی چاہئے یا نہیں۔
(جواب) اگر چندہ لینے والوں کو اس امر کی اطلاع کر دی جاوے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے اور وہ اپنی طرف سے اس کا اہتمام کر لیں کہ یہ روپیہ مصرف پر خرچ ہو تو مضائقہ نہیں ہے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ وصدقات کی ادائگی کے لئے کسی کو وکیل بنانا

(سوال) اگر کسی کو زکوٰۃ و دیگر صدقہ واجبہ و نافلہ کا وکیل بنا دیوے کہ اس کو اپنے انتظام سے صرف کر دینا پھر اگر وکیل خود بھی کہ وہ بھی اہل حاجت ہے اس میں سے سب یا بعض لے لیوے تو درست ہے یا خیانت میں داخل ہے۔
(جواب) اگر زکوٰۃ دینے والے نے وکیل کو عموماً اجازت دی کہ جہاں چاہے محل پر صرف کر دے تو بشرط مصرف ہونے کے وکیل خود بھی لے سکتا ہے اور جو مراد دینا غیروں کو ہے تو خود لینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی کتب الفقہ۔ (۱)

---

(۱) کتب فقہ میں ایسا ہی ہے۔

صدقہ کے زیادہ مستحق ہم وطن ہیں کہ عرب

(سوال) اہل عرب کا ہم پر کوئی حق ہے یا نہیں اور کچھ صدقہ کہ جو ہم کو میسر ہو اہل عرب کو دینا بہتر ہے یا اپنے ہم وطن کو کہ جن کا ہم پر حق ہے۔

(جواب) اپنے ہم وطن کو دینا بہتر ہے عرب کے دینے سے جو مانگتے پھرتے ہیں مگر وہاں جب زیادہ حاجت ہو اور یہاں کم حاجت ہو تو پھر عرب کو دینا بہتر ہے احبوا العرب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ فقط

حجاز ریلوے میں زکوٰۃ کی رقم دینا

(سوال) حجاز ریلوے کے واسطے جو چندہ وصول کیا جاتا ہے اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چندہ میں زکوٰۃ واضحیٰ کا بھی دے دیں لہذا گذارش ہے کہ اس میں مال زکوٰۃ کا جائز ہے یا نہیں ان میں شخص معین شرط ہے یا نہیں اور اس چندہ میں تملیک ہے یا نہیں۔

(جواب) چندہ حجاز ریلوے کے لئے کوئی صدقہ واجبہ ادا نہ ہوگا زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ ہاں نفل صدقہ جتنا چاہے دے۔ فقط

زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانا

(سوال) زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانا درست نہیں ہے بلکہ کسی کی ملک کرنا ضروری ہے اس لئے کسی ایسی جگہ خرچ کرنا درست نہ ہوگا جس میں تملیک نہیں ہوتی پس نہ تو زکوٰۃ کا روپیہ چندہ تعمیر مسجد میں دینا درست ہے اور نہ کسی مدرس وغیرہ کی تنخواہ میں دینا درست ہے اور نہ کتب ورسائل خرید کر وقف کرنا درست ہے اور نہ محصول میں دینا درست ہے۔

زکوٰۃ کی رقم سید کو دینا

(سوال) زکوٰۃ اپنے عزیز واقارب کو جو کہ نہایت محتاج اور غریب ہیں اور سوائے اس موقع کے اور کوئی صورت دینے کی نہیں ہوتی لیکن سید مشہور ہیں ایسی صورت میں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) سید کو زکوٰۃ دینی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

زوجین میں سے کسی کو آپس میں زکوۃ دینا

اگر زوجہ صاحب نصاب اور شوہر فقیر یا شوہر نصاب والا ہو اور زوجہ فقیر تو ان میں سے ہر ایک کو اپنے مال کی زکوٰۃ دوسرے کو دینی درست نہیں ہے اگر شوہر کا مکان سکونت کا ہے مگر وہ زوجہ کے مکان میں رہتا ہے تو اس سے اس پر زکوٰۃ اس مکان کی واجب ہوگی اور اگر کوئی اس کو زکوٰۃ دے تو لینا بھی درست ہے مگر زوجہ کی زکوٰۃ لینا خاوند فقیر کو درست نہیں ہے اور اس مکان سکونت کی وجہ سے اس پر صدقہ فطر واضحیہ بھی واجب نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: صدقہ فطر کا بیان

صدقہ فطر صاحب نصاب کن کن کا ادا کرے

(سوال) ایک شخص صاحب نصاب ہے اور اس کی ایک عورت اور ایک لڑکا بالغ ہے اور تمام خرچ عورت اور لڑکے کا ذمہ اس شخص کے ہے اور عورت اور لڑکے کو کوئی اختیار نہیں ہے صدقہ عید الفطر کا عورت اور لڑکے کی طرف سے اس شخص کو دینا واجب ہے یا نہیں ہے۔

(جواب) زوجہ کا صدقہ فطر خاوند پر واجب نہیں اور پسر و دختر بالغ کا بھی واجب نہیں اگر ان سے پوچھ کر دے دیوے تو ثواب ہوگا جائز ہوگا مگر واجب نہیں اور دختر اور پسر صغیر کا واجب ہے اگر چہ روزہ نہ رکھے۔ اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صاحب نصاب کن کن کا صدقہ فطر نکالے

(سوال) ایک شخص کی ہاں ایک عورت اور ایک لڑکا بالغ ہے اور سب ایک جگہ ہیں عورت اور لڑکے کو اس کے مال میں کچھ نہیں ہے یہ شخص صدقہ عید الفطر ان کی طرف سے دے یا نہ دے۔

(جواب) اس شخص پر ان دونوں کی طرف سے صدقہ عید الفطر دینا واجب نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صاحب نصاب شخص کو کن کن کا فطرہ ادا کرنا لازم ہے

(سوال) ایک شخص صاحب نصاب ہے یعنی ایک ہی نصاب تک اس کے پاس مال ہے اس کی

ایک زوجہ اور ایک لڑکا بالغ ہے اور ایک نابالغ اور وہ سب ایک جگہ شریک ہیں یعنی زوجہ وطفلان اس کے ذمہ کھاتے ہیں اور وہ ایک شخص ہے کچھ کاروبار کرتا ہے۔اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے وہ اپنی طرف سے ادا کرے یا سب کی طرف سے دے دے فقط۔

(جواب)صدقہ فطر اپنی اولاد کی طرف سے ادا کرے زوجہ کی طرف سے اس کے ذمہ واجب نہیں فقط۔

قربانی وصدقہ فطر واجب ہونے کا نصاب

(سوال)جس شخص کے پاس پچاس روپے ہوں اس کو قربانی کرنا اور صدقہ عید الفطر کا دینا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)جس کے پاس پچاس روپیہ نقد ہے اس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقہ فطر واجب ہونے کا نصاب

(سوال)صدقہ عید الفطر کا کس قدر مال پر چاہئے۔

(جواب)اگر پچاس روپیہ نقد یا اس قیمت کا مال حاجات اصلیہ سے زائد ہو۔تب صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عید الفطر کے صدقہ کے لئے ہندوستانی وزن

(سوال)عید الفطر کا صدقہ ایک شخص کو سہارن پور کے وزن سے جنس گیہوں کا کس قدر ادا کرنا چاہئے۔

(جواب)صدقہ فطر ایک شخص کی طرف سے موافق سہارن پور کی تول کے ڈیڑھ ثار پختہ گیہوں دیئے جائیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صاع اور مد ہندوستانی وزن سے کتنے کے ہیں

(سوال)تحدید صاع ومد بوزن ہندوستان سو روپیہ کے سیر سے معتبر کیا ہے اور یہ جو ترجمہ اغاثہ میں مولوی محمد احسن صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ مد دمشقی رطل کی تہائی کے برابر ہے یعنی سو روپیہ بھر کے سیر سے قریب ڈیڑھ پاؤ کے ہوتا ہے اور صاع ایک رطل وتہائی رطل کے قریب یا ڈیڑھ سیر

کے قریب ہوتا ہے قول مذکور صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) بانوے کے سیر سے یعنی چہرہ شاہی بانوے روپیہ کی برابر کے سیر سے ایک صاع تین سیر کا ہوتا ہے اور مد اس کی چوتھائی ہے اور یہ مد وصاع بمذہب حنفی ہیں اس کے موافق آپ حساب کر لیں اور تولہ دو تولہ کی کمی وزیادتی شرعاً مضر نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

رطل بنانے کا طریقہ اور مد بنانے کا طریقہ

چونکہ ہر جگہ کا حساب مختلف اور وزن مختلف ہے پس ستر ۷۰ جو دم بریدہ غیر مقشر کا ایک درم پس اس حساب سے رطل بنالیں اور آٹھ رطل کا ایک صاع بنالیں، اور کسی کی تحریر کا اعتبار نہ کریں اور یہ حساب تقریبی ہے اور ایک لپ یعنی دو ہاتھ بھر کے کف دست بہم کر کے یہ ایک مد ہوتا ہے۔

باب: عشر وخراج کے احکام کا بیان

بٹائی میں عشر کا مسئلہ

(سوال) آسامیوں کو زمین بٹائی پر جو دی جاتی ہے اس میں عشر واجب ہے یا نہیں اسامی مسلمان ہوں تو کیا حکم ہے اور کافر ہوں تو کیا حکم ہے کل عشر زمین کے مالک پر ہی واجب ہے یا مشترک مابین مالک واسامی کون سا قول مفتی بہ ہے نیز اگر اسامی کافر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(جواب) مزارعت کے مسئلہ میں عشر حصہ دار ہوتا ہے مالک ومزارع پر اگر کوئی کافر ہوگا وہ ماخوذ نہ ہوگا مسلمان اپنے حصہ سے دیوے گا۔ یہی ایک مسئلہ ہے اور دوسرا قول مقابل اس کے مجھ کو یاد نہیں آتا فقط۔

عشری زمین کی شناخت کا طریقہ

(سوال) اس طرف کی زمین عشری کی کیا شناخت ہے۔ فقط

(جواب) زمین عشری وہ ہے جو اول سے مسلمان کے پاس ہو اور عشری پانی سے سیراب کی جاتی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عشر مالگذاری ادا کرنے کے بعد دیا جائے یا پہلے

(سوال) آمدنی یعنی جو کہ مالک کو کاشتکاروں سے وصول ہوئی مثلاً پانسو روپیہ ہے اور سرکاری مالگذاری تین سو روپیہ تو اب عشر کل پانسو کا مالک پر واجب ہے یا ماحقی دو سو پر فقط۔

(جواب) جب مالگذار مالک ہے جو وصول اس کا ہوا جملہ محصول سے عشر دیوے گا حسب رائے امام صاحب اور جو سرکار نے لیا وہ ظلم ہے وہ محسوب نہ ہوگا مجموعہ محصول سے دیوے گا یہ ہی ظاہر ہے۔

ہندوستانی زمینات عشری ہیں کہ خراجی

(سوال) ہمارے یہاں کی اراضیات عشری ہیں یا خراجی ہیں اور عملداری جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اراضیات ہند بعض عشری ہیں بعض خراجی فقط۔

سرکاری جمع اور معافی شدہ زمین کے متعلق عشر کا مسئلہ

(سوال) یہاں زمینوں میں سرکاری جمع ہے اور معافی بھی ہیں لہذا ایسی زمینوں پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) زمین معافی ہو یا اس میں مالگذاری سرکاری ہو محصول برائے خراج تو کافی ہے مگر بجائے عشر کافی نہیں ہو سکتا۔ پس اگر زمین عشری ہے تو عشر ادا کرنا جدا چاہئے اور اگر خراجی ہے تو خراج اس کا مالگذاری سرکاری میں محسوب ہو سکتا ہے۔ فقط

آم کا عشر کس طرح ادا کیا جائے

(سوال) انبہ کتنی مقدار سے لائق عشر کے ہیں اگر انبہ کا عشر دیا جاوے تو برابر تول کر دیا جاوے یا شمار سے کم و زیادہ ہو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جب جس قدر توڑے جاویں اس قدر کا عشر دینا چاہئے اگر چھوٹے بڑے ہوں تو وزن سے دینا چاہئے اور برابر ہوں تو شمار سے فقط۔

نقد کرایہ کی زمین پر عشر کا مسئلہ

(سوال) نقشی زمین یعنی جو کہ بکرایہ نقد دی جاتی ہے اس میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) زمین جو نقد پر کرایہ دیا اس کے عشر میں خلاف ہوگا امام صاحب مالک سے سب دلا دیں گے۔ صاحبین مستاجر سے سب دلا دیں گے یہ ظاہر ہے۔ فقط

زمانہ گزشتہ کی واجب الاداز کوٰۃ وعشر کا حکم

(سوال) زمانہ گذشتہ کی زکوٰۃ وعشر واجب الادا ہے یا نہیں اور اگر اب روپیہ نہ ہو تو کہاں سے دے یا کیا کرے یا زمین یا مکان فروخت کرنا ضروری ہے کہ ادا کرے۔

(جواب) جو عشر و زکوٰۃ اس کے ذمہ ایک دفعہ واجب ہو چکی ہیں وہ ساقط نہیں ہوتی البتہ اگر وہ مال تلف ہو جاوے تو ساقط ہو جائیں گی۔ فقط

جس باغ کو پانی نہ دیا جاتا ہو اس کا حکم

(سوال) جس باغ کو پانی نہ دیا جاتا ہو اس پر عشر ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عشر ہے۔ فقط

مواضعات مالگذاری کا مسئلہ

(سوال) ملکات معافی پر تو عشر واجب ہی ہے لیکن مواضعات مالگذاری میں تردد ہے۔ کیونکہ ہم لوگ ان کے مالک واقعی نہیں سرکاری مالگذاری دیں تو ہماری ورنہ جو چاہے سرکار وہ کرے۔

(جواب) عشر میں امام صاحب وصاحبین کا خلاف ہے اور درمختار نے طحاوی سے فتویٰ صاحبین کے قول پر لکھا ہے مگر ردمحتار نے بہت سے متاخرین کا فتویٰ امام صاحب کی رائے پر لکھا ہے اور قوی لکھا ہے تو اب چند علماء کے مقابلہ میں ضعیف بندہ کو کیوں کرتے ہو میرا بولنا فضول ہے جس پر جمہور کا فتویٰ ہو بندہ کیا بولے اگرچہ دل میں خلش ہوتی ہو پس بعد اس کے کہ رائے امام صاحب پر فتویٰ رہا تو مالگذاری کی زمین اگر آپ کے نزدیک ملک سرکار ہے تو مالگذاری پر عشر نہ ہوگا سرکار کافر ہے وہ ماخوذ نہیں اور جو رائے صاحبین پر عمل ہو تو مال گذار عشر دیوے گا فیصلہ ہوگیا۔ مگر یہ سنو کہ اگر سرکار مالک ہے تو بیع شرع مالگذار کرتا ہے سرکار گاہے مانع نہیں یہ دلیل ملک مالگذار کی ہے اور اگر زمین مالگذاری سرکار اپنی سڑک یا مکان میں لیوے تو قیمت زمین کی رقبہ مالگذاری کو دیتی ہے یہ دلیل مالگذاری کی بدیہی ہے اگر ملک سرکار ہوتی تو قیمت دینے کے کیا معنی ہوویں گے پس جب ملک مالگذار محقق ہوئی تو مسئلہ قلب ہو جاوے گا رائے امام وصاحبین پر بظاہر آپ کو کوئی دلیل ملک۔ سرکار کی نہیں ملی ہوگی کیونکہ یہ لکھنا کہ مالگذاری کی عدم ادا میں سرکار دوسرے کو زمین دیتی ہے یہ دوسرے کو دینا اپنے حق کی تحصیل کے واسطے ہے نہ اپنی زمین کا لینا ہے جیسا وقت عدم اداء خراج کے شرع میں زمین خراجی دوسرے کو دے دیتے ہیں حالانکہ صاحب خراج مالک زمین کا ہوتا ہے لہذا یہ دلیل ملک سرکار کی نہیں۔ فقط

ملفوظ

بینڈ اور پولے کے مسائل

اگر بینڈ اور پولا خودرو ہے تو اس میں عشر بھی نہیں ہے اور وہ ملک بھی نہیں ہے اور اگر پرورش کیا ہے اور لگوایا ہے تو اس میں عشر بھی ہے اور وہ ملک بھی ہے۔ غیر شخص کو اس کا کاٹنا درست نہیں

کتاب الصّوم

روزے کے مسائل کا بیان

بچے کب سے روزہ رکھیں!

(سوال) جب کہ بچوں کے ساتھ حکم نماز کا بعمر سات برس کے سکھلانے کا ہے اور دس برس کے بعد مارنے کا تو کیا روزہ کی نسبت بھی یہی حکم ہے۔

(جواب) روزہ کی نسبت یہ حکم نہیں فقط۔

چاند کے معاملہ میں ایک شہر کی خبر سے دوسرے شہر پر کیا اثر پڑے گا

(سوال) خبر رویت الہلال رمضان اگر کہیں سے آوے مثلاً کلکتہ سے تو مطابق اس کے ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ دور کی خبر کی سند نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ رکھو اور افطار کرو چاند دیکھ کر لہذا یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) شہادۃ معتبرہ سے چاند ہونا انتیس شعبان کا ثابت ہے اگر روزہ نہ رکھا ہو تو ایک روزہ قضا کر لینا اس شخص کا یہ کہنا محض غلطی ہے وہ حدیث کا مطلب نہیں سمجھا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاند کی خبر کے لئے خط اور اعتبار

(سوال) اگر کہیں سے خبر تحقیق اس بات کی آوے کہ وہاں چاند اتنے اشخاص معتبر نے دیکھا اور شخص معین جس کو وہ اشخاص جانتے ہیں وہ ان کو ایک تحریر اپنی و نیز گواہی گواہان سے مزین کر کے بھیجے تو وہ تحریر قابل سماعت ہوگی یا نہیں اور جو تحریر اس طرح پر ہو تو قابل قبول ہے یا نہیں اور اگر تار کہیں سے آوے کہ چاند ہو گیا وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) تحریر خط جو مثل دستور کے لکھا آیا از طرف فلاں بنام فلاں مثلاً اور مکتوب الیہ اس کو پہچانتا ہے اور اس کا ہی خط ہے تو اس کا لکھنا خبر رویت ہلال کے بارے میں معتبر ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔ اور تار کی خبر بھی مثل تحریر کے ہے مگر وساطت کفار کی موجب عدم قبول

ہو جاتی ہے ورنہ تحریر خط اور خبر تار کا ایک حکم ہے۔(۱) **کذا یفھم من کتب الفقہ واللہ اعلم۔**

ایک شہر میں چاند نظر آئے تو دوسرے شہر میں کیا کیا جائے

(سوال) اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں اگر ایک بلدہ میں رویت الہلال ہو جاوے اور دوسرے میں اس کی خبر محقق طور پر بطریق موجب مثل تحریر خطوط معتبر اس درجہ کی کہ ظن حاصل ہو جاوے اور شبہ باقی نہ رہے قرائن سے صداقت ہو جاوے کیونکہ غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل (۲) فقہا لکھتے ہیں یا خبر تار میں کہ جو ایسے ہی درجہ کی ہو اور خواہ رویت الہلال رمضان المبارک ہو یا شوال یا ذی الحجہ کی یا دیگر کسی ماہ کی۔

(جواب) اختلاف مطالع صوم اور افطار میں تو ظاہر روایت میں معتبر نہیں مشرق کی رویت غرب والوں پر ثابت ہو جاوے گی اگر حجت شرعیہ سے ثابت ہوئے مگر قربانی اور صلوٰۃ عید ذی الحجہ اور حج میں معتبر ہوگا۔(۳) **کما حققہ فی رد المحتار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

چاند کے دیکھنے میں اختلاف مطلع کا اثر کن مہینوں پر پڑے گا

(سوال) اختلاف مطالع رؤیت ہلال رمضان شریف یا شوال یا ذی الحجہ وغیرہ میں معتبر ہے یا نہیں اور تحریر خط یا تار معتبر کہ اپنے قرائن سے تصدیق ہو جاوے اور شبہ مطلق نہ رہے ایسے معاملہ میں معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) اختلاف مطالع صوم وافطار میں معتبر نہیں اور سوائے اس کے معتبر ہے یا ظاہر روایت ہے اور بعض علماء حنفیہ کے نزدیک صوم وافطار میں بھی معتبر ہے اور تار مثل خط کے ہے اگر تار خط میں ذرائع عدول ہوں گے تو اعتبار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر تیس دن گزرنے پر شوال کا چاند نہ نظر آئے

(سوال) اگر رؤیت ہلال رمضان المبارک بثبوت شہادت واحدہ ہوئی تو بعد گزرنے تیس دن کے رؤیت ہلال شوال بسبب غبار ابر نہ ہو تو افطار درست ہے یا نہیں اور درصورت عدم غبار و مطلع صاف کے کہ تیس دن پورے ہو چکے کہ کوئی مہینہ اکتیس کا نہیں ہوتا اور شہادت بھی بطور موجب

---

(۱) کتب فقہ سے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔
(۲) گمان کی زیادتی حجت ہے جو عمل کو واجب کرنے والی ہے۔
(۳) جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی تحقیق کی ہے۔

شرعیہ ہو چکی تھی اور موافق امام محمد علیہ الرحمۃ بھی ہے تو افطار درست ہو گا یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں بعد تیس کے غبار ابر اگر ہو تو افطار باتفاق درست ہے اور مطلع صاف اگر ہو تو شیخین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کرے اگر کسی نے امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کیا تو وہ ملام نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی مذہب حنفیہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تار پر چاند کی خبر کا حکم

(سوال) تار انگریزی خواہ تار بابو دونوں طرف مسلمان ہوں یا خط جو بذریعہ ڈاک انگریزی آیا ہو رؤیت ہلال رمضان یا عیدین میں معتبر ہوں گے یا نہیں اور اگر مفتی شہر یا قاضی شہر اپنے مہر و دستخط کر کے کسی آدمی مسلمان کی معرفت کسی دوسرے شہر یا جگہ خط لکھ کر بھیج دیں کہ یہاں رؤیت ہلال ہوئی ہے لوگوں نے چاند دیکھا ہے یا گواہی چاند دیکھنے والے کی مان لی گئی ہے تو ان کے خط کا اعتبار ہے یا نہیں یا خط پر اپنی مہر اور دوسرے لوگوں کی گواہی ثبت کرا کر آدمیوں مسلمانوں کے ہاتھوں بھیجے اور وہ گواہی اس خط کی دیں تب جائز ہے یا نہیں جب شہادت رؤیت ہلال خواہ بذریعہ شہادت یا خط کے شرعاً معتبر سمجھی جاوے اور ایسے وقت پر شہادت پہنچے کہ گنجائش اس وقت صلوٰۃ عید الفطر ادا کرنے کی نہیں ہے ایک شخص بعض اپنے ضعیف احتمال پر روزہ افطار کرے تو شرعاً مرتکب کیسے گناہ کا ہو گا اگر شاہد رؤیت ہلال نمازی تو ہے مگر خلاف شریعت داڑھی رکھتا ہے سود خوار یا شرابی ہے یہ ۔انی ہے وغیرہ ذلک تو اس کی گواہی شرعاً مانی جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) خبر تار کی معتبر نہیں اولاً یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ جس شخص نے تار دیا ہے آیا واقعی وہی شخص ہے یا اس کی طرف سے کسی نے فریب کیا ہے چنانچہ اکثر تار اسی طرح دیئے جاتے ہیں اگرچہ تحریر خط میں بھی یہ بات ہے مگر خط میں طرز تحریر سے اور قرائن مضامین سے کچھ پتہ لگ جاتا ہے تار میں کوئی پتہ اور قرینہ نہیں ہوتا مثلاً تار ایک شخص کے نام سے آیا اور وہ عادل بھی ہے تو معلوم نہیں ہے اگر اس نے ہی تار بابو سے آن کر کہا ہے یا کسی سے کہلا بھیجا ہے اور وہ پیغام لانے والا عادل ہے یا فاسق ہے مطلب سمجھا ہے یا نہیں۔ ثانیاً بابو تار دینے والا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ عادل ہے یا فاسق ثالثاً تار دینے والا علیٰ ہذا القیاس معلوم نہیں کہ کیسا ہے۔ رابعاً اکثر تار لینے میں اشارات کی خطا ہو جاتی ہے مثلاً اکثر جملہ استفہامیہ کو جملہ خبریہ سمجھ جاتے ہیں وغیر ذلک خامساً ترجمہ کرنے والا اس تار کا بیشتر خطا کرتا ہے۔ جب اس قدر اشتباہ خبر تار میں موجود ہیں تو دیانات میں ایسی خبر کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے اگر یہ سب احتمالات مرتفع ہو جاویں تو خبر معتبر ہو جاوے گی اور یہ بظاہر محال۔

پس خبر تار کی تو لغو ہوئی اب رہا خط ڈاک کا سو اس میں یہ شبہ کہ فقہا لکھتے ہیں۔ الخط یشبہ الخط۔ (۱) تو وہ بھی اعتبار کے قابل نہ ہوا پس ایسا خط کہ جس پر اعتبار ہو وہ خط ہے کہ عادل لکھے اور اپنی رؤیت بیان کرے ساتھ دوسرے عادل کے دیکھنے کے اور اس عادل کو کہہ دیں گے کہ میں نے دیکھا یا عادلین کا اس شخص سے یہ بیان کرنا کہ ہم نے دیکھا اور کسی عادل کے ہاتھ وہ خط آوے اگرچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے کتاب القاضی میں زیادہ تشدید فرمایا ہے مگر اتنا جو لکھا گیا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور یہ وسعت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ثابت ہوتی ہے بدون اس کے تو خط بھی قابل اعتبار کے نہیں قاضی اور مفتی مسائل کا یہ لکھنا ہے کہ یہاں رویت ہلال ہوئی ہے۔ قابل اعتبار نہیں ہے اولاً فقہاء نے ایسی خبر کو قابل اعتبار نہیں سمجھا ہے ثانیاً اس زمانہ کے قاضی اور مفتی مشاہدہ سے معلوم ہیں کہ مسائل فقہ سے ایسے بے خبر ہیں کہ اگر ان کو عوام کہا جائے تو بجا ہے ہاں اگر وہ عادل ہوں اور یوں بیان کریں کہ ہم سے دیکھنے والوں نے فلاں فلاں عادلین نے بیان کیا ہے عادل بھی کہیں کہ ہم نے چاند دیکھا اور بدست عادل اپنا خط روانہ کریں تو اس پر عمل کرنا درست ہے اگر موافق قاعدہ شرعیہ کے ثبوت رویت ہلال کا ہو جاوے تو اگرچہ وقت عصر کے ہی خبر معلوم ہو تو افطار روزہ کا لازم ہے کہ عدم افطار میں معصیت ہے کہ شرعاً ثابت ہو چکا ہے کہ آج یوم فطر ہے۔ اب روزہ رکھنا یوم الفطر کا خود ممنوع ہے عدم افطار میں مرتکب اس معصیت کا ہوگا اور اگر موافق قاعدہ شرعہ کے ثبوت نہیں اور ایسی خبر سے معلوم ہوا ہے کہ جس کا غیر معتبر ہونا معلوم ہو چکا تو افطار ممنوع ہوگا۔ بلکہ روزہ کا اتمام چاہئے۔ افطار کرنے میں گنہگار ہوگا۔ کہ بدون حجت شرعی اس نے روزہ فاسد کیا فقط نماز پڑھنے سے عادل نہیں ہوتا۔ بلکہ عادل وہ ہے کہ سب کبائر سے مجتنب ہو اور صغائر پر مصر نہ ہو یہاں تک کہ فقہاء لکھتے ہیں اگر کسی نے چاند دیکھا اور اس نے شہادت دینے میں تاخیر کی اور پھر بعد وقت کے وہ چاند دیکھنا بیان کرے تو اس کی گواہی معتبر نہ ہوگی کیونکہ اس پر فوراً خبر دینا واجب تھا یہ شخص ترک واجب کر کے فاسق بن گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ستائیسویں رجب کے روزہ کی فضیلت

(سوال) ۲۷ تاریخ صوم رجب کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں اور فضائل اعمال میں تو حدیث ضعیف قابل عمل ہوتی ہے نہ کہ ثبوت اعمال میں لائق قبول ہو اگر ہو سکتی ہے تو اس کو تحریر فرما دیں۔

---

(۱) خط خط کے مشابہ ہوتا ہے۔

(جواب) فضیلت ستائیس صوم رجب کی کسی حدیث صحیح سے منقول نہیں رجب وغیر رجب برابر ہیں مگر بعض احادیث سے اشہر حرم کی کچھ فضیلت ثابت ہوتی ہے پس چاروں ماہ حرام برابر ہیں سوائے ایام معدودہ کے جن کی فضیلت ثابت ہوئی ہے۔ بعد اس کے اگر ضعیف روایت سے فضیلت صوم رجب کی ثابت ہو تو روزہ رکھنا جائز ہے کیونکہ صوم خود عبادت ہے مگر جب صوم رجب کو مثل واجب کے جانا جاوے تو اس وقت بدعت ہو جاوے گا پس ثبوت صوم کا تو مطلق فضیلت صوم نفل سے ثابت ہے اور پھر اشہر حرم کے صوم سے ثابت ہے اور فضل خاص اگر ضعیف روایت سے ہو تو اس پر عمل درست ہے جب تک موکدہ واجب نہ جانا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہزاری روزہ کا مسئلہ

(سوال) ۲۷ رجب کو روزہ رکھنا کہ جس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں اور مشہور ہے کہ اس روزہ کا ثواب ہزار روزوں کا ہوتا ہے اور حضرت بڑے پیر صاحب بھی شاید اس کو ایسا ہی لکھتے ہیں آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی نے یہ روزہ رکھ لیا تو اس کو توڑ دینا چاہئے یا نہیں اور اگر کوئی شخص بدعت بتا کر اس روزہ کو تڑوا دے تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔ اور ۲۷ رجب کو رسول اللہ ﷺ سے یا صحابہ عظامؓ سے روزہ رکھنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ۲۷ رجب کا روزہ رکھنا جائز ہے کہ ہر روز روزہ نفل درست ہے۔ سوائے پانچ روز منہی کے فضیلت اس کی صحاح احادیث میں نہیں ہے۔ فقط

رجب کے روزہ کا مسئلہ

(سوال) سفر السعادت میں درباب صوم رجب فرماتے ہیں در رجب (۱) را روزہ داشتن نہی فرمودہ وایضاً درباب صوم رجب وفضل آن چیزے ثابت نشدہ بلکہ کراہیت وارد شدہ عبارت مذکورہ سے مطلق رجب میں روزہ رکھنا منع ومکروہ معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا مراد اس سے کوئی خاص روزہ ہے جس کو ہزاری وغیرہ کہتے ہیں۔

(جواب) رجب کا روزہ رکھنا مباح وجائز ہے مگر خصوصیات کسی تاریخ کی کرنا اس کو مسنون اور

---

(۱) رجب میں روزہ رکھنے کو منع فرمایا و نیز رجب کے روزہ کے بارے میں اور اس کی فضیلت کے بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی بلکہ کراہیت رکھتی ہے۔

دیگر ایام سے افضل جاننا یا زیادہ موجب ثواب جاننا اس کو مکروہ و بدعت لکھتے ہیں ورنہ جیسا تمام سال ہے رجب بھی ایک ماہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم اور ہزاری لکھتی کچھ نہیں اسی وجہ سے بدعت لکھا ہے۔ فقط۔

۲۷ رجب کے روزہ کو ہزاری روزہ سمجھنا

(سوال) ۲۷ رجب کے روزہ کو ہزاری روزہ سمجھنا کیسا ہے۔

(جواب) ۲۷ رجب کے روزہ کی فضیلت صحاح احادیث میں ثابت نہیں مگر غنیۃ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے لکھا ہے اس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں۔ حدیث ضعیف سے ثبوت نہیں ہوسکتا ہے۔ نفس روزہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہادت معتبرہ سے اگر ثابت ہو جائے کہ جس دن روزہ رکھنا چاہئے تھا نہیں رکھا گیا تو کیا کیا جائے

(سوال) یہاں پر پہلا روزہ رمضان شریف کا جمعرات کے روز ہوا رؤیت ہلال شوال کی جمعرات کی ہوئی اور عید بروز جمعہ ہوئی اور انتیس روزے ہوئے بعض مقامات شملہ و کوہ مصنوری و نینی تال بھوپال میں سنا گیا کہ روزہ بدھ کا ہوا اور ان مقامات مذکورہ کے باشندگان کے پورے تیس روزے ہوئے زیادہ تر خار جاً یہاں یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت مولانا صاحب عم فیضہ نے بدھ کے روزہ کی بابت تحقیق فرمائی ہے اور انتیس روزہ رکھنے والوں کو ایک روزہ رکھنے کے واسطے حکم فرما دیا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ آیا ہم لوگوں کو جنھوں نے انتیس روزے رکھے ہیں ایک روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں اور کوہ شملہ و منصوری و نینی تال جو بلندی پر آباد ہیں وہاں کی رؤیت ہلال ہمارے واسطے لازم ہے یا نہیں اور یہ بھی ظاہر کرنا ضروری کہ ہم نے جب یہ خبر سنی کہ پہلا روزہ بدھ کا ہوا ہے تو یہاں علی العموم منگل کے روز اپنی ۱۳ رمضان کو ان لوگوں کی ۱۴ رمضان کو چاند شام کے وقت اس نیت سے دیکھا کہ اگر چاند منگل کا ہوا ہے تو ضرور ہے کہ منگل کے روز ۱۴ تاریخ کو چاند بیٹھ جاوے گا اور دیر سے نکلے گا مگر چاند ۱۳ تاریخ کے ہی موافق نظر آیا اور دن سے موجود تھا۔ اگلے روز ہم نے اپنے حساب کے موافق ۱۴۔ تاریخ بروز بدھ کے چاند کو دیکھا تو فی الواقع بدھ ہی کے روزہ رمضان کی ۱۴ تاریخ تھی اور اس بدھ کے دن چاند بیٹھ گیا تھا یعنی دیر سے نکلا

صورت ہائے مفصلہ ومعروفہ بالا میں ہر ایک بات پر خیال فرما کر جو حکم شرعی ہو فوراً آگاہی بخشئے چاند کے بیٹھنے کی طرف ضرور خیال فرمالیا جاوے، ہمیشہ چاند ۱۴ تاریخ کو بیٹھتا ہے اور ۱۴۔تاریخ بدھ کو ہوئی اور شملہ ومنصوری وغیرہ مقامات کی رؤیت ہمارے واسطے قابل تسلیم ہے یا نہیں۔

(جواب) شہادت معتبرہ سے یہ امر پورے طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ پہلا روزہ چہارشنبہ کا ہوا یہاں بھی اس روزہ کی قضا کی گئی ہے۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے چہارشنبہ کو روزہ نہیں رکھا وہ لوگ ایک روزہ بہ نیت قضائے رمضان رکھ لیویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات

چاند کی خبر خط کے ذریعہ

ا۔ چاند کی خبر تحریر خط سے دریافت ہوسکتی ہے مکتوب الیہ کو غالب گمان یہ ہے کہ فلان کاتب عدل کا خط ہے اس میں کوئی انحراف نہیں ہوا۔ تو اس پر عمل درست ہے کتاب القاضی جیسی تو کید و توثیق ضروری نہیں۔ اور امام ابو یوسف نے خود وہ قیود کتاب القاضی میں بھی کم کردی تھیں۔ بعد تحریر کے فقط دلیل اعتبار خط کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ اپنا نامہ ہرقل کو بھیجا۔ تو ہرقل نے یہ نہ کہا کہ ایک آدمی کا اعتبار نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ خیال ہوا کہ قاصد کا کیا اعتبار ہوگا۔ علیٰ ہذا ارسال نامجات پر آپ کے زمانے میں اور خلفاء کے زمانے میں دو دو گواہ کہیں نہیں گئے۔ فقط والسلام۔

(۲) ہزاری روضہ جو رجب کا مشہور ہے اس کی اصل احادیث سے کچھ نہیں نکلتی مگر شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کی غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے وہ احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ اگر ضعیف پر عمل کرلیوے فضائل میں درست کہتے ہیں۔ فقط والسلام۔

باب: روزہ کی قضا اور کفارہ کا بیان

کفاروں کی ادائی میں دیر کرنا

(سوال) جس کے ذمہ روزہ کفارہ کے ہوں طلب علم میں ہو یا حفظ کلام اللہ میں اگر روزہ رکھتا ہے تو طلب علم میں نقصان ہوتا ہے اور اگر نہیں رکھتا ہے تو اس کا مواخذہ سخت ہوتا ہے کہ کفارہ کے روزے اس کے ذمہ ہیں اگر بعد طالب علم کے رکھ لے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کفارہ کے روزوں میں دیر نہ چاہئے اگر چہ حفظ قرآن و تحصیل علم میں حرج لازم آوے۔

کئی رمضان کے کئی روزوں کا کفارہ

(سوال) اگر قضاء چند صوم رمضان کے سبب کفارات ہوں خواہ دو رمضان کے جمع ہوں تو کفارہ ایک ہی کافی ہوگا یا ہر ایک صوم کا علیحدہ اور اگر طالب علمی میں کفارہ ادا نہ کر سکے تو بعد فراغ علم درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کفارات میں تداخل ہو جاتا ہے۔ اگر دس روزہ رمضان کے خواہ ایک ماہ خواہ چند سال کے جمع ہوں تو ایک کفارہ کافی ہے اور اگر بعد فراغ طالب علمی کے کفارہ دیوے تو بھی درست ہے مگر جب تک طاقت صوم کی ہے اطعام جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کئی روزے توڑنے کے کفارے کتنے ہوں گے

(سوال) جس شخص نے چند روزہ رمضان بعد بلوغ کے توڑے ہوں اور یاد نہ ہوں کہ کتنے روزوں کا کفارہ دینا ہوگا تو کیا ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہے۔

(جواب) کئی روزہ توڑنے کا کفارہ ایک ہی ہے خواہ رمضان ایک ہی کے روزے توڑے ہوں یا کئی رمضان کے توڑے ہوں فقط۔

عید کی خبر دوسری جگہ سے آنے پر روزہ رکھنے والے کیا کریں

(سوال) جوانب واطراف سے خبریں عید ہونے کی بروز پیر کے معتبر ویقینی سن کر چند آدمیوں نے روزہ ظہر کے وقت توڑ دیا زید کہتا ہے کہ ان آدمیوں کے ذمہ کفارہ روزہ کا لازم ہوگیا بکر کہتا ہے کہ

کفارہ لازم نہیں ہوا قضا واجب ہوگئی کہ جن آدمیوں نے روزہ توڑا اس نیت سے توڑا کہ عید کے دن روزہ منع ہے کچھ خواہش نفس سے نہیں توڑا جن شخصوں نے روزہ توڑا شریعت کا کیا حکم ہے آیا کفارہ لازم ہوگیا یا قضا کا روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

(جواب) جب دلیل شرعی سے ثابت ہوگیا کہ اتوار کے دن چاند ہوگیا تو پیر کے دن افطار واجب ہوگیا افطار کرنے والوں پر نہ قضا ہے نہ کفارہ فقط واللہ تعالیٰ۔

ملفوظات

غیر رمضان کا روزہ توڑنا

۱۔ کسی شخص نے رمضان شریف کا مٹی سے روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ نہ آوے گا اور اگر غیر رمضان میں توڑا ہے تو کفارہ نہیں آتا خواہ مٹی سے توڑے یا کسی اور شئے سے توڑے البتہ رمضان میں کسی غذا و دوا سے رمضان کا روزہ توڑے) تو اس سے کفارہ آتا ہے۔ فقط

۲۔ اگر کسی پر دس بیس روزے رمضان کے عمداً توڑنے کے سبب کفارات ہوں اگرچہ چند رمضان کے ہوں تو سب کا ایک کفارہ آتا ہے۔ ہر ایک روزہ کا جدا نہیں ہوتا بعد ختم قرآن کے دعا مانگنا مستحب ہے۔ خواہ تراویح میں ختم ہو خواہ نوافل میں خواہ خارج نماز پڑھا ہو یا کہ بعد عبادت کے نماز ہو یا ذکر ہو اجابت کی توقع ہے اور جو کچھ کنز العباد وغیرہ میں لکھا ہے وہ قابل اعتبار نہیں حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بعد تلاوت قرآن کے اور بعد ختم قرآن کے وقت اجابت کا ہے۔ لہٰذا ختم بعد تراویح بھی اس میں داخل ہے اگر اس وقت کی دعا کو واجب اور ضروری جانے تو بدعت ہے اس کو ہی شاید کنز العباد وغیرہ میں بدعت کہا ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور ایک دفعہ بسم اللہ کا پکار کر پڑھنا ختم میں چاہئے۔ حنفیہ کے نزدیک خواہ فاتحہ کی ساتھ پڑھ لیوے خواہ کسی اور سورۃ کے ساتھ۔

باب: روزہ کس بات سے فاسد ہوتا ہے اور کن باتوں سے نہیں

بواسیر کے مسوں کو دبانے کا روزہ پر اثر

(سوال) ایک شخص کو مرض بواسیر ہے وقت اجابت مسہائے بواسیر اس کے جو کثیر الجم ہیں باہر آتے ہیں اور بعد کرنے استنجاء کے ڈھیلوں سے اور کرنے طہارت کے پانی سے مسہائے مذکور دبانے سے اندر ہو جاتے ہیں اور بغیر اس کے طہارت مسوں کی پانی سے کی جاوے یا ہاتھ کو خواہ مسوں کو پانی سے تر کر کے مسوں کو دبایا جائے مسوں کا اندر جانا کسی وقت غیر ممکن اور کسی وقت سخت دشوار اور باعث نہایت تکلیف کا ہوتا ہے اور اس طرح کے دبانے سے کبھی کبھی خون بواسیر بھی جاری ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شخص مذکور بحالت صوم جب مسوں کو یا ہاتھ کو پانی میں تر کر کے یا طہارت مسوں کی پانی سے کر کے مسوں کو دبادے تو روزہ اس کا رہے گا یا نہیں اگر نہیں رہے گا تو اس کو واسطے قائم رکھنے روزہ کے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

(جواب) ایسی حالت میں روزہ اس کا قائم رہے گا روزہ میں کسی طرح کا نقصان نہ آوے گا اس واسطے کہ محل مسوں کا جو کنارہ دبر ہے اس جگہ پر پانی پہنچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ معذور کا نہ غیر معذور کا واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱۔

الجواب واللہ سبحانہ الموافق للصواب حالت صوم میں ہاتھ کو پانی سے تر کر کے مسوں کو دبانا یا طہارت کی پانی سے کر کے مسوں کو دبانا مفسد صوم نہیں ہے اس واسطے جو کہ رطوبت پانی کی مسوں پر رہ جائے گی اور وہ مسوں کے ساتھ جوف میں داخل ہوگئی اس سے احتراز ممکن نہیں خصوصاً مریض بواسیر شدید کو اور جو اس قسم کی چیز جوف میں داخل ہو جس سے احتراز ممکن نہ ہو وہ ناقص صوم نہیں ہوتی جیسے رطوبت پانی کی جو منہ میں بعد کلی کے رہ جاتی ہے۔ باوجود یکہ وہ نسبت رطوبت مسوں کے کثیر ہوتی ہے۔

قال فی الدر المختار اذا اكل الصائم او شرب او جامع ناسيا او دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكرا استحسانا لعدم امكان التحرز او بقى بلل فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق انتهى مختصر افقط.(۱)

---

(۱) در مختار میں کہا ہے کہ اگر روزہ دار نے کھایا پیا جماع کیا بھول کر یا اس کے حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں چلا گیا اگر چہ اس میں بھول نہ ہو اس لئے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں یا کلی کے بعد اس کے منہ میں تری رہ گئی اور اس نے اس کو تھوک کے ساتھ نگل لیا۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد رامپوری۔ محمد ارشاد حسین احمدی۔ شبہ مولوی محمد حسن صاحب سلمہ مراد آبادی مغلپوری نے مولانا گنگوہی کی خدمت میں لکھا تھا کہ مظاہر(۱) حق میں لکھا ہے کہ اس صورت میں صوم میں فساد آئے گا فقط حفیظ اللہ بیگ عفی عنہ۔ اس پر مولانا نے بجواب خط مولوی احمد شاہ صاحب حسن پوری بنام محمد حسن صاحب لکھا از احمد شاہ عفی عنہ مسئلہ وہی ہے جو حضرت اقدس مد ظلہم نے سابق از نام فرمایا ہے اور بے شک نواب قطب الدین خاں مرحوم کو مظاہر حق میں غلطی ہوئی سرخ کے تر ہونے اور اندر جانے سے بھی روزہ جائے گا۔ اس لئے کہ یہ بھی موضع حقنہ سے درے ہے یعنی کا نچ۔

(سوال) منجن جس میں نمک پڑا ہوا ہو روزہ میں ملنا جائز ہے یا مکروہ اور روزہ میں نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر منجن کا اثر حلق تک نہ جاوے تو منجن ملنا درست ہے فقط۔

ملفوظ

جس شخص نے اس قدر کھانا کھایا کہ بعد طلوع آفتاب کے ڈکاریں آتی ہیں اور ان کے ساتھ پانی آتا ہے اس سے روزہ میں حرج نہیں آتا واللہ اعلم۔ ۱۲۔ رمضان یک شنبہ ۱۷ھ شنبہ کو یہاں بوجہ ابر کے چاند نظر نہیں آیا مگر اور مقامات سے مستند خبریں آئی ہیں کہ چہار شنبہ کی پہلی ہوئی۔

---

(۱) وہ عبارت یہ ہے کہ مظاہر حق فصل مفسدات صوم جلد اول ص ۱۵۹ اور اگر نکل آویں مسے بواسیر والے کے اور دھودے ان کو اگر خشک کر لیوے ان کو پہلے اٹھنے کے اور سے پھر اوپر چڑھ گئے نہیں ٹوٹے گا روزہ اس لئے کہ پانی پہنچا تھا ظاہر بدن پر پھر زائل ہو گیا پہلے پہنچنے کے طرف باطن کی بسبب عود کرنے مقعد کے اور اگر خشک نہ ہوں گے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ انتہی ۱۲۔

باب: اعتکاف کا بیان

اعتکاف مسنون کی مدت

(سوال) اعتکاف مسنون کے روز کا ہے اور کب سے ہے۔

(جواب) اعتکاف مسنون اکیسویں سے آخر رمضان تک ہے نفل اعتکاف تین روز کا بھی درست ہے۔

معتکف کا علاج کرنا

(سوال) معتکف کو مسجد میں علاج مریضوں کا اللہ واسطے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف کو مریضوں کو دوا بتلا دینا درست ہے۔ فقط

معتکف حقہ کہاں پیئے

(سوال) خاکسار نے اپنے ایک بھائی کو اپنے ساتھ اعتکاف میں بیٹھنے کی ترغیب دی ہے لیکن وہ یہ فرماتے ہیں کہ حقہ پینے کی عادت ہے اور حقہ مسجد میں پینا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر کلی کر کے بو زائل کر کے مسجد میں چلا آوے۔

معتکف کن وجوہ کی بنا پر مسجد سے نکل سکتا ہے

(سوال) معتکف کو شرکت جنازہ وعیادت مریض اگر ضرورت ہو تو جائز ہے یا نہیں اگر آتشزدگی ہو تو اس کو بجھانا جب کہ اپنے گھر کے جلنے کا بھی خوف ہو تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) معتکف کو عیادت اور شرکت نماز جنازہ وغیرہ ضروریات درست ہیں ایسے ہی اگر آگ لگ جائے تو اس کو بجھانے جانا درست ہے۔ فقط

اعتکاف فاسد ہو جائے تو کیا کرے

(سوال) اگر اکیسویں روز اعتکاف کیا بعدہ کسی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو گیا تو روز دوم یا سوم پھر کرنے سے اعتکاف رمضان میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اعتکاف مسنون دہ روزہ تو اس سے فوت ہو گیا باقی جتنے روز کا اعتکاف کرے گا اس کا ثواب ملے گا۔ فقط

ملفوظ

اعتکاف مسنون اگر فاسد ہو جائے

اعتکاف مسنون میں اگر فساد ہو جائے تو اس کی قضا نہیں آتی سحری کھانے کے اندر تاخیر مستحب ہے اور ایسی تاخیر کہ جس سے شک میں واقع ہو جاوے اس سے بچنا واجب ہے۔

کتاب حج کا بیان

رشوت کے روپیہ سے حج

(سوال) رشوت یا سود یا زنا وغیرہ سے اگر روپیہ جمع کیا حج زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کا سارے کا نکالنا فرض ہے اہل حقوق کو واپس کر دے جو نہ معلوم ہوں تو صدقہ محتاجوں پر کر دے حج وغیرہ اس سے ادا نہیں ہوتا فقط۔

حج بدل کا مسئلہ

(سوال) ایک شخص پر حج فرض ہوا اور دوسرا اس کو اپنے نفقہ سے حج کروا دے تو اول کا فرض اتر ایا باقی رہا۔

(جواب) اگر نفقہ دینے والے نے کسی اور کی طرف سے حج کرایا تو کرنے والے کا فرض ساقط نہیں ہوا اور اگر خود کرنے والے ہی کو اپنے حج کے واسطے روپیہ دیا ہے تو فرض ساقط ہو گیا۔ فقط

عالم کا ہجرت کرنا

(سوال) ایک شخص ایسا ہے کہ اس سے دین کے بہت فائدے ہیں مثلاً کلام اللہ وحدیث وتفسیر وغیرہ پڑھاتا ہے جس میں رہتا ہے وہ مسجد اس سے آباد ہے آیا اس شخص کو ہجرت کرنا حرمین شریفین کی اولیٰ ہے یا یہ شغل اولیٰ ہے۔

(جواب) اگر یہاں رہنے سے اس عالم کے دین میں کوئی نقصان نہیں اور خلق کو اس سے نفع دین کا ہے تو اس کا یہاں رہنا ہجرت عرب کرنے سے بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مدینہ منورہ کی زیارت حکم

(سوال) جو شخص حج کو مکہ شریف جاوے اور مدینہ منورہ نہ جاوے اس خیال سے کہ مدینہ شریف جانا کوئی فرض واجب نہیں ہے بلکہ ایک کار خیر ہے۔ ناحق میں ایسے راستہ خوفناک میں جاؤں کہ جابجا راستہ میں قافلے لٹ رہے ہیں اور خوف جان و مال کا ہے۔ اور اس قدر روپیہ صرف ہوگا۔ اس سے کیا فائدہ تو یہ کچھ گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(جواب) مدینہ نہ جانا اس وہم سے کمی محبت فخر عالم علیہ السلام کا نشان ہے۔ ایسے وہم سے کوئی

دنیا کا کام نہیں ترک ہوتا۔زیارت ترک کرنا کیوں ہوا اور راہ ہر روز نہیں لٹتی اتفاقی بات ہے یہ کوئی حجت نہیں۔مگر ہاں واجب بھی نہیں۔بعض کے نزدیک بہر حال رفع یدین آمین بالجہر سے زیادہ موجب ثواب و برکت کا ہے اور اس کو تو باوجود فساد اور خوف آبرو کے بھی ترک نہ کریں اور زیارت کا احتمال وہ ہم سے بھی ترک کردیں اور اس کو بھی تامل کر کے دیکھ لیویں کہ کون سا حصہ کمال ایمان کا ہے اور روپیہ خیرات میں صرف ہونا سعادت ہے مکہ سے مدینہ تک پچاس روپیہ اعلیٰ درجہ کا صرف ہے جس نے پچاس روپیہ کا خیال کیا اور حضور ﷺ کے مرقد مبارک کا خیال نہ کیا اس کا ایمان و محبت لاریب ناقص ہے گو گنہگار نہ ہو مگر اصلی جبلت میں ہی کمی ایمان کی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب نکاح کے مسائل

بذریعہ خط ڈاک نکاح کا مسئلہ

(سوال) بذریعہ تحریر ڈاک نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) نکاح بذریعہ تحریر بھی ہوسکتا ہے جب کہ اس تحریر پر اعتماد ہو اور مکتوب الیہ مجلس شہود میں قبول کرے اور مضمون تحریر بھی ان کو سنادے فقط۔

نامرد سے نکاح

(سوال) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرد سے کہ اس کی عمر بیس یا بائیس برس کی تھی کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ مرد محض نامرد ہے اس شخص کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے یعنی اپنی لڑکی کا نکاح اور جگہ کرے یا نہ کرے اور مرد نامرد طلاق بھی نہیں دیتا ہے وہ لڑکی کیا کرے۔ فقط

(جواب) جب نکاح ہوگیا تو اب بدون طلاق دینے خاوند کے دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا فقط۔

نکاح کا صحیح طریقہ

(سوال) ایک مرد نے ایک عورت سے کہا کہ میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا لوگ میری اور تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ ان کا پوشیدہ باہم نکاح ہوگیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تم کیوں گھبراتے ہو اگر کوئی نکاح کو پھر کہے تم کہہ دینا کہ جب نکاح نہ ہوا تھا اب ہوگیا یہ سن کر اس مرد نے دو ۲ آدمی یعنی دو ۲ گواہ کے سامنے کہا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے فلاں عورت سے بعوض اس قدر مہر کے اپنا نکاح پڑھ لیا اس کے بعد اس عورت سے آکر کہا کہ میں نے دو ۲ گواہ کے سامنے تم سے اپنا نکاح پڑھ لیا بایں وجہ کہ تم نے کہا تھا کہ تم لوگوں سے کہہ دیا کرو کہ جب نکاح نہ ہوا تھا اب ہوگیا اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے غصہ میں یہ بات کہی تھی اس مرد نے کہا کہ نکاح ہر طرح ہو جاتا ہے ہنسی اور غصہ برابر ہے اس کے جواب میں عورت نے کہا اگر یہی بات ہے تو میں تم سے راضی ہوں مگر صحبت نہیں کراؤں گی باقی سب طرح تم کو اختیار ہے اس بات کو سن کر اس مرد نے جواب دیا بہت اچھا تم سے صحبت نہیں کروں گا لیکن مجھ کو بوس و کنار سے چارہ نہیں پھر چند روز

کے بعد اس نے اس عورت سے صحبت کی اب وہ عورت کہتی ہے کہ مجھ کو تردد ہے کہ میں تم سے نکاح سے اس بات پر راضی ہوئی تھی کہ مجھ سے صحبت نہ کرنا اب تم نے صحبت کیوں کی شاید نکاح جائز نہ ہو نظر براں التماس ہے کہ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں جواب سے بہت جلد معزز فرمانا چاہئے زیادہ حد ادب فقط۔

(جواب) یہ نکاح صحیح نہیں ہوا کیونکہ عورت کا یہ کہنا کہ جب نکاح نہیں ہوا اب ہو گیا تو کیل نکاح کی نہیں ہے پس وہ شخص وکیل تو نہ ہوا اور اس کا نکاح کرنا فضول نکاح ہوا اور اصیل اور فضولی ایک شخص نہیں ہو سکتا پس اگر چہ عورت نے اجازت اس نکاح کی دی مگر نکاح درست ہی نہیں ہوا تھا سو صحبت بھی شبہ ہوئی اور بیجا ہوئی اب مکرر نکاح کر لیویں ورنہ وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح کا غلط طریقہ

(سوال) ایک شخص ایک عورت کو فروخت کرنے کے لئے لایا خریدنے والے نے دریافت کیا کہ عورت بیوہ ہے یا منکوحہ تو فروخت کنندہ نے بھی اور عورت نے بھی کہا کہ بیوہ ہوں بعدہ ایک مسلمان نے اس کی قیمت اسی ۸۰ روپے دے کر خریدا اور مبلغ بارہ روپیہ مہر مقرر کر کے نکاح کر لیا اب بعد چند روز کے اسی عورت فروخت شدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ خاوند اس کا حالت چوری میں گرفتار ہوا اور دس برس کی قید ہو گئی بعد قید ہونے کے عورت ملنے کے لئے گئی اس قیدی نے اپنے وارثوں سے کہا کہ میری عورت کو اچھی طرح رکھنا نان ونفقہ میں کمی نہ کرنا اور عورت سے کہا کہ اگر میرے وارث تجھ کو تکلیف دیں اور تو دس برس گذارا نہ کر سکے تو تجھ کو اختیار ہے جہاں چاہے اپنا نکاح کر لیجیو مفتی صاحب کو واضح ہو کہ یہ تقریر عورت کی زبانی ہے اب ناکح پوچھتا ہے کہ میرا نکاح اس عورت سے ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو وطی جو میں نے کی اس کا جرم میرے ذمہ کیا ہے اور مہر اس کا میرے ذمہ ہے یا نہیں اور فروخت کنندہ اس کے خاوند کے وارث تھے۔

(جواب) یہ جو بیع اس عورت کی کی گئی یہ معاملہ باطل اور حرام ہوا اور اسی ۸۰ روپیہ جو شخص لے گیا ہے اس کا رد کرنا واجب ہے اور نکاح جو لاعلمی میں ہو گیا اس وجہ سے ناکح پر کوئی گناہ نہیں مگر اب جو اس کو اطلاع ہوئی تو وہ اپنی زوجہ سے جدا رہے اس کی تحقیق کرے اگر واقع میں اس کا زوج قید خانہ میں ہے تو اس کو طلاق دلا کر بعد عدت کی دوبارہ نکاح کر لیوے اور اگر نہیں تو نکاح درست ہو گیا اور عورت کے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ اس کا کذب وفریب خود ظاہر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجہ کی بھانجی سے نکاح کا مسئلہ

(سوال) سالی یعنی خسر پورہ کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے۔
(جواب) اگر زوجہ مرگئی تو زوجہ کی بھانجی سے نکاح درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح کے وقت کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرنے کی شرط

(سوال) بعض اہل سنت حنفی مذہب عقد نکاح میں ناکح سے یہ شرط کرتے ہیں کہ اگر اس منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس کو طلاق اور مضمون کی ایک دستاویز بھی شوہر سے لکھوا لیتے ہیں اس صورت میں نکاح مذکور صحیح ہے یا فاسد اور ایسی شرط کرنا اور دستاویز لکھا لینا درست ہے یا نہیں درصورت عدم جواز حاکم مسلم کی ممانعت اس امر خلاف شرع سے پہنچتی ہے یا نہیں جو کچھ حق صریح اس بات میں ہو باشہادت ادلہ عقلیہ ونقلیہ زیب قلم فرمادیں۔
(جواب) یہ نکاح شرعاً صحیح و معتبر ہے اور اس تعلیق سے نکاح میں فساد نہیں آتا اور یہ تعلیق بھی شرعاً معتبر اگر اس شرط پر نکاح کیا گیا ہے تو خاوند کے دوسرے نکاح کرنے سے اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ فی الدر المختار فی بیان التعلیق هو ربط حصول مضمون جملة محصول مضمون جملة اخری بشرط الملک کقوله لمنکوحة ان ذهبت فانت طالق او الاضافة الیه کان نکحت امرأة وان نکحتک فانت طالق وکذا کل امرأة انتهی.(۱)
مگر چونکہ اصل مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ مرد کو بشرط اقامت عدل بین الازواج وتحمل نان نفقہ چار تک زوجات درست ہیں اس لئے ایسی شرط رائج کرنا ہرگز اصول شریعت کے سزاوار و مطابق نہیں قال اللہ تعالی الرجال قوامون علی النسآء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم وقال عزا سمه فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع الخ (۲) درجات امر اباحت یہ ہے پس اس میں اشتراط مذکور رواج وشائع کرنا

---

(۱) جیسا کہ درمختار میں تعلیق کے بیان میں ہے کہ تعلیق سے مراد مربوط کرنا ہے کسی جملہ کے مضمون کے حصول کو دوسرے جملہ کے مضمون کے محصول سے بشرط ملک جیسے کہ مرد اپنی منکوحہ سے کہے کہ اگر جائے تو تجھے طلاق ہے یا اس کی طرف اضافت کرنا جیسے یہ کہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے اسی طرح ہر عورت۔
(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو ان عورتوں سے جو تم کو پسند آئیں دو ۲ دو ۲ تین ۳ تین ۳ چار ۴ چار ۴۔

بیشک اس اباحت کی مخالفت اور حکمت شرعیہ تعدد ازواج کو رو کرتا ہے بلکہ بعض اوقات بسبب بعض ضرورت کے نکاح ثانی کی سخت احتیاج ہو جاتی ہے حالانکہ نکاح ثانی سنت ہے اور بشرط عدم خشیۃ میل وا قامت عدل وامن از جور موجب نفع ہے اور نیز مقتضائے شریعت **تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم الامم** (۱) پر عمل ان وجوہ سے بوجہ ان اشتراط کے موقوف کرتے ہیں سعی مناسب ہے اور جس مسلمان حاکم کی ریاست میں اس کا شیوع ہو اس کو چاہئے کہ اس کے رفع میں کوشش کرے اور بجبر ان لوگوں سے ترک کرادے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک ماہ بعد طلاق دینے کی نیت سے نکاح

(سوال) ایک شخص نے بروقت نکاح ہونے کے یہ نیت کی کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا اور بعد کو طلاق نہ دی نکاح اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جس شخص نے نکاح کے وقت یہ نیت کی اس کے نکاح میں کچھ خرابی نہیں نکاح ہو گیا بعد ایک ماہ کے چاہے طلاق دے یا نہ دے نکاح قائم ہے فقط۔

ایک ماہ بعد طلاق کی شرط سے نکاح کرنا

(سوال) نکاح بایں شرط کہ بعد ایک ماہ کے طلاق دے دوں گا خواہ اس لفظ کو عقد میں لایا ہو یا دل میں رکھا ہو یا منکوحہ یا کسی اور سے کہا ہو نا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نکاح بشرط طلاق بعد ایک ماہ تو بحکم متعہ کے حرام ہے اگر زبان سے یہ شرط کی جاوے اور جو دل میں ارادہ ہے عقد میں ذکر نہیں ہوا تو نکاح صحیح ہے کہ عقود میں اعتبار الفاظ کا ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ۔

مرد کو چار نکاح کی اجازت کی وجہ

(سوال) عورتوں کی نسبت مردوں کی دس ۱۰ حصہ خواہش زیادہ ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ اگر عورتوں کو خواہش زیادہ ہے تو ایک مرد کے واسطے ایک وقت چار عورتیں کیوں مقرر ہوئیں بلکہ نو ۹ مردوں کو ایک عورت ہونی چاہئے اصل کس طرح پر ہے آیا مردوں کو خواہش زیادہ ہے یا عورتوں کو۔

---

(۱) تم زیادہ بچے جننے والی اور محبت کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہارے ذریعہ امتوں پر زیادتی کرنے والا ہوں۔

(جواب) خدا تعالیٰ کا یوں ہی حکم ہے کہ چار نکاح ایک مرد کو جائز ہیں ہماری تمہاری عقل پر موقوف نہیں۔

سنی عورت کا رافضی سے نکاح کرنے کا مسئلہ

(سوال) جو عورت سنیہ رافضی کے تحت میں بعد ظہور رفض کے بخوشی خاطر رہ چکی ہو پھر رفض یا دوسری شئے کو حیلہ قرار دے کر بلا طلاق علیحدہ ہو جائے اور سنی سے نکاح کر لیوے تو یہ نکاح بلا طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہے اور اولاد سنی کی اگر رافضی ہو جاوے تو پدر سنی کے ترکہ سے محروم الارث ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) جس کے نزدیک رافضی کافر ہے وہ فتویٰ اول سے ہی بطلان نکاح کا دیتا ہے اس میں اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے پس جب چاہے علیحدہ ہو کر عدت کر کے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہے اور جو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہیں کہ نکاح اول صحیح ہو چکا ہے۔ اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم علیٰ ہذا رافضی اولاد سنی کو ترکہ سنی سے نہ ملے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فاسق سے نکاح کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص معتقد تعزیوں کا ہو کہ ان سے مرادیں مانگے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اس میں امام حسین علیہ السلام موجود ہوتے ہیں یا قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو اور مدد بزرگوں سے مانگتا ہو یا بدعتی مثل جواز عرس وسویم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو یہ بھی تو بہت سی رسمیں شرک وکفر کی ترک کرتے ہیں یا جس مرد وعورت نے سابق میں مراسم شرک وکفر معتقد یا غیر معتقد ہو کر کئے ہوں اور اب تائب ہو گئے ہوں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں اور ان دونوں قسموں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی بشرط مکروہ تنزیہی یا تحریمی اگر کوئی شخص اعادہ نماز کرے تو اس نے اچھا کیا یا برا کیا اور نماز فجر وعصر کا بھی اعادہ کرے یا نہیں اور ابتدائے سلام کرے یا نہیں اور رسم ہدیہ باہمی جاری رکھے یا نہیں عیادت مریض وشرکت جنازہ کرے یا نہیں مولانا مرحوم تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ جو شخص

ستاروں (۱) وغیرہ کی نحوست وسعادت کا قائل ہو تو اس کی شرکت جنازہ وعیادت نہ کرے اور جو شخص (۲) بدعتی سے دل ملائے اس کا ایمان نہیں ہے لہذا عرض ہے کہ اگر ظاہراً ان سے ملتا رہے اور اخلاق نہ رکھے اور دل سے برا نہ جانے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے اگرچہ نکاح اس سے درست ہو جاوے اور دختر مسلمہ کا نکاح نصرانی سے ہرگز درست نہیں اور جس عورت مسلمہ کا اگر فاسق فاجر سے نکاح ہو گیا تھا اگر وہ تائب ہو گیا تو کوئی ضرورت تجدید نکاح کی نہیں البتہ اگر اس کا کفر ثابت ہو جاوے تو تجدید واجب ہوگی اور جو ایسے شخص ہیں ان کا جب تک کفر ثابت نہ ہو فاسق کہلاتے ہیں اور فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جاوے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ ہی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے بعض فقہا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر اور فجر کے بعد جائز ہے اور ایسے شخصوں سے ابتدائے سلام درست نہیں اور اگر فساد کا اندیشہ ہو تو کر لے اور عیادت وجنازہ کے لئے بھی وہی حال ہے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو کرے ورنہ نہیں تقویۃ الایمان کا کلام صحیح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر کی بیوی سے نکاح کر لینا

(سوال) زید اپنی ہندہ بیوی کو نان نفقہ کے واسطے دوسرے شہر سے روپیہ بھیجتا رہا مگر درمیانی اشخاص کی چالاکی سے روپیہ ہندہ کو نہیں ملا کئی سال کے بعد ہندہ نے عمرو سے نکاح کر لیا جب زید آیا تو بذریعہ پولیس ہندہ کو ملنا چاہا اور ناکامیاب ہو کر چپ ہو رہا زید کی اس کاروائی کا ہندہ کو علم تھا چند سال بعد ہندہ موقع پا کر عمرو کے گھر سے نکل آئی صورت مذکور بالا میں ہندہ زید کی بیوی ہے یا نہیں اور پہلے نکاح پر زید اس کو اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہیں جب ہندہ نے عمرو سے نکاح کیا تھا زید نے طلاق نہیں دی تھی اب ہندہ جب عمرو کے یہاں سے نکل آئی عمرو نے طلاق نہیں دی تھی دلیل کے ساتھ جواب مراحمت ہو۔ فقط

---

(۱) تذکیر الاخوان فصل ایمان بالقدر۔
(۲) تذکیر الاخوان فصل اجتناب عن البدعۃ ۱۲۔

(جواب) اس صورت میں نکاح نہیں ٹوٹا چنانچہ درمختار میں ہے۔ لا عدة لو تزوج امراة الغير و وطيها عالما بذلك ومنها يحد مع العلم بالحرمة وانه زناء والمزنی بها لا تحرم علی زوجها ۔(۱) جب نکاح شوہر دوم باطل ہوا اور اس کی عدت بھی لازم نہ آئی تو معلوم ہوا کہ اس فعل سے نکاح اول میں کچھ نقصان نہیں آیا اور وہ اپنے حال پر باقی ہے اور شوہر زوجہ کو اپنے گھر اسی نکاح سابق سے رکھ سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بے نمازیوں کے نکاح میں شہادت

(سوال) اس موضع میں یہ رواج ہے کہ فقراء کو شاہد اور وکیل نکاح کا بنا لیتے ہیں اور یہ اشخاص اسی کے واسطے مقرر ہیں اور نماز وغیرہ سے بے خبر ہیں ایسے لوگوں کی شہادت عند الشرع معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے لوگوں کی شہادت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر ایسے فاسق اور مبتدع کو شاہد اور وکیل بنانا خود گناہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فاسق کا نکاح فسق سے فسخ ہونے کا مسئلہ

(سوال) ایک شخص زانی اور شرابی ہے اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور اولاد حرام کی ہوئی یا حلال کی۔

(جواب) یہ شخص فاسق ہے نہ کافر اور نکاح فاسق کا فسق سے فسخ نہیں ہوتا لہٰذا نکاح قائم ہے اور اولاد حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرس میں جانے والوں کے نکاح کا مسئلہ

(سوال) عرس میں بے ضرورت واسطے تماشا کے جانا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ایسی جگہ جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ کہنا اس کا کیسا ہے۔

(جواب) بے ضرورت بھی جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں ٹوٹتا کہ کفر نہیں البتہ فسق ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اگر کسی شخص نے کسی غیر عورت سے نکاح کرلیا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ دوسرے کی بیوی ہے اس سے وطی کیا تو اس کو (اپنے پہلے شوہر کے پاس جانے میں) کسی عدت کی ضرورت نہ ہوگی اور حرمت کا علم رکھنے کے باوجود اس سے نکاح کرنے پر حد لگائی جائے گی کہ وہ زنا ہے اور جس عورت سے زنا کیا جاتا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوتی ہے۔

حلالہ کا صحیح طریقہ

(سوال) مسئلہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق ایک مجلس میں دے دی تھیں مگر باوجود اس کے اس کو اپنے گھر سے علیحدہ نہ کیا اور اس کے ساتھ خفت وخیز ترک نہیں کی اور جب لوگوں نے اس کو اس حرکت پر ملامت شروع کی تو اس نے عورت کا نکاح ایک اور شخص سے اس شرط سے کرادیا کہ صبح کو طلاق دے دے چنانچہ ایسا ہوا اور بدون اس کے کہ وہ شوہر ثانی اس عورت کے پاس شب باش ہو صبح کو طلاق دے دی گئی اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس نکاح ثانی کے وقت وہ عورت حاملہ تھی اور ابھی تک وضع حمل نہیں ہوا آیا اس عورت کا نکاح شوہر اول سے جس سے طلاق پا چکی ہے جائز ہے یا نہیں اور کسی طریقہ سے جائز ہوسکتا ہے یا نہیں اور نیز یہ بھی عرض ہے کہ شوہر اول نے طلاق اس طور سے دی تھی کہ عورت سے دو گواہوں کے روبرو مہر بخشوالیا تھا اور خود ایک جلسہ میں تین بار طلاق کے لفظ کہہ چکا تھا اس کا مفصل حکم شریعت محمدیہ کی رو سے فرمایا جاوے۔

(جواب) اس صورت میں اس عورت پر تین طلاق ہوگئیں اور اس کا نکاح شوہر اول سے جائز نہیں اور اپنے زوج اول پر حرام ہوگئی اور اس کو حلال کرنا چاہئے تو یہ طریقہ ہے کہ جب اس کا وضع حمل ہو جاوے پھر کسی دوسرے سے نکاح پڑھادے اس طرح کہ کوئی شرط اس میں وقت اور چھوڑنے وغیرہ کی نہ ہو اگر کوئی قید ہوگی تو نکاح درست نہ ہوگا اور پھر دوسرا خاوند اس سے قربت کرے اور بعد نکاح کے اپنے ہی نکاح میں رکھے جب اس کو تین حیض آجاویں تو اس وقت طلاق دے اور بعد طلاق کے اس کی عدت پوری ہو اور اگر اس عرصہ میں حمل ہوگیا تو وضع ہو ورنہ جب تک تین حیض آجاویں اس وقت شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی کم ہو جاوے گی تو ہرگز نکاح نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی کا قبل بلوغ نکاح ہونے پر بعد بلوغ رضامند رہ کر پھر انکار کرنا

(سوال) زید کا نکاح ہندہ نابالغہ بولایت اولیاء ہندہ منعقد ہوا تھا بعد فوت ہونے زید کے ہندہ نابالغہ کا نکاح ثانی برادر زید سے والدین زید نے بلا اجازت واطلاع اولیاء ہندہ اپنے گھر میں کرالیا بعد اطلاع کے اولیاء ہندہ بھی شکایت وغیرہ کر کے نکاح ثانی ہندہ سے راضی ہوگئی۔ یہاں تک کہ ہندہ کی آمد ورفت برابر اپنے اولیاء وزوج میں رہی کسی قسم کی ناراضی اولیاء ہندہ میں نہیں پائی گئی۔ بعد بلوغت کے ہندہ خود بھی بدستور راضی وخوش رہی مگر اب بوجہ کسی نزاع کے جو اولیاء

ہندہ وزوج ہندہ میں ہے ہندہ اپنے نکاح سے انکار کرتی ہے اور زوج سے علیحدہ ہو کر اولیاء میں چلی گئی۔ لہذا ایسی صورت میں کہ ہندہ اپنے نکاح سے راضی تھی نکاح صحیح ہے اور ہندہ آ سکتی ہے یا نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) صورت مسئولہ میں جب کہ نکاح صحیح ہو گیا کہ ہندہ کے اولیاء نے اس کو رد نہیں کیا اور دلالۃً اور صراحۃً اس کی رضا پائی گئی اور بعد بلوغ کے خود ہندہ بھی زوج سے راضی رہی اور اس کے پاس رہتی رہی تو اب یہ نکاح ہر گز انکار ہندہ سے فسخ نہیں ہو سکتا۔ کذا فی کتب الفقہ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لڑکی ثیبہ کس کو کہتے ہیں

(سوال) ثیب باعتبار فقہاء کے کس کو کہتے ہیں۔

(جواب) ثیب اس کو کہتے ہیں کہ خاوند کے پاس جا کر اس کا ازالہ بکارت ہو گیا ہو فقہاء کے نزدیک اور لغت میں مطلقاً ازالہ بکارت سے ثیب ہو جاتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) کتب فقہ میں اسی طرح ہے۔

باب: رضاعت کا بیان

رضاعی بھتیجی سے نکاح

(سوال) شیخ کرم علی نے ساتھ سلیمہ کے جو دختر بی بی رحیمہ کی ہے دودھ مسماۃ رحیمہ کا زمانہ شیر خواری میں پیا تھا پیچھے ایک مدت کے رحیمہ سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام اشرف علی ہے۔ پس درمیان کرم علی اور اشرف علی بموجب تقریر بحرالرائق نسبت بھائی ہونے کی دونوں سے ہے حسب مشاهده فی شرح قول الماتن وبین مرضعة ولد مرضعتها او ولد ولد المرضعة الاولی بفتح الضاد اسم مفعول ای لا حل بین الصغیرة المرضعة وولد المرأة التی ارضعتها لانهما اخوان من الرضاع انتهی. اب ساتھ دختر شیخ کرم علی کے مسماۃ حلیمہ کا نکاح اشرف علی فرزند رحیمہ کا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نکاح اشرف علی کا حلیمہ کے ساتھ حرام ہے کیونکہ حلیمہ اشرف علی کی نبت الاخ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وبنات الاخ پس یہ نکاح قطعاً حرام ہے اور کسی عالم اور امام اور اہل مذہب کے نزدیک درست نہیں اور جس نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا وہ سراسر بے علم ہے۔ قال علیه الصلوٰة والسلام حرم من الرضاع ما یحرم من النسب الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم.(۱)

رضاعی بہن کب سمجھی جائے گی

(سوال) ایک مرد اس وقت بیس برس کی عمر کا ہے اور ایک عورت بارہ برس کی ہے جب اس مرد کی عمر آٹھ برس کی تھی عورت کی عمر چھ مہینے کی تھی اس عورت نے اس مرد کی ماں کا دودھ پیا ہے ان کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے یا نہیں جس وقت یہ عورت چھ مہینے کی دودھ پیتی تھی وہ مرد جس کی عمر آٹھ برس کی تھی اس کی ماں کے اور لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا دودھ اس عورت نے پیا ہے۔

(جواب) جس مرد کی والدہ کا دودھ کسی لڑکی نے پیا وہ اس کی بہن ہوگی اس کا نکاح کسی حال میں جائز نہیں برابر کی عمر کی بہن بھی حرام ہے اور چھوٹی عمر کی بہن بھی حرام ہے آٹھ سال کی بڑی چھوٹی ہونے سے بہن کس طرح حلال ہو جاوے گی تمام اولاد شیر پلانے والے کی پہلی اور پچھلی پر

---

(۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ رضاعت سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں آخر حدیث تک۔

یہ دختر حرام ہے فقط۔

مدت رضاعت

(سوال) ایک شخص نے کسی عورت غیر محرم کا سوائے اس مدت کے کہ جو بچوں کے لئے دودھ پینے میں مقرر ہے۔ دودھ پیا تو اس شخص کا اس عورت دودھ پلانے والی سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور سوائے اس عورت کے اس کی بہن یا دختر وغیرہ سے جو نسباً حرام ہیں نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) اگر بعد دو ۲ برس تمام ہونے کے دودھ پیا ہے تو اس دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوئی کہ مدت ثبوت حکم رضاعت کی دو ۲ سال ہے پس اب اس پسر کو اس عورت سے اس کے اقارب سے کوئی علاقہ بسبب شیر کے پیدا نہیں ہوا اس کا نکاح اس عورت سے اس کی اولاد وغیرہ سے سب سے درست ہے کذافی عامة کتب الفقه (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) عام کتب فقہ میں اسی طرح ہے۔

کتاب الطلاق

طلاق کے مسائل

ایک مجلس میں تین طلاق مغلظہ ہیں

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے محققین شریعت بیضاء اس مسئلہ میں کہ طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃً یک لخت کہ یہ عند الشرع ملت بیضاء میں حرام وممنوع و بدعت ہے اگر کوئی شخص بایں ہیئت دیوے تو رجعت حالت مذکورہ بالا میں حسب احادیث صحیحہ ہوسکتی ہے یا نہیں یا بقاعدہ فقہاء ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ عند الضرورۃ بحسب مذہب دیگر رجوع کیا جاتا ہے چنانچہ مواقع کثیرہ عدیدہ میں یہ امر مسلم اور جاری ہے خاص کر مسئلہ ہذا میں بھی کذا افتاہ مولانا محمد عبدالحی المرحوم اللکھنوی فی مجموعۃ الفتاویٰ و کذا فی مسک الختام فی شرح بلوغ المرام نقلہ عن الائمۃ الحنفیہ رحمھم اللہ تعالیٰ بینوا بالحق والصواب تو اجروا بیوم الفتح والحساب.(۱)

(جواب) ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر خاوند رجوع کرسکتا ہے کیونکہ حدیث صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے شروع زمانہ خلافت میں یہی دستور تھا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مندرجہ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں۔ کان الطلاق علیٰ عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرو سنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ فقال عمر ابن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناء ۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو تینوں کو تین قرار دیا تو یہ حکم ان کا سیاسی تھا شرعی نہ تھا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منصب شریعت نہ تھا واللہ اعلم والعلم عند اللہ راقم ابوالوفاء ثناء اللہ کفا اللہ امرتسری ثناء اللہ محمودی جواب صحیح ابوتراب محمد عبدالحق۔

جمہور کا تو مذہب یہی ہے کہ تین طلاق پڑ جاتی ہیں مگر بعض محققین جن میں بعض صحابہ بعض تابعین بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ تین نہیں بلکہ ایک ہی طلاق ہوگی ان کی دلیل قوی ہے پہلوں

---

(۱) اس طرح مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نے مجموعہ فتاویٰ میں فتویٰ دیا ہے اور اسی طرح مسک الختام شرح بلوغ المرام میں ہے جس کو ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے حق اور صواب بیان فرمائیے اور روز فتح وحساب اجر حاصل فرمائیے۔

کے ساتھ کثرت رائے ہے۔ من اتبع عالما لقی اللہ سالما انشاء اللہ تعالیٰ .(۱)

ابوعبید احمد اللہ عفی عنہ ابوعبید احمد اللہ محدث امرتسری۔

یہ فتویٰ موافق مذہب بعض اہل علم از صحابہ اور تابعین اور محدثین اور فقہا کے ہے۔جمہور علماء از صحاب کرام و تابعین و محدثین وفقہاء اس فتویٰ کے خلاف پر ہیں جمہور کا مذہب اسلم ہے احتیاط کی رو سے اور پہلا مذہب قوی ہے دلیل کی رو سے فقط عبدالجبار عفی عنہ عبدالجبار۔

مجموعہ فتوی جلد دوم ۲ص ۵۹ مکتوب اسلام استفتاء...... بن عبداللہ لغزنوی۔

(سوال) زید نے اپنی عورت کو حالت غضب میں کہا کہ (۱) میں نے طلاق دیا (۲) میں نے طلاق دیا۔(۳) میں نے طلاق دیا پس ان تین بار کہنے سے طلاق واقع ہوں گی یا نہیں اور اگر حنفی مذہب میں واقع ہوں اور شافعی میں مثلاً واقع نہ ہوں تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جاوے گی یا نہیں ہوالمطلوب اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق ہوں گی اور بغیر تحلیل کے نکاح نہ درست ہوگا مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیٰحدہ ہونا اس سے دشوار ہو اور مفاسد زائدہ کا خطرہ ہو تقلید کسی اور امام کی اگر کرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا نظیر اس کی مسئلہ نکاح زوجہ مفقود وعدت ممتدۃ الطہر موجود ہے کہ حنفیہ عندالضرورۃ قول امام مالک پر عمل کرنے کو درست رکھتے ہیں چنانچہ ردالمحتار میں مفصلاً مذکور ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ وہ شخص کسی عالم شافعی سے استفسار کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کرے۔

واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفی عنہ لکھنوی۔عبدالحی ابوالحسنات۔

(جواب) تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہوگئیں سوائے حلالہ کے کوئی تدبیر اس کی نہیں فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔

طلاق کے گواہوں کا نہ ہونا

(سوال) اگر زوجہ مدعیہ طلاق ہے اور شوہر منکر اور گواہ نہ ہوں تو کیا ہو اور دونوں کے ہوں۔تو کس کے اولے ہوں گے اور زوجین رضا مند ہو اور کوئی مدعی نہیں اور اجنبی کہتا ہے کہ دی تھیں تو کس کا قول ماننا پڑے گا۔

(جواب) یہ معاملہ قضا کا ہے قاضی ظاہری فیصلہ دیتا ہے عنداللہ تعالیٰ حلت نہیں ہوسکتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) جس نے عالم کو اتباع کیا تو انشاءاللہ وہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کے ساتھ ملے گا۔

ثبوت طلاق کا نصاب شہادت

(سوال) جو ثقہ اور سچا ہو اس کے روبرو کسی نے دو۲ طلاق دی ہوں اور پھر منکر ہو جاوے پھر اس شور و شغب کی وجہ سے کوئی شخص نکاح صورت ہذا میں پڑھ دیوے تو کیا وہ اور حضار گنہگار ہوں گے اور اس صورت میں ثقہ کے قول کا اعتبار ہوگا کیا مطلق کا۔

(جواب) ایقاع طلاق کا ثبوت دو۲ گواہوں سے ہوتا ہے ایک گواہ سے اگرچہ عادل ہو نہیں ہوتا پس ان کا زوج پر عمل ہوگا اور دو۲ طلاق کی حالت میں اگر نکاح دوبارہ کر دیا تو کچھ حرج نہیں کسی پر کہ درست امر ہے اگرچہ فضول ہی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو بایں وجہ طلاق دی کہ وہ امورات و انتظامات خانہ داری میں ہمیشہ اس کی مرضی کے خلاف کاربند رہا کرتی تھی باعث اس کا یہ تھا کہ زید نوکری پیشہ ہے وہ ہمیشہ سفر میں رہا ہے جب کبھی ایک سال یا چھ ماہ کے بعد وہ گھر آتا تو جن امورات کی نسبت وہ ہدایت کر کے سفر کو جاتا تھا ان امورات سے زیادہ خرابیاں تین کر دیکھتا تھا اور معاملات اس قسم کے پیدا ہوئے جن کی وجہ سے زید کے اقرباء میں نفاق پیدا ہو گیا اس صورت میں زید نے اپنے دل میں عہد کیا کہ اگر یہ نفاق اس کی طرف سے ہوا ہے تو میں اس کو طلاق دے دوں گا پس تحقیقات باطنی سے ثابت کیا تو بنیاد نفاق اس کی ہی جانب سے ثابت ہوئی زید نے اپنے عہد کو پورا کیا اور یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ زید کی زوجہ کا بروقت دینے طلاق کے کوئی عزیز موجود نہ تھا۔ چونکہ اس کی ماں اور باپ اور بھائی بہن سب قضا کر چکے تھے بروقت دینے طلاق کے زید کا پسر اور زید کا باپ موجود تھا لہٰذا یہ بیان زید کا صحیح ہے اس صورت میں طلاق جائز ہے یا نا جائز۔

(جواب) زید نے جو طلاق دی وہ واقع ہوگئی زوجہ کے اقرباؤں کا موجود ہونا کچھ ضرور نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق کے بعد میاں بیوی کا راضی ہو جانا

(سوال) اگر کوئی ہزاروں طلاق دے دیوے اور بعد کو منکر ہو اور باہم زوجین رضا مند بھی ہو جائیں اور تحلیل نہ کرائیں اور شوہر تین کا بھی اقرار نہ کرتا ہو پس کسی نے نکاح جدید انکا پڑھ دیا

گنہگار کون ہے۔
(جواب) وقوع طلاق حق اللہ اور تحریم فرج بھی پس رضا مندی زوجین سے حلت نہیں ہوسکتی جب تین طلاق سے حرمت مغلظہ ثابت ہوئی اور اب وہ مثل مادر کے حرام ہوگئی رضاء طرفین سے کچھ حلت نہیں ہوسکتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیوی کو ماں کہنا

(سوال) اگر کوئی حالت غصہ میں اپنی عورت کو ماں بہن کہہ دے اور وہ یہ جانتا ہے کہ ماں بہن کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے تو اس کہنے سے طلاق ہو جاوے گی یا نہیں۔
(جواب) ماں بہن کہنے سے طلاق نہیں واقع ہوتی ہے خواہ کچھ سمجھ کے کہے فقط۔
(سوال) ایک شخص اپنے دل میں بالیقین جانتا ہے کہ اپنی عورت کو ماں کہنے سے طلاق آ جاتی ہے حالت غصہ میں اپنی عورت کو تین مرتبہ بہ نیت طلاق ماں بہن کہہ دیا یا بہ نیت طلاق یہ کہہ دیا کہ تیرا وجود میرے نزدیک مثل میری ماں بہن کے وجود کے ہے مگر کسی عضو خاص کا نام نہیں لیا صرف لفظ وجود کہا ان دونوں صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) اس ہر دو صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی مگر دوسری صورت میں جو کہا کہ وجود مثل ماں کے اس میں اگر تحریم کی نیت کی ہے تو زوجہ میں نیت کے سبب حرمت ہو جاوے گی فقط۔

شوہر کا بیوی کو ماں بہن کہنا اور بیوی کا شوہر کو باپ بھائی کہنا

(سوال) زید غصہ میں اپنی عورت کو ماں یا بہن یا اسی طرح عورت اپنے مرد کو باپ یا بھائی یا اور کچھ کہے یا عورت مرد ایک دوسرے کو گالیاں دیویں تو اس صورت میں نکاح باقی رہتا ہے یا فاسد ہو جاتا ہے۔
(جواب) ان سب صورتوں میں نکاح نہیں ٹوٹتا مگر یہ فعل خود شنیع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیوی کو گھر سے نکل جانے کا حکم دینا

(سوال) جو شخص اپنی عورت کو چند بار کہہ دے کہ تو میرے گھر سے چلی جا اور دل میں یہ ہو کہ نہ جاوے بطور ڈرانے کے کہتا ہے اس لفظ سے اس کے نکاح میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا۔
(جواب) اس طرح کہنے سے نکاح میں کچھ نقصان نہیں ہوتا البتہ اگر طلاق کی نیت سے کہے تو طلاق واقعہ ہو جاتی ہے فقط۔

باب: عدت کا بیان

عدت والی عورت کا باپ کی عیادت کرنا

(سوال) عورت کو حالت عدت زوج میں اپنے والد کی عیادت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) عیادت کے واسطے خروج معتدہ کا گھر سے درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عدت والی عورت کا طاعون زدہ مقام سے نکلنا

(سوال) جس محلہ میں بمعہ کنبہ کے میرا قیام ہے طاعون کی نہایت زیادتی ہے اموات کثیر ہوتی ہیں شہر کی آب وہوا بہت خراب ہے اہل محلہ ہمسایہ دیگر جگہ کو فرار ہورہے ہیں میرے مکان میں ایک عدت والی عورت ہے اس مکان میں اس کے خاوند نے انتقال کیا ہے جس میں وہ زمانہ عدت کاٹ رہی ہے۔ دوسری جگہ جانے سے مجبوری ہے نیز اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی غیر جگہ جانے سے اور مکان خالی کرنے سے جس میں اکثر چوہے مرے ہوئے نکلے ہیں مجبوراً لاچار ہیں لہذا اس صورت میں اپنے محلہ سے بخیال آب وہوا دوسری جگہ ایام طاعون میں بارادہ سکونت جاسکتے ہیں یا نہیں اور ایسی حالت میں وباء میں جہاں اندیشہ مال وجان ضائع ہونے کا ہو عدت والی بھی اس مکان کو چھوڑ کر دیگر جاسکتی ہے یا نہیں بعض علماء وباء سے بھاگنے والے کو جہاد کے بھاگنے والے سے تشبیہ دیتے ہیں اور گنہگار مرتکب کبیرہ کا بتلاتے ہیں۔ جواب باصواب عنایت فرماویں بینوا توجروا۔ مرسلہ احقر الزمان عبد العلیم خان عفی اللہ تعالیٰ عنہ مقیم آلہ آباد محلہ گیٹ گنج مکرر عرض ہے کہ آج کل مقدمات وغیرہ اکثر ہورہے ہیں کوئی ورد شافعی وکافی رفع فساد کو بتلایا جاوے زیادہ وسلام۔

(جواب) اللہ تعالیٰ رحم فرماوے دست بدعا ہوں ورد حسبنا اللہ کی اجازت ہے پس جب بوجہ طاعون اہل محلہ باہر چلے جاویں یا دوسرے محلہ میں چلے جاویں تو عدت والی کو بھی جانا درست ہے اور ایسی جگہ سے لوگوں کو شہر سے دور چلا جانا یا دوسرے شہر میں جانا درست نہیں ہے البتہ اسی شہر کے آس پاس رہنا درست ہے یا دوسرے محلہ میں چلے جاویں تب بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: بچوں کی پرورش کا بیان

بچوں کی پرورش کا حق کن کن کو حاصل ہے اور مدت بلوغ کیا ہے

(سوال) حق حضانۃ یعنی استحقاق پرورش وتربیت اولاد صغیرہ والدین میں سے کس کو حاصل ہے اور صورت طلاق دینے زوجہ کے کس کو حاصل ہے اور درصورت فوت ہونے زوج کے کس کو حاصل ہے اور درصورت فوت ہونے زوجین کے کس کو حاصل ہے اور یہ حق حضانۃ اولاد صغیرہ کس حد عمر تک حاصل ہے اور مدت بلوغت لڑکی یا لڑکے کا کس مدت عمر تک ہے اور جو اس کی حدود علامات ہیں تو کیا کیا علامات ہیں مفصل مدلل بمذہب حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ارقام فرمادیں تاکہ ماجور ہوں عنداللہ مشکور ہوں عندالناس بمہر ودستخط مزین فرمایا جاوے۔

(جواب) نمبر ا ماں کو فقط نمبر ۲، ۳ ماں کو جب تک وہ کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کرے جو اس بچہ سے ایسا علاقہ نہیں رکھتا جس سے پھر وہ ساقط ہو جاوے فقط نمبر ۴ ماں کے بعد نانی کو اور نانی کے بعد خالہ کو اور خالہ کے بعد بہن کو فقط نمبر ۵ آٹھ سال تک حاصل ہے فقط نمبر ۶ موافق مذہب مفتی بہ پندرہ سال کی عمر تک حد بلوغ لڑکا لڑکی ہے اور اگر اس سے پہلے انزال یا حمل ظاہر ہو جاوے تو اس پر حکم بلوغ دیا جاوے گا واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱۔

عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی
مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند
وتوکل علی العزیز الرحمٰن۔

بندہ محمود عفی عنہ
مدرس اول مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند
الٰہی عاقبت محمود گرداں۔

باب اولیا اور کفو کا بیان

ماں کی ولایت کا نکاح

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح باوجود موجود ہونے لڑکی کے چچا حقیقی کے والدہ لڑکی نے بلا اجازت واذن لڑکی و چچا کے باہمی عداوت کی وجہ سے نکاح کر دیا اور نہ لڑکی راضی ہے تو اس صورت میں شرعاً نکاح صحیح اور جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو ولایت دختر نابالغہ کی اس کی ماں کو ہوتی ہے اگر وہ راضی نہیں ہے تو اس کے رد کرنے سے نکاح رد ہو جاوے گا اور اگر کوئی عصبہ موجود ہو تو وہ رد کر سکتا ہے اس کی رد سے نکاح رد ہو جاوے گا۔ اور اگر لڑکی بالغہ ہے تو وہ خود رد کر سکتی ہے بغیر اس کی اذن ورضا کے نکاح نہیں ہو سکتا پس جب وہ بروقت پہنچنے خبر نکاح کے کہہ دے کہ میں نے اس کو رد کیا اور میں راضی نہیں ہوں تو اس سے نکاح رد ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چچا کی ولایت نکاح

(سوال) ایک لڑکی صغیرہ بعمر تقریباً آٹھ ماہ اس کی والدہ نے مرض موت میں اس کے چچا حقیقی کی کفالت وولایت میں دے دیا بایں صورت کہ تم اس کے مالک پرورش کنندہ ہو کل اختیارات تم کو حاصل ہیں حالانکہ یہ خود بھی لاولد ہیں اس وجہ سے ان کو بھی لڑکی کے کفیل بننے کی معہ اپنی زوجہ کے خواہش دامن گیر تھی اور والدہ لڑکی بھی جانتی تھی کہ اس کے چچا سے تکمیل کفالت پوری ہوگی اور پدر لڑکی بھی معاملہ مذکور سے راضی تھا اور صراحۃً رضا ظاہر کی بعدازاں جب بھی پدر لڑکی سے تذکرہ معاملہ مذکور کا کوئی کرتا تو یہ کہا جاتا تھا کہ لڑکی اس کے چچا کی ہی ہے اسی کی پرورش میں ہے اس کے نکاح وغیرہ کا اختیار بھی اسی کو حاصل ہے اور درحقیقت ایسا ہی معاملہ واقع ہے کہ لڑکی اپنے پدر کو پدر بھی نہیں پہنچانتی ماں اور باپ، چچا اور چچی کو ہی جانتی ہے کیونکہ ہمیشہ سے اس کے کفیل نان ونفقہ اور ہر طرح سے خبر گیری اور پرورش میں شفقت سے رکھتے ہیں اور تعلیم دین و پابند صوم وصلوٰۃ سے آراستہ رکھتے ہیں اور کبھی پدر کو کچھ تعلق کسی قسم کا لڑکی سے نہیں ہوا اب بعمر تقریباً گیارہ سال کے تجویز نکاح معہ رائے پدر لڑکی اپنے کفو میں کی گئی مگر فی الحال بوجہ کسی امر دنیوی آپس میں بھائیوں کے نزاع واقع ہوگئی بایں وجہ پدر لڑکی یہ کہتا ہے کہ لڑکی کو میں لے لوں گا اور نکاح اس کا

خود کروں گا تم سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا ہوں اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جگہ تجویز نکاح میں پدر کی راضی رہی صرف بوجہ تنازع بھائیوں کی یہ امر واقع ہوا اور لڑکی بھی ہرگز کسی نوع یہ امر قبول نہیں کرتی کہ میں پدر کے یہاں جاؤں کیونکہ جو معاملہ چچا سے واقع ہے وہ پدر سے واقع نہیں لہذا ایسی صورت میں کہ ولایت کفالت لڑکی استحقاق چچا کو حاصل ہے تو نکاح بولایت چچا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں مدلل بقواعد شرعیہ ارقام فرمایا جاوے۔

(جواب) باپ کے موجود ہوتے چچا کو ولایت نکاح اس لڑکی کی نہیں پہنچتی باپ کو اختیار ہے جہاں چاہے لڑکی کا نکاح کرے فقط اور چچا کو باپ کی اجازت سے ولایت واختیار نکاح ہو سکتا ہے جب اس کی طرف سے اجازت نہیں رہی تو چچا کو اختیار بھی نہیں رہا۔ قال فی البحر الرائق تحت قوله (وللولي انكاح الصغير والصغيرة والولي العصبة بترتيب الارث) افاد بقوله بترتيب الارث ان الا حق الا بن وابنه وان سفل الى ان قال ثم الاب ثم الجد ابوه ثما الاخ الشقيق ثم الاب الخ ......(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دادا کی ولایت نکاح

(سوال) ایک شخص مرگیا اس نے اپنے بچوں اور عورت کو چھوڑا اور اس کا چچا اور دادا ہے ولی ان بچوں کا دونوں میں سے کون ہے۔

(جواب) یہ نکاح بچگان مثلاً دادا کو ہے چچا کو نہیں ہے اور حق خضانت سات سال تک زوجہ کو ہے جو والدہ بچگان کی ہے۔

غیر کفو میں نکاح ہو تو فسخ کا مسئلہ!

(سوال) زید ایک شخص اجنبی کے مکان پر رہتا تھا عمرو نے وارثان ہندہ کو بہکا کر اور دھوکہ دے کر زید کو نسب سید بتلایا اور نکاح کرادیا بعد چند مدت کے معلوم ہوا کہ زید سید نہیں ہے نور باف ہے اب وارثان ہندہ کو شرم وحیاء معلوم ہوتی ہے کہ بہت اہانت ہے کیونکہ سید اور نور باف کا نکاح ہونا نہایت عار کی بات ہے لہذا شرع شریف کے مطابق وارثان ہندہ کو فسخ کرنا فی زمانہ

---

(۱) بحر الرائق میں اس قول "اور ولی کو چھوٹے لڑکے اور چھوٹی لڑکی کے نکاح کرانے کا حق ہے اور ولی وراثت کی ترتیب سے عصبہ ہوتا ہے۔" میں وراثت کی تربیت کے قول سے یہ واضح کیا کہ سب سے زیادہ حق ولد ولایت کا بیٹا ہے پھر پوتا جہاں تک نیچے جائے یہاں تک کہ کہا پھر باپ پھر دادا پھر سگا بھائی پھر باپ الخ۔

جائز ہے یا نہیں دیگر زید بعد ظاہر ہونے کفو کے وہاں سے چلا گیا وقت رخصت زوجہ سے کہا کہ میں اس گھر میں ونیز قریہ میں تا حیات نہیں آ ؤں گا اور قسم بھی کھائی اور بعد کو ایک خط بھی اسی مضمون سے لکھا اب اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) صورۃ مذکورہ میں ہندہ کو اور اولیاء ہندہ کو اختیار فسخ ہے۔ کما فی العالمکیریۃ ولو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفوا فحق الفسخ لها دون الاولياء انتهى(۱) وفي الدر المختار لونكحت رجلا ولم تعلم حاله فاذا هو عبد لا خيار لها بل للاولياء ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا الا خيار لاحد الا اذا اشترطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذلك ثم ظهرانه غير كفو كان لهم الخيار. (۲) اور زید کا قسم کھانا مستلزم ایلاء کا نہیں۔ کما فی الدر المختار او قال وهو بالبصرة والله لا ادخل مكة وهي بها لا يكون موليا لانه يمكنه ان يخرجها منها فيطأها انتهى. (۳) اور اس زمانہ میں اگرچہ قاضی نہیں ہے جب بھی شہر کے مفتی سے حکم لے کر فسخ کرسکتا ہے کیونکہ قائم مقام قاضی کا مفتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتبه محمد عبدالرحمٰن برساني تعقبه بعضهم وهو مندرج في الذيل (۴) ایضاً صورت مستفسرہ میں وہ سرے سے خود ہی نہ ہوا سائل مظہر کہ ہندہ بالغہ ہے اور روایت مفتی بہا پر ولی والی عورت کے لئے کفائت شرط نکاح ہے یا ولی اقرب پیش از عقد عدم کفائت پر اپنی رضا ظاہر کردے بعد عقد راضی ہونا بھی نفع نہیں دیتا۔ والمختار يفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوىٰ وفي رد المحتار هذا اذا كان لها ولي لم

---

(۱) عالمگیریہ میں ہے کہ اگر شوہر نے اپنا نسب اپنی بیوی کے سامنے اپنے نسب کے علاوہ بتایا تو اگر اس سے کم نکلا اور وہ کفو نہیں ہے فسخ کا حق سب کو حاصل رہے گا اور اگر کفو نکلا تو فسخ کا اختیار صرف عورت کو ہے۔

(۲) اور نہ کہ اولیاء کو اور در مختار میں ہے کہ اگر اس عورت نے کسی مرد سے نکاح کرلیا اور وہ اس کا حال نہیں جانتی تھی پھر وہ غلام نکلا تو اب اس عورت کو اختیار باقی نہیں رہا بلکہ اولیاء کو اختیار ہے اور اگر خود اولیاء نے اس عورت کی رضامندی سے نکاح کیا اور وہ لوگ اس کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کفو نہیں ہے پھر ان کو یہ بات معلوم ہوگئی تو پھر کسی کو اختیار نہیں رہا الا ایں کہ انہوں نے اس کی شرط کرلی ہو یا اس غلام نے ان لوگوں کو عقد کے وقت اس کی خبر دی تھی کہ وہ کفو ہے اور انہوں نے اس بات پر کہ وہ کفو ہے اس عورت کا اس سے نکاح کردیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہیں ہے تو ان کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

(۳) در مختار میں ہے یا اس نے بصرہ میں کہا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوں گا اور وہ عورت مکہ مکرمہ میں ہو تو اس کو ایلاء نہ کہا جائے گا کیونکہ اس سے ممکن ہے کہ وہ اس عورت کو وہاں سے نکال کر اس سے صحبت کرے۔

(۴) بعضوں نے اس کے اوپر کچھ لکھا ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

یر ض به قبل العقد فلا یفید الرضی بعده (۱) یہاں جب کہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا دونوں امر سے کچھ متحقق نہیں ہوا تو نکاح باطل محض رہا بعد ظہور حال زید کے قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہندہ کے لئے کوئی مرتب نہیں ہوسکتا واللہ تعالیٰ اعلم ۔کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی کتبہ،عفی عنہ،بحمد ن المصطفے النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی ﷺ

فتنازعوا بینهم فرجعوا الی علمائنا خصوصا الی شیخنا الا جل امام الفقهاء فی عصره المو لا نا رشید احمد سلمه الله تعالیٰ فاجاب باحسن التفصیل وهو هذا . (۲) صورت مندرجہ ذیل مسئلہ ہذا میں اولیاء کو حق فسخ نکاح ہے اور وہ کسی حاکم یا قاضی مسلمان سے رجوع کریں کہ وہ فسخ کرے مفتی کو حنفیہ کے نزدیک بغیر تحکیم طرفین اختیار فسخ نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ الجواب صحیح۔

الجواب صحیحہ۔ محمد منفعت علی۔ الجواب صحیح بندہ مدرس اول مدرسہ عالیہ عربیہ
محمود عفی عنہ دیوبند و توکل علے العزیز الرحمٰن

الٰہی عاقبت محمود گرداں۔
جواب مجیب اول صحیح ہے اولیاء کو اختیار فسخ نکاح ہے۔فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم۔
عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیو بند

---

(۱) درمختار میں ہے کہ غیر کفو میں تو بالکل عدم جواز کا فتوی دیا جائے گا اور بحر میں ہے کہ یہ جب ہے کہ اس کا ولی ہو اور وہ قبل عقد کے اس سے راضی نہ تھا تو اس کے بعد رضامندی سے کوئی فائدہ نہیں (بحر)

(۲) انہوں نے اس میں جھگڑا کیا اور ہمارے علماء کے پاس رجوع کیا خصوصاً محترم شیخ اور اپنے زمانہ کے امام الفقہاء رشید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور انہوں نے عمدہ تفصیل سے جواب لکھا جو درج ذیل ہے۔

باب وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے ان کا بیان

اگر لڑکا اپنے باپ پر اپنی بیوی سے زنا کی تہمت لگائے!

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کی بابت اپنے والد سے تہمت زنا لگائی اور ہر کس وناکس حتیٰ کہ عدالت کے روبرو یہی بیان کیا۔ اب اوپر والے اس سے سخت پریشان ہیں اور حکم شارع کے جویاں کہ ایسی حالت میں آیا حرمت باعث تفریق بین الزوجین واقع ہے یا نہیں ہر چند کہ عرصہ چار پانچ سال سے یہ امر واقع ہو رہا ہے لیکن اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ زید آمادہ اپنے والد اور اپنی زوجہ کے ہلاک کردینے کا ہے امیدوار ہوں کہ ایسی کوئی وجہ تصفیہ ارقام فرمادیں کہ رفع فساد ہو خاص جامع مسجد میں مجمع عام اپنے والد پر حملہ کیا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) زید کی زوجہ فقط اس قول تہمت سے جدا نہیں ہوئی لیکن اگر زید لفظ کہہ دے کہ میں نے جدا کیا یا کوئی اور اس قسم کا کلمہ کہہ دیوے تو اس وقت جدا ہو جاوے گا اور پھر عدت کرائی جاوے گی اور یہ قول اگرچہ غلط ہو مگر جب خود زوج اس کا اقرار کرتا ہے تو حرمۃ اس عورت کی اس شخص پر ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر عورت اپنے خسر پر زنا کے ارادہ کی تہمت لگائے

(سوال) مسئلہ نمبر ا ایک شخص نے بہ نیت حرام اپنے لڑکے کی زوجہ کا از راہ زبردستی کمر بند توڑ دیا مگر وہ عورت قابو میں نہ آئی اور حرام سے بچ گئی اور وہ شخص انکار کرتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا اور عورت از روئے قسم کے کہتی ہے اور وہ عورت نیک بخت ہے اور کوئی گواہ شاہد ان کا نہیں ہے اس صورت میں وہ عورت اس کے لڑکے پر حرام ہوگئی یا نہیں زید کہتا ہے کہ وہ حرام ہوگئی۔

(جواب) صرف عورتوں کے کہنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ فقط۔

باب: غائب شخص کی بیوی کے مسائل

اگر کسی عورت کا شوہر لاپتہ ہو جائے

(سوال) ایک عورت کا خاوند عرصہ بیس ۱۲۰کیس سال سے مفقود الخبر ہے اور نکاح ثانی ایسی کا اسی صورت پر کسی شخص نے کرادیا تو جائز ہے یا نہیں اور جو حمل ہے اس کا کیا حکم ہے فقط۔

(جواب) اس صورت میں جب کہ شوہر کو مفقود ہوئے بیس ۲۰ سال سے زائد ہو گئے ہیں تو اس کا نکاح دوسرے شخص سے حسب مذہب امام مالک جس پر حنفیہ نے بھی بوجہ ضرورت فتویٰ دے دیا ہے درست ہو گیا اور اولاد جو اس شوہر دوم سے ہوئی ہے اس کا نسب ثابت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشیدہ احمد گنگوہی۔ رشید احمد ۱۳۰۱۔ زوجہ حنفیۃ المذہب کو موافق قول امام مالکؒ کے بعد گزرنے چار برس کے چار مہینے دس دن عدت گزار کر نکاح بلاریب درست ہے کیونکہ قول امام مالک مستند ہے قول خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین (۱) حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ قال فی الموطاء امام مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ایما امراۃ فقد زوجہا فلم یدرا ین ہو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعدار بعۃ اشہر و عشر ثم تحل .(۲)

اور یہی مذہب حضرت عثمان وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے چنانچہ فتح الباری اور تلخیص امام رافعی وغیرہ میں بوجہ بسط و تفصیل مذکور ہے اسی نظر سے جامع الرموز شرح مختصر وقایہ اور طحطاوی اور رد المحتار حواشی در مختار اور فتاویٰ حسب المفتین وغیرہ حنفی مذہب میں بھی بوقت ضرورت کے دوسرے نکاح کرنے کا زن مفقود کے واسطے فتویٰ دیا ہے اور قول امام مالکؒ معمول بہ لکھا ہے۔

قال فی حسب المفتین قول مالک معمول بہ فی ہذہ المسلۃ وہو احد قولی الشافعی رحمہ اللہ و لو افتی الحنفی بذلک یجوز فتواہ لان عمر رضی اللہ عنہ قضی ہکذا فی الذی اسعوتہ الجن بالمدینۃ و کفی بہ اماما و لا نہ

---

(۱) تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازمی ہے۔

(۲) موطاء امام مالک میں یحیٰ بن سعید۔ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا ہے کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال تک انتظار کرے پھر چار مہینے اور دس دن عدت گزارے پھر حلال ہو جائے۔

منع حقها لغيبة في سنة عملا بالشبهين انتهى كلامه لو افتى به في موضع الضرورة ينبغي ان لا باس به كذافي الطحطاوی ورد المحتار وخزانة العلماء وغیرہ و اللہ اعلم بالصواب۔(۱) الراقم العاجز محمد نذیر حسین عفی عنہ...... محمد سید نذیر حسین۔

ابو محمد عبد الحق ۱۳۰۵، سید محمد عبد السلام غفرلہ ۱۲۹۹، ابو محمد عبد الوہاب رسول الادب خادم شریعت

قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو محمد عبد الرؤف البہاری...... محمد نجیب خان۔

جواب ہذا صحیح ہے حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ ...... حفیظ اللہ بس حسبنا اللہ۔

جواب صحیح ہے...... ابو علی محمد عبد الرحمٰن۔ الجواب صحیح نمقہ یٰسں الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی۔

ابو علی محمد عبد الرحمٰن منصور الرحمٰن محمد یٰسں

قد اصاب من اجاب حررہ ابو محمد عبد اللہ فقیر اللہ السلطان ضلع شاہپور۔

الجیب مصیب محمد حسین خان خورجوی، محمد تلطف حسین رسول الثقلین ۱۲۹۲ خادم شریعت۔

الجواب صحیح الجیب مصیب ولہ جزاء المصیب هذا الجواب صحیح والجیب نجیح۔

محمد طاہر سلہٹی خادم عباد اللہ الجلیل احقر محمد اسمٰعیل محمد عبد القادر ۱۲۸۹

عند الضرورت حنفیہ کے نزدیک تقلید مذہب غیر کی درست ہے اور اس مسئلہ میں بھی حنفیہ تصریح کرتے ہیں چنانچہ جامع الرموز میں ہے۔قال مالک والا وزاعی الی اربع سنین فینکح عرسه بعدها كما في النظم فلو افتى به في موضع الضرورة ينبغي ان لا باس به على ما اظن (۲) اور رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے ذكر ابن وهبان في منظومة انه لو افتى بقول مالك في موضع الضرورة يجوز (۳) انتهى و الله اعلم حرره عبدالحى تجاوز الله عن ذنبه الجلى و الخفى. محمد عبدالحى ابو الحسنات.

---

(۱) حسب المفتین میں ہے کہ اس مسئلہ میں امام مالکؒ کا قول معمول بہ ہے اور یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول ہے اور اگر حنفی نے یہ فتویٰ دے دیا تو بھی جائز ہے اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا جس کو خبات نے مدینہ میں برابر کر دیا تھا اور اس کے لئے امام کا فیصلہ کافی ہے اور اس لئے کہ اس نے اپنے غیاب سے عورت کے حق کو ادا نہ کیا۔ تو قاضی اس مدت کے گزرنے پر دونوں میں تفریق کرا دے گا عدت میں ایلاء کا اعتبار کر کے اور غیبت کا سال میں اعتبار کر کے دونوں شبہوں پر عمل کرتے ہوئے ان کا کلام ختم ہوا اور اگر کسی ضرورت پر اس کا فتویٰ دے دیا تو چاہئے کہ اس میں حرج نہ سمجھا جائے طحطاوی اور رد المحتار اور خزانۃ العلماء وغیرہ میں اسی طرح ہے واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) مالک و اوزاعیؒ نے چار سال کی مدت قرار دی ہے کہ اس کے بعد اس کی بیوی نکاح کر لے جیسا کہ نظم میں لکھا ہے تو اگر کسی نے ضرورت کی جگہ میں اس کا فتویٰ دے دیا تو میرا گمان یہ ہے کہ اس کے متعلق یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ اس میں کچھ حرج نہیں۔

(۳) ابن وہبان نے منظومہ میں لکھا ہے کہ اگر اس نے ضرورت کے موقع پر فتویٰ دے دیا امام مالکؒ کے قول پر تو جائز ہے۔

فی الواقع جوابات مذکورہ صحیح ہیں کہ عمل کرنا مذہب غیر پر مواقع ضروریہ میں حسب تصریحات فقہاء احناف بلاشبہ ثابت وجائز ومعمول بہا ہے۔ کما فی الشرح الا سبیحابی نا قلا عن جامع الفتاویٰ افتی علماء نا وعلماء العراق وما وراء النهر علی مذهب الشافعي ومالک رضی الله عنهم فی سبعة مسائل فی تکبیرات العیدین وفی الزوال فی الظهر والعصر وفی التسمیة علی رؤس کل سورة فی الصلوٰة وفی البلوغ خمسة عشر سنة وفی حکم تفریق امراة الغائب باربع سنین وفی حکم النظر واللمس للمولی کما فی المعیار.(۱)

اور جناب رئیس المحققین حجۃ من حجج اللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسوی شرح الموطاء میں بہ بسط اس کو ارقام فرمایا ہے اور ان کے خلف الصدق شیخ الہند مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی بجواب سوالات بخارا شرائط جواز تقلید مذہب غیر میں مسئلہ مذکور کو بنقل عبارات جامع الرموز کے ارقام فرمایا ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم حررہ ابو الجمیل محمد خلیل عفی له الله ابو الجمیل محمد خلیل غفر له الله الجلیل

(جواب) جو کوئی حادثہ مہلکہ میں گم ہوا وہ بھی مفقود اصطلاحی فقہا میں داخل ہے چنانچہ وہ عبارات ردمحتار جس سے مجیب نے اور اس پر اعتماد کیا خود وہ بھی ایسے شخص کو مفقود میں ہی شمار کرتا ہے لہذا یہ فرمانا مجیب کا کہ یہ مفقود حادثہ مہلکہ مفقود اصطلاحی نہیں درست نہیں بلکہ مفقود میں داخل ہے اور مفقود حادثہ مہلکہ میں اور مفقود غیر حادثہ مہلکہ میں کچھ فرق نہیں باقی یہ بات کہ مفقود پر کس وقت حکم موت کا لگایا جاوے تو وہ مختلف فیہ فقہاء کا ہے کسی نے موت اقران ہی پر اعتماد فرمایا اور یہ ہی ظاہر روایت ہے اور کسی نے رائے امام کے سپرد کیا کہ جب اس کو غلبہ ظن موت اس مفقود کا ہو جاوے حکم موت دیوے اور یہ مختار زیلعی کا ہے صاحب ردمحتار اس رائے کو بھی ظاہر روایت میں داخل کرتا ہے کیونکہ اعتبار موت اقران میں بھی غلبہ ظن موت مفقود ہے اور یہ روایت جامع

---

(۱) شرح اسبیجابی میں جامع الفتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے علماء اور علماء عراق وماوراء النہر نے سات مسائل میں مذہب شافعی ومالک پر فتوی دیا ہے۔ تکبیرات عیدین زوال ظہر وعصر کے اوقات نماز میں ہر سورہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے۔ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہونے اور چار سال کے بعد غائب کی بیوی کے تفریق کرنے اور مولی کو اپنی لونڈی کے دیکھنے اور چھونے کے معاملہ میں جیسا کہ معیار میں ہے۔

الفتاویٰ کی جس کو مجیب صاحب نے نقل کیا وہ بھی رائے بعض فقہاء کی ہے اور اس رائے کو بھی صاحب ردمحتار میں زیلعی کے قول پر حمل کیا ہے تو حاصل یہ ہوا کہ ایسے مفقود کے باب میں بعد مضی ایسی مدت کے کہ ظن غالب موت کا ہو جاوے حسب مختار زیلعی اگر حکم موت اس مفقود کا کیا جاوے تو درست ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حسب آراء دیگر فقہاء یہاں بھی وہی اختلاف ہوگا الحاصل ایسے مفقود کو اصطلاحی مفقود میں فقہاء نے داخل رکھا ہے اور اس کی کہ ایسا مفقود مفقود اصطلاحی ہے تو حکم موت اس پر دینا حسب رائے زیلعی مضائقہ نہیں کہ وہ بھی ایک رائے مفتی بہا مشائخ ہے خصوصاً اس زمانہ میں کہ احتمال فساد غالب لہٰذا درباب نکاح زن مفقود اس روایت پر فتویٰ دیا جاوے تو بہتر ہے الغرض یہ لوگ مفقود اصطلاحی فقہاء میں اور بعد مضی اس مدت کے کہ ظن غالب ان لوگوں کی موت کا ہو جاوے ان پر حکم موت کا دینا درست ہے اور پھر بعد عدت کے نکاح کرنا ان کی عورتوں کو بھی جائز ہے اور پھر اگر کوئی ان میں سے آجاوے اور اپنی عورت و مال باقی کو لے سکتا ہے اور روایات ان امور کے مجیب صاحب نے خود لکھے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب البیوع

خرید وفروخت کے مسائل

غلہ کی تجارت کا حکم

(سوال) کیا تجارت غلہ کی عموماً حرام ہے زید کہتا ہے کہ عموماً حرام ہے کیوں کہ احتکار ہے اور احتکار حرام ہے آیا قول صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) احتکار کی حرمت اس وقت ہے کہ عوام کو ضرر پہنچاوے یا بدنیتی سے اپنے نفع کو عوام کے ضرر کا امیدوار ہو کر گرانی کا انتظار کرے۔ فقط ورنہ درصورت دونوں امر کے نہ ہونے کے گناہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چڑھاوے کے جانور

(سوال) جو جانور قبروں پر یا تھان یا نشان جھنڈے پر چڑھائے جاتے ہیں مجاور یا کوئی اور ان کو پکڑ کر اگر بیع کرے تو ان کا خریدنا حلال ہے یا حرام اور خود چڑھانیوالے کچھ تعرض بھی نہیں کرتے خواہ کوئی لے جائے اور اس قسم کے جانور بحیرہ وسائبہ میں داخل ہیں یا نہیں اور بحیرہ سائبہ حلال ہیں یا حرام مفصل ارقام فرماویں۔

(جواب) جو جانور مالک نے کسی بت یا تھان وقبر کے نام پر چھوڑا وہ ملک چھوڑنے والے سے نہیں نکلتا پھر اس کو اگر کوئی پکڑ کر بیع کر دیوے اور مالک منع نہ کرے اس کا خریدنا مباح ہے اور وہ حلال ہے اور جانور مجاور کو قبض کرا دیا اور تملیک مجاور کی کر دی وہ حرام ہے۔ اس کو خریدنا نہ چاہئے کہ وہ معصیت کی نیت سے مجاور کے پاس آیا ہے اس میں بسبب معصیت کے حرمت عقد ہبہ کی ہوگئی ہے۔ اور بحیرہ وسائبہ کا حکم وہی ہے جو اوپر کی شق میں لکھا گیا ہے کیونکہ بحیرہ وغیرہ کا کوئی مالک نہیں کیا جاتا بلکہ بت کے نام چھوڑ دیتے ہیں۔ فقط

نوٹ کی خرید وفروخت

(سوال) نوٹ کی خرید وفروخت کمی یا زیادتی پر جائز ہے یا نہیں بالتفصیل ارقام فرماویں؟

(جواب) نوٹ کی خرید وفروخت برابر قیمت پر بھی درست نہیں مگر اس میں حیلہ حوالہ ہو سکتا ہے

اور بحیلہ عقد حوالہ کے جائز ہے مگر کم زیادہ پر بیع کرنا ربو اور ناجائز ہے۔ فقط

مندر اور قبر کا چڑھاوا خریدنا

(سوال) مندر کا چڑھاوا اس کے پجاری سے خرید کرنا اور قبر کا چڑھاوا مجاور سے خرید کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) مندر کی چڑھی ہوئی شے خریدنا حرام ہے ایسے ہی قبر کی چڑھی ہوئی فقط واللہ اعلم۔

چڑھاوے کے جانور کا بیچنا

(سوال) نذر لغیر اللہ مرغا بکرا وغیرہ کہ جو کسی تھان یا کسی قبر یا نشان یا جھنڈے وغیرہ پر چڑھایا گیا ہوا گر وہاں کے خادم مجاور وغیرہ کسی کے ہاتھ بیع کریں تو اس کا خریدنا اور صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ در صورت علم یا بلا علم کے ارقام فرماویں؟

(جواب) جو مرغ یا بکرا و کھانا کفار اپنے معابد پر چڑھاتے ہیں اور کافر مجاور لیتا ہے تو اس کا خریدنا درست ہے کہ کافر مالک ہو جاتا ہے اور جو مسلمان مجاور ایسی چیز لیتا ہے وہ مالک نہیں ہوتا اس کا خریدنا درست نہیں اور یہ سب جواب اس حالت میں ہے کہ علم ہو اس کے چڑھاوا ہونے کا اور بدون علم کے تو مباح ہوتا ہی ہے، واللہ اعلم۔

تمباکو خوردنی ونوشیدنی کی تجارت

(سوال) تمباکو خوردنی اور نوشیدنی کی تجارت کیسی ہے؟

(جواب) جائز ہے مگر اولیٰ نہیں ہے۔ فقط۔

بدعتیوں سے کتابوں کی تجارت

(سوال) کتب غیر مذہب و مبتدعین وغیرہ کی تجارت و طبع و اشاعت کرنا کہ اس میں ابطال مذہب حق اور تائید مذہب باطلہ ہوتی ہے منع و ناجائز ہے یا نہیں

(جواب) ایسی کتب کی تجارت حرام ہے کہ وہ خود معصیت کی اشاعت اور اسلام کی توہین ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردار جانور کی ہڈی کی تجارت

(سوال) فی زمانہ جو مردار وغیرہ کی ہڈیاں زمین پر پڑی ہوتی ہیں۔ ان کو چن کر خرید و فروخت

کرتے ہیں یہ جائز ہے یانہیں کچھ خشک وتر کا فرق نہیں ہے اس میں کلاب اور خنازیر کی بھی ہڈیاں ہوتی ہیں؟

(جواب) مردار جانور کی ہڈی جب خشک ہوجائے بیع اس کی درست ہے سوائے آدمی اور خنزیر کے اور تر ہڈی مردار کی بیع درست نہیں اور مذبوح کی تر بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شربت خشخاش کا بیچنا

(سوال) شربت خشخاش پینا جائز ہے یانہیں اور اس کا فروخت کرنا کیسا ہے۔ اس شربت میں دانہ خشخاش اور پوست خشخاش پڑتا ہے۔ فقط۔

(جواب) شربت خشخاش کا پینا اور فروخت کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زمین مزروعہ مشترکہ شرکاء میں اپنی ملک فروخت کرنا

(سوال) زید کا مملوکہ مقبوضہ ایک قطعہ اراضی مزروعہ مشترکہ شرکاء دیگر ہے کہ جس کو اصطلاح اہل ہندو دیہات میں ملک کہتے ہیں۔ زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ ملک پانصد روپیہ کو مثلاً فروخت کی اور زرثمن اسکا اہتمام وکمال تجھ کو بخش دیا۔ زوجہ نے کہا کہ میں نے قبول کیا اندریں صورت شرعاً کیا حکم ہے آیا یہ بیع صحیح ہوئی یانہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) یہ بیع صحیح اور وہ زمین ملک زوجہ ہوگئی اور قیمت اس کی ذمہ زوجہ سے ساقط ہوگئی۔ فقط

حشرات الارض فروخت کرنا

(سوال) حشرات الارض اگر بے قیمت نہ ملے دوائی کے لئے خریدنا جائز ہے یانہیں؟

(جواب) جائز للضرورۃ درمختار (۱) واللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ اعلم۔

بغیر قبضہ کے جائیداد کو فروخت کرنا

(سوال) اس وقت میں ایسا رواج ہورہا ہے کہ قانوناً یا شرعاً اگر کچھ حق اپنا کسی کی جائیداد سے ملنا اور ممکن الحصول سمجھتے ہیں تو اس کو بیع کردیتے ہیں اور مشتری مول لے کر مقدمہ لڑاتا ہے یہ بیع شرعاً صحیح ہوتی ہے یانہیں۔

---

(۱) ضرورت کے لئے جائز ہے ۱۲۔

(جواب) اگر کسی کا حق کسی ملک میں ہو اور وہ اس کو بلا قبضہ کے بیچ ڈالے تو یہ بیع درست ہے فقط

تصویر دار برتن کی فروخت

(سوال) تصویر دار بکس وڈبہ وغیرہ کے اندر جو اشیاء فروخت ہوتی ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ کو مقصود تصویر نہیں ہوتا بلکہ مجبوراً مار کہ تصویر دار لینا پڑتا ہے۔ لہذا یہ خرید وفروخت درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر ڈبیہ پر تصویر ہو اور اصل مقصود وہ شے ہے نہ ڈبیہ تو اس بیع میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر بالفرض ڈبیہ بھی مقصود ہو تو اس پر جو تصویر ہے وہ مقصود نہیں ہے۔ اس لئے اس کی بیع میں مضائقہ نہیں ہے۔ فقط والسلام۔

امام باڑہ کی تعمیر کے لئے سامان بیچنا

(سوال) ایک امام باڑہ بنتا ہے ایک شخص نے اپنا سامان یعنی کڑی وغیرہ واسطے تیاری امام باڑہ کے مالک امام باڑہ کے ہاتھ فروخت کر دی زید کہتا ہے کہ یہ شخص جس نے اپنی کڑی امام باڑہ کے واسطے فروخت کر دی بڑا گنہگار ہوا یہ کہنا زید کا صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) اگر کوئی امام باڑہ کے بنانے کو کڑی خرید کرے تو اس کے ہاتھ کڑی کا بیع کرنا امام صاحب کے نزدیک درست ہے کہ مکان بنانے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ گناہ دوسرا فعل ہے۔ مگر بہتر ہے کہ اعانت نہ کرے۔ فقط

حرام مال والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا

(سوال) مال حرام مثلاً بذریعہ سود وزنا ولہو تماشا ڈھول تاشا وتجارت ممنوعات شراب وتصویر وغیرہ سے حاصل کیا ہوا ایسے مال کے عوض بیع کرنا اور مشتری کو اس مال کا لینا حرام ہے یا حلال؟

(جواب) جس کا مال حرام ہے اس کے ہاتھ اگر اپنا حلال مال بیع کریگا تو ثمن حرام ہی رہے گا حلال نہیں ہو جاوے گا۔ حرام شے ہر جگہ حرام ہی رہتی ہے۔ البتہ مالک کے پاس اگر پہنچ جاوے تو حلال ہو جاوے گی کہ وہاں اول بھی حلال تھی۔ پھر وہاں جا کر بھی حلال ہو جاوے گی کہ وجہ حرمت کی رفع ہو گئی۔ ورنہ جہاں تک وہ پہنچے گی حرام ہی رہے گی۔ جب تک مزیل حرمت اس کا

نہ ہو جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرام کی کمائی والوں کو کوئی چیز بیچنا

(سوال) مراثی یا طواف کہ پیشہ حرام سے کماتے ہیں۔ ان سے معاملہ بیع وشرئی حلال ہے یا حرام یا مکروہ وغیرہ اور مکان ان کو کرایہ پر دے دینا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب) حرام والے کے مال سے بیع کرنے سے قیمت حرام ہی ہوتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

نقد میں کم ادہار میں زیادہ قیمت لینا

(سوال) قرض لینے والے کو کم دینا یعنی نقد ایک روپیہ کو دیتا ہے اور ادھار میں سوا روپیہ کو دیتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ادھار پر کم نقد سے دینا مروت کے خلاف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تنسوا الفضل بینکم (۱) مگر مال میں حرمت نہیں آتی۔ فقط

ادھار چیز کو زیادہ قیمت پر دینا

(سوال) کسی شے کو اس طرح بیچنا کہ اگر اس وقت قیمت دے گا تو دس روپیہ کو دے دوں گا ورنہ بعد اس قدر مدت کے مثلاً پندرہ لوں گا۔ ایک جگہ کے علماء نے عدم جواز باسناد اس روایت فقہیہ کے لکھا ہے قال فی الخلاصۃ رجل باع علی انہ بالنقد ھکذا و ابالنسیۃ ھکذا لم یجز والی شھر ھکذا او الی شھرین ھکذا . اور دوسری جگہ کی علماء نے جواز اور آنجناب کس کو پسند فرماتے ہیں؟

(جواب) اس طرح بیع کرنا بشرطیکہ اسی جلسہ میں مقرر ہو جاوے کہ نسیۃً لے لیوے گا یہ نقداً درست ہے اور بیع صحیح ہے مال حلال ہے مگر خلاف مروت اور احسان کے ہے کہ فقیر پر احسان چاہئے نہ تشدد پس فعل مکروہ ہے اور بیع صحیح ہے اور معنی روایت منقولہ کے یہی ہیں کہ مجلس میں دونوں شق کی تعین نہ ہو ورنہ درصورت تعین درست ہے۔ پس جس نے بدیں روایت ناجائز کہا وہ مطلب سمجھے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) آپس میں ایک دوسرے کی فضیلت نہ بھولو۔ (آیت شریف)

غریب کو کم قیمت میں اور امیر کو زیادہ قیمت میں دینا

(سوال) زید جو چیز غریب آدمی کو ایک پیسہ کو دیتا ہے وہ چیز امیر آدمی کو دو پیسہ کو دیتا ہے اس طرح فروخت کرنا زید کو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) زید کو ایسی تجارت جائز ہے فقط۔

قیمت معلوم کئے بغیر دوا لے جانا اور بروقت حساب ادا کرنا

(سوال) اکثر بلاد میں رواج ہے کہ عطار کی دکان پر جا کر دوائیں لیتے ہیں، اور قیمت دوا کی دریافت نہیں کرتے اور عطار اس دوا کو کتاب حساب میں لکھ دیتا ہے اور بروقت حساب کے جو کچھ عطار نے طلب کیا وہ دیدیا جاتا ہے پس یہ تعامل ناس معتبر ہے یا نہیں اور یہ بیع صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ تعامل صحیح ہے دوا کو قرض لاتے ہیں اور وقت ادا کے اس کی قیمت دے دیتے ہیں پس ذمہ پر دوا ہوتی ہے دیتے وقت اس کی قیمت ادا کردی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر مشتری چیز پر قبضہ نہ کرے لیکن نہ قیمت دے نہ بیع فسخ کرے

(سوال) مشتری نے مبیع پر قبضہ نہ کیا اور غائب ہوا یا زبردستی ثمن دیتا ہے نہ فسخ کرتا ہے۔ بائع نے بہ مجبوی بطور فضولی بیع کردیا مشتری مدعی ہوا اب کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر مشتری بدون ادائے ثمن غائب ہوا یا جرأنہ ادائے ثمن کرے نہ فسخ تو بائع خود فسخ کر سکتا ہے۔ ولا انہ بما تعذر استیفاء الثمن من المشتری فات رضاء البائع فیستبد بفسخہ انتھی. (۱) ہدایہ۔

پس بائع نے تنگ ہو کر مبیع کو دوسرے سے بیع کر دیا فسخ بیع ہوا اب مشتری کے ذمہ سے ساقط ہو گیا اور بائع پر کوئی وجہ ضمان کی نہیں اور نہ بائع فضولی ہے بلکہ خود اپنی مِلک بیع کرتا ہے۔

چیز دوسری جگہ سے لاکر نفع لے کر فروخت کر دینا

(سوال) ایک شخص نے ایک دکان سے کوئی شے خریدی مگر دکاندار کے پاس نہیں تھی۔ دوسرے دکاندار سے لاکر اور اپنا منافع لگا کر دی۔ لہذا یہ صورت درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) اور چونکہ خریدار ادائے قیمت سے معذور رہا بیچنے والے کی رضامندی فوت ہوگئی تو اس کے فسخ کی ابتدا کرلے۔ درست ہے۔ فقط

(جواب) اگر اس شخص سے پیشگی قیمت لے لی ہے اور اس نے اس شخص کو خریدنے کا وکیل بنادیا ہے تو اب یہ اس سے نفع نہیں لے سکتا اور اگر خریدار نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس وقت نہیں پھر دوسرے وقت تم آکر لے جانا اور اس کو کہنے کے بعد دوسرے شخص سے خرید کر اس پر نفع لے لیا تو البتہ درست ہے۔ فقط

قبر کی زمین خریدنے کے بعد کس کی ملک ہوگی

(سوال) اگر مملوکہ قبرستان میں مالک نے قیمت قدر زمین قبر ورثہ میت سے لے لی۔ پھر دوبارہ سہ بارہ بعد منہدم ہونے قبروں کے یا بحالت موجودگی یا عدم موجودگی وارثان میت و مالک زمین خود منہدم کر کے قیمت لے لیوے تو یہ بیع حلال ہوگی یا نہیں؟

(جواب) جب مالک زمین نے قدر قبر زمین کی قیمت لی تو اب وہ زمین ملک ورثہ میت کی ہوجائے گی پھر مالک کو بیع کرنا حلال نہ ہووے گا مگر باذن ورثہ میت کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیعانہ کا مسئلہ

(سوال) بیع نامہ اس لئے دینا کہ بائع یا مشتری معاملہ میں انکار نہ کریں یا ادائے ثمن یا تسلیم مبیع میں عذر و توقف نہ کریں ورنہ عہد شکنی حربہ کا ذمہ دار ہے اور بیع فسخ ہوجائے گی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) بیع نامہ دینا اس طرح کہ اگر بیع ہوئی تو منجملہ ثمن میں ہووے گا ورنہ ضبط ہوجائے گا ناجائز ہے۔ بقوله عليه السلام نهى عن بيع العربان ۔ (۱) مگر جو یہ ٹھہر جاوے کہ درصورت عدم بیع کے بیعانہ واپس ہوجاوے گا درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

جو شخص اپنا حلال مال اس کو بیچے جس کے پاس حرام روپیہ ہے

بائع جو مال حلال اپنا اس شخص کے ہاتھ بیع کرے کہ مال اس کا حرام ہے تو وہ روپیہ جو ثمن مال حلال میں آوے گا بائع کے قبضہ میں وہ حرام ہی رہے گا اس کے عوض جو شے خرید کی جاوے گی اس میں بھی حرمت ہووے گی سب علماء کے نزدیک اور کھانا پینا بھی اس کا حرام ہے۔ البتہ ایک دوسری بات ہے جس میں سہارا روایات فقہاء سے نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ ثمن اگرچہ حرام

---

(۱) بیعانہ کی بیع سے رسول نے منع فرمایا۔

ہے مگر اس روپیہ کے ذریعہ سے اس طرح کوئی چیز خرید کی جاوے کہ قیمت مقرر کر کے شئے قبض کر کے پھر یہ روپیہ قیمت میں دے دیوے تو امام کرخیؒ نے اس بیع کو حلال فرمایا ہے اور اس پر بعض علماء نے فتویٰ بھی دے دیا ہے۔ فقط

باب: بیع فاسد کا بیان

ایکھ بونے کے وقت اس کی خریداری

(سوال) اس دیار میں خریداری رس نیشکر کا عموماً طریقہ یہ ہے کہ موجودگی اس سے چند ماہ پیشتر بیع وشریٰ رس کی جاتی ہے۔ بعض تو ایسے وقت میں خرید کرتے ہیں کہ ہنوز رس قابل وصول نہیں ہوتا۔ اور بعض ایکھ بوتے وقت خرید لیتے ہیں۔ پس شرط بیع سلم کے کہ جو نزدیک آئمہ اربعہ کے ہے ان یکون المسلم فیه موجودا من حین العقد . (۱) مفقود ہے اگرچہ الی حین المحل (۲) میں اختلاف ہے آئمہ میں پس اس صورت میں آپ سے دریافت ہے کہ بوجہ طریقہ عام اس دیار کے اس کو عموم بلویٰ کہہ کر جواز پر فتویٰ دیا جائے گا یا نہیں یا کہ جو حیلہ اس میں ہوسکتا ہے وہ معلوم ہوجائے یا یہ کہ وقت تقابض کے برضامندی باہمی بیع فسخ کر کے اس ہی قیمت پر بائع سے خرید لیں مگر اس میں بائع پر ایک جبر مشتری کی جانب سے ہوگا۔ اس واسطے کہ بعد فسخ کے عندالشرع بائع کو اختیار افرونی ثمن ہوگا مگر بسبب تمسک کے جو اول مرتبہ لکھا گیا ہے۔ بائع کو مجبوراً پہلی قیمت پر دینا پڑے گا یا یہ کہ اول روپیہ قرض دے دے اور جس وقت کہ رس قابل وصول کے ہو نرخ اس کا مقرر کر لے یا اور کوئی شکل ہو تو لکھ دیجئے تا کہ عام لوگوں کو مسئلہ سے اطلاع ہو۔ فقط

(جواب) رس کی بیع جو اس دیار میں ہوتی ہے یہ ہرگز درست نہیں نہ بطور بیع کے کہ بیع معدوم ہے اور نہ بطور مسلم کے کہ وجود مسلم فیہ کا وقت عقد کے ضرور ہے پس یہ معاملہ فاسد ہے۔ البتہ حیلہ یہ کرنا کہ ان کو روپیہ قرض دیا جائے اور بوقت مال تیار ہونے کے ایک مقدار مقرر کر کے لیا جاوے اور قرض میں محسوب کر لیا جاوے تو درست ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) جس چیز کی بیع سلم ہوئی ہے اس کو عقد کے وقت سے موجود ہونا ضروری ہے۔
(۲) محل کے وقت سے۔

راب کے موسم کے پہلے کسی موضع کے نرخ سے کم مقرر کرنا

(سوال) یہاں پر دستور ہے کہ نرخ مال راب کا ماہ اساڑھ میں مقرر کر لیتے ہیں اور ایک گاؤں شاہ نگر ہے وہاں کے نرخ سے ایک روپیہ یا بارہ آنہ فی من کمی پر مقرر کیا جاتا ہے اور شاہ نگر کے نرخ پر نرخ ٹھہرایا جاتا ہے اور کسی قدر روپیہ بائع راب کو دیا جاتا ہے بعد کو بروقت تیاری راب کے روپیہ دیا جاتا ہے یہ نرخ شاہ نگر پر مقرر کرنا اور کمی فی من بارہ آنہ یا آٹھ آنہ مقرر کر لینا کیسا ہے آیا حرام ہے یا سود یا جائز ہے۔

(جواب) اس طرح سے معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ بیع فاسد ہے فقط

پھول پھل کی تیاری سے پہلے نرخ مقرر کرنا

(سوال) بہار باغ بروقت آنے مول یعنی پھول کے اس کی بیع کر دے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ بروقت پختہ ہونے عنقریب پختگی ثمر اس کی کے بیع کر دے تیسری شکل یہ ہے کہ بروقت آنے پھول درختاں انبہ معہ جملہ اراضی اس کی خواہ ایک سال خواہ دو سال کو بیع کر دے۔ اندریں صورت جیسا کہ حکم شریعت ہو محرر فرماویں۔ چونکہ یہ امر دینی ہے اس واسطے آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ چوتھی شکل یہ ہے کہ بہار باغ میں سب شے ہے اور وہ وقتاً فوقتاً آتی ہے اس کے بلا معین آنے بہار کے غیر موسم میں مع درخت تین چار سال کو بطور ٹھیکہ کے دیا گیا۔ اب وہ اس طور سے جیسا کہ مندرجہ عریضہ ہے شرعاً جائز ہے یا نا جائز؟

(جواب) جواب آپ کے مسائل کا یہ ہے اول بیع کرنا مول کا درست نہیں اور یہ بیع کرنا باطل ہے اس واسطے کہ بیع یہاں ثمر ہے اور اس کا کہیں وجود نہیں اور معدوم کی بیع باطل ہے۔ فقط

دوسرے اگر ثمر نکل آیا اور وہ قابل نفع کے ہو گیا تو اس کی بیع جائز ہے اسی وقت کاٹ لے اور اگر شرط رکھنے کی ہوگی جیسا کہ دستور ہے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ثمر ایسا ہو گیا کہ اب زیادہ نہ بڑھے گا تو اس کی بیع درست ہے کیونکہ اس کے سب اجزاء موجود ہو چکے ہیں۔ فقط تغیر وصف باقی ہے۔ اور یہ اخیر شکل امام محمد صاحب کے یہاں درست ہے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ امام صاحب کے نزدیک یہ بھی درست نہیں مگر امام صاحبؒ کے قول پر فتویٰ نہیں دیا گیا اور زمین مع درخت کے بیع کرنا ایک دو سال کے واسطے یہ بیع فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں شرط بعد دو سال ہٹا لینے کی ہے اور یہ شرط مفسد عقد بیع ہے۔ لہذا درست نہیں اور اگر فقط درختوں کو اجارہ دیا گیا ایک

سال یا دوسال یا کم زیادہ کے لئے تو یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ اجارہ درختوں کا جائز نہیں البتہ اگر زمین مع درختوں کے اجارہ دی جاوے۔ میعاد معین تک تو درست ہے اس صورت میں جتنا کچھ پیداوار زمین کی یا درختوں کی ہوگی وہ مستاجر لیوے گا اور اجارہ معین الگ ملے گا اس طرح سے شرح مذاہب اس واسطے ذکر کیا ہے کہ مولوی محمد شفیع صاحب وہاں ہیں۔ شاید دیکھ کر ان کو اشتباہ پیدا ہوتا۔ فقط والسلام۔

کتب کا حق تصنیف ہبہ یا بیع کرنا

(سوال) حق تصنیف کتب کا ہبہ یا بیع یا ممنوع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) حق تصنیف کوئی مال نہیں جس کا ہبہ کرنا یا بیع ہو سکے۔ لہذا یہ باطل ہے لا یجوز لاعتیاض عن الحقوق المجردة اشباہ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کے مال سے خرید کردہ چیز کی بیع کا حکم

(سوال) مال کسی سے خرید کردہ شے کو خریدنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ مال حرام ہے اور اس کی خرید وفروخت نادرست ہے۔ فقط

چوری کا مال خریدنا!

(سوال) چوری کا مال خریدنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جب چوری کا مال یقیناً معلوم ہے تو اس کا خریدنا ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بازار میں عموماً ملنے والی چیز کے نمونہ پر نرخ مقرر کرنا

(سوال) جو چیز بازار میں ہر وقت فروخت ہوتی ہیں، ان کے نمونہ پر معاملہ بیع کر کے معین وقت میں مشتری کو دینا جائز ہے یا نہیں بیع مطلق ہو یا سلم۔

(جواب) جو شے بازار میں ہر وقت فروخت ہوتی ہے مگر بائع کی ملک بالفعل نہیں اس کی بذریعہ نمونہ بیع مطلق کرنی درست نہیں بقوله عليه السلام ولا بيع (۲) فيما ليس عندك اور سلم کرنا بشرائط سلم اگر سب شرائط موجود ہوں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) مجرد حقوق کا عوض لینا جائز نہیں۔ اشباہ۔

(۲) جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس میں خرید وفروخت نہیں ہو سکتی ۱۲۔

باب: بیع میں کون سی چیز داخل ہوتی ہے اور کون سی نہیں

عام سڑک میں سے کچھ حصہ میں مکان یا مسجد بنانا

(سوال) سابق سے ایک شاہراہ عام تھا اس کے کچھ حصہ میں ایک شخص نے اپنے مکان کے آگے اس راستہ میں کچھ چبوترہ بنایا۔ اہل محلہ نے سرکار میں عرضی دی حاکم وقت نے موقع دیکھا اس شخص نے جھوٹا اظہار کیا کہ یہ چبوترہ پندرہ یا بیس برس کا بنا ہوا ہے تو یہ اس شخص نے جھوٹ بیان کیا کیونکہ ایک سال کا تھا نہ بیس سال کا مگر تب بھی حاکم نے حکم دیا کہ اس چبوترہ کا نصف حصہ دور کر دو پھر اس نے کاٹ کر بعد چند روز کے پھر سابق سے بھی زیادہ تیار کیا پھر وہاں پر کچھ تھوڑے سے حصہ میں ایک جانب کو ایک مسجد تیار کی۔ اور غالباً قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد چونکہ لائق تعظیم کے ہے تو شاید مسلمان اس پر عرضی حاکم کے یہاں نہ دیں تو میرا چبوترہ بھی بہانہ مسجد سے رہ جائے گا۔ اب بعد کو اس موقع پر کلکٹر آیا اس نے جو شخص عرضی دہندہ تھے ان سے کہا کہ راستہ تو اب بھی وسیع ہے تمہارا کیا حرج ہے۔ جاؤ چلے جاؤ۔ اب بعد دو سال کے اس شخص نے چبوترہ کا مکان بنوایا تو جو شخص بروقت تعمیر اس چبوترہ کے مانع ہوئے تھے ان سے دریافت کیا کہ اب تم لوگ اجازت دیتے ہو کہ میں مکان بنالوں ان مانعین نے اجازت دے دی اور رضامندی ظاہر کی اول میں یہ راستہ اتنا وسیع تھا کہ تین گاڑی برابر ایک دفعہ ہی نکل جاتی تھیں۔ اب بھی راستہ بخوبی ہے ڈیڑھ گاڑی کا ہے۔ اگر وہ دو گاڑی ایک وقت آجاویں تو ایک دفعہ نہ نکل سکیں گی بلکہ دس پانچ قدم پیچھے ہٹا کر جہاں راستہ وسیع ہے نکال لیں گے۔ اس راستہ کے مالک اول زمیندار تھے ایام بند و بست میں سرکار جبراً مالک ہوگئی تو حضور فتویٰ دیں کہ یہ مکان و مسجد جائز ہے یا نہیں اور وہ شخص غاصب ہے یا نہیں اگر اجازت زمینداران کافی ہے تو سب کی اجازت چاہئے یا بعض کی بھی کافی ہے کیونکہ زمینداران مشترک ہیں۔

(جواب) جب سب لوگ رضامند ہوگئے ہیں تو وہاں مسجد بنانا درست ہے(۱) اور مکان بھی بنانا درست ہے جھوٹ کا گناہ اس شخص پر ہے مگر مکان و مسجد میں کوئی خرابی نہیں ہے اور یہ شخص غاصب نہیں ہے مگر سب کی رضامندی درکار ہے چند کی رضامندی کافی نہیں ہے۔

---

(۱) ترجمہ فتاوی ابواللیث میں ہے کہ اگر راستہ میں وسعت ہو اور اہل محلہ نے مسجد بنالی اور اس سے راستہ میں کچھ نقصان نہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

سڑک کا ایک کونہ مکان میں داخل کرنا

(سوال) ایک کوچہ بند کے درمیان میں ایک شخص کا مکان ہے اور اس مکان کے سامنے ایک گوشہ پڑا ہوا ہے اگر وہ شخص اس گوشہ کو بلا اجازت سرکار اور بلا اجازت اہل محلہ اپنے مکان میں ملا لیوے تو عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر کسی کا حرج نہ ہو تو اس قطعہ کے شامل کرنے میں مضائقہ نہیں ہے اور گر حرج ہوتا ہو یا باوجود عدم حرج کے اگر مزاحمت کریں تو پھر شامل نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سڑک میں سے کچھ حصہ مکان کے لئے لینا

(سوال) شارع عام کس کی ملکیت ہے شرعاً اور کس کی اجازت سے کچھ حصہ اپنے مکان میں داخل کرنا یا اس میں مسجد بنوانا جائز ہے جو زمیندار یا اہل محلہ اس چبوترہ کی تعمیر کے وقت خاموش رہے ان کی اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں جو شخص کہ بروقت تعمیر مانع ہوا تھا اگر وہ قلب میں راضی ہو اور ظاہراً اجازت نہ دی ہو تو اس کی اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں رضا مند کرنا انہیں لوگوں کا ضرور ہے جو بروقت ابتداء تعمیر کے مزاحم تھے یا جواب بعد تمام ہونے کے اور چند سال کے بعد غیر رضا مندی ظاہر کریں تو انہوں کا رضا مند کرنا بھی ضروریات سے ہے یا نہیں کیونکہ پہلے سے اس نے اپنی نارضامندی کیوں نہ ظاہر کی اس قصبہ میں اکثر جگہ نار استہ ہے کہ جتنا اس موقع متنازع میں ہے اب حضور قول قدس تحریر فرماویں۔

(جواب) شارع عام کسی کی ملک نہیں ہوتا جو لوگ خاموش ہے وہ بھی رضامند ہی رہے ہوں گے صریح زبانی اجازت درکار نہیں ہے بلکہ اعتراض نہ کرنا اور سکوت کرنا کافی ہے مگر سب کی رضامندی درکار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات

شارع عام میں سے کچھ حصہ مکان کے لیے لینا

۱۔ شارع عام میں سے کچھ اپنے مکان میں شامل نہیں کر سکتے خاص کر جب کہ اور لوگ ناخوش ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ بعد خرید نے مکان کے جو روپیہ نکلا وہ بائع ہی کا ہے کیونکہ اس نے روپیہ نہیں بیچا صرف مکان بیچا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: سود کے مسائل کا بیان

منی آرڈر سے روپیہ بھیجنا

(سوال) مسئلہ ہمارے دیار میں علماء کے دو فرقہ ہیں ایک فرقہ کہتا ہے کہ روپیہ منی آرڈر بلا ملانے پیسہ کے حرام اور سود ہے البتہ اگر پیسہ مل جاوے گا تو مباح اور جائز ہے دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حلال مطلق اور جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ ہم سرکار کو مزدوری دیتے ہیں۔ آپ محاکمہ شرع شریف کی رو سے جو کچھ بیان فرویں۔

(جواب) روپیہ منی آرڈر میں بھیجنا درست نہیں ہے خواہ اس میں کچھ پیسہ دیئے جائیں یا نہ دیئے جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منی آرڈر میں روپیوں کے ساتھ پیسے بھیج دیں تو جائز ہوگا یا نہیں

(سوال) منی آرڈر میں کچھ روپے ہوں اور کچھ پیسے تو جواز کے لئے یہ حیلہ کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے۔ فقط

کفار سے سود لینا

(سوال) ان بلاد حربیہ میں نصاریٰ کو اپنا روپیہ دے دینا اور اس پر سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کفار سے بھی سود لینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منی آرڈر کا محصول ادا کرنا

(سوال) منی آرڈر کرنا اور محصول منی آرڈر کا دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نادرست ہے اور داخل ربوا ہے اور یہ جو محصول دیا جاتا ہے نادرست ہے۔

منی آرڈر کے جواز کے لئے حیلہ شرعی

(سوال) اس زمانہ میں جو منی آرڈر کے بھیجنے کا رواج ہو رہا ہے اس کے جواز کے لئے بھی کوئی حیلہ شرعی ہے یا نہیں کہ اس میں عام وخاص مبتلا ہو رہے ہیں۔

(جواب) حیلہ بندہ کو معلوم نہیں فقط۔

منی آرڈر کے بجائے رقم بھیجنے کا دوسرا طریقہ

(سوال) اگر منی آرڈر منع ہے تو پھر روپیہ کس طرح بھیجنا چاہئے؟

(جواب) روپیہ بھیجنے کی آسان ترکیب نوٹ کو رجسٹری یا بیمہ کرادینا ہے۔

منی آرڈر اور ہنڈوی کا فرق

(سوال) منی آرڈر اور ہنڈوی میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے اور منی آرڈر اور ہنڈوی کرنا اگر ناجائز ہے تو روپیہ کس طرح بھیجیں اور کتابوں کا محصول وی پی ایبل جو دیا جاتا ہے یہ بھی ایسا ہے یا فرق ہے اس کی تفصیل منظور ہے۔

(جواب) منی آرڈر اور ہنڈوی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے اور جو شخص کسی کے پاس روپیہ بھیجنا چاہئے بطور بیمہ کے یا نوٹ خرید کر بھیج سکتا ہے اور کتابیں جو منگائی جاتی ہیں اس میں حیلہ ہو سکتا ہے کہ اس شے کی اجرت محصول ویلیو پے ایبل کا خیال کیا جاوے اور منی آرڈر میں خیال حیلہ کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ عین شے نہیں پہنچتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہنڈوی کے عدم جواز کی وجہ

(سوال) ہنڈوی کی اجرت جائز ہے اور ضمان خواہ بوجہ خلط ہے یا شرط لغو؟

(جواب) ہنڈوی جو کرتے ہیں تو سب جانتے ہیں کہ ہنڈوی والا وہ روپیہ جو دیتا ہے روانہ نہیں کرتا بلکہ یہ روپیہ بطور قرض اس کو دیا جاتا ہے اور بقال اس کا حوالہ دوسرے اپنے حوالہ دار پر کرتا ہے پس اس صورت میں اجرت ہنڈوی کی کچھ معنی نہیں بجز ربوا کے کیونکہ سو روپیہ کی ہنڈوی کرنے والے نے ہنڈوی کرا کر تو سو روپیہ لیا ایک روپیہ ہنڈاوان جو دیا اور لیا وہ زاید تھا تو ایک سو ایک کی جگہ سو آیا یہ ربوا ہوا اور بقال کا خلط کرنا کیا مضر ہے جب وہ مستقرض ہو کر بعد قبض مالک ہو گیا اب جو چاہے کرے ضمان بقال سے قرض لینے سے ہوا نہ خلط سے اب شرط ضمان لغو ہوئی خواہ خلط کرے یا نہ کرے شرط ہو یا نہ ہو بہر حال ضمان ہو گیا اور عقد ربوا ہوا ہاں کوئی حیلہ کرے اور ربوا سے بری ہو جاوے تو دوسری بات ہے اس واسطے فقہا ہنڈوی کو حوالہ میں لکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بینک میں روپیہ رکھنے کا مسئلہ

(سوال) میرا ارادہ ہے کہ مبلغ چہار صدروپیہ محکمہ ڈاک خانہ میں رکھ کر سود حاصل کروں جس طرح قانون ڈاک خانہ ہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب دہلوی اور بہت سے علماء لاہور نے بھی فتویٰ اخذ ربو نصاریٰ سے دیا ہے چونکہ از کتب (۱) فقہ مثل محیط وقنیہ وغیرہ ظاہر میشود کہ اخذ ربویٰ از نصاریٰ واہل حرب جائز شدہ ونیز تعریف دار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور نصاریٰ حربی پس بموجب فقہ شریف بینوا توجروا۔

(جواب) بنک میں روپیہ داخل کرنا جیسا کہ بعض علماء دار کہتے ہیں درست نہیں ہے اور یہ عدم جواز عام ہے خواہ سود لے یا نہ لے دونوں صورتوں میں نادرست ہے اور صورت ثانیہ عبداللہ صاحب لاہوری وغیرہ علماء جم غفیر نے اگرچہ اس کو جائز رکھا ہے مگر واقع میں یہ بھی اعانۃ علی المعصیۃ ہونے کی وجہ سے نادرست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سود نہ لیتے ہوئے بنک میں روپیہ رکھنا

(سوال) بنک میں روپیہ جمع کرنا جب کہ سود نہ لیوے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے۔

بینک کے سود کا صحیح مصرف

(سوال) ایک شخص کو سرکار کے بینک گھر سے اس کے روپیوں کا سود آتا ہے آیا اگر یہ سرکار سے سود لے لیا کرے اور آپ نہ کھاوے محتاجوں کو دے دیا کرے یا کسی غریب تنگدست کے گھر میں کنواں لگوا دیوے تو یہ شخص سود خوروں میں گنا جاوے گا یا نہیں اور محتاجوں کو روپیہ سود کا یا کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں فقط۔

(جواب) سود لینا کسی حال میں جائز نہیں سود کا لینا ہر حال میں حرام ہے۔ چنانچہ قرآن شریف و حدیث میں اس کے قبائح مذکور ہیں سو بندہ کسی طرح اجازت نہیں دے سکتا مگر ایک حیلہ شرعی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لیتی ہے کہ ہماری شریعت میں اس کا لینا جائز نہیں گو قانون انگریزی سے وہ خلاف نہیں ہیں مگر شرع محمدیہ ﷺ میں ظلم ہے اور ناجائز ہے اور مستحق رد ہے سو یہ شخص یوں خیال کرے کہ جو غریب رعایا سے سرکار

(۱) چونکہ کتب فقہ مثل محیط وقنیہ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصاریٰ اور اہل حرب سے سود لینا جائز ہے۔

نے محصول خلاف شرع لیا ہے اس کو میں سرکار سے مسترد کراتا ہوں اور پھر اس کو وصول کر کے انہیں لوگوں پر تقسیم کر دے جن سے سرکار نے کچھ بلا اذن شرع لیا تھا ایسی نیت میں شاید حق تعالیٰ مواخذہ نہ فرماویں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں

(سوال) ہند بقول امام یا صاحبین کیا دارالحرب ہے اگر نہیں تو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی نے صراط مستقیم میں کس وجہ سے عصر ماضیہ میں اکثر کی نسبت ایسا لکھا ہے اور فتنہ سابقہ میں اکثر اکابر اعلاء کلمۃ اللہ کی طرف کیوں مائل تھے اگر مستامنین قرار دے کر ارتفاع امام کو علت کہا جاوے تو یہ بھی محل تامل ہے۔

(جواب) ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق حال بندہ کی خوب نہیں ہوئی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو پھر خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کل کی بنی ہوئی چیزیں کس عدد میں ہیں

(سوال) کل کی بنی ہوئی چیزیں جن میں باعتبار نمبر و کارخانہ وغیرہ کی صورت وصفت وقیمت میں کچھ فرق نہیں ہوتا عددی متقارب ہیں یا نہیں؟

(جواب) کل کی بنی ہوئی شئے عددی ہے کیونکہ حد متقارب یہ ہے کہ اس کے اعداد میں تفاوت یسیر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کوڑیاں اور پیسے جزء روپیہ ہیں یا نہیں

(سوال) گنڈے روپیہ کے جز نہیں پس ان میں تفاضل جائز ہے انہیں مگر آنے روپیہ کے اجزاء نہیں اور تفاضل ان میں ممتنع۔

(جواب) گنڈے خواہ فلوس کے ہوویں خواہ خرمہرہ کے جز روپیہ کے نہیں ہاں نسبت روپیہ کے سے ہوتے ہیں البتہ دو آنہ کی چاندی اور چار آنہ کی چاندی جو شکوک چاندی ہے وہ جز روپیہ اگر کہا جاوے تو بجا ہے پس اس کے بعد اس کے معلوم ہو کہ فلوس و خرمہرہ سب عددی ہیں۔ اگر اپنی مثل سے مبادلہ کیا جاوے مثلاً ایک فلوس عوض ایک فلس یا دو کے تو درست ہے کیونکہ اتحاد جنس ہے

مگر کیل و وزن نہیں تو تفاضل سب درست ہے مگر نسیہ حرام ہے اور فلوس نقدیہ اجزاء روپیہ کے ہونے سے فلوسیہ سے نہیں نکلتے اور مس سے اس کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ پس بہر حال تفاضل روا ہے مگر دست بدست ہونا چاہئے اور یہ مذہب شیخین کا ہے اور یہ قوی ہے ثمنیہ رائے امام محمد کی ہے اس فلوس میں بطور گندے اور بطور آنے کے ہر حال تفاضل سے بیع کرنا روا ہے۔ بشرطیکہ یدا بید ہو اس میں کچھ فرق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کافر کو سود دینا

(سوال) کافر سے قرض روپیہ لے کر اس کو سود دینا ایسی حالت ضرورت میں کہ جائیداد اپنی اگر فی الحال فروخت کرتا ہے تو ہزار کا مال پانچ سو روپیہ میں کم و بیش میں بکتا ہے۔ الغرض غبن فاحش ہوتا ہے جائز ہے یا مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام مثل سود لینے کے گناہ صغیرہ یا کبیرہ بعض لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ مسلمان سے روپیہ لے کر اس کو سود دینا تو گناہ ہے لیکن ہندو یا کافر کو سود دینا گناہ نہیں اس سبب سے کہ سود کا لینا اصل میں گناہ ہے باقی اوروں پر جو حدیث شریف میں وعید وارد ہوا ہے تو سبب اس کا یہ ہے کہ وہ وبال و باعث ایک مسلم کے ارتکاب گناہ سود خوری کی ہوئے جس صورت میں لینے والا مکلف با شرع نہیں ہے۔ پھر دلالت پر گناہ نہ ہوئے لہذا کافر کو سود دینا ممنوع نہیں مومن کو اس گناہ میں مبتلا کرنا البتہ گناہ ہے۔

(جواب) غبن فاحش سے بیع کرنا چاہئے مگر ربوا دینا نہیں چاہئے کیونکہ نقصان مال سہل ہے نقصان دین سے کیونکہ ربوا اس حال میں بھی کراہت اور حرام ہی ہے۔ ربوا دینا مسلمان اور کافر کو دونوں کو حرام ہے۔ بعموم النص اور یہ تقریر مسائل غلط ہے۔

اصلی علت سود

(سوال) جو مقدار بطور نمونہ عطر میں صرف ہوتی ہے معتبر نہیں اور چاندی میں اس قدر زیادتی ربوا ہے اور چاندی امتحان میں سوخت ہو جاتی ہے اور اتنی زیادتی جواہرات میں ربوا ہے۔

(جواب) ربوا کی علت جنس و قدر ہے اگر دونوں جمع ہو جاویں تو تفاضل و نساء دونوں حرام ہیں۔ پس دس روپیہ کا جو زیور خرید کیا جاوے اس میں مطلقاً زیادہ نہ ہووے اور جو امتحان میں مثلاً آگ میں کچھ کم ہو گیا وہ بیع سے خارج ہے اس کا اعتبار نہیں اور جو سونے کا زیور ہے اس سے زیادہ لینا درست ہے اگر دست بدست ہو۔ علیٰ ہذا دیگر اشیاء کا حال ہے۔ اور جواہرات کو اس ہی قسم کے

جواہرات سے بدلنے میں یہ رعایت رہے گی اور عطر کو لیتے ہیں اور عطر کو اور جواہرات کو عوض روپیہ کے خرید کرتے ہیں اس میں کچھ ضرورت مساوات کی نہیں نہ یداً بید کی فقط چاندی میں زرہ دو ذرہ کو اعتبار سے خارج کیا ہے تو ایسی مقدار باہم جنس بدلنے میں تو مفید ہے اور اس قدر سے زیادہ اگر ایک جانب ہووے اس کی رعایت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آٹے میں ملاوٹ ہو تو کیا کیا جائے

(سوال) بنیہ سے آٹا خرید کیا پکانے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں میل تھا اس کو جب واپس کیا گیا تو اس نے اور آٹا زائد اسی میں کاٹ دیا یہ لینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ ملاؤ اسی قدر تھا تو اس کا معاوضہ لینا درست ہے اور اگر یسیر فرق تھا تو اس کے عوض میں اس قدر تاوان لینا درست نہیں ہے۔ فقط

باب: بدھنی کا بیان

کوڑیوں اور پیسوں میں بدھنی جائز ہے یا نہیں

(سوال) کوڑیوں و مروج پیسہ ثمن میں داخل ہیں یا نہیں اور سلم ان میں جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) خرمہرہ اور فلوس نقود میں داخل نہیں عند الشیخین رحمہما اللہ اس کی سلم بھی درست ہے مگر امام محمد رحمہ اللہ فلوس کو نقد فرماتے ہیں اور سلم کو اس میں ناجائز کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ سلم حسب مذہب شیخین درست ہے مگر موجب تہمت اور عوام کے نزدیک سبب طعن کا تو احتیاط چاہئے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ۔

باب چیزوں سے الٹ پھیر کرنے کی بیع کا بیان

سونار کا نیارہ چاندی سونے کا کیسے خریدا جائے

(سوال) سونار وغیرہ کا نیارہ چاندی سونے کا ہوتا ہے تو کس طور سے بیع و شرا کرنی درست ہے۔

(جواب) یہ بیع سونے چاندی یعنی روپیہ اشرفی سے تولنا جائز ہے لیکن پیسے اگر قبت میں دیئے جاویں تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

روپیہ کو خوردہ سے بدلنا

(سوال) آج کل صراف لوگ روپیہ کے تبادلہ میں پیسے کمی سے دیتے ہیں روپیہ کا مبادلہ پیسوں اور خوردہ سے درست ہے یا نہیں بعض علماء مثل سود کے فتویٰ دیتے ہیں؟

(جواب) روپیہ کا مبادلہ اگر خوردہ(۱) سے ہوتو اس میں کمی زیادتی نادرست ہے اور اگر پیسوں سے مبادلہ ہوتو کمی زیادتی درست ہے یعنی روپیہ کے ۱۴ بھی درست ہیں اور ۱۷ بھی فقط۔

کلابتو کی خرید وفروخت

(سوال) کلابتو سنہرا جو بنتا ہے سوتولہ میں قریب باسٹھ ۶۲ روپے کے تو چاندی اور قریب سینتیس ۳۷ روپیہ کے ریشم اور قریب ایک تولہ کے سونا ہے اگر دس روپیہ کا ہم نے آٹھ روپیہ بھر کلابتو مذکور خریدا تو اس کمی وزن سے یہ کلابتو شرعاً خریدنا جائز ہے یا نہیں اس زیادتی قیمت کے ہونے اور ریشم سے تاویل ہو جائے گی یا نہیں اور بعض کلابتو میں بجائے ایک تولہ کے چھ ماشہ بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی درست ہوگا یا نہیں؟

(جواب) سونا اس کے اندر مستہلک ہو جاتا ہے اور وہ ریشم اس قدر قیمت کا نہیں ہے کہ روپیہ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ حرام تو نہیں مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الہدایہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظ

جانماز و دری وغیرہ اگر سرکار قیدیوں سے بنوائے تو اس کا استعمال کرنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر ملازمین قہراً بنوادیں اس کو خریدنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے بیع صرف زبان سے ایجاب وقبول کرنے سے ہو جاتی ہے اور بیع میں قبضہ شرط نہیں ہے صرف ایجاب وقبول کرنے سے ملک مشتری کی ہو جاتی ہے اور ہبہ بغیر قبضہ کے منعقد نہیں ہوتا ملک واہب اس شے پر باقی رہتی ہے۔ والسلام۔

---

(۱) یعنی روپیہ جنس کے چھوٹے جیسے اٹھنیاں چونیاں وغیرہ۔

کتاب الدعویٰ

دعویٰ کے مسائل

مہر کا دعویٰ سسر پر

(سوال) زید بعمر اکیس ۲۱ سال باپ کی حیات میں لاولد فوت ہوگیا اور وہ باپ سے علیحدہ رہتا تھا باپ نے کچھ جائیداد وغیرہ میں سے اس کو حصہ نہیں دیا۔ اب زید واثاث البیت چھوڑ کر مرا اس کی زوجہ کے پاس رہا اب زوجہ مذکورہ اپنے خسر سے مہر طلب کرتی ہے آیا از روئے شرع شریف کے اس کو خسر سے پہنچتا ہے یا دعویٰ اس کا باطل ہے۔ فقط

(جواب) چونکہ زید روبروا اپنے والد کے فوت ہوگیا ہے والد کے ترکہ میں سے زید کو کچھ نہیں مل سکتا بلکہ زید کے ترکہ میں سے بعد ادائے دین مہر زوجہ اور تجہیز و تکفین شرعی اور وصیت اگر کی ہو تو تین ربع اس کے والد کو ملتے ہیں اور ایک ربع اس کی زوجہ کو پس مہر زوجہ کا ترکہ زید پر ہے نہ اس کے باپ پر پس باپ زید سے طلب کرنا زوجہ کا مہر اپنا بالکل غلط اور دعویٰ باطل۔ البتہ اگر والد زید نے زید کے ترکہ میں سے کچھ لے لیا ہو اور ترکہ مقدار مہر سے کم ہو تو اس شے کو والد زید سے زوجہ زید واپس لے سکتی ہے اور نہ والد زید پر کچھ حق زوجہ زید کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کا سکوت اس کے قبول کرنے کی دلیل ہے یا نہیں

(سوال) ملازم نے اپنی تحریر بھیجی کہ میری تنخواہ پر اگر اس قدر ترقی کرو تو تمہارے پاس رہوں گا ورنہ نہیں اور سکوت آپ کا تسلیم کی جگہ جانا جاوے گا نہیں تو مجھے ابھی علیحدہ کر دو اس تحریر کی بعد وہ مالک ساکت ہوگیا اور یہ ملازم ترقی کے گمان میں رہا بلکہ اپنے احباب میں ترقی کی اطلاع دے دی اب علیحدگی کی نزاع ہوئی پس دعویٰ زید کا بموجب تحریر مسطور کے شرعاً صحیح یا غیر صحیح؟

(جواب) اس کا دعویٰ درست نہیں۔

کتاب: اجرت کے مسائل

کلام اللہ کے ختم کا ہدیہ

(سوال) اجرت پر ختم کلام اللہ شریف کرنا ایسے لوگوں سے جنہوں نے محض اپنی روزی اس کو ہی ٹھہرالیا ہے ناجائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قرآن کے پڑھانے کی اجرت کے جواز پر تو فتویٰ متاخرین کا ہے سو اس میں کیا تکرار ہے مگر ایصال ثواب کرنے کو پڑھ کر اجرت لینا حرام ہے کہ اجرت علی الطاعۃ ہے تعلیم کی اجرت تو ضرورۃً جائز کی گئی ہے ایصال ثواب میں نہ ضرورت ہے نہ کوئی حرج دنیا و دین کا متصور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن شریف کے ختم پر نذرانہ لینا

(سوال) زید کہتا ہے کہ قرآن پر اجرت لینا خوب ہے اور ثواب اس کے پڑھنے کا جو کہ اجرت لے کر پڑھا جاتا ہے مردہ کو پہنچتا ہے اور دلیل اس کی حدیث سے ثابت کرتا ہے اور مضمون حدیث یہ ہے کہ ایک جگہ پر اصحاب رسول ﷺ گئے تھے وہاں ایک شخص کو سانپ نے کاٹا تھا ان صاحبوں نے تیس بکری ٹھہرائیں اور اس پر الحمد شریف پڑھی اور حضرت ﷺ نے اپنا حصہ اس میں ٹھہرایا یہ بھی تو قرآن پر اجرت ہوئی اور کیا ہوا اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مزدوری خوب ہے بکر یہ کہتا ہے کہ اجرت پر قرآن پڑھنے کا ثواب مردہ کو نہیں پہنچتا ہے اصل کس طرح پر ہے اور یہ حدیث کس طور پر ہے اور قرآن اجرت پر پڑھنے والا گنہگار ہے یا نہیں اور پڑھوانے والا اور اجرت دینے والا گنہگار ہے یا نہیں؟

(جواب) قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کا فتویٰ متاخرین نے دیا ہے مگر قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانے کی اجرت کسی کے نزدیک حلال نہیں ہے اور سانپ کاٹے پر پڑھ کر پھونکنا علاج ہے نہ عبادت علاج کرنا مباح ہے نہ مستحب نہ واجب پس علاج مباح کے واسطے پڑھنے میں ثواب نہیں بلکہ توکل کر کے علاج کا ترک اولیٰ ہے پس اس پڑھنے پر جواز مباح ہے اور ترک اس کا اولیٰ ہے قیاس کرنا عبادت کے پڑھنے کو بڑے تعجب کی بات ہے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے پس زید کا قول غلط ہے وہ حدیث کا مضمون نہیں سمجھا کہ علاج کو عبادت کا مقیس علیہ

بناتا ہے۔فقط

قرآن شریف کے ختم کا ہدیہ لینا

(سوال) زید کہتا ہے کہ وہ جو اجرت پر قرآن پڑھ کر ثواب مردہ کو بخشتا ہے دو یا چار روپیہ لیتا ہے کون سی خطا کرتا ہے حدیث قرآن کے پڑھانے والے تو چالیس ۴۰ چالیس ۴۰، پچاس ۵۰ پچاس ۵۰ روپیہ لیتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتا یہ بھی تو اجرت قرآن پر ہوئی بکر خاموش ہے اس کا جواب جناب سے چاہتا ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں پڑھانے وتعلیم کی اجرت کو جائز لکھا ہے اور مردہ پر پڑھنے کی اجرت کو حرام لکھا ہے اور وجہ اس کی علماء و محدثین جانتے ہیں جہال کا کام مسئلہ کتب میں دیکھنے کا ہے نہ حجت پوچھنے کا حکم خدا تعالیٰ کا ماننا چاہئے نہ دلیل مانگنی اب وہی بتا دے کہ ظہر عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین کیوں فجر کی دو کیوں ہوئی سب نماز فرض ہی تو ہے۔ مغرب کا چار کرنا کیوں حرام ہے پس یہ ہی کہے گا کہ یوں ہی حکم ہے سو یہاں بھی یہی سمجھے کہ یونہی حکم ہے۔فقط

تعلیم دین کی اجرت

(سوال) قرآن اور حدیث پڑھا کر اجرت لینا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو کس وجہ سے یا یہ متاخرین کا فتویٰ ہے اگر ہے تو کس قدر لینے پر اور اس کے لینے پر اس قسم کی تاویلات کرنا کہ ہم معقول کی پڑھائی لیتے ہیں نہ کہ حدیث اور قرآن کی اور ہم مدرسہ میں جانے کی نوکری پاتے ہیں نہ پڑھانے کی اور امام شافعیؒ کے مذہب میں درست ہے آپ کے نزدیک قرآن وحدیث پر اور امامت پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے معاملات میں ایسی تاویل کرنا درست ہے یا نہیں اور سورۂ بقرہ میں جو اللہ تعالیٰ رکوع ۲۰ میں اور ۱۸ میں ارشاد فرماتا ہے اس کے مصداق کون لوگ ہیں۔

(جواب) اجرت لینا تعلیم علوم دین پر اصل حدیث سے نکلتا ہے اسی واسطے شافعیؒ کے نزدیک درست ہے حنفیہ قدماء منع کرتے تھے متاخرین نے امام شافعیؒ صاحب کا مذہب اختیار کیا اور فتویٰ جواز کا دیا بسبب اندیشہ تلف علم کے تاویلات کی حاجت نہیں ضرورت میں دوسرے مجتہد کا مذہب لینا جائز ہے آخر وہ بھی حدیث سے کہتا ہے سو قدیم مذہب حنفی تقویٰ ہے اور مذہب شافعیؒ پر عمل فتویٰ ہے اشترا بآیات اللہ جو حرام ہے یہ ہے کہ روپیہ کے واسطے آیت کے معنی بدل دیویں

جیسا یہود کرتے تھے یہ اب بھی حرام ہے باتفاق تمام امت کے۔فقط

وعظ کرنے کے لئے نذرانہ لینا

(سوال) واعظ کو وعظ کہنے پر لینا کیسا ہے یعنی بغیر لئے وعظ نہیں کہتا؟

(جواب) وعظ کی اجرت کو بھی بسبب ضرورت کے متاخرین نے جائز لکھا ہے۔

دلالی کی اجرت لینا!

(سوال) کسی سے کہا کہ اگر تیرا معاملہ کرادوں تو اپنی دلالی لوں گا یہ درست ہے یا نہیں اور بائع مشتری کو اس کی اطلاع دینی ضروری ہے یا ایک سے ٹھہرا لینا کافی ہے پھر اگر دونوں سے خفیۃً یا صراحۃً ٹھہرا کر لے لیوے تو کیسا ہے؟

(جواب) اجرت دلالی کی درست ہے مگر فریب و دھوکہ نہ ہو۔فقط

باغ کو سیراب کرنے کی اجرت

(سوال) باغ سے پانی سینچنا مکان اپنے پاس سے خس پوش کرنا کسی کو پانی بقدر ضرورت معلوم دیا کرنا ایک جماعت کو شکم سیر کھانا معین قسم کا کھلایا کرنا کسی مکان کی روشنی یا صفائی کا اجارہ لینا جائز ہے یا نہیں اس وجہ سے کہ یہ سب اموال اگرچہ غیر معین ہیں مگر وسائل و ذرائع و آلات میں نہ معقود علیہ ہے بلکہ معقود علیہ اثر ہے۔واللہ اعلم۔

(جواب) پہلے مسئلہ میں اگر یہ صورت ہے کہ زید کو نوکر اجیر خاص بنایا کہ تالاب چاہ سے پانی باغ میں دیا کرے تو درست ہے کہ زید کے سب منافع ملک مستاجرہ کی ہوئی اب جو کام کرتا ہے وہ ملک مستاجر ہووے گا استاجر لیصید له او یحتطب فان وقت لذالک وقتا جاز ذلک الخ در مختار (۱) اور جو یہ صورت ہے کہ زید کا شرب یا نہر مملوک کو اجارہ لیا کہ باغ کو پانی دیا جاوے تو یہ اجارہ فاسد ہے لم یصح اجارة الشرب بوقوع الاجارة علی استهلاک العین الخ رد المحتار (۲) دیگر جو نہر کی ارض کو بھی اجارہ لیوے تو فتویٰ جواز پر

---

(۱) اگر کسی نے اس بات پر کسی کو مزدور ٹھہرایا کہ اس کے لئے شکار کر کے لائے یا لکڑی چن کر لائے گا اور اگر اس کے لئے کوئی وقت مقرر کیا تو جائز ہے۔

(۲) پینے کو اجرت پر ٹھہرانا صحیح نہیں ہو سکتا جب کہ یہ اجرت چشمہ کے ختم کرنے پر واقع ہوئی ہے۔

ہے جاز اجارۃ القناۃ والنھر مع الماء بہ یفتی لعموم البلوی درمختار (۱) دوسرے مسئلہ میں مکان خس پوش ہوتا ہے معقود ہے پس اگر شرط خس کی اجیر پر ہووے جائز ہے کہ آلات وغیرہ عمل میں داخل ہیں بشرطیکہ تحدید ہو جاوے جیسا مسئلہ صاع میں ہے پانچویں چھٹے مسئلہ کا بھی یہی حال ہے بشرط تعین کی تیسرے مسئلہ میں اگر تعین آب واجرت ہوگی تو درست ہے مگر چوتھے مسئلہ شکم سیر کھلانے میں درست نہیں کیونکہ معقود علیہ سیری نہیں سیری قول اجیر سے نہیں ہوتی بلکہ کھانے سے ہوتی ہے یہاں معقود علیہ طعام ہے وہ اجارہ ہلاک کا ہے اور نرخ منع کا حیلہ کیا جاوے تو منع مجہول ہے کہ اشتہار ہر ایک کی مختلف ہوتی ہے۔ بہر حال یہ صورت فاسد غیر مشروع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سواری کو کرایہ پر دینا

(سوال) زید نے بکر سے ایک جہاز جس پر مال بھرا تھا خرید اپھر اس جہاز کے مالک سے بائع ہو یا اور کوئی جہاز کرایہ یا باعارہ لے لیا اب ضروری نہیں ہے کہ مال اتار کر پھر اس پر لادا جاوے بلکہ وہی عقد اجارہ جہاز قبضہ متصور ہوگا یا نہیں۔

(جواب) ہوگیا کیونکہ تخلیہ مبیع کا مشتری کی طرف ہوگیا کذافی در المختار ثم التسلیم یکون بالتخلیۃ علی وجہ من القبض بلا مانع ولا حائل انتھی (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

درخت کو کرایہ پر دینا

(سوال) درخت کا اجارہ جائز ہے یا نہ اس لئے کہ نصوص شبہ اجارہ عموم واطلاق پر شاہد ہیں پر باوجود عرف عام وحاجت ورسد بلوی واعراض اجارہ تخصیص واتباع کی کیا حاجت؟

(جواب) درخت کا درست نہیں کیونکہ اجارہ منافع کا ہوتا ہے اعیان وزوائد کی بیع ہوتی ہے پس درخت کو اگر کوئی اجارہ لے دے گا تو غرض اس کے ثمر کی تحصیل ہے سو وہ زوائد میں ہیں نہ منافع میں تو وہ فی الحقیقت بیع ہوئی اور بیع معدوم ناجائز ہے اور ارض زراعت کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ارض کے منافع مقصود ہیں زراعت تخم سے نکلتی ہے۔ پس زراعت زوائد نہ ہوئی۔ بلکہ تخم ملک مستاجر کا نما ہے زمین کے منافع اجارہ لئے گئے ہیں۔ اور بس پس صاف ظاہر ہوا کہ اجارہ

---

(۱) آب پاشی کی نالی اور نہر کو اجرت پر لینا پانی کے ساتھ جائز ہے اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے بعجہ عموم بلوی کے۔
(۲) پھر تسلیم کرنا تخلیہ سے اس طرح پر ہوتا ہے کہ بغیر کسی مانع وحائل کے قبضہ ممکن ہے۔

اشجار اجارہ نہیں بلکہ بیع بلفظ اجارہ ہے اور بیع باطل ہوتی ہے بسبب معدوم ہونے بیع کے بس دلائل ونصوص شبہ اجارہ اپنے عموم پر ہیں تخصیص کی ضرورت نہیں اور بلوی خلاف نصوص قابل اعتبار نہیں فقط

غیر مسلم کے پاس ملازمت

(سوال) عام کفار کے یہاں کی عام نوکری جائز ہے یا نہیں۔ نصاریٰ کے یہاں کی وہ نوکری کرنا کہ جس کی تنخواہ چنگی سے ملتی ہو۔ جیسے طبیب وغیرہ تو یہ نوکری جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کفار کی نوکری جس میں خلاف شرع نہ ہو درست ہے اور باقی ناجائز ہے اور چنگی سے تنخواہ لینی طبیب کو درست ہے۔ فقط

سود کھانے والے کے پاس ملازمت

(سوال) بیاج ورشوت خور کی نوکری کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جس کے گھر کا مال حرام ہو اس کے یہاں نوکری دعوت وغیرہ سب حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہن شدہ چیز کا کرایہ لینا

(سوال) اس مکان کو کرایہ پر لینا جو کسی کے پاس گروی ہو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مرتہن سے مکان کرایہ پر لینا بشرط رضامندی راہن کے درست ہے اور مستاجر کو اس میں رہنا جائز ہے مگر اجرت اس کی ملک راہن کی ہے نہ مرتہن کی اگر مرتہن اس کو اپنے تصرف میں لاوے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ مستاجر پر کچھ گناہ نہیں البتہ اگر دین میں محسوب کر لیوے تو درست ہے۔ فقط

مکان کو رہن رکھ کر مالک کی اجازت سے کرایہ پر لینا

(سوال) مکان کو گروی رکھنا اور اس کا کرایہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مکان کا گروی رکھنا اور اس کو بشرط رضامندی مالک کے کرایہ پر لینا جائز ہے اور کرایہ اس کا ملک مالک کی ہے نہ مرتہن کی۔ فقط

مکان کو ناجائز کاموں کے لئے کرایہ پر دینا

(سوال) مکان وغیرہ ایسے لوگوں کو کرایہ پر دینا کہ جو شراب ودیگر محرمات اس میں فروخت کرتے ہوں یا خود افعال خلاف شرع ممنوعات اس میں کریں یا کفار کہ وہ اس میں بت پرستی کریں منع اور داخل اعانت علی المعصیت ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ایسی کو کرایہ پر دینا مکان کا درست نہیں حسب قول صاحبین کے اور امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ مکان کرایہ پر دینا گناہ نہیں گناہ بفعل اختیاری مستاجر کے ہے مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ نہ دیوے کہ اعانت گناہ کی ہے۔ **لا تعاونوا علی الاثم والعدوان** . (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ناجائز اشیاء بیچنے والوں کو مکان دکان کرایہ پر دینا

(سوال) نشہ فروش کو واسطے فروخت مسکرات کے مکان یا دوکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں اور اس میں حنفیہ کا مذہب اصح کیا ہے؟

(جواب) اصح اور فتویٰ اس پر ہے کہ نہ دیوے۔ فقط

زمین کو کرایہ پر دینا

(سوال) زمین کرایہ پر دینا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) زمین کو کرایہ پر دینا درست ہے خواہ نقد سے دیا جاوے خواہ غلہ سے مگر غلہ اس زمین کا نہ ٹھہرانا چاہئے بلکہ مطلق ہونا چاہئے جس جگہ کا چاہے ہو۔ فقط

کھیت کی عملداری کرنا

(سوال) اگر عملداری زمیندار نے کھیت کی کر دی بعدہ جب کہ اناج تیار ہوا تو اتنا ہوا کہ جتنی زمیندار نے عملداری کی تھی اور اس نے وہ اناج اپنے حصہ کا لے لیا اور جو حصہ کاشتکار کا تھا اس کو کچھ بھی نہ بچا کیونکہ کاشتکار کی رضامندی سے عملداری ہوئی تو یہ اناج زمیندار کو لینا جائز ہے یا نہیں یا کاشتکار کو کس قدر دینے سے جواز ہوگا اور اگر اتنا اناج پیدا ہو کہ نہ حصہ زمیندار کے موافق ہے یعنی بعد ہونے عملداری کے در رضامندی فریقین کے اناج جو وزن کیا تو دونوں فریق کے

---

(۱) مدد نہ کرو گناہ اور ظلم پر ۱۲۔

حصہ سے کم ہے جب کہ ایک کا حصہ بھی پورا نہ ہوا تو اس اناج کا کیا کیا جاوے کہ جو عند الشرع جائز ہو۔

(جواب) عملداری کے معنی کیا ہیں اگر اجارہ کے ہیں تو یہ اجارہ درست ہے اور جس قدر پر ہو گیا ہے اس قدر زمیندار لے سکتا ہے کاشتکار کو کچھ بچے یا نہ بچے اور اجارہ کی زمین میں کچھ بھی پیدا نہ ہوا تب بھی کاشتکار کے ذمہ اس کا پورا کرنا ضروری ہے جہاں سے چاہے پورا کرے اگر مطلقاً کچھ پیدا نہ ہو تب بھی کاشتکار اپنے پاس سے وہ اجارہ پورا کرے گا ہاں اگر زمین بٹائی پر دی گئی ہے تب حسب حصہ اس کی پیداوار سے لے سکتا ہے نہ زیادہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرائض پورے ادا نہ کر کے تنخواہ لینا

(سوال) عالم اگر نماز میں سستی کرتا ہو اور ترک جماعت بھی کرتا ہو اور کام متعلقہ خواندگی مدرسہ کا تین بجے شام سے لے کر اور چار بجے مدرسہ بند کر دے اور سات آٹھ بجے صبح سے کام شروع کرے اور دس بجے مدرسہ بند کر دے اور مہتمم مدرسہ و نیز طلبہ بھی شاکی ہوں کہ خواندگی نہیں ہوتی تو ایسے عالم کو باعمل کہا جاوے یا بے عمل؟

(جواب) خلاف قاعدہ مقررہ ایسا کرنا خیانت ہے اور اجرت میں کراہت ہووے گی بلکہ دفعات مقررہ مدرسہ کے موافق کرنا واجب ہے۔ فقط

اجرت میں فاسد شرط نہ کرنی چاہئے

(سوال) یہ شرط اگر چند روز پہلے نوکری کے اطلاع نہ دو گے تو اس قدر جرمانہ دینا ہوگا۔ متمات عقد سے ہے اور لازم؟

(جواب) اجارہ شرط فاسد سے فاسد ہو جاتا ہے اور یہ شرط خلاف مقتضائے عقد کی ہے لہذا عقد کو فاسد کر دیوے گی اور اس کا ذکر نہ کرنا چاہئے:۔ تفسد الاجارۃ بالشروط المخالفۃ لمقتضیٰ العقد درمختار اور یہ شرط ظاہر ہے(۱) کہ اجیر کو مضر اور مستاجر کو نافع ہے اور عقد کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اجارہ فاسد ہو جاتا ہے ان شروط سے جو مقتضی عقد کے خلاف ہوں۔

کسی کو مال دے کر مقررہ قیمت سے کم وزیادہ لینے کی اجازت دینا

(سوال) زید نے بکر کو کچھ مال دیا کہ بیچے اور قیمت قرار دادہ سے جو کم وبیش ہو وہ بکر کا ہے اور بکر ہلاک واستہلاک میں ضامن ہے اور زید و بکر دونوں کو اختیار ہے کہ جب چاہیں مال واپس کر دیں؟

(جواب) یہ صورت اجارہ فاسدہ کی ہے بکر اجیر ہے اور قیمت مقررہ سے جو زیادہ فروخت کر کے اس کی اجرت ہووے گی۔ وہ زیادہ مجہول ہے اور سب کتب میں مذکور ہے کہ اجارہ اجرت مجہول کا فاسد ہے اجیر امین ہے امانت میں شرط ضمان، باطل کذا قالوا پس اگر بکر نے وہ شے فروخت کر دی سب ثمن رند لیوے اور اجرت مثل بکر کو دیوے اور ہلاک کی صورت میں ضمان باطل ہے۔ استہلاک میں البتہ بسبب تعدی کے ضمان ہووے گا۔ واللہ اعلم۔

ملازمین کا ایام رخصت کی تنخواہ بلا مالک کی اجازت کے لینا

(سوال) ایک نوکر اپنے گھر بضرورت دس بارہ روز کی رخصت پر آیا تھا نہ اس کا ارادہ نوکری چھوڑنے کا تھا آقا نے حساب کر کے بیباق کیا جس سے علیحدگی سمجھی جاتی اور وہ شخص گھر آتے ہی بیمار ہو گیا اور قریب ایک ماہ کے بیمار رہا اور ایسی صورت میں اتنی رعایتی رخصت مل جانے کا قاعدہ بھی نہ تھا۔ پس صورت مرقومہ بالا میں بلا کیے کام ایام مرض کے نوکری لے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس دن وہاں سے آیا ہے اس دن سے تنخواہ بلا رضامندی آقا نہیں لے سکتا۔

ملفوظ

قرآن شریف پڑھانے کی اجرت ختم قرآن میں شیرینی مسجد کے مال سے دینا

قرآن شریف پڑھانے کی اجرت لینی درست ہے مگر رمضان شریف میں جو قرآن شریف تراویح و نوافل میں سنایا جاتا ہے اس کی اجرت لینی دینی دونوں حرام ہیں اور آمدنی مسجد سے یہ خرچ اور بھی زیادہ برا ہے بلکہ متولی پر اس کا ضمان آوے گا یعنی جس قدر اس کام میں مال مسجد سے صرف کر دیا ہے اس کے ذمہ ہے کہ پھر اپنے پاس سے وہ روپیہ مسجد میں دے۔ ایسے ہی ختم قرآن کے ذمہ ہے کہ پھر اپنے پاس سے وہ

روپیہ مسجد میں دے۔ ایسے ہی ختم قرآن میں شیرینی وغیرہ اپنے پاس سے دے تو درست ہے اگر اس کو ضروری نہ خیال کریں مگر مال مسجد سے یہ اخراجات ہرگز روا نہیں ہیں فقط۔

باب: فیصلہ اور حکم کرنے کے مسائل

حَکم کے حُکم سے کب پھر سکتے ہیں

(سوال) جب کسی شخص کو کسی معاملہ میں پنچ اور حَکم کر دیا ہو بعد اس کی تجویز کے اور پنچایت کے پھر جانے کا اختیار کسی کو شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) حُکم حَکم سے پہلے پھر جانا ایک جانب کا یا دونوں کا درست ہے مگر بعد حکم کرنے کے نہیں پھر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الرہن

رہن کے مسائل!

رہن شدہ چیز سے فائدہ اٹھانا

(سوال) جولوگ زمین رہن رکھتے ہیں اوراس کا نفع کھاتے ہیں شرعاً جائز ہے یانہیں؟

(جواب) جوشخص اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ اس کا نفع خود حاصل کریں اور قرض میں وضع نہ کریں وہ ربواخور کے حکم میں ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

رہن شدہ چیز سے نفع اٹھانا

(سوال) مکان گروی رکھنا اور خود اس گھر میں رہنا جائز ہے یانہیں؟

(جواب) مرہون مکان کو اپنے تصرف میں لانا اور اس میں رہنا درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکان رہن رکھ کر اس میں رہنا

(سوال) ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ مکان گروی رکھ کر خود رہنا جائز ہے کیونکہ مشارق الانوار(۱) میں ایک حدیث آئی ہے کہ گھوڑا یا گائے وبکری وبیل وغیرہ کا گروی رکھنا اوران جانوروں کو دانہ گھاس کھلا کر گھوڑے بیل کی سواری کرنا اور گائے بکری کا دودھ پینا جائز ہے پس اس طرح پر اگر مکان گروی رکھا اور خود اس کی مرمت ٹوٹی پھوٹی کی کرتا رہا یا پھر صرف لسائی پوتائی کرتا رہا تو اس کو رہنا جائز ہے اگرچہ اس کی مرمت میں تھوڑا ہی صرف ہو بندہ کی عرض ہے کہ یہ حدیث شریف آئی ہے یانہیں اور کہنا ان صاحب کا صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) ان صاحب کا قول غلط ہے اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر راہن خود اپنے تصرف میں لاوے تو بشرط رضامندی مرتہن درست ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس وقت راہن نے رہن رکھا۔ اس وقت ان کے خیال میں بجز رہن کرنے کے اور کچھ نہ تھا بالکل کسی قسم کے تصرف کے شرط وغیرہ سے رہن معرا تھی پھر بعد تمام ہونے رہن کے اگر مرتہن باجازت راہن اس کو کام میں

---

(۱) رہن رکھنے والا اپنے خرچہ سے سواری کرے اور دودھ پئے جب کہ وہ جانور رہن ہو اور اس کا خرچ اس پر ہوگا جو سواری کرے اور پئے۔

لاوے تو جائز ہے اور یہاں جو رہن ہوتی ہیں ان کا قیاس اس رہن پر جو حدیث شریف میں مذکور ہے درست نہیں کیونکہ یہاں انتفاع مرتہن معروف ہے اور اس معروف کالمشروط ہوتا ہے اور انتفاع مرتہن کو شئے مرہون سے حرام اور داخل ربو ہے کیونکہ یہ منفعت خالی عن العوض اور قرض جو نفع سے ہے۔ واللہ اعلم۔

مسکونہ مکان کو رہن دخلی لینے کا مطلب

(سوال) مکان مسکونہ کو رہن دخلی لینا اور اس میں سکونت اختیار کرنا بلا کرایہ جائز ہے یا حکم سود میں ہے یا مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے اور گناہ اس کا کبیرہ ہے یا صغیرہ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ مکان کو دخلی رہن لینا جائز ہے سود نہیں اس سبب سے کہ رہن کے بعد مرہونہ پر قبضہ کرنا جائز ہے اور سکونت وقیام کے معاوضہ میں مرمت مرتہن کرتا ہے اگرچہ مکان لیاقت پانچ روپیہ ماہوار کرایہ کی رکھتا ہے اور مرمت میں چار آنہ ماہوار خرچ ہوتا ہے تاہم جائز ہے بدیں وجہ کہ راہن نے فقط مرمت پر قناعت کی اسی کو کرایہ تصور کیا۔ فقط

(جواب) انتفاع رہن سے حرام مثل ربوا کے ہے کسی فقیہ نے یہ نہیں لکھا کہ سکونت حلال ہے بلکہ قبض کہا ہے قبض کو سکونت لازم نہیں اور یہ سب صورت ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم

چیز رہن رکھتے وقت رہن رکھانے والے کو ادائے خراج کا ذمہ دار بنانا

(سوال) راہن جب زمین رہن کرتا ہے تو حاکم وقت خراج مرتہن سے لیتا ہے اگر مرتہن خراج دینے میں کچھ عذر کرے تو مرتہن کا مال نیلام کر کے خراج وصول کیا جاتا ہے اگر مال نہ ہو تو زمین چھین لی جاتی ہے راہن سے کچھ مواخذہ نہیں ہوتا اور اگر زمین لیتے وقت راہن سے یہ کہا جاوے کہ اس کا خراج تمہارے ذمہ رہے گا تو وہ ہرگز ذمہ دار نہیں ہوتا بلکہ یہ شرط قرار پاتی ہے کہ نفع نقصان بذمہ مرتہن ہیں اور درمختار اور طحطاوی میں لکھا ہے کہ راہن کی اجازت سے مرتہن کو نفع جائز ہے اس قول پر فتویٰ ہے اور نفع نہ لینا اجازت سے بھی تقویٰ ہے۔ اور یہ قول تقویٰ بعض کا قول لکھا ہے اور زمین جب رہن لی جاوے ویران ہوتی ہے جب اس میں مشقت کی جاتی ہے جب اس میں پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ نقصان بھی رہتا ہے۔ اس لئے نفع جائز ہے یا نہیں اور قول کتاب کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) رہن کا انتفاع مرتہن کو جائز نہیں اگرچہ اس کا خراج بھی دیتا ہے اور طحطاوی میں جو لکھا

ہے مسئلہ وہ نہیں ہے جو مسئول عنہا ہے بلکہ وہ ہے کہ جس وقت رہن رکھا ہے اس وقت راہن اور مرتہن کی نیت انتفاع کی نہ تھی پھر بعد کو اجازت دی گئی اور اگر وقت رہن کے ارادہ انتفاع کا ہو یا شرط کرلی ہو یا عرف اس طرح ہو تو حرام ہے المعروف کالمشروط(۱) رہن بشرط انتفاع باالاتفاق حرام ہے اس میں کسی کو خلاف نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

مکان رہن لے کر رہنا یا کرایہ سے دینا

(سوال) مکان رہن لے کر اس میں رہنا یا کرایہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مکان رہن میں رہنا حرام ہے۔ فقط

کتاب: بخشش کے مسائل

ملفوظ

(۱) تملیک اور ہبہ میں بہت بڑا فرق ہے اور جو ہبہ کہ لفظ تملیک سے کیا جاوے اس کا حکم مثل ہبہ کے ہے۔

(۲) راہ کے معنی ہیں کہ جس وقت اس پر عمل کرے اس کو حق اور صحیح جانے غلط جان کر اور ناحق اعتقاد کر کے اس پر عمل نہیں کر سکتا پھر یہ کہ مقلد کے مذہب غیر پر عمل کرنے میں روایتیں مختلف ہیں اور ہر دو۲ کی تصحیح کی گئی ہے۔

(۳) جس سے غلبہ ظن حاصل ہے وہ معتبر ہے پس اگرچہ اخبار اور خطوط کا اعتبار نہیں ہے مگر بوجہ کثرت وتواتر خطوط ورجسٹری ہا کے اگر غلبہ ظن حاصل ہو جائے تو اس پر عمل جائز ہونا چاہئے۔ چنانچہ خبر فاسق پر بعد تحریر کے عمل درست ہے۔ کیونکہ بعد تحریر کے عمل مضاف بجانب تحری ہوگا۔ نہ فاسق کی طرف البتہ اگر کثرت سے خطوط ورجسٹری ہا میں بھی یہ احتمال ہو کہ کسی شخص دیگر غیر مکتوب منہ کی ہے اس کی کارروائی ہو سکتی ہے تو اس پر عمل درست نہیں اور یہی وجہ ہے کہ خط پر عمل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کا نوشتہ مکتوب الیہ کو ہونا یقین نہیں ہے۔ بلکہ احتمال تزویر اور گمان غلط بھی ہے۔

باب: قرض کے مسائل

اس شرط پر روپیہ قرض لینا کہ منافع فی روپیہ دے گا

(سوال) کسی کا روپیہ اس شرط پر لینا کہ اس روپیہ کا خرید کردہ مال فروخت ہو گیا تو فی روپیہ ایک آنہ یا دو آنہ نفع دیں گے درست ہے یا نہیں اگر نہیں درست ہے تو جواز کی صورت ہے یا نہیں؟

(جواب) اس طرح قرض لینا اور یہ نفع دینا حرام ہے۔ فقط

کوشش کے باجود قرضہ ادا نہ کر سکنا

(سوال) اگر قرض باوجود قصد وفکر وکوشش کے بوجہ افلاس ادا نہ ہو سکے اور انتقال کر جاوے تو اس پر حق العباد رہے گا یا بوجہ مجبوری ماخوذ نہ ہوگا؟

(جواب) ایسی حالت میں اس کے ورثہ کو چاہئے کہ دین اس کا دیویں کہ وہ وارث مالک ہو گئے اور جو دینے کی طاقت نہ ہوئی اور عزم دینے کا رکھتا ہے تو خدا تعالیٰ چاہے معاف کرا دیوے یا اعمال اس کے دلا دیوے گا۔ اس کی مشیت میں ہے خالص نیت والے کے واسطے معافی کا حکم حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

ادھار ایک قسم کی جنس لے کر دوسری جنس دینا

(سوال) جوار یا جو یا دیگر کم قیمت والا اس اقرار پر ادہار دینا کہ جب فصل ربیع چل پڑے گی جس قدر جوار یا جو تم نے مجھ سے ادھار لئے ہیں اس قدر وزن میں گندم تم سے لے لوں گا۔ چنانچہ ادھار لینے والا اس شرط کو منظور کر لیتا ہے یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) کوئی غلہ ادھار پر دینا کہ اس کے عوض اور جنس کا غلہ فصل پر لیا جاوے درست نہیں فقط

ایک جنس قرض لے کر دوسری جنس فصل پر ادا کرنے کا وعدہ

(سوال) پیاز اور آلو خوردنی بطور قرض دے دینا کہ بروقت آنے فصل کے ایک من پیاز کے ایک من دھان دے دوں گا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) یہ درست نہیں۔

ایک قسم کی جنس کے بدلے دوسری قسم کی جنس کے وعدہ پر ادھار لینا

(سوال) ایک شخص ایک من گندم یا باجرا بطور قرض لے گیا اور یہ وعدہ کر گیا کہ بعد دو مہینے کے ایک من گیہوں یا باجرا دوں گا ایسا معاملہ درست ہے یا نہیں؟
(جواب) جو شخص کوئی جنس قرض میں دیوے اور اسی جنس کا ادا کرنا بعد ایک ماہ کے مقرر کر دے تو درست ہے اگرچہ مدت مقرر نہیں ہوئی اس سے پہلے بھی لے سکتا ہے۔ فقط

باب: جوئے کا بیان

اپنی حقیقت کو مقدمہ لڑنے پر فروخت کرنا!

(سوال) زید نے عمرو سے کہا کہ اپنی حقیقت جو فلاں شخص کے قبضہ اور تصرف میں ہے اور غیر منقسمہ ہے اس شرط پر میرے ہاتھ بیع کر دے کہ اگر میں اس حقیقت کو شخص قابض سے مقدمہ لڑا کر اپنے قبضہ میں لے آؤں تو اس میں ہم تم دونوں آدھوں آدھ کے شریک ہیں اور جو مقدمہ نہ پاؤں تو روپیہ میرا گیا تجھ سے تعلق نہیں بایں وجہ اس شخص نے اپنا حق اس کے ہاتھ فروخت کر دیا اور بیع نامہ لکھ دیا سو ایسا معاملہ کرنا جائز ہے۔ یا نہیں؟

(جواب) یہ معاملہ شرعاً درست نہیں کہ قمار کی قسم ہے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ھ الجواب صحیح محمد عبداللطیف عفی عنہ۔

لاٹری ڈالنا

(سوال) چھٹی ڈالنا کسی چیز کی بیع و شراء کے واسطے جائز ہے یا ناجائز چھٹی ڈالنا اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں مثلاً ایک شخص کو تلوار یا اسپ وغیرہ کوئی چیز بیع کرنا منظور ہے تو اس نے چند آدمیوں سے دس ۱۰ یا بیس ۲۰ سے مثلاً ایک روپیہ وصول کر لیا بطور قیمت بیع کے اور پھر ان خریداروں کی جنھوں نے ایک ایک روپیہ دیا ہے نام تحریر ایک ایک روپیہ دیا ہے نام تحریر ایک ایک پرچہ پر علیحدہ کریں پھر بطور قرعہ جس کے نام کی چھٹی برآمد ہوئی اسی کو وہ شے بلیعہ ملے گی باقی سب کا ایک ایک روپیہ ضائع ہو گیا ایک شخص ہی ایک روپیہ میں مالک شے بلیعہ کا ہو گیا۔

(جواب) صورت چھٹی پھینکنے کی جو سوال میں درج ہے بالکل قمار و ناجائز ہے۔

باب: رشوت کا بیان

حوالدار کا گاؤں سے دودھ یا گنے لانا

(سوال) حوالدار جو اپنے گاؤں سے گنے وغیرہ یا عید کو دودھ وغیرہ لاتے ہیں اور وہ اس ترکیب سے وصول کرتے ہیں کہ ہر کاشتکار کے گھر سے بخوشی اس کے دودھ تھوڑا تھوڑا یا ہر ایک کھیت میں سے پانچ پانچ گنے وصول کرتے ہیں کاشتکار کو ناگوار ہوتا ہے بوجہ اس کی ملازمت کے اور اگر زمیندار جو اس کا آتا ہے وہ بھی آ کر اشیاء مذکورہ حوالدار کو لاتے ہوئے دیکھ لے تو وہ زمیندار بھی منع نہیں کرتا ہے نہ صراحت اجازت ہے تو ایسے مال کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ مال حرام ہے اس کا کھانا بھی حرام رشوت ہے۔ فقط

مقررہ تنخواہ کے علاوہ ملازمین سرکار کا زاید لینا

(سوال) حوالدار کی نسبت تحریر ہے کہ دودھ گنے رس وغیرہ رشوت ہیں جب کہ مالک زمین کہ جس کا یہ نوکر ہے وہ بھی منع نہیں کرتا تو کیوں ناجائز ہے اور بعض حقوق متعین شدہ ہیں وہ بھی ناجائز ہیں یا نہیں یا زمینداری کا مسئلہ یہ ہے کہ سوائے آمدنی اناج یا ٹھیکہ زمین کے مالک زمین یعنی زمیندار کو بھی اور کچھ وصول کرنا برضامندی بھی جائز نہیں اور اگر اس کو جائز ہے تو حوالدار کو جو ملازم ہے اس کا اور اس کے سامنے ہی وہ کاشتکاروں سے برضامندی لیتا ہے یا شاید وہ دل میں ناراض ہوتے ہوں تو کیوں ناجائز ہوتا ہے بلکہ بعض زمیندار کاشتکار کے ساتھ یہ احسان کرتے ہیں کہ اس کے مویشی چرانے کو جنگل بامحصول دیتے ہیں اس کے عوض میں بھی جائز ہے یا نہیں مگر زمیندار سب نہیں دیتے ہیں اور آمدنی حسب مذکورہ بالا سب کرتے ہیں۔ فقط

(جواب) جس حق کی مالک زمین کی طرف سے اجازت ہے اور داخل تنخواہ سمجھی جاتی ہے وہ درست اور آپ نے مسئلہ تھانیدار حوالدار ملازمان سرکاری کا پوچھا تھا تو سرکار کی طرف سے اگر کسی شئے کی اجازت ہے وہ درست ہے اگر دینے والا جو شے دے یا پہلے سے اس شے کا دینا اس کے ذمہ لازم ہو۔

ملازمین پولیس کا عام لوگوں سے مانگنا

(سوال) ملازمین پولیس جو چیز کہ عام لوگوں سے مانگ کر لے آتے ہوں اگر وہ بھی مانگ لیں تو یہ رشوت ہے یا نہیں؟

(جواب) جو شے ہر ایک شخص حسب العادت مانگ لاتا ہے اور دباؤ وغیرہ اس میں کچھ نہیں ہے یا اس شی کا لینا دینا اس ملازمت سے پہلے ہے یا غیر لوگوں جو اس سے واقف نہ ہوں اس کے قصبہ کے نہ ہوں اس سے لینا درست ہے اور جو تعلقات صرف ملازمت سے پیدا ہوئے ہیں ان کی وجہ سے لینا درست نہیں ہے۔

بادشاہ، نواب، پیر، ولی کو نذر دینا

(سوال) باشاہ یا نواب کو نذر دینا کیسا ہے اور جو پیر یا ولی کو نذر کی جاتی ہے وہ کیسی ہے؟

(جواب) بادشاہ یا نواب کو جو ہدیہ دیا کرتے ہیں اگر رشوت یا بوجہ معصیت کے نہیں بلکہ محض اخلاق مندی ہے تو درست ہے اور بزرگوں کو بھی جو دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے اور جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم

اہل عملہ ملازمین محکمہ کو خوشی سے دینا

(سوال) رشوت وغیرہ حاکم کو لینا حسب التحریر مفصلاً معلوم ہوا کہ حرام ہے علاوہ حاکم کے دیگر اہل عملہ کہ کچہری میں نوکر ہیں۔ مثلاً سر رشتہ دار ناظر سپاہی وغیرہ کو اگر اہل مقدمہ یا علاوہ ان کے کوئی شخص بلا طلب محض اپنی خوشی سے اگر دیوے تو جائز ہے یا حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی یہ مسئلہ مفصلاً معلوم ہونا ضروری ہے۔

(جواب) سب اہل خدمت سپاہی تک کو رشوت حرام ہے بطلب ہو یا بلا طلب مقدمہ ہو یا نہ ہو۔ فقط

ظلم سے بچنے کے لئے رشوت دینا

(سوال) رفع ظلم کی غرض سے رشوت دینا درست۔ ہے یا نہیں؟

(جواب،) دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست۔ ہے۔ فقط واللہ اعلم

کسی کام کی کوشش کا عوض

(سوال) ایسے کام میں سعی کرنے کا عوض لینا جو اس پر لازم ہے نہ اس میں کسی مستحق کے حق تلفی ہے اور نہ دروغ وفریب ہے رشوت ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر مباح میں سعی کی اور کچھ لیا بشرطیکہ کسی وجہ سے سائی کے ذمہ پر واجب نہ ہوئے تو

درست ہے اور رشوت نہیں سعی له عند السلطان واتم امره لا باس بقبول هدیته بعده وقبله بطلبه سحت وبدونه مختلف فیه ومشائخنا علی انه لا باس به انتهی (۱) درمختار مگر دفع ظلم اور اعانت ملہوف ہر مسلمان پر واجب ہے حاکم عاقل ہو یا عامی۔ فقط واللہ اعلم۔

زمینداروں کا قصاب سے گوشت سستا لینا

(سوال) قصاب جو گوشت مثلاً چھ پیسہ سیر فروخت کرتے ہیں زمیندار لوگ چار پیسے کے نرخ سے ان سے بباعث رعایا ہونے کے لیتے ہیں مگر وہ خوشی سے نہیں دیتے یہ لینا زمینداروں کو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ناجائز ہے۔ فقط

ملفوظات

جس چیز کا لینا پہلے سے معروف نہ ہو اس کا بعد ملازمت لینا دینا، اسسٹنٹ صاحب کو جو شیرینی دی جائے، گیارہویں کی شیرینی قبضہ پنج شنبہ ومحرم کا طعام، رعایا سے مکان کرایہ پر لینا وغیرہ، حکام کو جو دیا جاتا ہے اس کا حکم۔

۱۔ جس چیز کا لینا دینا پہلے سے معروف نہ تھا اس کا لینا دینا بعد ملازمت نادرست ہے اور جو کچھ لینا پہلے سے معروف تھا وہ بعد ملازمت بھی درست ہے فقط واللہ اعلم۔

۲۔ وہ شیرینی جو اسسٹنٹ صاحب کو ملتی ہے اگر چہ اہل عملہ دیویں یا رعاء بلا مقدمہ وہ سب رشوت ہے تم اس کو مت کھانا۔ گیارہویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرینی قبضہ کہ اس کو خود رکھتے ہیں اس میں یہ صدقہ بھی نہیں ہوتا وہ سب کو درست ہے اگر چہ غنی ہو کیونکہ وہ ملک اسسٹنٹ کی ہے اسی طرح جواب طعام پنجشنبہ ومحرم کا ہے غرض یہ طعام نہ صدقہ نہ امانت قلب اس میں ہووے گا۔ مکان جو کرایۂ رعایا سے لیا تھا مکان کا قیام درست

۳۔ حکام کو جو دیا جاتا ہے وہ رشوت سے خالی نہیں ہے ایسے ہی حکام بالا کو جو کچھ بھی دیا جاوے وہ اصل رشوت ہے۔

---

(۱) اگر بادشاہ کے پاس کوشش کرے اور اس کا کام پورا ہونے کے بعد ہدیہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور پہلے لینا سود ہے اور بغیر سعی کے لینے میں اختلاف ہے اور ہمارے مشائخ کا یہ قول ہے کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

کتاب: امانت کے مسائل

رقم امانت کی تبدیلی

(سوال) اگر امانت خواہ مسجد یا مدرسہ یا دیگر کسی کی ہو مبادلہ یعنی روپیہ کے پیسے اور پیسوں کے روپیہ کرلیوے ضرورتاً درست ہے یا خیانت میں داخل ہے؟

(جواب) امین کو تصرف کرنا درست نہیں خواہ مال مسجد و مدرسہ ہو خواہ کسی شخص کا اگر ایسا کرے گا تو ضامن ہو جاوے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

امانت کو اپنے ذاتی خرچ میں لا کر دوسری رقم دینا

(سوال) اگر کسی کا روپیہ امانت ہو یا چندہ مسجد کا کسی کے پاس جمع ہو اور وہ خاص روپیہ اپنے صرف میں کر کے اس کے عوض دوسرا روپیہ مالک کو دے دے یا مسجد کے صرف میں کردے تو یہ شخص کچھ گنہگار ہوگا یا نہیں؟

(جواب) یہ تصرف نادرست ہے مگر اگر اس نے اجازت لے لی تو درست ہے اور مال وقف میں کسی طرح بھی ایسا تصرف نادرست ہے۔

کسی کے پاس رقم امانت جمع کرا کر کسی کو دلانے کا صحیح طریقہ

(سوال) زید شہر آگرہ میں مقیم ہے اور ہزار روپیہ مثلاً یا کم و بیش شہر دہلی میں ایک شخص کے پاس امانۃً جمع کر دیا ہے زید یہ چاہتا ہے کہ اپنے اس روپیہ کا مالک اپنی زوجہ کو بنا دیوے اندریں صورت شرعاً کوئی طریقہ ایسا ہو سکتا ہے کہ بغیر اس روپیہ کی موجوگی کے فقط زبان کے اقرار سے یا کاغذ تحریر کرنے سے وہ روپیہ مذکور زید کی ملک سے خارج ہو کر اس کی زوجہ کی ملکیت میں داخل ہو جائے یا اس روپیہ کو زید حاضر کر کے زوجہ کو دست بدست دیوے تب ہی زوجہ اس روپیہ کی مالک بنے اس روپیہ کے حاضر کرنے کی ضرورت ہے یا فقط زبانی اقرار بطور ایجاب و قبول کافی ہے۔

(جواب) ملک زوجہ کی خاص اس روپیہ میں بغیر قبضہ کے نہیں ہو سکتی۔ فقط

کتاب اللقطۃ

گری پڑی چیز کے مسائل

مسجد میں گری ہوئی رقم خادم کھالے تو کس طرح ادا کرے

(سوال) ایک شخص کو کچھ روپیہ مسجد میں بھول گیا پانے والے نے خادم مسجد کو دے دیئے کہ جو شخص تلاش کرنے کو آوے دیدینا جب وہ روپیہ والا آیا خادم مسجد نے اس سے کہا یہاں روپیہ نہیں ہے وہ مایوس ہوکر چلا گیا یہ روپیہ خادم مذکور نے اپنے صرف میں خرچ کئے بعد مدت کے اس کو خوف آیا کہ صاحب روپیہ سے معاف کرانے چاہئیں اب نہ تو وہ موجود ہے کہ معاف کرائے جاویں اور نہ روپیہ ہے کہ اس کو دیا جاوے اور یہ غریب آدمی ہے کہ کسی طرح ادا نہیں کرسکتا ہے اب وہ کیا کرے؟

(جواب) یا تو اس شخص سے معاف کرایا جاوے اور اگر وہ مرگیا ہے تو اس کے وارثوں سے معاف کرایا جاوے دونوں امر نہ ہوسکیں تو اس کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اس قدر مال صدقہ کرایا جاوے اگر ان صورتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر آخرت کا مواخذہ بظاہر یقینی ہے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے اس شخص کا معاملہ صاف ہو تو وہ اپنے فضل وکرم سے صاحب حق کو کوئی نعمت دے کر معاف کراوے۔ فقط

کوئی شخص دکان پر کوئی چیز بھول جائے تو کیا کرے

(سوال) اگر کوئی شخص دکان پر کوئی چیز اپنی بھول جاوے تو دکاندار کو اس چیز کا رکھنا جائز ہے یا نہیں اور کب تک اور اس کا انتظار کرے اور وہ چیز اگر کھانے کی ہو اس کو کیا کرنا چاہئے اور درصورت نہ آنے مالک کے اس کو کب خیرات کرے؟

(جواب) جب تک امید اس کے ملنے کی ہو احتیاط سے رکھے اور تحقیق کرتا رہے جب ناامید ہوجاوے صدقہ کردیوے مگر بعد صدقہ کے اگر آگیا تو دینا پڑے گا اور بگڑنے کی شے ہے تو جب اندیشہ فساد ہو اس وقت صدقہ کرے۔ فقط

کتاب: کسی کو مجبور کرانے کے مسائل

حرام کھانے اور کفر کے کام کرنے پر کسی کو مجبور کرنا

(سوال) اگر حاکم ظالم کسی کو کفر وشرک یا حرام شے کھانے کو مجبور کرے ایسے موقع پر جان دے دے یا اس کے جبر کو مان لے۔

(جواب) ایسی حالت میں جب کہ اپنی جان کا واقعی اندیشہ ہو جاوے اور وہ حاکم اس کے مارڈالنے پر قادر ہو تو حرام کام کے فعل پر اور حرام شے کے کھانے پر مواخذہ نہیں ہے مگر کفر وشرک ایسے حال میں بھی نہ کرے اور مر جاوے تو زیادہ ثواب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

باب: زبرستی چھیننے کے مسائل

دریا سے مچھلی پکڑنے والوں سے دریا کے مالک کا مچھلیاں لینا

(سوال) ماہی گیر جو ماہی دریا سے پکڑتے ہیں مالک دریا ان سے کسی قدر مچھلی لے لیتا ہے کہ ہمارے دریا سے پکڑی ہیں یہ لینا درست ہے یا نہیں اور مالک دریا مالک مچھلیوں کا ہے یا نہیں؟

(جواب) مالک دریا کا مالک مچھلیوں کا نہیں ہے اور اس کو لینا درست نہیں۔ فقط۔

حاکم کا کسی چیز کو کسی سے زبردستی لے کر کسی کو بخش دینا

(سوال) اگر اس زمانہ میں حاکم وقت کسی کو کوئی شے کسی کی خود غصب کر کے دے دے تو یہ شے مغصوبہ بلا رضامندی مالک کے درست ہو جاوے گی یا نہیں؟

(جواب) اگر ظلماً دلا دیوے تو حرام ہے اور جو اول خود غصب کر لیا حاکم کافر نے اور پھر بعد اپنی ملک سے دوسرے کو دیا تو مباح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتاب: وقف کے مسائل

واقف کی اجازت کے بغیر موقوف شئے میں تصرف

(سوال) چندہ دہندگان مسجد بہت شخص تھے اور سب کا روپیہ ایک ہی جگہ صرف اور جمع ہوا اور باقی شدہ روپیہ کسی کا علیحدہ نہیں دو شخصوں سے کہا کہ روپیہ باقی میں آپ اجازت دیتے ہیں کہ مسجد میں گھنٹہ خرید لیں کیونکہ اوقات جماعت پر جھگڑا رہتا ہے ایک شخص نے کہا خرید لو اور ایک شخص نے منع کیا اور کہا کہ میرا روپیہ تو مسجد میں صرف کرنا حضور نے نوازش نامہ سابق میں اجازت خریدنے گھنٹہ کی دیدی ہے لہذا ایسی حالت میں حضور کا کیا ارشاد ہے اور اجازت لینا غیر ممکن ہے بعضوں سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ باقی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو کسی کار خیر میں صرف کردیں گھڑی کا ذکر نہ کریں تو ایسی اجازت کا کیا مطلب ہے؟

(جواب) جن لوگوں کی اجازت خرید گھنٹہ کی ہو اس کے حصہ میں خرید سکتے ہیں بعد کار خیر سے اگر اجازت ہوگئی تو اس سے گھنٹہ خریدنا درست ہے بشرطیکہ تصریحاً وہ گھنٹہ کو منع نہ کر چکے ہوں۔ فقط

وقف کے بعد بیع

(سوال) مدعی مذکور کہتے ہیں کہ یہ جگہ ہمارے آباء واجداد نے اپنے آرام کے لئے چھوڑی ہے کیونکہ ہمارے مکان اس سے ملحق ہیں اور ہم کو اپنے مکانوں میں تنگی ہے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ کل جگہ مسجد کرلو مگر غسل خانوں کی جگہ ہم کو قیمتاً دے دو چونکہ ہم متولی مسجد ہیں ہم فلاں فلاں شخص کو متولی کرتے ہیں وہ ہم کو یہ زمین غسل خانوں کی بیع کردے تو ہم کو بھی فراخی مکان کی ہوجاوے گی ورنہ ہم عدالت انگریزی میں اپنے بیع نامہ کے ذریعہ سے نالش کر کے کل جگہ لے لیں گے لہذا اب نمازیان مسجد کی یہ رائے ہے کہ نالش میں چند قسم کا نقصان ہے پھر نہ معلوم کہ حاکم کیا فیصلہ کرے گا اس سے یہی بہتر ہے کہ غسل خانوں کو فروخت کر کے اسی مسجد کے لئے چاہ بنوالیا جاوے کیونکہ پانی کی بھی نمازیوں کو تکلیف ہے اور اس رضامندی سے بھی کل جائے باقی ماندہ وہ مسجد کو دیتے ہیں پھر نہ معلوم عدالت سے کیا حکم ہو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو روپیہ ہم عدالت میں خرچ کریں گے اس روپیہ سے غسل خانوں کی جگہ خرید لیں گے اور اس جگہ کی بیع سے مسجد میں کچھ تکلیف نہیں لہذا حضور تحریر فرماویں کہ اس جگہ کا فروخت کرنا اور غسل خانوں کی بیع

جائز ہے یا نہیں اور کس طرح سے شرعاً فروخت کئے جاویں کیونکہ اس سے رفع شر بھی ہے اور روپیہ مسجد کو ملتا ہے۔

(جواب) جو جگہ وقف ہو چکی ہے وہ اب بیع نہیں ہو سکتی پس غسل خانوں کی جگہ بھی بیع نہیں ہو سکتی۔ فقط

مسجد کی موقوفہ زمین پر مکان بنانا

(سوال) زمین نام نہاد عیدگاہ و مسجد پر مدت تک نماز عیدین وغیرہ ہوئی ہو کھیتی و تعمیر مکان وغیرہ کے کام میں لائی جاوے یا نہیں درصورتیکہ عیدگاہ کے واسطے اس زمین سے عمدہ جگہ دی جائے۔

(جواب) جو زمین مسجد کے لئے وقف ہو چکی ہے اس میں مکان بنانا یا کھیتی کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

واقف کی اجازت کے بغیر ایک مسجد کا مال دوسری مسجد میں صرف کرنا

(سوال) مسجد کا فرش لوٹے وغیرہ دیگر مسجد میں ضرورتاً لے جانا اور بعد رفع ضرورت واپس کر دینا جائز ہے یا نہیں ارقام فرماویں؟

(جواب) ایک مسجد کا مال دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں مگر جو دینے والا دیتے وقت اجازت دیوے تو مضائقہ نہیں کہ وہاں حاجت روائی کر کے واپس کر دیوے مگر جو زائد اشیاء ہوویں اور خراب ہونے کا احتمال ہو تو یہ قیمت دوسری مسجد میں دے دیویں تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

متولی کی اجازت کے بغیر مسجد کی آمدنی صرف کرنا

(سوال) زید مرحوم نے ایک مسجد بنائی اور عمرو اس کا متولی ہے اور بکر اس کا امام ہے اور خالد اس کا خادم ہے اور مسجد کی آمدنی اخراجات مسجد سے بہت زیادہ ہے۔ اور بعض ایسے خرچ ہوتے ہیں کہ ان کو متولی مسجد مذکور سے امام مذکور وہر چند کہتا ہے۔ لیکن متولی بباعث کفایت شعاری بالکل خیال نہیں کرتا مثلاً پنکھا یا گھڑی یا خادم مسجد کی تنخواہ کی قلت یا مثل اس کے تو ایسی حالت میں امام مذکور بعض آمدنی مسجد سے بطور خود بلا اطلاع متولی کچھ وصول کر کے صرف ہائے مذکور میں خرچ کرے جائز ہے یا نہیں درانحالیکہ متولی مذکور کو اگر خبر ہو گئی تو اندیشہ ہے کہ وہ خفا ہو گا کہ تم نے ہماری

بلا اجازت کیوں تحصیل کی اور کیوں خرچ کیا۔
(جواب) امام کو بدون رضا متولی کے کہیں صرف کرنا آمدنی مسجد کا درست نہیں فقط۔ واللہ اعلم۔

مسجد کا مال اپنے مال میں ملا لینا

(سوال) اگر متولی ومہتمم مسجد آمدنی مسجد کو دیگر مال میں خلط کر لیوے یا خرچ کر لیوے کہ ضرورت مسجد میں وقت پر صرف کردوں گا تو یہ تصرف جائز ہے یا خیانت میں داخل ہوگا ارقام فرماویں

(جواب) یہ تصرف ناجائز اور خیانت میں داخل ہے ضمان اس کا متولی کے ذمہ واجب رہے گا اور گنہگار بھی ہووے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

مسجد کے بوریہ اور تیل کا بیچنا

(سوال) اشیاء مسجد فرش وغیرہ بعد خراب ہو جانے کے یا بوجہ زائد ہونے کے دوسری مسجد میں صرف کرنا قیمتاً یا بلاقیمت جائز ہے یا نہیں اور تیل مسجد حجرہ مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں کیونکہ دینے والا کچھ تصریح حجرہ کی نہیں کرتا ہے؟

(جواب) فرش بوریہ وغیرہ مسجد کا جب مسجد میں اس کی حاجت نہ رہے یا ٹوٹ کر خواب بیکار ہو جاوے تو مالک کا ہو جاتا ہے مالک جس نے اول ڈالا تھا تو وہ چاہے تو فروخت کر کے اس مسجد میں صرف کر دیوے یا دوسری مسجد میں دے دیوے خواہ خود کام میں لاوے اس پر فتویٰ بعض علماء نے دیا ہے اور تیل مسجد کا حجرہ میں جلانا درست نہیں عام لوگوں کی نیت مسجد میں جلانے کی خاصۃً ہوتی ہے اگر دینے والا تصریح حجرہ میں جلانے کی کر دیوے تو درست ہے ورنہ دراصل عرفاً خاص مسجد میں دینا غرض ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

مسجد کا مال اپنے ذاتی استعمال میں لانا

(سوال) مسجد کی کوئی چیز اپنے صرف کے لئے لانا بعد کو رکھ آنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مسجد کا مال اپنی حاجت میں لا کر صرف کرنا درست نہیں۔ اس میں گنہگار ہوتا ہے فقط واللہ اعلم۔

مدرسہ کے چندہ کا خرچ

(سوال) جب کہ چندہ لوگوں نے ایک مدرس کے واسطے دیا ہو بعد معزولی اس کے پچھلے مدرس کو دینادلانا کیسا ہے یعنی وہ روپیہ کہ لوگوں نے پہلے کے واسطے دیا تھا۔

(جواب) اس خاص مدرس کی کچھ تعیین نہیں ہے بلکہ جو وہاں مدرس ہو وہ تنخواہ پاوے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

قبرستان میں مسجد بنانا

(سوال) مسجد بنانا قبرستان میں یا دیگر کوئی مکان حجرہ وغیرہ برائے راحت رسانی درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جو قبرستان وقف قبور کے واسطے ہوا ہے اس میں مکان یا مسجد بنانا درست نہیں کہ وہ سب زمین قبور کے واسطے وقف ہوئی ہے خلاف شرط واقف کے کوئی تصرف درست نہیں۔ کذا فی العالمگیریہ۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

قبرستان کی زمین کا حکم

(سوال) قبرستان کی جو زمین خریدی جاتی ہے اگر بیع ہے تو تصرف وقبضہ نہیں اور اگر اجارہ ہے تو تعین مدت نہیں پھر یہ کیا ہے؟

(جواب) قبرستان وقف ہوتا ہے اور اس کی خرید وفروخت اور اجارہ دفن میت کا دونوں ناروا ہے۔ ہمارے ملک میں دستور نہیں۔ اگر وہاں یہ امر ہوتا ہے تو ظلم ہے گورستان جب وقف ہوا ہر عام اس میں مردہ کو دفن کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رقم چندہ محصل چندہ یا مہتمم کے ذاتی اخراجات میں صرف کرنا

(سوال) مہتمم مدرسہ یا محصل چندہ کو اپنے صرف میں لانا رقم چندہ میں سے درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مہتمم کو خرچ ضروری کرایہ وغیرہ اس میں سے لینا جائز ہے فقط۔

---

(۱) عالمگیریہ میں ایسا ہی ہے ۱۲۔

مسجد کا تیل

(سوال) روغن مسجد کا فروخت کر کے بلا اجازت واقف کے مؤذن اس مسجد کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر مسجد کا تیل مسجد کی حاجت سے زائد ہو تو اس کو فروخت کر کے مسجد کے خرچ میں لانا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

مسجد کی خراب اشیاء کا مسئلہ

(سوال) مسجد کی اشیاء جو بالکل خراب قابل پھینکنے کے ہوں ان کو اپنے کام میں لے آوے یا نہیں؟

(جواب) مسجد کی کسی شے کو اپنے ذاتی کام میں نہ لاوے نہ اپنے گھر لے جاوے البتہ اگر وہ بیکار ہوگئی ہوں تو اس کی قیمت کرالے اور متولی مسجد سے خرید کر پھر اپنے کام میں لے آوے فقط

ملفوظات

کسی مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا

۱۔ جس مسجد کے لئے چندہ فراہم کیا گیا ہے اسی میں صرف کرنا چاہئے دوسری مسجد میں بلا اجازت چندہ دہندگان صرف کرنا درست نہیں ہے البتہ اس مسجد کے جس مصارف ضروریہ میں کریں درست ہے۔

۲۔ جب کسی شخص نے چندہ مسجد اور روپیہ میں ملا لیا تو گنہگار اور غاصب ہوا پھر جب وہ روپیہ مسجد میں لگا دیا وہ گنہگار نہ رہا گناہ معاف ہوگیا اب کسی سے اجازت کی حاجت نہیں ہے۔

۳۔ چندہ مسجد سے زمین واسطے مسجد کے خریدنا اسی وقت درست ہے کہ چندہ دہندگان کی اجازت ہو۔

باب: مساجد کے احکام کا بیان

مسلمان بھنگی کا مال مساجد میں لگانا

(سوال) بھنگی مسلمان کہ جس کا پیشہ پاخانہ اٹھانے کا ہے اور اس کی بیع ہی ہوتی ہے اس کے یہاں کا کھانا اور اس کا مال تعمیر مساجد میں صرف کرنا منع ہے یا نہیں؟

(جواب) پاخانہ اٹھانے کی اجرت مباح ہے وہ مال بھی حلال ہے اگر کوئی فساد عمد میں نہ ہو لہذا تعمیر مساجد میں صرف کرنا بھی درست ہے اس کی اجرت صفائی مکان کی ہے پاخانہ کی قیمت نہیں جو شبہ کراہت کا ہو۔ فقط واللہ اعلم

شیعہ کی بنوائی ہوئی مسجد

(سوال) اگر کوئی شیعہ مسجد اپنے مال سے بناوے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کے برابر ثواب ہوگا یا نہیں اور اس مسجد کو حکم مسجد کا ہے یا مثل دیگر مکانات کا ہے؟

(جواب) شیعہ مسجد لوجہ اللہ تعالیٰ بنادے تو وہ مسجد ہے ثواب مسجد کا اس میں ہوگا۔ فقط

تعمیر مسجد کے لئے کافر سے چندہ وصول کرنا

(سوال) ایک مسجد کسی مسلمان نے تعمیر کی تھی وہ ناتمام ہے اس کی تعمیر کے واسطے چندہ شیعہ یا ہندو سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تعمیر و مرمت مسجد میں شیعہ و کافر کا روپیہ لگانا درست ہے۔ فقط

کافر کی بنوائی ہوئی مسجد

(سوال) کوئی کافر نصرانی یا ہندو وغیرہ مسجد بنادے تو اس میں نماز کا کیا حکم ہے آیا ثواب مسجد کا حاصل ہوگا یا نہیں اور اس مسجد کو حکم مسجد کا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس کافر کے نزدیک مسجد بنانا عمدہ عبادت کا کام ہے اس کے مسجد بنانے کو حکم مسجد کا ہوگا۔ فقط

طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد

(سوال) مسجد طوائف نے بنائی اب کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ قرض سے بنائی ہے یا خود مال حرام سے بعینہ پرانی مسجد ہے نماز اس میں کیا حکم رکھتی ہے؟

(جواب) ہرگز نہ پڑھے۔فقط

مسجد کے لئے کافر کا چندہ

(سوال) شیعہ یا ہنود یا نصاریٰ یا یہود مسجد بنا دے یا اس کی مرمت کرے یا چندہ مسجد وغیرہ میں شریک ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے مسجد ان لوگوں کی بنائی بحکم مسجد ہے اگر یہ لوگ مسجد میں روپیہ لگانا ثواب جانتے تو ان کا وقف درست ہے ایسے ہی اوپر کی عمارت میں شریک ہوں تب بھی درست ہے۔فقط واللہ اعلم

مراثی وطوائف کی بنوائی ہوئی مسجد

(سوال) مراثی یا طوائف اگر مسجد بنا دیں مال بعینہ سے بغیر حیلہ قرض کے نماز اس میں مکروہ ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مسجد میں نماز مکروہ تحریمہ ہوگی وہ مسجد نہیں۔فقط

مسجد ومدرسہ میں کافر کا روپیہ لگانا

(سوال) تعمیر مسجد واجراء مدرسہ میں ہنود کا روپیہ لگانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مدرسہ ومسجد میں ہنود کا روپیہ لگانا درست ہے۔فقط واللہ اعلم

مسجد میں کافر کا روپیہ لگانا

(سوال) ہندو کا مسجد میں روپیہ لگانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے جب کہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہو۔

رمضان شریف میں مساجد میں زیادہ روشنی کرنا

(سوال) رمضان شریف میں مسجدوں کو آراستہ کرنا اور تراویح کے وقت اور دنوں کی بہ نسبت

زیادہ روشنی کرنا کیسا ہے؟
(جواب) مساجد کا صاف کرنا تو بہتر ہے مگر روشنی اندازہ سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور اگر زیادہ روشنی بسبب کثرت آدمیوں کے ہے کہ حاجت ہے تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

مسجد میں رمضان میں ضرورت سے زیادہ روشنی

(سوال) روشنی کرنا رمضان کی شب ختم قرآن میں حاجت سے زائد جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) حاجت سے زیادہ روشنی ہر روز ہر وقت حرام اسراف ہے اور ایسی برکت کے وقت میں زیادہ موجب خسران کا ہے۔ فقط واللہ اعلم

کافر کی بنوائی ہوئی مسجد

(سوال) کافر کی تعمیر کردہ مسجد میں ثواب مسجد کا ملے گا یا نہیں؟
(جواب) اگر کافر لوجہ اللہ مسجد بنادے تو اس میں نماز کا ثواب مثل اور مساجد کے ہوگا۔ فقط

مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی

(سوال) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور وہ مسجد قندیل سے روشن تھی آپ نے حضرت عمرؓ کو دعا دی تو تراویح کی شب میں ہر روز یا ختم قرآن شریف میں اگر کوئی بنظر اس روایت کے چند قنادیل روشن کرے جائز ہے یا نہیں یا مسجد کے تیل کو صرف اپنے پاس سے کرے یا وعظ وغیرہ اگر کسی عالم سے کہلاوے اس میں بنظر ادب وعظ کے چند قندیل روشن کرے جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) حضرت عمرؓ سے جو روشنی کرنا چراغوں کا مسجد میں منقول ہے کسی جگہ سے کسی روایت سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ وہ حاجت سے زائد تھی بلکہ قدر حاجت تھی کہ اگر اس سے کم ہوجاتی تو بعض مسجد میں روشنی نہ رہتی اور اگر حاجت سے زیادہ ہوتی تو اسراف میں داخل ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ وہ خلاف قول اللہ تعالیٰ : **لا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین** (۱) کے کرتے اور فقہاء کی کتب میں روشنی زیادہ از حد ضرورت کو اسراف میں داخل کیا ہے کیونکہ مظنون ہوسکتا ہے کہ یہ فعل حضرت عمرؓ کا فقہاء کو معلوم نہ ہوا الحاصل

---

(۱) اور حاجت سے زیادہ خرچ نہ کرو اللہ تعالیٰ حاجت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نہ حضرت عمرؓ سے اس قدر روشنی ثابت ہوئی جو حاجت سے زیادہ اور داخل اسراف ہو اور اصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ وحضرت ابوبکرؓ کے وقت میں مسجد میں چراغ نہ جلتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے وقت میں وسعت
ہوئی بعض صحابی بیت المقدس کا حال دیکھ کر آئے حضرت عمرؓ نے بھی بسبب وسعت کے مسجد میں روشنی قدر حاجت کرائی کیونکہ مسجد بہت طول طویل تھی دو چار چراغوں سے وہاں تمام مسجد میں روشنی نہ ہوسکتی تھی۔ لہذا متعدد چراغ روشن کرائے مگر وہ کثرت قدر حاجت سے زیادہ نہ تھی پس اس سے اگر کوئی جاہل یہ سمجھ جاوے کہ بکثرت چراغ جلانے جائز ہیں تو سراسر جہل اس کا ہے بدون فہم کلام علماء اپنے قیاس فاسد کو دخل دے کر اسراف کا مرتکب ہونا ہے لہذا ہرگز جائز نہیں کہ تراویح میں یا ختم قرآن میں یا وعظ میں قدر حاجت سے زیادہ روشنی کی جاوے۔ فقط واللہ اعلم

مساجد میں مٹی کا تیل یا دیا سلائی جلانا

(سوال) مٹی کا تیل مسجدوں میں جلانا یا دیا سلائی مسجد میں سلگانا جائز ہے یا نہیں کہ ان دونوں میں بدبو ہے اور اگر لیمپ میں مٹی کا تیل ہو کہ اس میں بدبو روشنی کے وقت نہ آتی ہو مسجد میں یا حدیث شریف پڑھاتے ہوئے یا قرآن شریف پڑھتے ہوئے اپنے مکان میں درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مٹی کا تیل جلانا اور دیا سلائی مسجد میں حرام ہے اور جگہ جہاں ذکر ہو اولیٰ نہیں ہے اور اگر لیمپ میں کہ اس کی بو باہر نہ نکلے تو غیر مسجد میں جلانا مباح ہے مگر مسجد میں حرام ہے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ فقط

مسجد میں دیا سلائی جلانا

(سوال) مسجد میں دیا سلائی جلانا یا طاق مسجد میں بیٹھ کر جلانا کہ جو خارج سے ہو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مسجد میں بدبودار شے لانا حرام ہے ایسے ہی دیا سلائی بھی جلانا حرام ہے۔ طاق مسجد بھی داخل مسجد ہے۔

مساجد میں مٹی کا تیل جلانا

(سوال) مٹی کا تیل مسجد میں روشن کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب) مٹی کا تیل مسجد میں جلانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں بدبو ہوتی ہے اور ہر بودار شے کا مسجد میں داخل کرنا ممنوع ہے حدیث میں ہے کہ جو کوئی پیاز، لہسن خام کھاوے مسجد میں داخل نہ ہووے اور علیٰ ہذا کپڑے اور بدن کی بدبو کے ساتھ مسجد میں آنے کو منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ ملائکہ اذیت پاتے ہیں اس چیز سے جس سے اذیت پاتے ہیں انسان لہذا اس تیل کے جلانے میں بھی چونکہ جن وانس وملائکہ کو اذیت ہے اس کا جلانا حرام ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

الجواب صحیح عنایت اللہ الجواب صحیح ابو الحسن عفی عنہ۔ اس تیل کا جلانا البتہ مساجد میں مکروہ ہے ابو الحسنات حبیب الرحمٰن عفی عنہ۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح ابو القاسم محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری۔ فقط

مساجد میں زیب وزینت کرنا

(سوال) مساجد کے بلند کرنے اور زیب وزینت ونقش ونگار طلائی ونقرئی وغیرہ جو کچھ عوام کرتے ہیں احادیث صحیحہ کثیرہ میں اس کی ممانعت وارد ہے اور فعل یہود سے مشابہت دی گئی ہے) چنانچہ ابوداؤد میں ہے **امرت بتشييد المساجد قال ابن عباس لتزخر فنها كما زخرفت اليهود والنصارى** (۱) لہذا حسب احادیث امور مذکور ممنوع وحرام ہوں گے پھر اگر جواز یا استحباب جیسا کہ معمول زمانہ ہے اگر ہو تو ارقام فرماویں۔

(جواب) فخر وریا سے مساجد کا اونچا کرنا حرام ہے اور جو شوکت وزینت اسلام کے واسطے کرے مباح ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کہ کسی صحابی نے ان پر انکار ورد نہ فرمایا اگرچہ آثار سابق کی بقا کو مستحسن جانتے تھے یہی دلیل جواز کی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

مسجد کے اس گوشہ کی تعمیر جو خارج از مسجد ہو

(سوال) جو جگہ مسجد کے ایک کونہ کی کسی وجہ سے چھوڑ دی گئی ہو اور نالی اور دیوار اور فرش اس کو محیط ہو یعنی یہ جگہ فرش کے ایک جانب کو ہو ایسی جگہ پر وضو کر لینا درست ہے یا نادرست۔

(جواب) جو کہ نہ مسجد کا خارج رہا وہ مسجد ہی ہے تا قیامت اس پر وضو وغیرہ کرنا درست نہیں بلکہ

---

(۱) مجھ کو مساجد کے مضبوط وبلند بنانے کا حکم دیا گیا ہے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم اس کو ضرور مزین کرو گے جس طرح کہ یہود ونصاریٰ نے مزین کیا ہے۔

اس کی عظمت ویسے ہی رکھنا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحن مسجد میں قبور قدیم پر مسجد کے لئے حوض بنوانا

(سوال) قبور قدیمہ کے مردود ہو رہے ہموار ہوگئی ہوں اور صحن مسجد میں واقع ہوں ان پر حوض یا دوسری شئے مصالح مسجد کے واسطے بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر قبرستان وقف ہے تو یہ امر درست نہیں اور جو ایسا ہی دفن واقع ہوا تھا اور استخوان مردگان و معدوم ہوگئی تو درست ہے اور فرش مسجد میں ادخال ایسی زمین کا بعد ہمواری زمین کے بھی درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سود کے مال سے مسجد کا بنوانا

(سوال) بیاج کے روپیہ سے مسجد یا چاہ کا بنانا درست ہے یا نہیں یا دو شریک ہو کر بنادیں جس میں ایک کا روپیہ بیاج کا ہے دوسرے کا مال طیب ہے۔

(جواب) جو مسجد کہ اس میں حرام روپیہ لگا اس میں نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے اور ثواب مسجد کا نہیں ملتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد میں خرید و فروخت کر لینا اور قیمت باہر جا کر دے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد میں کوئی سودا خریدے تو درست ہے مگر اسباب وہاں نہ ہو اور اس کام میں کثرت اور اس میں زیادہ مشغول وہاں نہ چاہئے کہ مسجد کی بے حرمتی ہے احیاناً کسی سے ایسی بات چیت کر لی جاوے تو درست ہے فقط۔

مسجد کو فروخت کرنا

(سوال) ایک مسجد تعداد دو گز کی طویل ہے اور ایک گز کی عریض ہے اور ویران ہے نماز اور اذان کبھی اس میں کچھ نہیں ہوتی ہے تو اگر اس کو متولی مسجد فروخت کر کے دوسری مسجد کہنہ کلاں میں قیمت اس کی لگا دیں یا اینٹیں اس کی لگا دیں اور زمین میں اس کی دوکان واسطے صرف مسجد کہنہ کے بنوا دیں تو یہ جائز ہے یا نہیں یا تحریر فرمائیے کہ اس کی زمین کو خالی کیا جاوے جب کہ اینٹیں وغیرہ کی اجازت حضور کی دوسری مسجد کو ہو جاوے۔

(جواب) مسجد کی بیع حرام اور باطل ہے کہ کسی حال بیع نہیں کر سکتے خواہ وہاں اذان ونماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور آباد ہو یا ویران ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرام مال سے بنائے ہوئے مکان میں نماز

(سوال) اگر مال حرام سے ایک مکان بنایا گیا لیکن زمین اس کی پاک ہے وہ مال حرام سے نہیں خریدی گئی بلکہ وہ مکان سرکاری زمین کے اندر باجازت سرکار بنایا گیا ہے اندریں صورت مکان مذکور میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور قیام وسکونت کرنا اس میں کیا حکم رکھتا ہے اس مکان کے صحن وکوٹھہ ہر دو۲ میں نماز مکروہ ہے یا فقط جہاں تک تعمیر ہو مکروہ ہے باقی صحن میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔

(جواب) جس مکان کی زمین حلال ہو اور بناء حرام ہو اس میں نماز مکروہ ہوتی ہے مگر ایسی جگہ کہ اثر بناء نہ ہو اس میں کراہت نہ ہوگی فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ علی ہذا القیاس سکونت وقیام اس مکان میں مکروہ تحریمی ہے فقط محمد روشن عفی عنہ حضرت مولانا سلمہ سے تحقیق کر لیا ہے فقط۔

حرام مال سے مسجد کا غسل خانہ بنانا

(سوال) جن لوگوں کے پاس روپیہ حرام سے اکٹھا ہوتا ہے اگر ان کے روپیہ سے غسل خانہ یا پاخانہ مسجد کے متعلق بنایا جائے جائز ہے یا ناجائز نیز مسجد میں روشنی وغیرہ ان کے روپیہ سے کرنا فقط۔

(جواب) سب ناجائز ہے اور استعمال اس کا نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد کی تعظیم

(سوال) مال طوائف کی مسجد تعمیر شدہ میں نماز تو جائز نہیں لیکن تعظیم اس کی مسجد کی سی چاہئے یا مثل دیگر مکانات کے ہے حتیٰ کہ بول وغائط بھی اس میں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز اس میں مکروہ ہے مگر چونکہ اس نے اس کو مسجد بنایا ہے لہذا تعظیم اس مکان کی رعایت رکھے فقط۔

مسجد کا روپیہ کنویں کی مرمت میں لگانا

(سوال) جس مسجد کے واسطے چندہ جمع کیا تھا اس کے قریب جو کنواں ہے اور اس سے اہل محلہ

بھی پانی بھرتے ہیں اور اس میں سے مسجد میں پانی آتا ہے اور یہ وہی کنواں ہے کہ جس کو لکھا تھا کہ کتے کا جھوٹا پانی اس کے اندر گیا تو اس روپیہ کو اس کنویں کی مرمت میں لگانا بغیر اجازت چندہ دہندگان کہ جو مسجد کے نام سے وصول کیا تھا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کا روپیہ اس کنویں میں لگانا درست نہیں۔

مسجد کے پھلدار درختوں کا مسئلہ

(سوال) اگر مسجد میں امرود کا درخت ہو اس کو نمازی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) جو درخت کسی نے نمازیوں کے کھانے کو لگایا ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔

مسجد کا بچا ہوا تیل

(سوال) خادم مسجد بچی ہوئی چیز تیل لکڑی وغیرہ اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کا بچا ہوا تیل لکڑی وغیرہ اپنے کام میں نہیں لا سکتا البتہ اجرت خدمت لینا چاہئے تو اپنی اجرت ٹھہرا لے اور متولی سے وصول کر لیا کرے فقط۔

مسجد کا حجرہ بنانے کی جہت

(سوال) ایک مسجد میں نمازیوں کو وضو کی سخت تکلیف گرما میں رہتی تھی کہ کوئی جگہ سایہ وغیرہ کی نہیں تھی ایک شخص نے ایک سہ دری بنوانی شروع کی اور مسجد میں کسی طرف کو حجرہ مسجد کے اسباب کے واسطے بنوانا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

(جواب) مسجد کے متعلق غسل خانہ و حجرہ و سہ دری وغیرہ اگر بنوایا جائے تو مسجد کے فرش سے بالکل علیحدہ اور ایک طرف کو ہو حتیٰ کہ اگر کوئی کڑی یا ستون مسجد پر رکھا جاوے گا تو جائز نہ ہوگا اور جو ستون بنایا گیا ہو تو اس کو تڑوا دینا چاہئے علیٰ ہذا یہ تعمیر جس میں مسجد کا فرش کا کہیں آوے گا اس کا لینا جائز ہرگز نہ ہوگا اور اگر کچھ بنایا گیا ہو اور اس میں مسجد کا فرش کچھ آ گیا ہو تو اس کو تڑوا دینا چاہئے۔

مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا

(سوال) مسجد بوجہ چھوٹی ہونے کے بڑھائی گئی کسی قدر زمین کہنہ مسجد کی بچ رہی اس میں حجرہ وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) یہ جگہ مسجد کی بچی ہوئی کسی دوسرے کام میں نہیں آ سکتی نہ یہاں حجرہ بنانا درست ہے

نہ غسل خانہ وغیرہ جس طرح ہو مسجد میں شامل کردیں نہ ہو سکے تو احاطہ بنا کر ویسے ہی پڑا رہنے دیں فقط۔

مسجد کی افتادہ زمین کا مسئلہ

(سوال) ایک مسجد کے صحن کے آگے کچھ جگہ عرصہ دراز سے پڑھی ہوئی ہے اور اس میں ایک جانب غسل خانے بنے ہوئے ہیں اور ایک جانب کو اس جگہ میں آمدورفت کو دروازہ مسجد کا ہے اور ایک دروازہ آمدورفت کا دوسری طرف کو بھی ہے بعض اہل محلہ کہتے ہیں کہ جگہ ہماری ملک ہے اور دیگر اشخاص بلکہ اکثر اشخاص شہر کہتے ہیں کہ یہ جائے افتادہ متعلق مسجد کے ہے اور ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے مگر قبضہ اہل محلہ کا بھی رہا جیسا کہ جائے افتادہ میں گاڑی کھڑی کردی کباڑ رکھ دیا اور ایسا تصرف جائے افتادہ میں اکثر کرلیا کرتے ہیں مدعی مذکور کہتے ہیں کہ یہ جگہ ہمارے بیع نامہ میں ہے اور غسل خانہ ہم نے رعایتاً بنوا دیئے تھے مگر بیع نامہ دکھلاتے نہیں ہیں تو حضور جائے مذکور عند اللہ مسجد کی قرار دی جاوے یا کسی کی اور مسجد ہو سکتی ہے یا نہیں مولوی اشرف علی صاحب نے یہ جواب لکھا ہے کہ وقف میں تسامع وشہرت حجت ہے اگر بیع نامہ دکھلا دیں تب بھی یہ جگہ متعلق مسجد کے ہے۔

(جواب) جب تک وہ لوگ اپنی ملک کا کوئی ثبوت معتبر اور کافی نہ دیں گے اس وقت تک وہ جگہ مسجد کی ہی سمجھی جاوے گی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں چارپائی بچھانا

(سوال) مسجد میں چارپائی بچھانی درست ہے یا نہیں۔

(جواب) چارپائی مسجد میں بچھانی درست ہے۔(۱) فقط۔

مساجد میں ذکر جہری

(سوال) صوفیاء کرام جو بعد نماز مغرب مساجد میں حلقہ کرتے ہیں اور کودتے چلاتے اور ہوحق

---

(۱) علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ مسجد میں چارپائی پر سونا جائز ہے یا منع حکم شریعت کے مطابق تحریر فرماویں۔ ھو المصوب جائز ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کے لئے مسجد میں ایک تخت رکھا جاتا تھا اور آپ بزمانہ اعتکاف اس پر آرام فرمایا کرتے تھے جیسا کہ سفر السعادت میں ہے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ جب اعتکاف فرمایا کرتے تو آپ کے لئے بچھونا بچھایا جاتا یا ستون توبہ کے پاس آپ کا تخت ڈال دیا جاتا واللہ تعالیٰ اعلم اس کو محمد عبدالحی عفی عنہ نے لکھا ہے ۱۲۔

کرتے ہیں کہ جس سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور مسجد میں شور وغل پڑ جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں اور اشعار وغیرہ توحید اور ذوق شوق کے پڑھے جاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض علماء نے مسجد میں رفع صوت کو اگر چہ بذکر ہو مکروہ لکھا ہے لہذا مسجد میں اس کا نہ ہونا مستحسن ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ تماشا گاہ عوام ہو جاوے یا مسجد کا نقصان ہو اگر چہ ذکر بجہر یا بکاء اور نالہ مسجد میں جائز بھی ہو فقط۔

مسجد میں راستہ داخل کرنا

(سوال) راستہ میں سے بوجہ ضرورت کے کچھ مسجد میں داخل کر دینا کیا حکم رکھتا ہے اور اس کا عکس بھی ہو سکتا ہے اور اس سے مراد ہے کہ جائے مسجد کا تا قیام قیامت یکساں حال ہے۔

(جواب) راہ کو مسجد میں لانا بشرطیکہ چلنے والوں کو تنگی نہ ہو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم اس کے عکس کو بھی بعض علماء نے درست کہا ہے مگر بے تعظیمی مسجد کی درست نہیں لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے لئے جبراً جگہ لینا

(سوال) ایک مسجد کا صحن کم ہے اور نمازی کثرت سے آتے ہیں اور باہر مسجد کی جگہ ہے ایک مسلمان کی وہ شخص بہ قیمت بھی جگہ نہیں دیتا ہے اس صورت میں زبردستی جگہ لے کر بہ قیمت اگر مسجد میں شامل کریں تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درحالت تنگی وضرورت جبراً جگہ لے کر مسجد میں بڑھانا درست ہے۔ فقط۔

مسجد کی حفاظت کے لئے جہاد

(سوال) یہاں چار کوس پر ایک موضع میں ایک مسجد خام کہنہ ہے اس کو ایک کافر شہید کرا کر بت خانہ بنوانا چاہتا ہے تو حضور مسلمانوں پر اس کا روکنا فرض ہے یا مستحب ہے اور اس کافر کا مقابلہ کرنا اور یا اس میں لڑ کر شہید ہو جانا فرض ہے یا مستحب غرض یہ ہے کہ کس درجہ مسلمان اس کافر خبیث ظالم کا مقابلہ کریں یا خاموش رہیں اگر مارنا اور مرنا ضروری ہے تو خاص اس موضع مسجد کے مسلمانوں پر ضرور ہے یا جو مسلمان کہ اس قصہ کو سنے۔

(جواب) اس مسجد کی صیانت سب مسلمانوں پر فرض ہے مگر لڑنا ہرگز درست نہیں ہے حسب

قاعدہ سرکاری طور سے سرکار کی طرف رجوع کرنا چاہئے فقط۔

مسجد میں زیادتی کے لئے تغیر

(سوال) مسجد کو بعد انہدام قبلہ کی جانب اور زیادہ کر لینا اور اندرون مسجد کو فرش میں داخل کر دینا کیسا ہے۔

(جواب) زیادۃ فی المسجد اور اس طرح تغیر جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کا ثواب اندر و باہر

(سوال) مسجد کے اندر باہر نماز کا ثواب برابر ہے یا کم وبیش۔

(جواب) اندر باہر مسجد کا ثواب برابر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے اندر وضو کرنا

(سوال) مسجد کے اندر بباعث دھوپ یا بارش بیٹھ کر وضو کرنا در آنحالیکہ پانی بھی وضو کا صحن مسجد میں پھیلے جائز ہے یا نہیں اور مسجد کے اندر بیٹھ کر مسجد کی دیوار سے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر وضو کرنا کہ غسالہ مسجد میں گرے حنفیہ کے نزدیک منع اور گناہ ہے اور تیمم دیوار مسجد سے کرنے کو بھی بعض کتب فقہ میں مکروہ لکھا ہے فقط۔

مسجد کی رقم سے گھنٹہ وغیرہ خریدنا

(سوال) مسجد کا روپیہ جو مرمت سے باقی رہ گیا ہے اگر اس روپیہ کو بہ اجازت چندہ دہندگان اس مسجد میں واسطے جھگڑے جماعت اور پابندی جماعت کے اس روپیہ جمع شدہ چندہ سے جو بنام مرمت مسجد کے سابق میں جمع کیا تھا اور اس مرمت سے روپیہ باقی رہ گیا اگر اس روپیہ کی گھڑی یا گھنٹہ خرید کیا جاوے تو حضور کیا حکم دیتے ہیں۔

(جواب) جو روپیہ مرمت مسجد کے لئے آیا ہے اس میں امام یا مؤذن مقرر لینا درست ہے اور گھنٹہ خریدنا بھی درست ہے فقط۔

مسجد میں ختم قرآن کی رات ضرورت سے زیادہ روشنی

(سوال) ختم قرآن کی رات کو روشنی حد سے زیادہ کرنا یعنی صدہا چراغ جلانا اسراف میں

داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) روشنی زائد از حد ضرورت داخل اسراف اور حرام ہے خواہ ختم قرآن میں ہو یا اور کسی مجلس میں اور ایسی جگہ جانا درست ہے فقط۔

مسجد میں دیا سلائی جلانا

(سوال) دیا سلائی گندھک کی جس سے چراغ روشن کرتے ہیں اور بوقت روشن کرنے کے اس سے بد بو نکلتی ہے مسجد میں جلانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس شئے میں بد بو ہو اس کو مسجد میں لے جانا اور بد بو کا مسجد میں پیدا کرنا منع ہے یہاں تک کہ پیاز کھا کر بد بو دار دہن کے ساتھ دخول مسجد کو حرام لکھا ہے پھر گندھک کی بد بو مسجد میں پھیلانا کس طرح درست ہوگا۔ چراغ خارج مسجد روشن کر کے لے جاوے یا موم کی دیا سلائی سے روشن کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں چارپائی بچھانا

(سوال) مسجد میں واسطے سونے کے مسافر یا مقیم کو چارپائی بچھانا کیسا ہے۔

(جواب) مسجد میں چارپائی بچھانا مسافر اور مقیم دونوں کو درست ہے۔ فقط

باب: نذر اور قسم کا بیان

نذر کا پورا کرنا کب واجب ہے

(سوال) اگر کسی شخص نے نذر کی تو قبل حصول منذور کے ایفاء نذر کا واجب ہو جاتا ہے یا بعد میں۔

(جواب) قبل حصول مراد ایفاء نذر درست ہے مگر واجب نہیں ہوتا وجوب بعد حصول کے ہوتا ہے فقط۔

نذر اللہ کا کھانا کون کھا سکتے ہیں

(سوال) ایک غریب حاجت مند و بے روزگار نہایت مایوس ہے اور ایک متمول نے کہا کہ چند روپیہ واسطے نذر کے مقرر کر کے ہم کو دو ہم نذر اللہ کریں گے شخص حاجت مند نے حسب فرمایش عمال کیا اور حاجت پوری ہوگئی روپیہ مذکورہ حق مساکین ہے یا آشنایان و دوستان۔ صاحب متمول مذکور اور صاحب متمول درصورت خورد و نوش مواخذہ دار ہوئے یا نہیں۔

(جواب) نذر کا مال فقراء کو دینا واجب ہے اگر دوست آشنا مالداروں شہدوں کو دے گا تو ان کو ان کا کھانا حرام ہے اور نذر کرنے والے کے ذمہ سے ادا نہیں ہوتا۔

نذر کا کھانا نذر کرنے والا کھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال) یہ کہا کہ اگر میرا فلاں عزیز اچھا ہو جاوے تو کھانا یا جانور ذبح کر کے للہ دونگا اب یہ نذر ماننے والا خود بھی کھا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے نذر و منت کی اور جو شے ہو اس میں سے کھانا حرام ہے اور کسی غنی کو نہ دینا چاہئے نہ نذر کنندہ کے ماں باپ اور بیٹا بیٹی کو اس میں سے کھانا درست ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نذر کا روپیہ اغنیا یا اعزہ کو کھلانے کا حکم!

(سوال) ایک شخص نے نذر آٹھ آنہ کی شیرینی مسجد میں دینے کی مانی اب اس نے نصف مسجد میں دی، نصف اہل خانہ اپنے میں تقسیم کی یہ درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) مائۃ مسائل کا اٹھائیسواں مسئلہ دیکھو۔

(جواب) یہ نذر اس کے ذمہ واجب ہوگی اب آٹھ آنہ نقد یا اس کی کوئی شئے للہ فقراء کو دینی چاہئے مسجد میں اغنیا کو دینا یا اپنے گھر اپنے ماں باپ اولاد کو یا میاں بیوی کو یا ایسے لوگوں کو دینا جو غنی ہوں ہرگز کافی نہیں ہوسکتا ہے(۱) فقط۔

مسجد میں کھانا بھیجنا

(سوال) کوئی شخص کھانا پکا کر واسطے نمازیوں کے مسجد میں بھیجے اس کھانے کو مؤذن مسجد اپنا حق جان کر اوروں کو نہ دے یہ کیسا ہے کہ بعض نمازی مؤذن کو دینا چاہیں بعض خود لینا بخیال نذر و نا ذر کے پاس ثواب کس صورت میں زیادہ ہے ایک کے کھانے میں یا تقسیم میں۔

(جواب) اس کا مدار دینے والے کی نیت پر ہے جس کو دینے کی نیت ہو اور اگر وہ کھانا نذر کا ہے تو فقراء کو جائز اغنیاء کو حرام فقط۔

کسی کے نام پر مرغا یا بکرا ذبح کرنا

(سوال) کسی کے نام کا بکرا یا مرغا ذبح کرنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے نام پر ہو حرام ہے عمرو کہتا ہے کہ جو ذبح کے وقت اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جاوے تو حرام ہو جاتا ہے اور وقت میں نام لینے سے حرام نہیں ہوتا ہے اگر غیر وقت میں نام لینے سے حرام ہو جایا کرے تو سب بیل بکری حرام ذبح ہوتے ہیں اس لئے کہ جو کوئی بکرا پالتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا بکرا اس پر بھی اللہ کے سوا غیر کا نام آ گیا اس کا جواب صحیح کس طرح پر ہے۔

(جواب) جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اس ہی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے اور جانور حرام ہی رہتا ہے ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکرا کہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم و قربت کا کہنا حرام ہے اگر یہ نیت ہو کہ اس کا ثواب بوجہ اللہ کسی کو پہنچے اس میں کچھ حرج نہیں تعظیم غیر پر ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ مالک ہونے سے کسی بشر کے دونوں میں فرق ہے فقط۔

ناجائز اشیاء بیچ کر نذر اللہ کرنا

(سوال) ایک شخص زمانہ سابق میں تعزیہ بناتا تھا پھر اس نے تعزیہ بنانے سے توبہ کی اور اس کے

---

(۱) لمئہ مسائل میں تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔

متعلق جو ڈھول تاشے اور طبل وغیرہ تھے اس کو تعزیہ داروں کے ہاتھ فروخت کر کے اس کی قیمت سے اللہ کے نام کی نذر کی تو اس نذر و نیاز کا کھانا درست ہے یا نہیں اور ایسے مال کی نیاز شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسی نذر و نیاز سے امید ثواب رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) جس شئے سے گناہ کرتے ہوں اس کی بیع حرام ہے اور ڈھول تاشا معصیت کا آلہ ہے اس کی بیع بھی حرام ہے اور قیمت اس کی بھی حرام اس سے نذر و نیاز بھی کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا کھانا بھی مکروہ تحریمہ ہے اور توقع ثواب بھی ایسے کھلانے کا گناہ اور اندیشہ کفر ہے مگر کفر نہیں کہہ سکتے واجب تھا کہ آلات کو توڑ کر جلا دیتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ کے سوا کسی کی نذر کرنا

(سوال) کسی بزرگ اور ولی کی زیارت کو جانا اور مدد و حاجت روائی میں چاہنا اور نذر کرنی کہ اگر یہ کار و حاجت میری برآوے گی تو دس ۱۰ روپیہ مثلاً خیرات و صدقہ کروں گا روا ہے یا نہیں۔

(جواب) زیارت بزرگوں کی درست ہے مگر بطریق سنت ہمارے اور مدد مانگنا(۱) اولیاء سے حرام ہے مدد حق تعالیٰ سے مانگنی چاہئے سوائے حق تعالیٰ کے کوئی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے اور یہ نذر کرنا کہ اگر حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے تو دس ۱۰ روپیہ حق تعالیٰ کے نام پر صدقہ کروں گا درست ہے اور جو یوں کہے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو ولی کے نام دس ۱۰ روپیہ دوں گا تو یہ نذر حرام اور ناجائز ہے کیونکہ نذر عبادت ہوتی ہے اور عبادت سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی درست نہیں۔ ہاں اگر یوں کہے کہ اگر حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے تو دس ۱۰ روپیہ کا ثواب حق تعالیٰ کے واسطے فلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو مضائقہ نہیں کہ اس میں نذر غیر اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے ثواب پہنچانا ہے نذر حق تعالیٰ ہی کی ہے۔

---

(۱) ابو حامد غزالیؒ احیاء میں فرماتے ہیں کہ دیکھا جاتا ہے کہ قبروں کا چومنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے اور زعفرانی نے فرمایا کہ قبر پر ہاتھ رکھنا اور اس کو چھونا اور اس کو چومنا ان بدعتوں میں سے ہے جو منکر ہیں شرعاً اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر رکھے ہوئے ہے تو انہوں نے اس کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم اس بات کو نہیں جانتے تھے اور امام مالکؒ و شافعی و احمد رحمہم اللہ نے ان باتوں کو برا کہا ہے اور مناویؒ نے شرح جامع صغیر میں کہا ہے کہ قبر کو نہ چھوا جائے اور نہ اس کو چومے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے اور مضمرات میں کہا ہے کہ قبروں کو نہ چوما جائے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عبادت ہے اور تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ قبروں کو نہ چوما جائے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے اور فتاویٰ کبریٰ اور مفید المستفید میں ہے کہ قبروں کو نہ چوما جائے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے۔ (صواعق الٰہیہ)

ملفوظ

اگر کسی نے نذر کی تو اس کے پورا کرنے کے لئے اس پر جبر

جس شخص نے التزم فی جوڑہ ایک فلوس کا کیا ہے وہ اس کا محض احسان وصدقہ ہے اس پر جبر نہیں اگر فی الحال اس نے انکار کر دیا خیرات وصدقہ ترک کیا اس میں جبر نہیں ہوسکتا اور اگر اس نے نذر کرلی ہے تاہم ادا نذر پر کسی کو جبر نہیں پہنچتا۔

کتاب: شکار اور ذبح کے مسائل

دریائی جانور ادو بلاؤ کے انڈے

(سوال) ایک جانور دریائی ادو بلاؤ ہوتا ہے اس کے انڈے خوشبو دار ہوتے ہیں اور مشک کے مشابہ ان کا استعمال درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ جانور دریائی ہے تو اس کے اجزاء پاک ہیں۔(۱) فقط

جھینگوں کا کھانا

(سوال) جگری اور جھینگوں کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جھینگا خشکی کی حشرات میں ہے حرام ہے اور دریائی غیر ماہی کا ہے سوائے ماہی کے سب دریائی جانور حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ناجائز ہیں اور جگری کو بندہ نہیں جانتا کیا شے ہے۔ فقط

خرگوش کا حکم

(سوال) خرگوش دو قسم کے ہیں دونوں قسم کے گوشت کھانا درست ہیں یا نہیں بعض کے کان بلی کی طرح کے ہیں اور بعض کے بکری کی طرح فقط۔

(جواب) خرگوش دونوں قسم کے مباح ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بگلے کا حکم

(سوال) بگلا حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) بگلا حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں یہ تفصیل دریائی جانور غیر ماہی کی حلت وطہارت مرقوم ہے اور اصل دلیل پر احل لکم صید البحر تمہارے لئے دریائی شکار حلال ہے آیت ۱۲۔

اوجھڑی کا کھانا

(سوال) اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

(جواب) اوجھڑی کا کھانا حلال ہے۔

اوجھڑی یعنی آنت یا جگری کھانا

(سوال) اوجھڑی یعنی آنت اور اس کو جگری بھی کہتے ہیں کہ پیٹ میں ہوتی ہے اور اس میں پیشاب وگوبر رہتا ہے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اوجھڑی کھانی درست ہے۔ فقط

اوجھڑی اور کھیری کا کھانا

(سوال) گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔ فقط

حلال جانور کی حرام اشیاء

(سوال) حلال جانور کے گوشت مثل بکری وگاؤ وطیور وغیرہ میں کون کون چیز حلال ہے کون کون حرام ہے۔

(جواب) سات چیزیں حلال جانور کی کھانی منع ہیں ذکر، فرج مادہ، مثانہ، غدود حرام مغز۔ پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے۔ خصیہ، پتہ مراد جو کلیجی میں تلخ پانی کا ظرف ہے۔ اور خون سائل قطعی حرام ہے۔(۱) باقی سب اشیاء کو حلال لکھا ہے۔ مگر بعض روایات میں گردے کی کراہت لکھتے ہیں۔ اور کراہت تنزیہہ پر عمل کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملفوظات

بوم کی حلت

۱۔ بوم حلال نہیں ہے اور جن فقہاء نے اس کو حلال لکھا ہے ان کو اس کے حال کی خبر نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ۔

---

(۱) بہتا خون ۱۲۔

ہندو اور کافر کے گھر کی شئی کی حلت وحرمت اور ذبیحہ کے متعلق اس کا قول۔

۲۔ ہندو کی اور کافر کے گھر کی شے اگر بظن غالب حلال ہے تو کھانا اس کا درست ہے مگر قول حل وحرمت میں کافر کا معتبر نہیں تو ذبیحہ میں قول کافر کہ ذبح کردہ مسلم ہے لغو ہوا اور اس کے گھر کے طعام میں جو بظن غالب ویقین حلال ہے حلت ہوئی نہ بقول کافر بلکہ بعلم خود اگر ذبیحہ میں بھی یہی کیفیت پیش آوے کہ وہ کافر کچھ نہیں کہتا بلکہ مسلمان اپنے علم وتحقیق پر ذبیحہ مسلم جانتا ہے تو حلال ہوتا ہے تو پس فرق واضح ہے کہ مسئلہ کی بناء قول کافر کے غیر معتبر ہونے میں ہے اور بس فقط ورنہ کفار کے گھر کا گوشت خود فخر عالم علیہ السلام نے بھی کھایا تھا۔ فقط والسلام

کتاب: قربانی اور عقیقہ کے مسائل

قربانی کب واجب ہوتی ہے

(سوال) مسئلہ جس شخص کے پاس بغیر زمین زیور وغیرہ نصاب زکوٰۃ نہ ہو قربانی اس کے حق میں واجب ہے یا مستحب۔

(جواب) اگر کسی کے پاس زمین اس قدر ہے کہ سال بھر روٹی اس کی اور اس کے عیال کی اس سے چلتی ہو اور بقدر پچاس روپیہ کے پھر بھی ہوں تو ان دونوں پر قربانی واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قربانی کا جانور کس عمر کا ہو

(سوال) قربانی اور عقیقہ کے بکری یا بھیڑ کا بچہ فربہ چھ ماہ یا سات ماہ کا قربانی کرنی درست ہے یا نہیں

(جواب) بکری سال سے کم کی درست نہیں مگر بھیڑ، دنبہ چھ مہینہ کا اگر خوب فربہ ہو تو درست ہے۔

میت کی طرف سے قربانی کرنے پر گوشت کی تقسیم کیسے ہو!

(سوال) قربانی اگر میت کی طرف سے کی جاوے بموجب اس کی وصیت کے یا بغیر وصیت کے اس گوشت کو اپنے صرف میں لانا اور اقرباء کو تقسیم کرنا چاہئے یا صرف فقراء اور مساکین کو ہی تقسیم کر دینا چاہئے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قربانی کرے تو اس میں سے اپنے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) قربانی کسی میت کی طرف سے یا فخر عالم علیہ السلام کی طرف سے یا کسی شیخ ومقرب کی طرف سے کرنا درست ہے مگر جو بوصیت ہو اس کا گوشت سب کا سب فقراء کو تقسیم کرنا لازم ہے اور جو خود اپنی طرف سے کرتا ہے اس کا حال مثل اپنی قربانی کے ہے خود کھاوے چاہے ہدیہ

دیوے چاہے مساکین کو دیوے فقط کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

میت کی طرف سے قربانی کرنا اس کا گوشت کھانا

(سوال) میت کی طرف سے قربانی کرنے میں خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) میت کی طرف سے بغیر اس کی وصیت کے اپنے پاس سے بطور تنفل جو قربانی کی جاوے اس میں سے جس قدر کھاوے یا کسی کو دے درست ہے اور جو قربانی نذر مان کر کی جاوے اس سے کھانا نادرست ہے۔ فقط

قربانی کی کھال کے دام مسجد میں صرف کرنا یا مؤذن کو دینا

(سوال) قربانی کی کھال کے دام مسجد کے صرف میں جیسا کہ پانی بھروانا پانی گرم کرنا یا ڈول، رسی لینا جائز ہے یا نہیں یا اس کی قیمت مؤذن کو دینا اس لئے کہ مؤذن کہتا ہے کہ میرا حق ہے اگر مؤذن کو نہ دے تو خفا ہوتا ہے مؤذن کو ہی حق جان کر دیا جاوے یا اور مساکین کو دیا جاوے۔

(جواب) قربانی کی کھال اجرت میں مؤذن کو دینی جائز نہیں اور نہ اس کی قیمت قربانی کی کھال کی قیمت فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور کسی جگہ صرف جائز نہیں فقط۔

قربانی کی کھال مہتمم مدرسہ کو دینا

(سوال) اگر قربانی والے مہتمم مدرسہ کو کھالوں کا مالک بنا دیویں پھر وہ تنخواہ مدرسین میں یہ روپیہ دے دے یا نہیں اور مدرس کو لینا کیسا ہے۔

(جواب) درست ہے۔ فقط

عقیقہ مباح ہونے کا مطلب

(سوال) عقیقہ کو مباح لکھا ہے تو اس کا اباحت سے ثواب نکلتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حضرت امام صاحب سے یہ روایت ہے کہ عقیقہ مباح ہے پس مباح میں ثواب جب ہوتا ہے کہ وہ عبادت کی نیت سے کیا جاوے پس امام صاحب کے قول سے مراد یہ ہے کہ باواجب میں ثواب ہوتا ہے وہ اس میں نہیں رہا اور سب آئمہ کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے۔

---

(۱) کتب فقہ میں اسی طرح ہے ۱۲۔

کتاب: جواز و حرمت کے مسائل

اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا

(سوال) کتاب حارق الاشرار صفحہ ۱۰۵ حاشیہ تذکیر الاخوان مجتبائی دہلی میں لکھا ہے کہ سفر کرنا واسطے زیارت بزرگان دین کے یعنی بجائے مکہ و مدینہ شریف کے جائز نہیں ہے زید کہتا ہے کہ جب کہ زیارت کرنا سنت مقرر ہوا تو سفر دور دراز کرنے میں کیا نقصان ہے قول حارق الاشرار والے کا ضعیف معلوم ہوتا ہے یہ کہنا زید کا کیسا ہے۔

(جواب) قبور بزرگان کی زیارت کو سفر کر کے جانا مختلف فیہ ہے بعض علماء درست لکھتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں نزع و تکرار نہیں چاہئے مگر ہاں عرس کے دن زیارت کو جانا حرام ہے۔

بزرگوں کے مزارات پر جانا

(سوال) اپنے گھر سے مدینہ منورہ کو یا بغداد یا گنگوہ کو یا اجمیر کو یا پیران کلیر کو خاص زیارت کے واسطے جانا جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت مدینہ منورہ کو جاوے تو مسجد نبوی کا قصد کرے زیارت شریف کا قصد کر کے نہ جاوے آیا یہ بات اس کی سچ ہے یا خلاف اور یہ لوگ کس مذاہب اور کس دین کے ہیں اور علماء سنت والجماعت کا اس میں کیا حکم ہے۔ (از احمد سعید خاں صاحب مرادآبادی)

(جواب) زیارت بزرگان کے واسطے سفر کر کے جانا علماء اہل سنت میں مختلف ہے بعض درست کہتے ہیں اور بعض ناجائز دونوں اہل سنت کے علماء ہیں مسئلہ مختلفہ ہے اس میں تکرار درست نہیں فقط اور فیصلہ بھی ہم مقلدوں سے محال ہے۔ فقط

میلوں اور بازاروں میں وعظ کرنا

(سوال) میلوں اور بازاروں میں وعظ کہنا جائز ہے یا نہیں یہ طریقہ سنت ہے یا بدعت۔

(جواب) وعظ کہنا میلے اور بازار میں درست ہے آپ کا مجامع میں جا کر اشاعت و تبلیغ کرنا ثابت ہے مگر میلے میں ایسے شخص کا جانا درست نہیں ہے کہ جس سے اور بھی میلے کی رونق اور میلے والوں کی کثرت ہو جائے۔

اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کو جانا

(سوال) زیارت قبور اولیاء پر سفر کر کے جانا سفر بشرطیکہ کوئی خلاف شرع کام نہ کرے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) محض زیارت کے لئے جانا جائز ہے اگر اس میں اختلاف ہے مگر عرس وغیرہ کے دنوں میں ہرگز نہ جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں کے میلوں میں سوداگری کے لئے جانا

(سوال) مسلمانوں کے میلوں میں جیسے پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درست نہیں۔

ملازمین سرکار کا بغرض انتظام کفار کے میلوں میں جانا

(سوال) مجمع اہل ہنود میں شریک ہونا اہل پیشہ خواہ نوکران سرکار کو جیسے آج کل بباعث انتظام سب انسپکٹران وغیرہ تماشائی محرم یا ہولی ودیوالی میں مقرر کر دیئے جاتے ہیں جائز ہے یا نہیں مکروہ تحریمی یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام فقط۔

(جواب) مجمع میلہ کفار وفساق وروافض میں جانا خواہ تجارت کی وجہ سے ہو خواہ انتظام کے واسطے ہو خواہ تماشے کے واسطے سب حرام کہ تکثیر ورونق اس میلہ کی ہوتی ہے۔

کفار کے میلوں میں بغرض تجارت جانا

(سوال) کفار کے میلوں میں مثل گنگا وہردوار وغیرہ میں جا کر مال فروخت کرنا درست ہے یا نہیں۔ اگر قرض دار ہو اور امید فروختگی مال کی ہو کہ قرض ادا ہو جائے گا تو کیا کرے۔

(جواب) ہرگز جانا درست نہیں گناہ کبیرہ ہے اگر چہ قرض دار ہو اور امید فروخت مال اور نفع کی کثیر ہو مطلقاً شرکت ایسے مواقع کی گناہ اور حرام ہے۔

میلوں اور عرسوں میں تجارت کے لئے جانا

(سوال) میلہ ہنود وعرس مسلمانوں میں جیسا ہردوار و پیران کلیر واجمیر ہے واسطے سوداگری یا

خرید نے کسی شئے کی ضرورت کے خاص وعام کو جانا کیسا ہے۔
(جواب) میلوں میں ہنود و مسلمانوں کے جانا تجارت کے واسطے بھی حرام ہے اگر چہ جو مال فروخت ہو اس میں حرمت نہیں ہوتی۔

نفع لینے کی شرعی حد

(سوال) نفع لینا شرع میں کہاں تک جائز ہے۔
(جواب) نفع جہاں تک چاہے لے لیکن کسی کو دھوکہ نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفع لینے کی شریعت میں مقررہ حد

(سوال) نفع لینے کی تحدید شرعاً تو نہیں ہے مثلاً ایک فلوس کی شئے دو فلوس کو دینے لگے اور حالانکہ اس کی دکان کے قریب دوسری دوکان پر وہی شئے ایک فلوس کو ملتی ہو تو اس صورت میں بائع کا مشتری کو خبر دار کر دینا کہ میں اتنے کو دیتا ہوں اور فلاں آدمی اتنے کو دیتا ہے ضروری ہے یا نہیں۔
(جواب) نفع کی کچھ حد نہیں مگر اس کو اطلاع دینا چاہئے۔ ورنہ دھوکا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دلالی کا مسئلہ

(سوال) ایک شخص کو بازار سے سودا خرید نے بھیجا سودا خرید نے کے بعد اس نے دوکاندار سے دلالی دستور روکن لی یہ درست ہے یا نہیں۔
(جواب) نہ دستوری دلالی روکن لے سکتا ہے۔

کمیشن کا مسئلہ

(سوال) ایک شخص نے مال منگایا ہم نے اس کو مال اپنے یہاں سے اور دوسرے دوکاندار سے خرید کر روانہ کر دیا اور اپنا نفع کمیشن لگا لیا مگر منگانے والے نے کمیشن یا نفع کی اجازت نہیں دی تھی لہذا یہ درست ہے یا نہیں۔
(جواب) اگر منگانے والے نے اس کو دکیل نہیں بنایا ہے اور اس خرید نا منظور ہے تب تو یہ شخص اپنا منافع لگا سکتا ہے اور اگر اس کو وکیل بنایا ہے کہ خرید کر بھیج دو تو نفع نہیں لے سکتا۔

دلالی کب طے کرنا چاہئے

(سوال) اگر پہلے خریدنے سے دلالی طے کرلی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔
(جواب) اگر یہ اشیاء لے گا تو اسی کے پاس بھیجی جاوے گی جس نے شئے منگوائی ہے۔فقط

مشتبہ چیز کا خریدنا

(سوال) بازار میں کوئی چیز کوئی شخص فروخت کرتا ہو اور وہ چیز روپیہ کی آٹھ آنہ پر بیچتا ہو اور گمان اس امر کا ہو کہ چوری کی نہ ہو اس کا خریدنا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) اگر اس چیز کی ملک اس شخص کی نسبت محتمل ہو اور ظن غالب اس کی صلاح کا ہو خریدنا درست ہے اور جو قابل اس کے نہیں کہ ایک چمار مفلس ہزار روپیہ کی گھڑی فروخت کرے تو نہ لیوے کہ بظاہر چوری کی ہے۔فقط

حکیم کا عطار سے حصہ لینا

(سوال) جو حکیم عطاروں سے حصہ معینہ لیتے ہیں تو عطار کافر کہتے ہیں کہ مریض سے بھی ہم قیمت نسخہ کی زیادہ لیتے ہیں ورنہ کم لیتے ہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح قیمت زیادہ لیتے ہیں تو ایسے اقرار زبانی عطار کافر سے طبیب کو حصہ چہارم عطار سے لینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) حکیم کو عطار سے لینے کی نسبت پہلے بھی لکھا گیا ہے کہ یہ نادرست ہے ہرگز لینا درست نہیں اب عطار سچ کہے تب بھی نادرست ہے اور جھوٹ بولے تب بھی نادرست ہے فقط۔

طبیب کا نذرانہ

(سوال) جو شخص کہ طبیب کو نذرانہ اس نیت سے دے کہ طبیب مریض کو مکرر سہ کرر دیکھنے آوے اور طبیب بھی قیاس سے یہ ہی سمجھ لے کہ پھر بھی بلانا اس اجرت میں چاہتا ہے اور باعلان ظاہر نہ کیا اور طبیب نے اسی وقت یہ سمجھ لیا کہ اس اجرت میں پھر نہیں آوں گا یہ نذرانہ طبیب کو لینا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) جو کچھ طبیب کو دے چکا ہے وہ بظاہر حال ایک دفعہ کی اجرت ہے۔

بے بیاہی عورت کا حمل گرانا

(سوال) ایک بے بیاہی عورت کو حمل رہ گیا اب بوجہ بے عزتی کے خفیہ کرنا اور ساقط کرنا چاہتی

ہے ایسی صورت میں علاج اسقاط کرنا اور کرانا گناہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس میں جان پڑ گئی ہے تو پھر اسقاط میں سعی کرنا بے شک سخت گناہ ہے اور بحکم قتل ہے ہرگز ایسی دوا دینا درست نہیں۔

کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور پاؤں چومنا

(سوال) کسی شخص کی تعظیم کو کھڑا ہو جانا اور پاؤں پکڑنا اور چومنا تعظیماً درست ہے یا نہیں۔

(جواب) تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے فقط۔

پیشہ وکالت

(سوال) وکیل اور آج کل کے وکیل کہ جو اپنے موکل کی ایمانداری اور سچ ہونے پر کچھ لحاظ نہیں کرتے بلکہ محض اپنا محنتانہ مقدم سمجھتے ہیں چاہے فریقین کی بے ایمانی ہو چاہے فریق ثانی کی حق تلفی ہو جھوٹی گواہی دیں اور دلوائیں صرف اپنے محنتانہ کی غرض سے جیسے کہ آج کل کے وکیل ہیں تو فرمائیے کہ ان کے یہاں کا کھانا اور ان سے محبت رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس زمانہ کی وکالت اور محنتانہ حلال نہیں۔ ان کا کھانا بھی اچھا نہیں مگر بتاویل فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی مسلمان کی عزت بچانے کے لئے جھوٹ بولنا

(سوال) اگر کوئی شخص گرفتار ہوتا ہو اور وہ گرفتاری ناحق ہو یا اس کی بے عزتی ہوتی ہو تو اس کو جھوٹ بول کر چھڑا لینا جائز ہے یا نہیں عنداللہ مواخذہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس کا بھی یہی جواب ہے اور احیاء العلوم میں ایسے مواقع پر کہ قتل مسلم ناحق ہوتا ہو اور بدون کذب کے نجات نہ ہو تو کذب کو فرض لکھ دیا گیا ہے۔

کچہری میں جھوٹ بولنا

(سوال) ایک مقدمہ امر واقعی اور سچا ہے اور قاعدہ قانون انگریزی کے خلاف ہے اس میں اپنے استیفائے حق کے واسطے اگر تھوڑا سا کذب ملایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو

تو کذب صریح بولے ورنہ احتراز رکھے فقط۔

اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کہنا یا کسی سے کہلوانا

(سوال) اپنا حق ثابت کرنے کے واسطے خود جھوٹ بولنا یا دوسروں سے جھوٹ بلوانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر راستی سے حق تلف ہوتا ہو تو تعریض سے جھوٹ بول کر احیاء حق کرنا مباح ہے مگر صریح کذب سے بچے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

برادری کے قوانین کا مسئلہ

(سوال) ایک قوم میں چند چودھری مقرر ہوئے برادری میں یہ بندوبست کیا گیا کہ جو کوئی غیر قوم کی عورت لاوے یا ایک عورت کے اوپر دوسرا نکاح کرے تو اس کے اوپر پچیس روپیہ جرمانہ ہو دیگر جو بھاجی تقسیم ہو برادرانہ جو اس کو واپس کرے سوا روپیہ جرمانہ دے جرمانہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کھانا سب کے پاس تقسیم نہ ہونے پاوے تھا جو پہلے سے بعض آدمی کھانا شروع کر دیتے تھے تو ایک طرح بدانتظامی تھی کھڑے ہو کر مانگنے لگا کرتے تھے اور بعض آدمی پہلی بیویوں کو کسی رنج کے باعث نہیں لے جاتے ہیں اس باعث سے یہ قید جرمانہ کی لگائی گئی ہے جب سے یہ قید لگی ہے برادری کا اچھا انتظام ہو گیا ہے اور جرمانہ کر کے بعد دس۱۰ یا پانچ روز کے جرمانہ واپس بھی کرا دیا ہے تو اس صورت میں جرمانہ کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں دیگر ایک جگہ بھاجی تقسیم ہوئی چند جگہ سے واپس آئی عورتوں نے واپس کر دی مردان کے موجود نہ تھے بعد ازاں ایک چودھری نے مکرر...... بھاجی بھیجی یہ بات قائم ہو چکی تھی کہ جو بھاجی دوبارہ بھیجے گا سوا روپیہ جرمانہ دے گا بعد ازاں ان چند آدمیوں کو چودھریوں نے پنچایت کے روبرو بلا کر دریافت کیا کہ تمہارے یہاں سے بھاجی کیوں واپس آئی انہوں نے حلف سے بیان کیا کہ بروقت پنچایت کے ہم موجود نہیں تھے صبح کو ہم کو خبر ہوئی باہر باہر بازار چلے گئے بعد میں بھاجی تقسیم ہوئی گھر میں انہوں نے لاعلمی سے واپس کر دی ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور بھائی اگر قصور مند تصور فرماتے ہیں تو اللہ کے واسطے ہمارا قصور معاف فرماؤ۔ آئندہ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا اس کے اوپر چودھریوں نے کچھ غور نہ فرمایا۔ عمرو نے ان کی طرف سے عرض کیا کہ بھائیو جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ خطا معاف دیتے ہیں تو بھائی بھی ان کی خطا اللہ کے واسطے معاف کر دیں تو

اس کے اوپر تمام برادری کے سامنے ایک چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ بے شک اللہ ورسول معاف کر دیتے ہیں مگر پنچ معاف نہیں کرتے ہیں عمرو یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہا اس وقت ان آدمیوں پر فی کس سوا روپیہ جرمانہ کر دیا اور جس چودھری نے دوبارہ بھاجی بھیجی تھی اس سے چشم پوشی اختیار کی تو اس صورت میں ان کو ظالم یا ناانصاف کوئی کہہ دے تو آیا جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی نے کہہ دیا تو اس پر جرمانہ کرنا یا اس کو جرمانہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ از روئے شرع شریف۔

(جواب) یہ چودھریوں کے قواعد ہی خلاف شرع ہیں اور سب لوگ اس کے قبول کرنے والے بے انصاف اور ظالم ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ھ۔

الجواب صحیح حکیم ابوالقاسم محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری عفی عنہ، الجواب صحیح ابوالحسن عفی عنہ

جواب جو حضرت مولانا مخدوم وزمان حضرت مولانا رشید احمد نے تحریر فرمایا ہے درست ہے اور یہ واضح ہو کہ ایک جماعت اہل سلام کی متفق ہو کر قواعد خلاف شرع شریف کے تجویز کرے اور برادری کا دستور العمل اس کو قرار دے نہایت مذموم ہے اور اس گناہ سے زائد ہے کہ ایک شخص اس حرکت کا مرتکب ہو اہل اسلام کا خطاوار ہونا کسی امر میں اور بات ہے اور قواعد خلاف شرع شریف ایجاد کرنا اور امر ہے سرکار نے قانون خلاف اسلام ایجاد کیا وہ جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ اسلام کی پابندی نہیں مگر اہل اسلام کی شان سے خلاف شرع قانون ایجاد کرنا بہت بعید ہے احمد علی عفی عنہ۔

فاسق کی تعریف

(سوال) فاسق کی تعریف کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ کون سا فسق ہے کہ جس کے فاعل کی اقتداء درست نہیں اور فاسق معلن کی تعریف کرنے والا گنہگار ہے یا نہیں۔

(جواب) فاسق کی تعریف درست نہیں مگر جو اس کے کسی خاص امر کی مدح کرے جو فسق سے تعلق نہیں رکھتی اور اس کے فسق کی مؤید بھی نہیں تو مضائقہ نہیں اور مطلقاً فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ فاسق کی ایسی تعریف کہ اس کے فسق کی مدح ہووے گناہ اور حرام ہے۔

کافر و فاسق کی تعریف کرنا

(سوال) کافر یا فاسق کی مدح اگر اس کی صفات حمیدہ مثل حسن خلق وصدق حیا وغیرہ کے کہ حدیث شریف میں وارد ہے الحیاء شعبة من الایمان. (۱) درست ہے یا ممنوع وحرام بوجہ

(۱) یہ ایمان کی شاخ ہے۔

حدیث شریف اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالیٰ واھتزله العرش۔(۱)
(جواب) بہ تخصیص یہ کہنا کہ فلاں شخص میں یہ صفت اچھی ہے اگرچہ وہ کافر ہے تو بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ البتہ مدح مطلق کرنا گناہ ہے کہ اس میں تعظیم فاسق کافر کی ہوتی ہے اور ہم کو حکم ان کی توہین کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فاسق وفاجر کی غیبت

(سوال) فاسق فاجر کی غیبت کرنا جائز ہے یا نہیں مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام۔
(جواب) فاسق کی غیبت بوجہ اللہ تعالیٰ اور تحذیر مسلمانوں کے واسطے درست ہے یا وہ کہ اس فعل کو ہنر جانتا ہو جیسے مرتشی رشوت کو کمال جانتے ہیں۔ فقط

مردوں کو ہنڈولے میں جھولنا

(سوال) واسطے فرحت طبع کے ہنڈولے میں جھولنا مردوں کو کیسا ہے۔
(جواب) تھوڑی سی دیر کو جھولنا مباح ہے زیادہ مشغول ناجائز ہے۔

قرآن یا قل ھو اللہ یا تبت وغیرہ نام رکھنا

(سوال) اگر زید اپنے بیٹے کا نام قرآن یا قل ھو اللہ، یا اپنی دختر کا نام تبت یا الحمد رکھ دیوے تو کچھ نقصان اس نام کے رکھنے سے ہوگا یا نہیں۔
(جواب) نام رکھنا قرآن یا اسمائے سوائے قرآن کے بھی مکروہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مغرب کے بعد سو جانا

(سوال) درمیان مغرب وعشاء کے سونا کیسا ہے۔
(جواب) اگر نماز جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو کسی طرح اس کا انتظام کر لے تو پھر مابین مغرب وعشاء سونا گناہ نہیں ہے۔

امام مسجد کا مغرب کے بعد سو جانا

(سوال) اگر امام مسجد ہر روز مغرب وعشاء کے درمیان سو جایا کرے اور اذان بھی ہو جایا کرے

---

(۱) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ میں آتا ہے اور اس کے لئے عرش حرکت کرنے لگتا ہے۔

حجرہ مسجد میں رہتا ہو اور بغیر اٹھائے نماز کو نہ آتا ہو تو یہ فعل امام کا درست ہے یا نہیں یا کہ امام کو پہلے مقتدیوں سے آ جانا مسجد میں بہتر ہے۔

(جواب) اگر سونے سے امام کے حرج مقتدیوں کا نہیں تو کچھ حرج نہیں۔

مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے سونا

(سوال) درمیان مغرب وعشاء کے سونا کیسا ہے۔

(جواب) مغرب وعشاء کے درمیان سونا درست ہے اگر جماعت عشاء فوت نہ ہو اگر اندیشہ فوت ہو تو مکروہ ہے۔

اونچا مکان بنانے کی حد

(سوال) مکان بنوانا کس قدر اونچا درست ہے زید کہتا ہے کہ چھ گز سے زیادہ مکان بنوانا نہ چاہئے۔

(جواب) قدر گز اور ضرورت سے زیادہ تعمیر ناپسند ہے۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل بناء وبال الا مالا بد منہ** یعنی جو تعمیر ہے وہ سب وبال اور خرابی ہے مگر جس قدر کہ ضروری ہو مگر پانچ چھ گز قید نہیں ہے ہر شخص کی ضرورت مختلف ہے فقط۔

انسان کے اجزاء کا استعمال کرنا

(سوال) آدمی کی ہڈی یا سر کے بال جلا کر استعمال دوا میں کرنا یعنی لیپ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) انسان کے اجزاء کا استعمال درست نہیں کہ آدمی معظم ہے اور استعمال میں اس کا ابتذال ہے۔

ضرورت کے لئے غلہ روکنا

(سوال) بیج کی نیت سے کہ وقت تخم ریزی کے فروخت کروں گا غلہ بیج کا بند کرنا کیسا ہے۔

(جواب) اپنی ضرورت کے واسطے غلہ روکنا درست ہے۔

کسی مقام کو شریف کہنا

(سوال) لفظ شریف کا سوائے حرمین کے اور جگہ کے ساتھ ضم کرنا درست ہے یا نہیں مثلاً اجمیر

شریف یا دہلی شریف لکھنا کیسا ہے۔
(جواب) سب جگہ درست ہے جہاں کچھ شرافت ہو۔

مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز کا استعمال کرنا

(سوال) زید کسی غیر وطن میں اپنے عزیزوں کے یہاں شادی میں گیا وہاں نہایت ہی معززانہ سامان تھے اور کھانے عمدہ پکے تھے مگر سامان فرش وغیرہ بلا اجازت مالک کے نوکروں سے لاکر بچھایا تھا اور دودھ وغیرہ بطریق رشوت لایا گیا تھا اور چاول وغیرہ بھی لہذا زید کو اس دعوت کا کھانا جائز ہے یا نہیں جب کہ معلوم ہو کہ جو کھانا کھاتا ہوں اس میں حلال زیادہ ہے اور حرام کم اور فرش پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) ان اشیاء کا استعمال نادرست ہے جب کہ ان کے آقا کی اجازت نہیں ہے اور ان کھانوں کا کھانا بھی نادرست ہے اور کثرت قلت کا اعتبار وہاں ہے کہ جہاں خاص کھانے کی نسبت یہ تحقیق نہ ہو کہ یہ حلال ہے یا حرام اور جب یہ بات ہے کہ اس کھانے میں دودھ مثلاً حرام کا ہے یا گھی حرام کا ہے یا مٹھائی حرام کی ہے تو وہ کھانا کسی طرح درست نہیں ہے اس میں حرام گو کتنا ہی تھوڑا ہو۔

پیتل کے بلا قلعی برتن میں کھانا

(سوال) پیتل کے برتن میں کہ جو بلا قلعی کا ہو کھانا پینا بمذہب امام ابوحنیفہؒ جائز ہے یا نہیں اور کپڑے میں چاندی سونے کے بٹن لگا کر استعمال کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) پیتل کے ظروف میں کھانا درست ہے مگر اولیٰ نہیں اور اگر مشابہت کفار ہنود سے ہو تو بسبب مشابہت کے منع ہے۔

برہمنی برتنوں میں کھانا کھانا

(سوال) ظروف برہمنی میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ فقط
(جواب) کھانا سب ظروف میں درست ہے مگر وہ ظروف کہ کافر و مشرک کا خاص ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حقہ پینا

(سوال) حقہ پینا مکروہ ہے یا مکروہ تحریمہ۔

(جواب) حقہ پینا مباح ہے مگر اس کی بدبو سے مسجد میں آنا نادرست ہے فقط واللہ اعلم۔

حقہ پینے والے کا درود شریف

(سوال) زید کہتا ہے کہ جو شخص حقہ پیوے اس کا درود قبول نہیں ہوتا صحیح ہے یا غلط ہے۔
(جواب) زید غلط کہتا ہے حقہ نوش کی نماز اور درود سب قبول ہوتا ہے البتہ اس حقہ کی بو کا ازالہ نہ کرنا اور منہ میں رکھنا مکروہ ہے۔

تمباکو کھانا۔ سونگھنا یا حقہ پینا

(سوال) حقہ پینا۔ تمباکو کا کھانا یا سونگھنا کیسا ہے حرام ہے یا مکروہ ہے تحریمہ یا مکروہ تنزیہہ ہے اور تمباکو فروش اور پیچ بند کے گھر کا کھانا کیسا ہے۔
(جواب) حقہ پینا۔ تمباکو کھانا مکروہ تنزیہہ ہے اگر بو آوے ورنہ کچھ حرج نہیں اور حقہ تمباکو فروش کا مال حلال ہے ضیافت بھی اس کے گھر کھانا درست ہے۔

حقہ نوش کا درود شریف

(سوال) حقہ نوش جو درود شریف پڑھتا ہے وہ مقبول ہے یا نہیں۔
(جواب) حقہ کی وجہ سے کوئی عبادت رد نہیں ہوتی البتہ جس وقت حقہ پینے والے کے منہ میں بدبو ہو اور درود شریف پڑھے تو گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پان میں تمباکو کھانا اور حقہ پینا

(سوال) حقہ پینا کیسا ہے اور پان میں تمباکو کھانا کیسا ہے اور حقہ پینا اور تمباکو کو کھانا دونوں مساوی ہیں یا کچھ کم و بیش ہیں۔
(جواب) حقہ پینا و تمباکو کھانا درست ہے مگر بدبو سے مسجد میں آنا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبردار کے حقوق تلف ہونا

(سوال) مسئلہ یہاں قاعدہ ہے کہ نمبردار جمع سرکاری اپنے پنہ کی سرکار میں داخل کرتا ہے اگر کوئی اپنی زمین کی باقی کا روپیہ یعنی جمع سرکار نمبردار کو نہ دیوے تو اس کا مواخذہ قیامت میں ہوگا یا نہیں
(جواب) نمبردار جب اس کی طرف سے خود سرکاری روپیہ دیتا ہے تو اس کو رکھنا درست نہیں

کیونکہ اس میں حق تلفی نمبردار کی لازم آوے گی۔فقط

حکام دریاو جنگل کا اشیاء جنگل و دریا پر محصول لگانا

(سوال) حکام دریاو جنگل کا اہتمام کریں اور اس کے مخارج پر محصول ٹھہرادیں تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جنگل پہاڑ کی اشیاء مباحہ ملک عامہ ہیں اس پر محصول لگانا حاکم کا ظلم ہے حرام واللہ اعلم . والحطب ان کان فی غیر ملک فلا باس به ولا یضر نسبتالی قریة او جماعة مالم یعلم ان ذلک ملک لهم .(۱) ردالمحتار واللہ تعالیٰ اعلم۔

پولیس کا باغ بہاری کو لوٹنا

(سوال) پولیس کے ملازمان ہنود کی برات میں باغ بہاری لوٹنے پر متعین ہوتے ہیں ان کو وہاں جانا اور لوٹنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جب ایسے کام میں حسب ضرورت انتظام سرکار شرکت ہو جاوے اس پر گناہ نہیں ہے اور جس شئے کے لوٹنے کی سرکار سے اور مالک کی طرف سے اجازت ہے اس کا لوٹنا درست ہے فقط۔

ریل میں بلا اجازت سامان زیادہ لے جانا

(سوال) ریل میں بلا اجازت زیادہ اسباب رکھ لینا درست ہے یا نہیں علیٰ ہذا چنگی سے چھپا کر مال لے جانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) سامان اجازت سے زیادہ لے جانا درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقدمہ میں سچی گواہی کو چھپانا

ایک شخص نے اپنے مقدمہ میں شاہد گردانا اس نے اس وجہ سے شہادت سے انکار کیا کہ آج کل کچہریوں میں وکلاء لوگ شاہدوں سے جرح اور قدح کے سوال کر کے اپنی تیز بیانی سے شاہدوں پر شہادت کو مختلط اور متلبس کرتے ہیں اس وقت اس کو تمیز حق باطل میں نہیں رہتی ہے

---

(۱) لکڑی اگر غیر ملک میں ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور کسی گاؤں میں یا جماعت کی طرف نسبت کوئی نقصان نہیں کرتی ہے جب تک یہ نہ جانے کہ یہ ان کی ملک ہے۔

اور اس مقدمہ میں اس شاہد کے سوا اور بھی بہت سے شاہد ہیں مگر یہ شخص احتیاطاً ادائے شہادت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کچہری میں شاہد نہیں بن سکتا مجھ کو وکلاء کے سوال و جواب کی طاقت نہیں سو اس صورت میں یہ شخص مرتکب کتمان شہادت کا تو نہیں علی ہذا القیاس ایک عالم اختلاف مسائل کی وجہ سے فتویٰ پر مہر نہیں کرتا یہ گنہگار تو نہیں۔

(جواب) درصورتیکہ اس مقدمہ کے شاہد موجود ہیں تو یہ شخص کاتم حق نہ ہوگا البتہ اگر احیاء حق اس کی ہی شہادت پر موقوف ہو تو اس وقت حق بات کہنی اور جرح وقدح وکلاء پر نظر نہ کرنا ضروری ہے اس وقت میں ہو سکتا ہے ایسا ہی حال عالم کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بزرگوں کو قبلہ وکعبہ وغیرہ لکھنا

(سوال) قبلہ وکعبہ یا قبلۂ دارین وکعبہ کونین یا قبلہ دینی وکعبہ دنیوی یا قبلہ آمال وحاجات وقبلۂ رسالت یا قبلۂ صوری وکعبۂ معنوی یا دیگر مثل ان الفاظ کے القاب آداب میں والد یا عموی کو یا اخوی کو کعبہ دنیوی تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں، حرام ہے یا نہیں مکروہ ہے یا تحریمی یا تنزیہی معہ عبارت ودلائل تفصیل ارقام فرمادیں۔

(جواب) ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے لکھنے مکروہ تحریمی ہیں لقولہ علیہ السلام لا تنظرونی (الحدیث) (۱) جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وعدہ کو پورا نہ کرنا

(سوال) ایفائے وعدہ نہ کرنا کیسا ہے اس مسئلہ کو بہ ثبوت حدیث شریف اور فقہ کے زیب قلم فرما کر بہت جلد مرحمت فرمادیں اور کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جاوے۔ فقط

(جواب) ایفائے وعدہ ضرور ہے اگر عذر سے وفا نہ ہو تو معاف ہے اور جو وعدہ کے وقت سے ہی ارادہ عدم ایفاء کا ہے تو مکروہ تحریمہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خط میں القاب قبلہ وکعبہ کا لکھنا

(سوال) خط میں القاب قبلہ وکعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے۔

---

(۱) میرے لئے زیادہ بڑائی کے الفاظ نہ استعمال کرو۔ ۱۲ بخاری ومسلم۔

معافی طلب کرنے والے کو معاف نہ کرنا

(سوال) اگر زید بکر کو یہ بہتان لگادے اور انبوہ کثیر میں یہ کہتا پھرے کہ مجھ کو بکر نے ایسے الفاظ کہے ہیں کہ میں باعث شرم کے نہیں کرسکتا ہوں اور بکر زید سے دریافت کرے کہ اگر میں نے کوئی کلمہ ناشائستہ ایسا کہا ہو تو مجھ کو مطلع کرو تاکہ میں معافی ساتھ توبہ کے چاہوں مگر زید باعث کسی وجہ معقول یا غیر معقول کے نہ کہے تو اس صورت میں خطاوار کون ہے۔

(جواب) اگر معافی چاہنے والے کو معاف نہ کرے تو یہ معاف نہ کرنے والا خاطی ہے۔

وعظ کے بعد واعظ سے مصافحہ

(سوال) واعظ سے بعد وعظ کے مصافحہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) واعظ سے بعد وعظ کے مصافحہ کرنا جائز ہے مگر اس کا التزام کرنا اور ضروری سمجھنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شادی میں نکاح کے وقت کھجور لٹانا

(سوال) شادی میں وقت نکاح کے خرموں کا لٹانا اور لوٹنا جائز ہے یا نہیں اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو کہ مؤید لوٹنے چھوہاروں کی ہے معتمد ہے یا نہیں اور فقہاء کا اس میں کیا مذہب ہے ارقام فرمایئے۔

(جواب) ایسے جزئی عمل کو کرنا کچھ ضروری نہیں اگرچہ ایسا لوٹنا درست ہو مگر یہ روایت چنداں معتمد نہیں اور اس کے فعل سے اکثر چوٹ آجاتی ہے اگر مسجد میں نکاح ہو تو بے تعظیمی مسجد کی بھی ہوتی ہے۔ لہذا حدیث ضعیف پر عمل کر کے موجب اذیت مسلم کا ہونا ہے اور مسجد کی شان کے خلاف فعل ہونا مناسب نہیں اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف لکھا ہے فقط واللہ اعلم۔

نکاح کے وقت کھجور لٹانا

(سوال) بروقت نکاح چھوارے لٹانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) چھوارے لٹانے وقت نکاح کے مباح ہیں مگر اس وقت میں نہ چاہئے کہ تکلیف ہوتی ہے حاضرین کو۔

رسم بسم اللہ کا مسئلہ

(سوال) ابتدائے مکتب میں بسم اللہ بچوں کی خاص چار سال اور چار ماہ اور چار ہی روز میں کرنا ثابت اور جائز ہے یا نہیں اور رسول اللہ ﷺ کا سن شریف ابتداء انشراح صدر کیا تھا۔ ارقام فرماویں۔

(جواب) ابتداء مکتب کی کوئی قید نہیں اور شرح صدر اول چار سال کی عمر میں تھا فقط واللہ اعلم۔

بچوں کی سالگرہ منانا

(سوال) بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنا جائز ہے یا نہیں۔(۱)

(جواب) سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا اور بعد سال کے کھانا بوجہ اللہ تعالیٰ کھلانا بھی درست ہے۔

ڈوم کے گھر کا کھانا

(سوال) ڈوم وغیرہ کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ڈوم وغیرہ کے گھر کی دعوت بھی درست نہیں ہے فقط۔

طلبہ کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا

(سوال) طلبہ کا کھانا جو کسی جگہ مقرر رہتا ہے اور وہ وہاں سے لاتے ہیں صاحب نصاب کو وہ کھانا بحسب رغبت طلبہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلبہ کا کھانا جو مقرر رہتا ہے اگر وہ واجب مثل کفارہ اور عشر اور نذر اور زکوٰۃ نہیں ہے تو طلبہ کے ساتھ ان کی اجازت سے غنی بھی کھا سکتا ہے اور اگر ان میں سے کسی میں کھانا مقرر ہوا ہے تو جب وہ طالب علم کسی کو مالک بنادے اس وقت غنی اس کھانے کو کھا سکتا ہے صرف ساتھ کھلانے سے کھانا اس کا درست نہیں ہے فقط۔

شادی کے پہلے کا کھانا کھانا

(سوال) شادی سے پہلے کھانا کرنا جیسا رواج ہے اور اس کو چوٹی کا کھانا کہتے ہیں کیسا ہے اور اس کھانے کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) کھانا کھلانا۔

(جواب) خوشی میں عزیزوں دوستوں کو کھانا کھلانا درست ہے جب تک فخر و ریاء نہ ہو اور نہ اس کو رسم واجب جیسی جانے۔

گانے والے کی دعوت

(سوال) مولوی عبدالحئ صاحب اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ مغنیہ کی دعوت جب قبول کرے اور کھاوے جب کہ اس نے قرض لے کر وہ مال تیار کیا ہو خواہ پھر وہ رنڈی اپنے کسب حرام سے وہ قرض ادا کرے تو حضور فرمادیں کہ ڈوم رنڈی وغیرہ کا مال لے کر اپنے قرض دار کو دے دینا یا وہ قرض لے کر ہی دے اور پھر وہ مال اسے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کوئی شخص قرض لے کر کسی کار خیر میں لگادے یا کسی کو صدقہ اور ہدیہ دے، کر وہ کام بھی ہو جاوے اور اس موہوب لہ، کو یہ صدقہ اور ہدیہ بھی لینا درست ہے مگر جب واہب مدیون اپنا قرض حرام مال سے ادا کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا اور اصل مالک کا دیندار رہے گا اور ایسے ہی یہ حرام مال کا قرضہ میں لینے والا بھی اگر مسلمان ہے تو سخت گنہگار رہے گا۔ فقط اللہ علم۔

نعت یا حمد کے اشعار بلند آواز سے پڑھنا

(سوال) نعت یا حمد کے غزل عاشقانہ کو جس میں کوئی کذب اور لغو نہ ہو بلند آواز سے کہ جس میں نشیب فراز بھی ہو طبعی یا کسبی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے اشعار کا پڑھنا بحسن صوت درست ہے اگر اس سے کوئی مفسدہ پیدا نہ ہو فقط۔

بغیر باجے کے راگ وغیرہ سننا

(سوال) سمع اور غنا اور راگ یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں یا غیر اور یہ تینوں چیزیں بلا مزامیر کے سننا جائز ہیں یا نہیں درآنحالیکہ گانے والا انکا موافق قواعد موسیقی کے گاوے۔

(جواب) یہ ہر سہ الفاظ ایک معنی رکھتے ہیں بلا مزامیر راگ کا سننا جائز ہے اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور وہ مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور موافق موسیقی کے ہونا کچھ حرج نہیں۔

راگ کے مسئلے

(سوال) راگ کس کو کہتے ہیں اور مکروہ ہے یا حرام اگر اشعار مثل مولانا جامی و مولانا نظامی و مولانا سعدی و مولانا روم رحمہم اللہ وغیرہ کے پڑھے جاویں تو کس طور سے راگ میں ہو جاویں اور

کس طور پر بلا راگ۔ ارقام فرماویں۔
(جواب) راگ کہتے ہیں اچھی آواز کے ساتھ کچھ کہنے کو خواہ شعر ہو جامی و نظامی وغیر ہما علیہم الرحمۃ کا خواہ اور کوئی کلام ہو۔ یہ ترجمہ غناء کا ہے اردو میں اور لوگوں کے نزدیک راگ جب ہوتا ہے کہ آواز کو بے موقعہ گھٹا بڑھا کر کچھ کہیں سو اس طرح کہ لفظ اپنے موقعہ پر رہیں اور خوش صورت ہو قرآن وحدیث کا بھی پڑھنا درست ہے بلکہ مستحب ہے اور ایسا کہ لفظ کم زیادہ کھینچے جاویں درست نہیں مگر اشعار میں کچھ حرج نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چنگ ورباب وساز کا مسئلہ

(سوال) مزامیر معازف کی حرمت عام خاص تمام کے حق میں ہے یا لاابلہ حلال ولغیرہ حرام قول مشہور درست ہے اگر کسی شخص کو بجز محبوب حقیقی کے اور کسی شئے سے محبت نہ ہو اور اس کو مزامیر ومعازف سے ترقی حالت کرنا ہو قضاءً تو ظاہر جائز نہیں ہوسکتا مگر دیانۃً بھی جائز ہے یا نہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے سنا ہے اس مسئلہ کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں یہ نہیں کہ لوگوں سے اس کی تشہیر کی جاوے میرا گمان یہ ہے کہ شاید ایسے شخص کو کسی وقت کسی حالت خاص میں رخصت ہو حاشاء وکلا اپنے گمان کو صحیح نہیں سمجھتا۔
(جواب) سب خاص وعام کو حرام ہے کسی کو حلال نہیں ایسی حالت میں بھی ہرگز جائز نہیں اور نہ بزرگوں نے سنا مگر بشریت سے اگر سنا تو وہ نہ معصوم تھے نہ انکے قول کی حجت ہے شریعت اور طریقت میں۔

ڈومنیوں کو بیاہ میں گوانا

(سوال) ڈومنیوں سے بیاہ میں گوانا بشرطیکہ خلاف شرع نہ گاویں درست ہے یا نہیں۔
(جواب) عورتوں کے مجمع میں اگر عورتوں کا گانا موجب فتنہ کا نہ ہو تو درست ہے ورنہ ناجائز ہے مگر فقہاء کو چونکہ فتنہ کا ہونا اکثر معلوم ہوا ہے وہ مطلقاً منع فرماتے ہیں اور مناسب بھی یہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عیدین میں بانسری تاشہ باجا وغیرہ بجانا

(سوال) بروز عیدین تاشا باجا یا فوج پیدل خواہ سوار سلاح بند اپنے ہمراہ لے کر نماز عیدگاہ میں

جانا جیسا ریاست رامپور وغیرہ میں دستور ہے خصوصاً ریاست گوالیار میں کہ والی اس ریاست کا اہل ہنود ہے اور وہاں تاشہ وغیرہ بھی اسی کی طرف سے مقرر ہے اور اگر ان کا تہوار ہوتا ہے تو بڑی شان وشوکت سے اپنے بتوں کو نکالتے ہیں تو یہ امر برائے شوکت دین اسلام جائز ہے یا نہیں مکروہ ہے تحریمی تا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام اور اگر نہیں کرتے ہیں تو اہل ہنود کی آنکھوں میں حقیر ہوتے ہیں اور وہ لوگ حقیر جاننے لگتے ہیں۔

(جواب) معازف ومزامیر سب حرام ہیں چنانچہ حدیث وفقہ اس سے مملو ہے پس عید کے تزک میں حرام ہی ہوویں گے البتہ فوج پیدل وسوار سلاح بند کا جانا مباح ہے شوکت اسلام اس سے کافی ہے ڈھول تاشہ سے شوکت نہیں ہوتی اور نہ ترک محرکات شرعی سے کچھ حرج ہوتا ہے۔

ہندوؤں کے تہوار میں خوشی کے گیت گانا

(سوال) ہندوؤں کے لڑکوں کو ان کے تہوار ہولی یا دیوالی میں بطور عیدی ان کے تہوار کی تعریف میں کچھ اشعار بنا کر جس طور کہ میانجی لوگ پڑھا کرتے ہیں پڑھنا درست ہے یا منع ہے۔

(جواب) یہ درست نہیں۔

آواز لگا کر چند لوگوں کا مناجات پڑھنا

(سوال) باہم آواز ملا کر چند آدمیوں کو خدا کی یا حضرت کی شان میں غزلیں پڑھنا درست ہے یا منع ہے۔

(جواب) اس طریق سے مناجات یا مدح پڑھنا بشرطیکہ کوئی فتنہ کا خوف نہ ہو نہ قید کسی وقت خاص کی ہو نہ مضمون خلاف شرع ہو نہ کسی دوسرے کی نماز یا ذکر میں حرج ہوتا ہو نہ پڑھنے والے کی نماز قضا ہو جانے یا جماعت رہ جانے کا خوف ہو الغرض تمام مفاسد شرعیہ سے خالی ہو تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرام مال سے بنائے ہوئے مکان میں رہنا

(سوال) مولانا اس جگہ مکان کی نہایت درجہ تکلیف ہے چھپر کے مکانات اکثر ہیں آج کل موسم بارش میں کمال تکلیف ہے کتابیں وجامہائے پوشیدنی ضائع ہونے کا اندیشہ قوی ہے اس نظر سے ایک مکان تعمیر شدہ طوائف میں چند روز سے قیام کیا ہے پس سکونت واذکار واشغال

تلاوت قرآن مجید ونماز نفل وغیرہ اس مکان پر حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی اور طعام طوائف اور قیام وسکون مکان تعمیر شدہ طوائف مساوی ہیں گناہ وحرمت میں یا فرق ہے۔
(جواب) جو مکان حرام مال سے بنایا گیا اس کا قیام وسکونت بھی مکروہ تحریمہ بلکہ حرام ہووے گا جیسا طعام خریدہ از حرام کا حال ہے کچھ فرق نہیں۔

حرام مال سے کنواں بنوانا

(سوال) اگر طوائف مال حرام سے چاہ پختہ یا خام بنوادیے تو اس کا پانی پینا اور وضو وغسل کرنا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اس کنویں سے وضو غسل کرنا باعتبار فتویٰ درست ہے اور باعتبار تقویٰ نادرست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرام مال والے کا ہدیہ قبول کرنا

(سوال) جس شخص کے ہاں مال حلال وحرام ہر قسم کا ہو تو اس کے یہاں سے ہدیہ وغیرہ اگر لیوے یا روپیہ پیسہ بطور اجرت تو اس سے گیرندہ کو استفسار واجب ہے۔ اس پر عمل کرنا لائق ہے۔
(جواب) استفسار کرلیوے مہمل نہ چھوڑے یہ تجسس نہیں بلکہ تحقیق ہے فقط۔

حرام مال سے بنا ہوا مکان خریدنا

(سوال) نیز مکان مذکور کسی حیلہ شرعی سے خریدنا یا مستعار یا کرایہ پر لینا درست ہے یا نہیں ارادہ احقر ہے کہ اہل وعیال کو بلا کر اس میں قیام کیا جاوے بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔
(جواب) اس کا کچھ حیلہ مجھ کو معلوم نہیں جو لکھوں۔

حرام میراث

(سوال) اگر ورثاء کو بعد انتقال مورث کے علم ہوا کہ فلاں شئے ہماری میراث ہمارے مورث نے حرام طور سے حاصل کی تھی اب ان کے حق میں حلال ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(جواب) ورثہ حرام ہے صدقہ کریں یا معلوم ہو تو مالک کو دیویں واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرام پیشے والے کی دعوت قبول کرنا

(سوال) جن کے پیشے حرام ہیں اگر قرض لے کر کسی کو کھانا کھلادے یا اور کوئی امر خیر کرے تو

ثواب حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور کھانا اس کا حرام ہے یا مکروہ وغیرہ۔
(جواب) اس حیلہ کو بعض کتب میں جائز لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں۔

حرام آمدنی والے کا ہدیہ

(سوال) ایک شخص مواضعات کا حوالدار ہے تنخواہ تین روپیہ ماہوار ہے اور خرچ چھ روپیہ ماہوار کا دوسرے شخص کو چار روپیہ ماہوار آمدنی اور خرچ پانچ روپیہ ماہوار تو خرچ زائد جو علاوہ تنخواہ سے ہے یہ آمدنی ناجائز سے ہے کہ جس میں کچھ آمدنی باجازت مالک ہے اور کچھ بلا اجازت اور سب روپیہ مشترکہ خرچ ہوتا ہے کچھ تمیز نہیں کہ کون سا روپیہ آمدنی جائز کا ہے اور کون سا ناجائز کا تو ایسے شخص کا روپیہ مسجد میں لگانا یا حق اجرت میں لینا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) جس کا غالب مال حلال ہے اس کے مال میں سے لے لینا درست ہے اور جس کا غالب مال حرام ہے اس میں سے لینا نادرست ہے اور جس کا مال جس قدر حلال ہے اسی قدر حرام بھی ہے اس کا مال نہ لینا چاہے مگر یہ سب اس وقت تک ہے کہ جب خاص اس شئے کا حال معلوم ہو جو اس نے دی ہے اور اگر جو شئے اس نے دی ہے وہ معلوم ہو کہ مال حرام سے ہے تو اس کا لینا کسی حال بھی درست نہیں ہے اگرچہ دہندہ کا اور سب مال حلال کی کمائی کا ہو فقط۔

سود کی آمدنی والے کا ہدیہ

(سوال) ایک شخص کا دارومدار بسر اوقات کا آمدنی سود پر ہے اگر ایسے شخص کے یہاں سے کچھ ہدیہ وغیرہ آوے تو لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر لے لیا اور واپس بھی نہ ہو سکے تو کس کو اس مال کا لینا درست ہے۔
(جواب) ذکر جہر سے اگر ریا پیدا ہوتا ہو تو اس کے رفع کے واسطے لاحول بکثرت پڑھا کریں مگر اس کے لئے ترک جہر مناسب نہیں ہے البتہ عذر مرض کی وجہ سے تا زوال مرض ترک رکھنا اور اخفا پر اکتفا کرنا مناسب ہے جس شخص کی کل آمدنی حرام طریقہ سے نہیں اس کی ضیافت و ہدیہ لینا درست نہیں ہے مگر جب تحقیق ہو جاوے کہ یہ شئے خاص حرام کمائی سے نہیں ہے اگر لے لیا اور اب کوئی صورت اس کی واپسی کی نہیں ہے تو فقراء پر صدقہ کر دے فقط۔

---

(۱) تجس نہ کیا کرو (حکم قرآن ہے)

تھانیدار کا ہدیہ

(سوال) جو تھانیدار وغیرہ مرتشی ہو اور وہ کوئی ہدیہ دے یا کوئی چیز فرمائش دے اور وہ چیز ظلم سے نہ ہو بلکہ بباعث ان کی حکومت وافسری کے ہو کیونکہ ہر ایک شخص کو ان کا لحاظ ہوتا ہے ان کا فرمان پورا کرتے ہیں تو ایسے شخصوں کے یہاں کا مال لینا کیسا ہے یا یہ کہ جو کچھ وہ دیں اس کی تحقیق کرنا چاہئے یا بلا تحقیق ہی استعمال کرے یا یہ کہ ایسا شخص دعوت کرے اور یہ ظاہر کرے کہ گوشت ان کے یہاں بازار کے نرخ عام سے دو۲ پیسے کم کو آتا ہے تو ان کی دعوت کھاویں یا نہیں۔

(جواب) یہی حکم تھانیدار کی کمائی کا ہے کہ اگر خاص اس شئے کا حال نہ معلوم ہو تو اعتبار اکثر کا ہے اور جب وہ نرخ کم لگاتے ہیں تو اس شئے کا کھانا درست نہیں ہے۔ فقط

دوا میں شراب کا استعمال

(سوال) اگر کسی قسم کی شراب استعمال میں دوا کے کی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) شراب کا استعمال حرام ہے اور کسی قسم کی شراب کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

حرام کسب والے کا ہدیہ

(سوال) کسب حرام کرنے والے نے بطور ہدیہ کچھ دیا اگر اس کی نارضگی کے باعث لے لیوے تو اس کا کیا کرے۔

(جواب) جس کی کمائی حرام ہے اس کا تحفہ ہدیہ نہ لینا چاہئے اگر چہ اس کا دل برا ہوتا ہو فقط۔

انگریزی پڑیا کا رنگ

(سوال) رنگ انگریزی پڑیا کا جو بکس میں آتا ہے رنگنا کپڑے اس سے درست ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو بوجہ رنگت کے یا کسی اور وجہ سے ارقام فرماویں۔

(جواب) رنگ انگریزی میں شراب پڑتی ہے لہذا اس رنگ کا استعمال درست نہیں اور یہ امر واقف لوگوں سے معلوم ہوا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرخ پڑیا کا حکم

(سوال) سرخ پڑیا کے رنگ کا کپڑا اور سرخ نول کا استر لگانا درست ہے یا نہیں اور اس کپڑے

سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) پڑیا کا رنگ تو بہ سبب نجاست شراب کے مرد و عورت دونوں کو درست نہیں اور مرد کے واسطے۔ ہر رنگ سوائے معصفر کے مختلف فیہ علماء حنفیہ میں ہے احتیاط ترک میں ہے مگر فتویٰ بعض علماء کا جواز پر ہے اگر اس پر عمل کرے تو بھی درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی پڑھنا پڑھانا

(سوال) انگریزی پڑھنا اور پڑھانا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) انگریزی زبان سیکھنا درست ہے بشرطیکہ کوئی معصیت کا مرتکب نہ ہو اور نقصان دین میں اس سے نہ آوے۔

کفار کو سلام کرنا

(سوال) کفار کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں اگر کسی ضرورت کے سبب ہو۔
(جواب) کفار سے سلام نہ کرے مگر بضرورت مباح ہے۔

آریہ سماج کا لکچر سننا

(سوال) آریہ سماج کا لکچر سننا اور اس موقع پر کہ سڑک پر ہو رہا ہو ایک کھلے مکان میں کھڑا ہو جاوے تو گناہ تو نہیں ہے۔
(جواب) آریہ کے واعظ کو نہ سنے کہ احتمال فساد دین کا ہے مگر جو عالم ہے اور رد کرے تو کھڑا ہونا جائز ہے ورنہ منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی ادویہ

(سوال) اکثر ادویات انگریزی مثل عرق وغیرہ جو تیار ہو کر آتا ہے بظاہر اس میں اختلاط شراب جو بوجہ سرعت نفوذ تاثیر کے باوصف قلت مقدار جو خصائص شراب سے ہے اور بعض واقف لوگوں سے بعض عرق و بسکٹ وغیرہ میں اختلاط شراب معلوم ہوا بھی ہے ایسی حالت میں استعمال اس کا منع ہے یا نہیں۔
(جواب) جس میں خلط شراب یا نجس شئے کا ہے اس کا استعمال باوجود علم کے حرام ہے اور لا علمی میں معذور ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسکٹ نان پاؤ کا مسئلہ

(سوال) جو نان پاؤ یا بسکٹ وغیرہ خمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہے کھانا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مسئلہ مختلفہ ہے امام محمد کی روایت نجاست و حرمت کی ہے اور شیخین کی جواز کی تحقیق اور فتویٰ دونوں جانب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوؤں کا ہدیہ قبول کرنا

(سوال) ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درست ہے۔

ہندوؤں کی شادی میں جانا

(سوال) ہندوؤں کی شادی برات میں جانا جائز ہے یا نہیں نمبر ۲ مسمریزم سے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کو ٹھیک جانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ دونوں امر نادرست اور حرام ہیں مرتکب ان کا فاسق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولایتی قند اور تر وخشک مٹھائی کا حکم

(سوال) ولایتی قند اور مٹھائی تر یا خشک کھانی درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس کی نجاست یا حرمت تحقیق ہو یا غالب گمان ہو وہ نہ کھاوے اور جس کا حال معلوم نہ ہو اس کا کھالینا درست ہے۔ فقط

ہندوؤں کے پیاؤ کا پانی پینا

(سوال) ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔

حضرت حسینؓ کی مجلس غم منانا

(سوال) مجلس غم مقرر کرنا جیسے شہادت امام حسینؓ یا وفات نامہ وغیرہ خاص کر روز عاشورہ میں بوجہ غم کے مجلس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں ارقام فرماویں۔

(جواب) غم کی مجلس تو کسی کے واسطے درست نہیں کہ حکم صبر کرنے کا اور غم کے رفع کرنے کا ہے تعزیہ وتسلیہ اسی واسطے کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف غم پیدا کرنا خود معصیت ہوگا اور شہادت حسین کا ذکر مجمع کر کے سوائے اس کے مشابہت روافض کی بھی ہے اور تشبہ انکا حرام ہے لہذا عقد مجلس غم کسی کا درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں سے مراسم رکھنا

(سوال) روافض سے انس رکھنا اور اتحاد رکھنا اور رسم دوستی ادا کرنا اور اس کی دعوت کرنا اس کے یہاں دعوت کھانا باوجودیکہ اس سے دین ودنیا کا کوئی مطلب نہ ہو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص بلاضرورت روافض سے اتحاد رکھے وہ کیسا ہے اور ثقات کو اس کی معیت میں اکل وشراب بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) روافض خوارج اور سب فساق سے ربط ضبط مودت کا حرام ہے مگر بسبب معاملہ ناچاری کے معذور ہے اور ان سے مودت کرنے والا مداہن فی الدین عاصی ہے۔

حسینؓ کی تصویر گھر میں رکھنا

(سوال) مورتیوں امام حسین علیہ السلام کا گھر میں رکھنا کیسا ہے اور ان کا فروخت کرنا اچھا ہے یا نہیں اور آگ میں جلادینا مناسب ہے یا نہیں۔

(جواب) کسی نبی یا ولی کے نام کی صورت گھر میں رکھنی حرام ہے اس کو جلادے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حسینؓ کا غم کرنا

(سوال) غم کرنا امام حسینؓ کا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) غم اس وقت تھا جب آپ شہید ہوئے تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ رشید احمد ۱۳۰۱ الجواب صحیح محمد عبداللطیف عفی عنہ۔

تعزیہ داری

(سوال) ریاست گوالیار میں والی ریاست وسرداران ریاست وجملہ حاکماں وافسران ریاست ماہ محرم میں تعزیہ داری کرتے ہیں اور چالیس روز تک بڑی خیر خیرات کرتے ہیں اور اس سبب سے جملہ مساکین کو بڑی مدد پہنچتی ہے اور فقیر فقراء کا گزارہ ہو جاتا ہے اور مسلمان بھی اس شرک میں مبتلا ہیں اگر ان مسلمانوں کو منع کیا جاتا ہے اور وہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں تو یقیناً تمام اہل ہنود چھوڑ دیں گے اور اگر اہل ہنود چھوڑیں گے تو یہ خیر خیرات موقوف ہو جائے گی تو تمام فقراء کا روزینہ جاتا رہے گا اور ان تمام مساکین کو کمال تکلیف ہوگی اس صورت میں انکا منع کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا یا نہیں۔

(جواب) رزق حلال طرح سے حاصل ہونا ضروری ہے اور تلوث معصیت ہر حال حرام پس عر کہ تعزیہ داری گوالیار وغیرہ کا حرام ہے اور ایسی خیر خیرات بھی حرام ہے کہ یہ خیر خیرات نہیں بلکہ رسم ہے جو خیرات بھی ہو تو بھی مرکب حرام وحلال سے حرام ہوتا ہے سو یہ سب معرکہ حرام ہے اور سب حیلہ خرافات غیر مسموع ہے جہاں یہ واہیات نہیں ہوتی وہاں کے فقیر بھی بھوکے ہو کر نہیں مر گئے۔

مرثیوں کی کتابوں کا جلانا

(سوال) مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں وہ دور کرنا چاہے تو ان کو جلا دینا مناسب ہے یا فروخت کرنا فقط۔

(جواب) ان کو جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔

شیعہ کا ہدیہ قبول کرنا

(سوال) رافضی کا ہدیہ دعوت اور جنازہ کی نماز میں شرکت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رافضی کا ہدیہ دعوت کھانا گو درست ہے مگر حضور نماز جنازہ اور ان سے محبت نادرست ہے اس لئے دعوت وغیرہ بھی نہ کھانی چاہئے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مالدار آدمی کا سوال کرنا

(سوال) جو لوگ تندرست توانا کھاتے پیتے ہیں اور انہوں نے اپنا پیشہ گدائی اور فقیری اور محتاجگی

کا اختیار کرلیا ہے اور در بدر شہر بشہر بھیک مانگتے پھرتے ہیں اور ہرگز محنت و مزدوی وغیرہ نہیں کرتے اگرچہ مالدار ہیں لہذا ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا اور سوال کرتے پھرنا حلال ہے یا حرام اور اگر حرام ہے تو انکو دینا بھی بوجہ اعانت علی الحرمت حرام اور ممنوع ہے یا نہیں جیسے کہ مسجد میں سوال اور اس کی عطاء کو کتب فقہ میں حرام و مکروہ فرمایا ہے چنانچہ در مختار میں مرقوم ہے۔ ویحرم فیه السوال ویكره الا عطاء.(۱)

(جواب) جس کے پاس ایک روز و شب کی خوراک موجود ہو یا وہ شخص صحیح و تندرست کمانے کے قابل ہو تو ان کو سوال کرنا اور دینا دونوں حرام ہیں اور دینے والے اگر ان کی حالت سے واقف ہو کر پھر دیں تو وہ گنہگار ہوں گے خصوصاً ان فقیروں کو دینا جو طبل وغیرہ بجا کر سوال کرتے ہیں ان کو تو بالکل نہ دینا چاہئے بقول علیہ السلام۔

من سال الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيٰمة ومسألته في وجهه خموش او خدوش او كدوح وقال عليه السلام من سال الناس وعنده ما يغنيه فانما يستكثر من النار قال النفيل وما الغنى الذى لا ينبغى معه المسئلة قال قدر ما يغديه ويعشيه وقال يكون له شبع يوم اوليلة ويوم رواه ابو دائود و فى حاشية المشكوة لا ينبغي للانسان ان يسال وعنده قوت يومه كذا فى التاتارخانية (وفيها ايضاً) ومن ملك قوت يومه يحرم عليه السوال وفى رد المحتار لا يحل ان يسأل شيئاً من له قوت يومه بالفعل او بالقوة كاالصحيح المكتسب ويا ثم معطيه ان علم بحاله لا عانته على المحرم (۲) اه وفى جلد سوم مجموعة الفتاوى لمولوى عبدالحى المرحوم سوال سائلیکہ طبل زدہ برد

---

(۱) اس میں سوال کرنا بھی حرام اور دینا بھی مکروہ ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے کہ جس نے لوگوں سے سوال کیا اور اس کے پاس اس قدر موجود ہے جس کی بنا پر وہ لوگوں سے مستغنی رہ سکتا ہے تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال اس کے چہرے میں کھرچا ہوگی اور یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس اس قدر ہے جو اس کو غنی کرتی ہے تو وہ آگ کی زیادتی کر رہا ہے نفیل نے عرض کیا کہ وہ غناء کس قدر ہے جس کی موجودگی میں اس کو سوال نہ کرنا چاہئے تو ارشاد فرمایا کہ اس قدر جو اس کو صبح و شام کھلا دے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس سے وہ ایک دن یا ایک دن و رات پیٹ بھر کر کھالے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور مشکوۃ کے حاشیہ میں ہے کہ کسی انسان کو جائز نہیں کہ اس کے پاس ایک دن کی غذا ہو اور وہ سوال کرے اور در مختار میں ہے کہ جائز نہیں اس شخص کو جس کے پاس دن کی غذا بالفعل موجود ہو یا بالقوۃ جیسے تندرست کمانے والا کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال کرے اور اس کو دینے والا اگر اس کے حال کو جان کر دے تو گنہگار ہوگا کہ اس نے حرام کی اعانت کی۔

رہا سوال میندا ایں کسب جائز ست یا نہ جواب:۔ جائز نیست در مدارج النبوۃ می آرد و نباید داد سائل را کہ طبل زدہ بر در ہا میگردد و مطرب از ہمہ افحش ست انتہی۔ وفی الکنز و لا یسئل من لہ قوت یوم الخ وفی حاشیۃ الکنز قولہ ولا یسال لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال وعندہ ما یغنیہ فانما یستکثر جمر جھنم قالوا یارسول اللہ ما یغنیہ قال ما یغدیہ ویعشیہ فالقدرۃ علی الغداء والعشاء تحرم سوال الغداء والعشاء الخ و فتح المبین قولہ من لہ قوت یو مہ ای بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویا ثم معطیہ ان علم بحالہ لا عانتہ علی المحرم انتھی مختصرا بقدر الحاجۃ .(۱)

غرض کہ بلا ضرورت شرعیہ سوال جائز نہیں اور وقت ضرورت میں جائز ہے بلا کراہت وحرمت ہکذا حکم الکتاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ العبد المسکین محمد علیم الدین غفرلہ المعین آمین۔ عفاعنہ المعین محمد علیم الدین۔

فی الواقع جس شخص کے پاس ایک دن کا قوت یا قوت کے کسب کی طاقت ہو اس کو سول کرنا شرعاً حرام ہے اور دینے والے کو جو اس کے حال سے بخوبی واقف ہو اس کو دینا بھی ناروا ہے لیکن ناواقف ہونے کی حالت میں دینا حرام نہیں اور نیز زبان درازی اور بدگوئی کے دافع کے خیال سے دینا جائز ہے چنانچہ درمختار اور اس کے ترجمہ میں مذکور ہے۔ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطعی الشعراء ولمن یخاف لسانہ و کفی بسھم المؤلفۃ من الصدقات دلیلا علی امثالہ . (ترجمہ) اور رسول اللہ ﷺ شاعروں کو اور جس کی زبان درازی اور بدگوئی سے خوف کرتے تھے اور اس کو مال عطاء فرماتے تھے اور مولفۃ القلوب کا حصہ مقرر ہونا اموال زکوٰۃ سے ایسے مسائل کی دلیل ہونے کے واسطے کفایت کرتا ہے مولفۃ القلوب رؤساء کفار تھے جن

---

(۲) اور مولوی عبدالحئی مرحوم کے مجموعہ فتاویٰ جلد سوم میں ہے۔ سوال:۔ جو سائل کہ نقارہ بجا کر دروازوں پر سوال کرتا رہتا ہے یہ کمائی جائز ہے یا نہیں۔ جواب:۔ جائز نہیں مدارج النبوۃ میں ہے کہ اس مسائل کو نہ دینا چاہئے جو نقارہ بجاتے ہوئے دروازوں پر ٹھہرتا ہے اور گانے والا تو تمام میں فحش ترین ہے اور کنز میں ہے کہ وہ شخص سوال نہ کرے جس کے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور کنز کے حاشیہ میں ہے اور سوال نہ کرے اور بوجہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے کہ جس نے سوال کیا اور اس کے پاس اس قدر ہے جو اس کو بے فکر رکھ سکتا ہے تو جہنم کی چنگاریوں کو زیادہ کر رہا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس کی کیا مقدار ہے جو اس کو بے فکر کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا جس سے وہ صبح اور شام کا کھانا کھالے تو دن اور رات کے کھانے کی قدرت دن اور رات کے کھانے کے سوال سے بے فکر بنا دیتی ہے اور فتح المبین میں ہے کہ آپ کا یہ ارشاد کہ جس کے پاس ایک دن کی غذا ہو اس کا مطلب بالفعل یا بالقوۃ ہے جیسے تندرست کمانے والا اور اس کو دینے والا اگر کسی کی حالت کو جانتا ہو تو گنہگار ہے۔ بوجہ حرام پر اعانت کے (مختصر بقدر ضرورت نقل کیا گیا ہے)۔

کوحصہ تالیف قلوب کے واسطے دیا جاتا تھا ابتداء اسلام میں حاشیہ شامیہ میں لکھا ہے۔(کــان یعطی الشعراء)(۱) فقد روی الخطابی فی الغریب عن عکرمة مرسلا قال اتی شاعر النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال یا بلال اقطع لسانه عنی فاعطاه اربعین درهماً واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب نمقه العبده المذنب محمد لطف اللہ عفی عنه رسول اللہ خادم شریعت مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸ھ ہجری۔ مفتی ریاست رامپوری ابن مفتی مولانا محمد سعد اللہ المرحوم۔ الجواب صواب نظام الدین الجواب والتصحیح کلاہما صحیحان۔ الجواب صواب والمجیب مثاب احمد امین عفی عنہ خان محمد محمد معز اللہ۔

سوال مذکور پر مولوی احمد رضا خان صاحب کا علیحدہ جواب۔

(جواب) جواپنی ضروریات شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہو یا اس کے کسب پر قادر ہے اسے سوال حرام ہے اور جو اس حال سے آگاہ ہو اسے دینا حرام اور لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار و مبتلائے آثام صحاح میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی حلال نہیں ہے صدقہ کسی غنی کے لئے نہ کسی قوی تندرست کے لئے (رواه الائمة احمدو الدارمی والا ربعةعن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه .)(۲)

نیز صحاح میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من سأل الناس وله ما یغنیه جاء یوم القیٰمة ومسئلته فی وجهه خموش جولوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس وہ شئے ہو جو اسے بے نیاز کرتی ہو روز قیامت اس حال پر آئے گا کہ اس کا وہ سوال اس کے چہرہ پر خراش وزخم ہو رواه الدارمی والا ربعة عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه .(۳) نیز فرماتے ہیں ﷺ۔من سال الناس اموالهم تکثر فانما یسال جمر جهنم فلیستقل منه یستکثر جواپنا مال بڑھانے کو لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کے ٹکڑے مانگتا ہے اب چاہے تھوڑی لے یا بہت رواه احمد و مسلم و ابن ماجه عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه .(۴) نیز فرماتے ہیں ﷺ من سأل من غیر فقر فانما یا کل

---

(۱)(اور نبی ﷺ) شعراء کو عطا فرمایا کرتے تھے چنانچہ خطابی نے روایت کیا ہے غریب احادیث میں عکرمہؓ سے بطور مرسل کہ ایک شاعر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے تو انہوں نے اس کو چالیس درم دے دیئے۔

(۲) اس کو احمد و دارمی و چاروں اصحاب حدیث نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

(۳) اس کو دارمی اور چاروں اصحاب حدیث نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔

(۴) اس کو احمد و مسلم اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

الجمر جو بے حاجت وضرورت شرعیہ سوال کرے وہ جہنم کی آگ کھاتا ہے۔ رواہ احمد وابن ماجة وابن خزيمة والضيافي المختارعن حبش بن جنادة رضي الله عنه بسند صحيح تنوير الا بصار (۱) و در محتار میں ہے لا يحل ان يسأل شيئا من القوة من له و قوت يومه بالفعل اوبالقوة كا لصحيح المكتسب ويأثم معطيه ان علم بحاله لاعانته على المحرم الخ (۲) وتمام الكلام في هذا المقام مع دفع الا وهام في فتاونا وقد ذكر نا شيئا منه فيما علقنا على رد المحتار والله تعالىٰ يقول جد مجده ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (۳) والله تعالىٰ اعلم كتبه عبده المذنب احمد رضا بريلوى عفى عنه بمحمدن المصطفى النبي الا مى صلى الله عليه وسلم.....

جناب مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ بلاضرورت شرعیہ سوال کرنا حرام ہے۔

بے نظیر ۱۳۰۰ شگفتہ محمد گل۔

اس میں شک نہیں کہ ضرورت سے زیادہ سوال کرنا شرعاً درست نہیں محمد نعیم الدین عفی عنہ ما قال المجیب فہو الصواب محمد قاسم علی۔ خلف مولانا محمد عالم علی ۱۲۹۶۔ عفی عنہ مفتی وامام شہر مرادآباد

رشید احمد۔ ۱۳۰۱

الجواب صحیح محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد و مدرس اول حال ریاست بھوپال الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

گھوڑے سوار سائل کا سوال کرنا

(سوال) ایک سائل مالدار ہے، اور گھوڑے پر سوار ہے اس کو دینا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) سوال کرنا مالدار کو حرام ہے اس کو دینا بھی درمختار میں حرام لکھا ہے کہ اعانت حرام پر ہے اگر کوئی گھوڑے پر سوار ہو اور مال اس کا سفر میں تلف ہو گیا گھر سے دور ہے اور گھوڑا فروخت سر دست نہیں ہو سکتا ناچار ہو کر جان بچانے کو سوال کرے تو درست ہے اس کو دینا بھی درست ہے ورنہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اس کو احمد ابن خزیمہ اور ضیائی نے مختارہ میں حبش بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) جس کے پاس ایک دن کی غذا بالفعل یا بالقوۃ (جیسے تندرست کمانیوالا ہے) موجود ہو اس کو جائز نہیں کہ کسی چیز کا سوال کرے اور اس کو دینے والا اگر اس کی حالت سے واقف ہے تو گنہگار ہوگا بوجہ امر حرم پر اعانت کے۔

(۳) اور اس مقام میں مکمل کلام مع دفع اوہام کے جو ہمارے فتاویٰ سے پیدا ہوئی ہے اور ہم نے اس میں سے ان تعلیقات میں ذکر کر دیا ہے جو رد المحتار پر لکھی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ "اور گناہ اور ظلم کے کاموں پر مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا ہے۔

سوال کرنا کس کو جائز ہے

(سوال) ایک شخص سائل ہے اور کہتا ہے کہ میرا مال چوری ہو گیا تنگ دست ہوں میرا کچھ پیشہ یہ نہیں ہے لہذا اس کے لئے بازار سے چندہ کرادیا جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔

(جواب) اگر اس شخص کے کہنے کا یقین اور اعتبار ہو تو اس کے لئے چندہ کر دینا درست ہے اور ایسے ضرورت والے کو سوال بھی درست ہے اور اس کو دینا بھی درست ہے اور جس سائل کو دینا حرام ہے وہ وہ ہے کہ جس کو وسعت ہو اور روپیہ موجود ہو اور سوال کرے یا اس میں کمانے کی استطاعت ہو اور پیٹ بھرنے کے لئے مانگتا پھرتا ہو اس کو سوال بھی حرام ہے اور ایسی ضرورت کے لئے مانگنا اور دینا درست ہے جیسے درج سوال ہے۔

مردوں کا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا

(سوال) لباس سرخ کا استعمال مردوں کو کرنا سوائے کسم کے خواہ کسی قسم کا ہو مثلاً ٹول مخمل وغیرہ کے جائز ہے یا نہیں اور نماز میں اس کے کوئی نقصان واقع ہوگا یا نہیں محقق مذہب اس میں کیا ہے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے اربعین میں تحریر فرمایا ہے کہ حمادیہ میں لکھا ہے روایت کی حسن نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ دور ہو رنگ سرخ سے کہ رنگ سرخ زینت شیطان ہے اور تذکیر الاخوان حصہ دوسرے تقویۃ الایمان میں حدیث نقل فرماتے ہیں **اخرج الترمذی و ابوداؤد عن عبداللہ بن عمر قال مر رجل و علیہ ثوبان احمران فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیہ** (۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ سرخ بالکل ممنوع ہے کہ آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا اس میں صحیح مذہب کیا ہے مدلل ارقام فرمادیں۔

(جواب) سرخ غیر معصفر میں روایات مختلفہ ہیں اور ہر ایک جانب دلائل مذکور ہیں احوط مطلقاً سرخ کا ترک ہے اور رخصت جواز استعمال سوائے معصفر کا ہے جو مسئلہ اول قرن سے مختلف ہو اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اس حدیث میں جو ثوبان احمران وارد ہے اس کو مجوزین معصفر پر حمل کرتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ترمذی و ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص گزرا جس پر دو سرخ کپڑے تھے اس نے نبیؐ کو سلام کیا تو آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا۔

دولہا کو گوٹہ لچکا لگا کر کپڑا پہننا!

(سوال) نوشہ کو خسرال کی طرف سے جو جوڑا ملتا ہے اس میں گوٹہ لچکا بھی لگا ہوتا ہے اس کو پہننا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر گوٹہ لچکا چار انگشت ہے تو یہ لباس مرد کو درست ہے اگر زیادہ ہے تو ناجائز گوٹہ لچکا ٹھپہ پہننا مرد کو مطلقاً چار انگشت تک جائز ہے نکاح ہو یا بغیر نکاح فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرد کا گوٹے کناری لگا ہوا کپڑا پہننا

(سوال) گوٹہ کناری جس کو عورات کپڑوں پر لگاتی ہیں اس کا استعمال مردوں کو بھی بقدر چار انگشت یا دو انگشت کے کپڑوں پر کے درست ہے یا نہیں اگر اس کا کپڑا بنا ہوا پہنے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) گوٹہ کناری چار انگشت تک مردوں کو جائز ہے خواہ وہ کپڑے کے ساتھ بنا ہو خواہ ٹانک دیا ہو خواہ بدون سینے کے کپڑے سے متصل کر دیا ہو اس میں وزن کا اعتبار نہیں بلکہ مساحت کا اعتبار ہے چار انگشت درست اور زائد ممنوع ہے خالص چاندی کا پترہ بھی یہی حکم رکھتا ہے کذا فی کتب الفقہ۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرخ رنگ ٹول یا پڑیا کا حکم

(سوال) سرخ رنگ ٹول یا پڑیہ پختہ کا ہو کوئی مباح کوئی حرام کہتا ہے تو ایسی صورت میں مفتیٰ بہ کیا ہے۔

(جواب) کسبنہ کا سرخ اور زرد اور گلابی مرد کو حرام ہے اور سوائے اس کے سرخ خام یا پختہ اکثر علماء کے نزدیک درست ہے اگر پہنے درست ہے احتیاط اولیٰ ہے۔

عالم کا سرخ کپڑے پہننا

(سوال) اگر عالم کپڑے مطلق سرخ پہنا کرے اس واسطے کہ درست و مباح ہیں اور یہ ضرور ہے کہ عام آدمی اس عالم کی دیکھا دیکھی کریں گے پس اس صورت میں استعمال کپڑے سرخ کا خاص عالم کے واسطے کیسا ہے۔

---

(۱) کتب فقہ میں اسی طرح ہے۔

(جواب) اگر معصفر ہے تو گنہگار ہے ورنہ کچھ حرج نہیں کہ اس کے جواز پر فتویٰ اکثر علماء کا ہے۔

مردوں کو سرخ رنگ کا کپڑا استعمال کرنا

(سوال) زید کہتا ہے کہ مطلق سرخ رنگ کسم کا ہو یا غیر اس کا پختہ ہو یا خام ابرہ میں ہو یا استر میں علماء محققین کے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے اور جو علماء جواز کہتے ہیں ایک ان میں شیخ ابوالمکارم ہے کہ وہ فقہاء کے نزدیک ایک آدمی مجہول اور حاطب اللیل ہے اور دوسرے فقیہ زاہدی کہ وہ معتزلہ ہے پس قول ان کے معتبر نہ ہوں گے یہ عملہ صحیح کس طور پر ہے۔

(جواب) سرخ معصفر بالاتفاق حرام ہے اور سوا معصفر کے علماء کا اختلاف ہے دونوں جانب محققین ہیں عبداللہ بن عمر اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما دونوں جواز کے قائل ہیں صاحب درمختار کی رائے بھی جواز کی طرف ہے اور مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب نے بھی اپنے رسالہ میں جائز لکھا ہے لہذا تقویٰ ترک میں ہے اگر کوئی اس کا استعمال کرے تو جائز ہے اور دونوں قول قوی ہیں۔(۱)

بغیر کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردوں کو پہننا

(سوال) لباس احمر بغیر معصفر خواہ تول ومخمل وغیرہ مردوں کو درست ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصفےٰ شرح موطا میں فرماتے ہیں ومکروہ نیست لباس مصبوغ بمشق ونحو آن در حق مردان ودرحق زنان واللہ اعلم یا نہیں۔

(جواب) لباس احمر غیر معصفر مرد کو پہننا جائز ہے علی سبیل الفتویٰ اور ترک اولیٰ ہے بنا بر تقویٰ اور معصفر مرد کو مکروہ تحریمی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ترجمہ:۔ اور ابی حنیفہؒ سے مروی ہے کہ سرخ اور سیاہ رنگنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور قاضی خان میں ہے سرخ کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مکروہ ہے مردوں کو زعفران و ورس و کسم کے رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننا اور شاہ محمد اسحٰق صاحب فرماتے ہیں۔

اور جو لباس کہ سرخ رنگ کا بجز گل کسم کے ہو مختلف فیہ ہے اس کا چھوڑ دینا بہتر ہے اور مولانا نواب سید صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں اور کسم کپڑے کو سرخ رنگ رنگ دیتا ہے جو ایک خاص قسم کا ہوتا ہے جس کو وہ حدیث معارض نہیں ہوتی ہے جو مطلق سرخ رنگ کے کپڑے میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کشادگی تھی آپ کے سر کے بال کانوں کی لو تک تھے میں نے آپ کو سرخ لباس میں دیکھا کہ اس سے بہتر دنیا میں میں نے کوئی چیز نہ دیکھی اور اس باب میں کئی احادیث ہیں جو اس بات کو جمع کرتے ہیں کہ ممنوع وہ سرخ ہے جو کسم سے رنگا ہوا ہو اور مباح وہ سرخ ہے جو اس سے نہ رنگا گیا ہو۔

مردوں کا رنگین کپڑے پہننا وغیرہ

(سوال) رنگین کپڑے پہننا نیلا تہمد باندھنا موٹی تسبیح رکھنا بال سر کے بڑھانا اس خیال سے کہ اگلے پیشواؤں کا یہ فعل ہے تو اس میں بھی کوئی قباحت ہے یا نہیں۔

(جواب) ان ہیئات میں کوئی معصیت نہیں بری نیت سے برا۔ بھلی نیت سے بھلا ہے۔

سوائے زعفران کے زرد رنگت کا کپڑا مردوں کو پہننا

(سوال) رنگ زرد سوائے زعفران کے مثل تن وغیرہ کے استعمال کرنا بالخصوص مردوں کو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) علی ہذا زرد رنگ سوائے مزعفر کے مردوں کو مختلف فیہ ہے راجح اس میں جواز ہے اور سرخ و زرد کی بحث مردوں کے ہی واسطے ہے عورتوں کو سب درست ہے لہذا علی الخصوص مردوں کو درج سوال ہے یہ زائد ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردوں کو ٹول رنگ کا کپڑا استعمال کرنا

(سوال) ٹول کا رنگ مرد کو کیسا ہے اس کا استر رضائی کے نیچے لگانے سے نماز میں نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ٹول کا رنگ پختہ ہے مرد کو جائز ہے مگر بہتر ہے کہ مرد نہ پہنے فقط۔

ٹول اور پڑیہ کا رنگ مردوں کو استعمال کرنا

(سوال) ٹول اور پڑیہ پختہ مرد کے واسطے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ٹول اور پختہ سرخ رنگ مرد کے حق میں مختلف فیہ ہے بعض علماء سوائے معصفر کے سب کو مباح لکھتے ہیں اور بعض مطلق سرخ کو منع لکھتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اور گلاب کے پھول میں یا اسی قسم کے پھول میں رنگے ہوئے کپڑے کو پہننا مردوں اور عورتوں کو مکروہ نہیں ہے۔
سوال: عہ۔ بانات سرخ اور کھاردا اور رنگ شنگرانی اور پیازی کا استعمال درست ہے یا نہیں جواب درست ہے اس لئے کہ ہر سرخ رنگ حرام نہیں ہے بلکہ کسم کے رنگ میں رنگا ہوا حرام ہے فتویٰ مولانا عبدالحی صاحب۔

مردوں کو تن اور کسم کا رنگ ملا کر استعمال کرنا

(سوال) تن اور کسم کا رنگ ملا کر مرد کے واسطے جائز ہے یا نہیں بشرطیکہ تن کا رنگ کسم پر غالب ہو۔

(جواب) اگر تن کے رنگ میں گل معصفر کا رنگ دب جاوے تو پھر درست ہے: جس کے نزدیک تن کا رنگ درست ہے مرد کو اور جو لوگ کہ تن کو بھی منع کرتے ہیں وہ اجازت نہ دیویں گے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے پہننا!

(سوال) کپڑے گیرو میں رنگنا جیسے صوفی لوگ رنگتے ہیں کیسا ہے۔

(جواب) گیرو میں کپڑے رنگنا درست ہے۔بشرطیکہ ریاء نہ ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۔رشید احمد ۱۳۰۱۔الجواب صحیح محمد عبد الطیف عفی عنہ محمد عبداللطیف۔

مردوں کو چاندی کی لیس کا پہننا

(سوال) لیس نقرئی جس پر سونے کا ملمع ہو اور نیز کلاہ ترکی غیرہ پہننا جائز ہے یا نہیں اور لیس کس انداز سے چاہیے۔

(جواب) لیس سونے کا ہو یا چاندی کا اگر چار انگشت کی قدر ہو یا اس سے کم تو جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے کلاہ ترکی کا استعمال اس جگہ میں جہاں شعار کسی خاص قوم کا اقوام غیر اہل اسلام یا اہل ہوا میں سے نہ ہو جائز ہے اور جس جگہ شعار کسی خاص قوم یا فرقۂ باطلہ کا ہو نا جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترکی ٹوپی پہننا

(سوال) ترکی ٹوپی کا اوڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ٹوپی ترکی اصل شعار نیچریوں کا ہے مگر جب دوسرے لوگوں میں بھی شائع ہو جاوے تو مضائقہ نہیں ہے۔

گول ٹوپی

(سوال) گول ٹوپی اوڑھنا کہ جس پر ڈوپٹہ باعث دب جانے ٹوپی کے نہ باندھ سکتا ہو اور

درمیان میں خلا رہے یعنی سر پر درمیان میں نہ لگے تو اس کا استعمال کیسا ہے۔
(جواب) گول ٹوپی درست ہے مگر جس میں مشابہت کسی قوم بے دین کی ہو وہ درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے جبہ کی مقدار

(سوال) حضرت ﷺ کا جبہ شریف کس قدر نیچا تھا زید کہتا ہے کہ زمین پر گھسٹتا تھا یعنی ٹخنوں سے نیچا تھا تو قول زید صحیح ہے یا غلط۔
(جواب) آنحضرت ﷺ نے ٹخنے سے نیچا کپڑا لٹکانے کو مردوں کو منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ جو ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے پس آپ خود ایسا کپڑا ہرگز نہ پہنتے تھے جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپ کا جبہ زمین پر گھسٹا کرتا تھا وہ کوئی بڑا جاہل ہے اور ناواقف۔

کرتہ کی گھنڈی یا بٹن کھلا رکھنا

(سوال) کرتہ کی گھنڈی یا بٹن کھلا رکھنا جس سے سینہ بھی کھلا رہے سنت ہے یا نہیں۔
(جواب) درست ہے احیاناً رسول اللہ ﷺ نے کھولے رکھے ہیں۔

مردوں کو چاندی کے بوتام

(سوال) بوتام چاندی کے درست ہیں یا نہیں اگر درست ہیں تو کس وجہ سے اور جیب گھڑی چاندی کی جائز ہے یا نہیں فقط۔
(جواب) بوتام چاندی سونے کے درمختار میں درست لکھے ہیں اور قاعدہ شرع سے جواز ثابت ہے اور گھڑی چاندی کی درست نہیں گھڑی ایک ظرف مستقل ہے اور بوتام تابع کپڑے کے ہیں مثل گوٹہ ٹھپہ کے فقط۔

چاندی کے بٹن کا مسئلہ

(سوال) بوتام چاندی کے ایک یہ کہ کپڑے پر ٹانک دیئے جاویں دوسرے یہ کہ سوراخ کر کے مع زنجیروں کے داخل کپڑے میں کئے جاویں کہ بروقت نکال اور ڈال سکتے ہیں یہ دونوں صورتیں جواز میں یکساں ہیں یا نہیں۔
(جواب) بوتام چاندی کے دونوں طرح درست ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاندی سونے کے بٹن استعمال کرنا

(سوال) چاندی سونے کے بٹن انگرکھ یا کرتہ میں لگانا اور یہ امر یقینی ہے کہ وزن کئی تولہ ہوتا ہے جب کہ زنجیر بھی ایک اس میں ہوتی ہے لگانے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے یا غیر حرام مکروہ ہے۔ تنزیہی یا تحریمی معہ عبارت کتاب نقل فرمادیں۔

(جواب) چاندی سونے کے بٹن درست ہیں اس میں مساحت کا اعتبار ہے نہ وزن کا وزن خاتم میں معتبر ہے اور بٹن تابع ثوب کا ہے مثل ٹھپہ گوٹہ کے اس میں مساحت کو لکھتے ہیں نہ وزن کو ازراد الذهب درمختار (۱) کے باب الحظر و الکراھة (۲) میں جائز لکھتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاندی کے بٹن

(سوال) چاندی کے بٹن انگرکھے میں لگانا جائز ہے یا منع ہے۔

(جواب) جائز ہے جیسے کہ گوٹہ بقدر مشروع جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لکڑی کے کھڑاؤں پہننا

(سوال) کیا پہننا کھڑاؤ چوبیں کا بدعت ہے۔

(جواب) کھڑاؤں چوبیں کا پہننا بدعت نہیں بلکہ بسبب نفع کے اور اس کی اصل ہونے کے کہ جوتہ اور موزہ بھی درست ہے البتہ بسبب مشابہت جوگیہ کے کسی وقت منع لکھا تھا مگر اب یہ کافر و مسلم میں شائع ہوگئی ہے اب مشابہت اس میں ممنوع نہیں رہی واللہ تعالیٰ اعلم۔

کھڑاؤں کا مسئلہ

(سوال) نعلین چوبی کو مولی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بدعت لکھا ہے اتخاذ النعل من الخشب بدعة کما فی القنية و الحما دية (۳) اس کا وہی مطلب ہے جو حضور نے فرمایا ہے یا یہ کتب غیر معتبر سے ہیں یا اس عبارت کی اور کوئی تاویل ہو سکتی ہے۔

(جواب) کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہوگئی کہ عام استعمال اس کا ہوگیا فقط واللہ اعلم۔

---

(۱) سونے کے بٹن۔
(۲) حرمت و جواز کا باب۔
(۳) لکڑی کی جوتی پہننا بدعت ہے جیسا کہ قلیسا اور حمادیہ میں ہے۔

کمر میں سوت باندھنا

(سوال) کمر میں سوت باندھنا جیسا کہ بعض ملک میں باندھتے ہیں درست ہے یا نہیں۔
(جواب) سوت اگر کسی غرض کے واسطے باندھیں تو درست ہے اور اگر کچھ اثر اعتقاد کر کر باندھے تو درست نہیں اور اگر بلا کسی وجہ کے باندھے تو فضول ہے اس لئے چھوڑنا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردوں کو مہندی لگانا

(سوال) ایک شخص بایں قیاس کہ حدیث میں پھوڑے پھنسی میں مہندی کا استعمال جائز ہے گرمی اور خشکی کی حالت میں اپنے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگالیتا ہے کبھی خالی کبھی کیکر کے پتے ملا کر اس کو مہندی کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کو مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) حنا پا کو لگانے میں تشابہ عورت کے ساتھ ہوتا ہے لہذا درست نہیں دوسرا علاج کرے اور پھوڑے پر رکھنا موجب مشابہت نہیں ہوتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالوں کو سیاہ کرنا

(سوال) کلف سر اور داڑھی کو لگا کر بالوں کو سیاہ کرنا کیسا ہے اور کتم کس چیز کو کہتے ہیں یہ جو آیا ہے کہ بڑھاپے کو ڈھانپو ساتھ کتم اور حنا کے اس کا کیا مطلب ہے۔
(جواب) بالوں کو خضاب کرنا کسی چیز سے سوائے سیاہ کے سب قسم درست ہے اور کتم ایک بوٹی ہے بعضوں نے کہا نیل ہے اس کا خضاب چونکہ سبز ہوتا ہے لہذا بعد کسی چیز کے ملانے کے استعمال میں لاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اچکن وانگرکھا پہننا

(سوال) رسول خدا اور اصحاب رسول خدا کا لباس کیسا ہوتا تھا اور اب اس زمانہ میں جو انگرکھ کرتہ پائجامہ واچکن وکوٹ سادہ وانگریزی وغیرہ پہننا اور کاج کرتے ہیں لگانا درست ہے یا نہیں۔
(جواب) جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا لباس قمیص تھا اور اب اس زمانہ کے اچکن وانگرکھ وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ جو لباس کسی غیر قوم کے ساتھ مخصوص اور اس کا شعار ہونا جائز ہے لباس کے بارے میں کلیہ ہے سب کا حکم اسی سے نکل آویگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اچکن وانگرکھا کا حکم

(سوال) اچکن کا انگرکھہ پہننا کیسا ہے۔
(جواب) اچکن پہننا درست ہے۔

داڑھی کے بالوں کا کتروانا

(سوال) داڑھی کے بال برابر ہو جانے کی غرض سے کچھ تھوڑے کتروا دینا باوجودیکہ داڑھی بھی ایک مشت سے کم ہو جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) مجموعہ داڑھی ایک مشت سے کم نہ ہو اگر بعض بال کم ہیں حرج نہیں فقط۔

داڑھی کی شرعی مقدار

(سوال) داڑھی رکھنا کہاں تک جائز ہے اور کہاں تک منع ہے۔
(جواب) داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا منع ہے اور ایک مشت سے زائد کو اگر کاٹ دیوے درست ہے

ننگے سر ننگے پیر رہنا

(سوال) سر برہنہ اور پاؤں برہنہ رہنا سنت ہے یا نہیں اور بعض صوفی ان افعال کو سنت جان کر کرتے ہیں سو یہ افعال فی الحقیقت سنت ہیں یا نہیں۔
(جواب) احیاناً پاؤں برہنہ ہونا مضائقہ نہیں ورنہ آپ علیہ السلام اکثر اوقات نعلین یا موزہ پہنتے تھے اور سر برہنہ ہونا احرام میں ثابت ہے سوائے احرام کے بھی احیاناً ہو گئے ہیں نہ دائما چلتے پھرتے۔

بوجہ گرمی سر میں پان کھلوانا

(سوال) سر کے بالوں میں بوجہ گرمی پان کھلوانا جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ بالوں میں گرمی معلوم ہوتی ہے اس کے کھلوانے سے گرمی نکل جاتی ہے۔
(جواب) سارے سر کے بال منڈا وے یا سارے سر کے رکھے بعض کا رکھنا اور بعض کا منڈانا منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سر میں پان بنوانا

(سوال) درمیان سر کا منڈوانا جس کو عرف عام میں پان کہتے ہیں بوجہ بیماری کے جائز ہے یا نہیں اور جس کے سر پر پان ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔

(جواب) پان سر میں رکھوانا یعنی کچھ سر بیچ میں سے منڈوانا باقی بال رکھ لینا درست نہیں بلکہ گناہ ہے ایسے کی امامت مکروہ ہے فقط۔

بیماری کے عذر سے بیچ سے سر منڈانا

(سوال) بیماری کے عذر سے بیچ میں سر منڈوانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) بیچ میں سر منڈانا کسی حالت میں درست نہیں ہے۔

گردن کے بال منڈوانا

(سوال) گردن کے بال منڈانا درست ہیں یا نہیں اور یہ سر میں شامل ہے یا الگ ہے اگر الگ ہے تو کس مقام سے اور داڑھی کا خط بنوانا جائز اور ثابت ہے یا نہیں اور پنڈلی اور ران کے بالوں کا مونڈنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) گردن جدا عضو ہے اور سر جدا لہذا اگردن کے بال منڈانا درست ہے سر کا جوڑ علیحدہ کان کی لو کے پیچھے معلوم ہوتا ہے اس سے نیچے گردن ہے ریش کا خط درست کرنا درست ہے اگر کسی کے بال رخسار پر بے موقع ہوں اور نہ منڈانا اولیٰ ہے اور پنڈلی اور ران کے بال کا دور کرنا درست ہے کہ آپ علیہ السلام تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

گردن کے بال منڈوانا

(سوال) گردن کے بال کانوں سے جو نیچے ہیں منڈوانا جائز ہیں یا نہیں، مکروہ تحریمی ہیں یا تنزیہی معہ عبارت کتاب تحریر فرمادیں۔

(جواب) گردن دوسرا عضو ہے سر کی حد سے نیچے کے بال گردن کے منڈوانے درست ہیں یعنی سر کے بال لینے اور بعض چھوڑنے مکروہ ہیں تحریماً بقولہ علیہ السلام نھی عن القزعۃ الحدیث۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

صرف گردن کے بال منڈوانا

(سوال) اگر سر کے بال نہ منڈوائے جائیں اور گردن کے بال منڈوائے جائیں تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) گردن کے بال منڈوانے اگرچہ سر کے نہ منڈوائے درست ہیں البتہ بہتر نہیں ہے۔

---

(۱) نبی ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے آپ نے قزعہ سے منع فرمایا ہے۔
نوٹ:۔ قزعہ کہتے ہیں سر کے کچھ بال لینا کچھ چھوڑ دینا۔

کاکلوں کا مسئلہ

(سوال) بال سر کے گردن کے نیچے لٹکا لینا جن کو کاکلیں بھی کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ اور کاکلوں کو جو فعل یہود اور منع حدیث میں فرمایا ہے اس کے کیا معنی ہیں اور بال کانوں سے نیچے رکھنا جو سنت سے ثابت ہیں اس کے کیا معنی ہیں اور کاکل بمعنی فعل یہود اور مشابہت عورات سے ہیں یا نہیں۔

(جواب) بال سر کے جہاں تک چاہے بڑھا لے درست ہے مگر بعض سر کا منڈانا اور بعض کا رکھنا مشابہت یہود ہے یہ مکروہ ہے اور تمام سر کے بال بڑھانا نہ یہ کاکل ہے اور نہ یہ ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم کاکل بمعنی حلق بعض و ترک بعض فعل یہود کا اور منع ہے اور بال بڑھانا جو سنت سے ثابت ہے وہ معنی نہیں ہے (۱) ان کو کاکل کہنا اصطلاح جدید ہے اور مشابہت عورتوں کی جب ہووے گی کہ عورتوں کی طرح چوٹی گوندھے ورنہ کوئی مشابہت نہیں نہ کراہت فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قینچی سے زیر ناف کے بال لینا

(سوال) موئے زیر ناف کو مقراض سے لینا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو عدم جواز کی کیا دلیل ہے اور اگر جائز ہے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کیوں منع فرماتے ہیں یعنی کمالات عزیزی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے برا خواب دیکھا اس پر حضرت مولانا نے فرمایا کہ تیری عورت مقراض لیتی ہے منع کر دے۔

(جواب) یہ قصہ غلط ہے تو مولانا شاہ عبدالعزیز کا منع فرمانا غلط ہے اس کی دوسری صورت ہے اور بالوں کا دفعیہ مقراض سے جائز ہے مگر چونکہ استیصال اچھی طرح نہیں ہوتا اس واسطے مستحسن نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خط بنوانا

(سوال) رخسار کے بال منڈوانا جس کو خط کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رخساروں کے بال منڈوانا جائز ہیں مگر خلاف اولیٰ ہے فقط۔

سینہ اور پیٹ کے بال منڈوانا

(سوال) سینہ اور پیٹ پر کے بال اور رخساروں کے بال منڈوانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) سینہ اور شکم کے بال منڈوانا درست ہیں اور رخسار کے بال دفع کرنا ترک اولیٰ ہے۔

---

(۱) بعض بال منڈوانا بعض کا چھوڑ دینا۔

عورتوں کو قبر پر جانا

(سوال) قبروں پر عورات کو جانا محض حرام مگر مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں کل زیارت پر عورات جاتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) عورتوں کو قبور پر جانا مختلف فیہ ہے اکثر علماء منع کرتے ہیں بسبب فساد کے اور جو فساد نہ ہو تو اکثر کے نزدیک جائز ہے حرمین میں اس پر ہی عمل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرعی پردہ

(سوال) اگر حجاب شرعی موجب بدگمانی و شر فساد کے نہ ہو سکے تو ان اجنبیوں سے جو اس کے چچا تایازاد بھائی یا دیور جیٹھ یا بہنوئی ہیں یا بہنوئی یا جیٹھ دیور زاد بھتیجے وعلی ہذا القیاس اور رشتہ دار ہوں تو ان سے فقط ستر پر کفایت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) حجاب شرعی کا ترک کرنا ہر حال میں موجب گناہ ہے شر و فساد کے اندیشہ سے ترک کرنا حجاب کا جائز نہیں ہو سکتا البتہ چہرہ کا ڈھکنا اگر بوجہ اندیشہ شر ترک کر دیا جائے بشرطیکہ ترک میں فتنہ ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ حجاب بوجہ مصلحت وقوع فتنہ ہے اور وہ اعضاء جن کا ستر واجب ہے ان کا کھولنا کسی حال میں جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا قصد کسی محرم کا دیکھنا

(سوال) بازار میں ایک عورت آرہی ہے یک بیک اس پر نگاہ پڑ جاوے تو گناہ تو نہیں ہے۔

(جواب) فوراً نگاہ کو روک لیوے تو گناہ نہیں اگر دوبارہ قصداً دیکھے گا تو گناہ ہے۔

عورتوں کو پیر کے سامنے آنا

(سوال) مستورات کو اپنے پیر و مرشد کے سامنے آنا کیسا ہے اور سلام کرنا کیسا ہے فقط۔

(جواب) سامنے آنا پیر و مرشد کے مستورات کو حرام ہے ہرگز ہرگز کسی صورت میں جائز نہیں کلام کرنا اگر خوف فتنہ نہ ہو تو جائز ہے اگر خوف فتنہ ہو تو حرام و ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوستان کی کافرات کا حکم

(سوال) ملک ہندوستان مملوکہ نصاریٰ اور ممالک محروسہ نوابان ہند اور راجگان دار حرب ہے یا دار السلام اور کافران ملکوں کے حاکم ہوں یا محکوم حربی ہیں یا ذمی خواہ ہندو ہوں وہ کافر یا غیر ہندو

اور کافرات حربیات ہیں یا ذمیات مثلاً در باب ستر مسلمہ کافرہ سے لکھا ہے ۔ **فی روضۃ النور فی نظر الذمیۃ الی المسلمۃ وجہان اصحہما عند الغزالی الجواز کالمسلمۃ واصحہما عند البغوی المنع حاشیۃ بیضاوی شریف جلد ثانی فی** (۱) **صفحہ ۹۷** پس ہندوستان کی کافرات کو حربیات سمجھنا چاہئے یا ذمیات اور نیز اور بہت احکام ہیں تو ان احکام میں یہاں کی کافرات کو ذمیات سمجھنا چاہئے یا حربیات اور مسئلہ ستر مسلمہ کا کافرہ سے بھی تحریر فرمائیے کہ یہ ستر ضروری ہے یا نہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہودیہ آئی تھی اور عذاب قبر کی گفتگو ہوئی تھی۔

(جواب) (۲) سب ہندوستان بندہ کے نزدیک دار الحرب ہے اور یہاں کی کافرات حربیہ ہیں اور ستر کرنا مسمات کو ان سے ضروری ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جو یہودیات حاضر ہوتی تھیں تو بدن مستور اس وقت میں آپ کا ہوتا تھا یہ حاضر ہونا ستر کے خلاف نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورتوں کا ناک کان چھدوانا

(سوال) عورتوں کے ناک کان چھدوائیں یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کے کان چھدوانے درست ہیں اور ناک چھدوانے میں بعض علماء نے کلام کیا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورتوں کو تعزیت کے لئے جانا

(سوال) عورتوں کو تعزیت وعیادت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عورت کو عورت کی یا اپنے محرم کی عیادت وتعزیت درست ہے۔ (۳) فقط

عورتوں کو اونچی ایڑی کا مردانہ جوتا پہننا

(سوال) ایڑی والی جوتی مثل مردوں کے عورت پہن لیوے تو درست ہے یا نہیں کیونکہ زنانی

---

(۱) روضۃ النوری میں ہے کہ ذمیہ کا مسلمان عورت کو دیکھنے میں دو حکم ہیں ان دونوں میں زیادہ صحیح غزالیؒ کے پاس جواز ہے جیسے مسلمان عورت کا اور بغوی کے پاس ان دونوں میں سے صحیح منع ہے حاشیہ بیضاوی شریف جلد ثانی صفحہ ۹۷۔

(۲) مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اپنے رسالہ قاسم العلوم جلد نمبر ۳۱، نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں اس ناکارہ کے نزدیک یہی راجح ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔

(۳) (ترجمہ فتویٰ عمادیہ میں اسی طرح ہے واقعات حسامیہ اربعین سے نقل کرتے ہوئے)

جوتی بیٹھویں سے مردانی جوتی نمازی عورت کے واسطے پاؤں کونجاست سے بچانے کے واسطے بہت خوب ہے جیسا کہ حکم ہوتحریر فرماویں۔

(جواب) جوجوتی کہ مردانی ہے اس کا پہننا عورت کوحرام ہے **قال علیہ السلام لعن اللہ المشبھات بالرجال** (۱) **رواہ ابو داؤد** . اور چونکہ مردانی جوتی پہننے میں عورت کوتشبہ مردوں سے پیدا ہو جاتا ہے لہذا اس کا پہننا حرام ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کانچ کی چوڑیاں عورتوں کو پہننا

(سوال) کانچ کی چوڑیاں جوعورتیں پہنتی ہیں جائز ہیں یانہیں۔

(جواب) درست ہیں۔**قل من حرم زینة اللہ الا یة**(۲) **واللہ تعالیٰ اعلم** .

نامحرم مرد جس جگہ نہ ہو وہاں عورت کو باجہ والا زیور پہننا

(سوال) جس گھر میں مرد، محرم نہیں ہے باجہ دار زیور پازیب پائل عورتوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جس جگہ نامحرم نہ ہوں وہاں آواز کا زیور پہننا درست ہے اور ستر عورت نماز میں شرط ہے سر سے پاؤں تک ڈھکنا فرض ہے نامحرم موجود ہو یا شوہر فقط۔

عورتوں کو پیتل تانبہ کا زیور پہننا

(سوال) زیور پیتل، تانبہ وغیرہ کا عورتوں کو پہننا درست ہے یانہیں۔

(جواب) زیور سب قسم کا عورتوں کو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورتوں کو چاندی سونے کے علاوہ زیورات کا پہننا

(سوال) عورتوں کو سوائے سونے چاندی کے اور دوسری چیزوں کے زیورات پہننا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کو سب قسم کا زیور پہننا جائز ہے بشرطیکہ اس میں مشابہت کسی بددین کی نہ ہو اللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں سے مشابہت کریں۔

(۳) ترجمہ آیت کہہ دیجئے کہ کس نے اللہ کی بنائی ہوئی زینتوں کوحرام کیا ہے۔

زیور کے لئے کلمہ کا روپیہ تڑوانا

(سوال) کلمہ کے روپیہ کا تڑوانا زیور کے واسطے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کلمہ کے روپیہ کا تڑوانا زیور وغیرہ کے واسطے جائز ہے۔

عورتوں کا کانچ کی چوڑیاں پہننا

(سوال) عورتوں کو چوڑیاں کانچ وگلٹ کی پہننا درست ہیں یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کو ہر قسم کی چوڑیاں پہننا جائز ہیں۔

چیتے وغیرہ جانوروں کی کھالوں کا مسئلہ

(سوال) چیتے وغیرہ سباع جانوروں کے چمڑوں پر بیٹھنے اور سوار ہونے سے جو احادیث کثیرہ میں ممانعت فرمائی گئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن جلود السباع ان تفترش انتہیٰ** اور ابوداؤد میں ہے **نہی رسول اللہ صلی اللہ** (۱) **علیہ وسلم عن میاثر النمور و نہی عن جلود السباع**. (۲) ان احادیث کا مطلب کیا ہے کیونکہ بالعموم عوام وخواص اس کو مصلی بنانے میں و دیگر ضروریات بستر فرش وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں بالخصوص اہل علم وفضل اور کوئی کراہت تک بھی نہیں خیال کرتا لہذا وجہ عدم کراہت درصورت جواز استعمال کیا ہے۔

(جواب) استعمال غیر مدبوغ جلد سباع کا تو حرام ہے اور بعد دباغت کے استعمال اس کا مکروہ تنزیہی ہے بوجہ عادت متکبرین کے اور اثر ید جانور کے اور استعمال ان کا جائز ہے حرام نہیں اگرچہ ترک اولیٰ ہے واللہ اعلم۔

مچھلی کا شکار کرنے کے لئے گھنیسے کو کام میں لانا

(سوال) ایک کیڑے کو جس کا نام گھینسا ہے اس کو توڑ توڑ کر اور کاٹنے میں لگا کر شکار ماہی کا کرتے ہیں پس ایسا شکار کرنا اور مچھلی کا کھانا کیسا ہے۔

(جواب) اول اس کو مار کر پھر ٹکڑے کر کے کانٹے میں لگانا درست ہے اور زندہ کو لگانا منع ہے کہ

---

(۱) نبی ﷺ نے درندوں کی کھالوں کو بچھانے سے منع فرمایا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کی کھالوں اور درندے جانور کی کھالوں سے منع فرمایا ہے۔

اذیت ذی روح کی مکروہ تحریمہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا پالنا

(سوال) کتا کھیتی کی حفاظت کے لئے پالنا چاہئے یا مطلق حفاظت کے لئے۔

(جواب) مطلق حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے خواہ جان ہو یا مال فقط۔

دوا میں بحری جانور کا استعمال کرنا

(سوال) بقول اطباء حیوان بحری کا کھانے کی دواء میں استعمال جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) استعمال اس کا جائز ہے اور وہ پاک ہے اگر چہ وہ غیر ماہی ہو کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وہ جائز ہے اور ضرورۃً احناف کے نزدیک بھی جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی کو عیدین میں ہاتھی پر سوار کرنا

(سوال) قاضی کو ہاتھی پر سوار ہو کر بروز عیدین نماز کو جانا برائے تزک دین متین خصوصاً ریاست مذکور میں جائز ہے یا نہیں مکروہ تحریمی یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام فقط۔

(جواب) قاضی اگر فیل پر سوار ہو کر جاوے درست ہے کہ سواری فیل کی جائز ہے مباح امر سے شوکت حاصل کرنا جائز ہے بشرط عدم خلط کسی محذور شرعی کے۔

بیل کو خصی کرنا

(سوال) بیل کو بدھیا کرنا یعنی نر سے مادہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) بیل کو بدھیا کرنا بسبب ضرورت کے جائز ہے کہ بدون بدھیا کے کام نہیں دیتا۔

خچر پیدا کرنے کا طریقہ استعمال کرنا

(سوال) بعض آدمی گھوڑی کو گدھے سے باروار کراتے ہیں اس سے جو بچہ ہوتا ہے اس کو خچر کہتے ہیں یہ فعل اس طرح پر کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس بچہ کا جو اس طرح پیدا ہوا ہے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) گھوڑی پر گدھے کا ڈلوانا درست ہے اور اس کا فروخت کرنا بھی درست ہے۔

گھوڑوں کو خصی کرنا

(سوال) گھوڑوں کا آختہ کرنا یعنی بدھیا کرنا باعث کرنے شوخی کے جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) گھوڑے اور بکرے وغیرہ کو آختہ کرنا درست ہے۔

جوں کو گرم پانی یا دھوپ میں مارنا

(سوال) جوں کا مارنا گرم پانی میں یا دھوپ میں جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) جوں کا مارنا گرم پانی میں یا دھوپ میں جائز ہے کچھ حرج نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حلال کوّا کھانا

(سوال) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔
(جواب) ثواب ہوگا۔

بھڑوں کا جلانا

(سوال) بھڑوں کا جلانا منع ہے مگر بعض جگہ کہ جہاں بکثرت آدمی آتے جاتے ہیں اور یہ کاٹتی ہیں اور بغیر جلائے کسی تدبیر سے دور نہ ہوں تو ایسے موقع پر جلانا جائز ہے یا نہیں۔
(جواب) اور تدبیر نہ ہو تو جلانا درست ہے۔

ملفوظات

بھاگلپوری کپڑے

(۱) بھاگلپوری کپڑے ریشمی ہیں ان کا حکم ریشمی کا ہے مگر یہ موٹا ریشم ہے اور معروف ریشم ریشم کی عمدہ قسم ہے پس اگر تانا بانا دونوں ریشم کے یا بندہ کے ہوں خواہ صرف بانا ریشم کا ہو تو دونوں صورتوں میں نادرست ہے اور اگر دونوں ریشمی نہ ہوں بلکہ صرف تانا ریشمی ہو تو درست ہے جیسا ریشم کا بھی یہی حکم ہے حاصل یہ کہ بندہ ریشم ہے پھاں نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذوق وشوق پیدا ہونے کا وظیفہ اور جس شئی کی ماں باپ کی طرف سے صراحت ہو

(۲) مجھے کوئی وظیفہ ایسا معلوم نہیں کہ جس سے ذوق وشوق پیدا ہو ہاں دنیا سے بے رغبتی اور اللہ کی طرف توجہ کرنا اس کے لئے مفید ہے، جس شئے کی ماں باپ کی طرف سے بہ صراحت یا بہ دلالت اجازت ہو اس کا لینا مضائقہ نہیں ہے اور بلا عرضی ان کے مال میں تصرف درست نہیں۔

جو ظروف سب زن ومرد کو حرام ہیں ان کا بنانا

(۳) ایسے ظروف جن کا استعمال سب زن ومرد کو حرام ہے بنانے نہیں چاہیں کہ بلا آخر سبب معصیب ہو جاتا ہے اور جو انگوٹھی زن ومرد دونوں پہنتے ہیں وہ بیچنا اور بنانا درست ہے اور جو مردوں کو درست ہے یا عورتوں کو درست ہے اس کا بنانا اور بیچنا بھی درست ہے۔

سیاہ خضاب مرد کے لئے اور عورتوں کو نماز میں پشت پا اور پشت دست کا ڈھکنا

(۴) سیاہ خضاب مرد کو درست نہیں ہے کسی وجہ سے بھی اور عوتوں کو نماز میں پشت پا کا ڈھکنا اور پشت دست کا ڈھکنا فرض نہیں فقط والسلام۔

فقراء کو غلہ تقسیم کرنا

(۵) فقراء(۱) کو غلہ تقسیم کرنا درست ہے مگر پابندی رسم ورواج اور نام ونمود کا خیال کرنا گناہ

---

(۱) فتاویٰ اربعین مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی مسئلہ ۲۹ جو چیز کہ از قسم نقد وغلہ اور پکی ہوئی ہو جنازہ کے ہمراہ میت کے بعد محتاجوں کی تقسیم کے لئے لے جانا جائز ہے یا نہیں۔ جواب۔ نقد اور غلہ کا تقسیم کر محتاجوں کو میت کے بعد اس کے ترکہ سے ثواب کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ اس کے وارث بڑے ہوں راضی ہوں اس کے دینے سے اور اگر ورثہ میت چھوٹے ہوں تو بغیر تقسیم ترکہ کے خیرات جائز نہیں اور چیزوں کا جنازہ کے ساتھ لے جانا جہالت کی رسم ہے شرع سے ثابت نہیں، جس چیز کی نظیر اصل شریعت میں نہ پائی جائے اس کا کرنا مکروہ ہے یا حرام لیکن فقیروں اور مسکینوں کو میت کے ثواب کے لئے جنازہ کے ساتھ لے گئے بغیر خیرات کرنا جائز ہے اس لئے کہ جو چیز میت کے ثواب کے لئے محتاجوں کو دیں مستحب یہ ہے کہ بغیر ریا اور بغیر تعیین وقت اوروں کے ہو ورنہ بدعت ہو جاتا ہے اس صورت میں ان کا دینا کراہت سے خالی نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایہ کرتا ہے فقط طحطاوی۔
اور حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ ابن الحاج نے مدخل کی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ:۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے ایسے ہی مقبرا میں غلہ لے جاتا بھی نادرست ہے ہاں تقسیم کردینا البتہ ثواب ہے جب کہ اس میں کوئی شائبہ پابندی رسم ورواج اور نام ونمود کا نہ ہو پس نقد دے دینا بہتر ہے۔

سارے سر پر بال ہوں اور مرض ہو تو ان کا منڈوانا۔

مسلمان کا ذبیحہ اگر تحقیق ہو تو اس کا کھانا اور داڑھی کتنی کٹوائے۔

(۶) سارے سر پر بال ہوں اور مرض ہو تو سارے منڈوا ڈالے بعض کا حلق کرنا ناجائز ہے اور کترواتا اگر ایسا ہو کہ پست کرا دیوے تو حلق کے حکم میں نہیں اور جو جڑ سے کتروا دے تو حلق کے حکم میں ہے فقط۔ اگر تحقیق معلوم ہو کہ مسلمان نے ذبح کیا تھا تو کھانا درست ہے اور جو کافر کے قول سے یہ امر دریافت ہوا تو درست نہیں پس دونوں مسئلہ کا جواب اس سے حاصل ہو گیا فقط ٹھوڑی کے نیچے سے اعتبار ہووے گا اور ہر چار طرف سے بھی چار انگشت سے کم کونہ کائے فقط دلیل اس کی اعفوا اللحی۔ (ترجمہ) بڑھاؤ داڑیوں کوالخ۔ پس زائد چار انگشت کو لینا بھی درست جو ہوا دوسری روایت سے ہو اور نہ اس میں تو مطلقاً اعفاء کا حکم ہے فقط اور مجوس کی اور مخنثوں کی مخالفت بھی ضروری ہے فقط والسلام۔

حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں رہنا۔ اور کافر کا غائبانہ گوشت جو بچے اس کا لینا۔

(۷) پیر جیو محمد بخش صاحب کو بیعت میں قبول کرتا ہوں مگر مناسب ہو تو تم توبہ کرا دینا اور شغل نفی اثبات چندے کرا کر جب اثر جہر آ جاوے پاس انفاس تلقین کرا دینا اور دیگر اوراد صبح شام کے بتلا دینا جیسا احادیث میں آیا ہے اور آپ کو مولوی صاحب مرحوم نے بتایا ہوگا فقط جو مکان حرام مال سے بنا اس میں رہنا مکروہ ہے اگر چہ تبعاً ہو مگر جو کچھ مقرر نہ ہو جاری ہے کافر جو غائبانہ

(بابقیہ حاشیہ) جنازہ کے سامنے روٹی اور بکری کے بچے رکھے جاتے ہیں اور اس کا نام "قبر کی معانی رکھتے ہیں" جب قبر کے پاس پہنچتے ہیں تو دفن کے بعد اس کو ذبح کرتے ہیں اور اس کو جزوہ کے ساتھ تقسیم کرتے ہیں اور اسی کے مثل مناوی نے اربعین کی شرح میں اس حدیث کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "جس نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ رد ہو اور اس کا نام کفارہ رکھتے ہیں اور یہ بہت بڑی بدعت ہے ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ اگر اس کو گھر میں خفیہ تقسیم کر دیں تو عمل صالح ہوتا اور اگر وہ بدعت سے بچ جاتا یعنی یہ کہ لوگ اس کو سنت یا عادت بنالیں اس لئے کہ وہ ان لوگوں کے افعال سے نہیں ہے جو گزر چکے ہیں اور پوری بھلائی ان کی اتباع میں ہے عینی شرح ہدایہ اور ردالمحتار شرح درمختار میں اسی طرح ہے۔

گوشت بیع کرتا ہے اس سے نہ لینا چاہئے مردار ملا دیوے فقط والسلام۔

عورتوں کو ہر قسم کی چوڑیاں پہننا اور عدت میں عورتوں کو زینت کا ترک کرنا اور جس کی آمدنی نو روپیہ حلال ہو دس روپیہ حرام یا برعکس یا مساوی اس کا ہدیہ یا ضیافت قبول کرنا۔

(۸) عورتوں کو چوڑیاں ہر قسم کی پہننا درست ہے خواہ کنچ کی ہوں خواہ سونے چاندی لوہے تانبے پیتل کی ہوں جو شئے زینت کی ہے خواہ لباس ہو یا زیور وہ عورتوں کو حالت عدت میں نادرست ہے اس لئے بوقت عدت چوڑیاں وغیرہ پھوڑ دی جاتی ہیں بعد عدت اگر کوئی عورت پہنے تو مضائقہ نہیں جس کی آمدنی نو ۹ روپیہ حلال ہو دس ۱۰ روپیہ حرام خواہ برعکس یا دونوں مساوی ہوں اس کا ہدیہ وغیرہ دعوت ضیافت سب نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی مرد وعورت دونوں کے لئے۔

(۹) لوہے اور پیتل کی انگوٹھی میں مرد وعورت یکساں ہیں اور کراہت ان کے پہننے کی تنزیہی ہے نہ تحریمی کہ مسئلہ مجتہد فیہا ہے اور شافعی صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک مردوں کو بھی درست ہے فقط۔

پیر نامحرم اور عورت بہت بڑھیا نہ ہو تو اس کو پیر کے سامنے آنا ہاتھ سے مس کرنا

(۱۰) اگر پیر نامحرم اور عورت بہت بڑھیا نہ ہو تو اس کو پیر کے سامنے آنا اور اس کے ہاتھ سے ہاتھ مس کرنا اور کسی جزو بدن کو ہاتھ لگانا ہرگز درست نہیں ہے البتہ زبان سے بیعت ہو جانا اور پس پردہ اور اشخاص کی موجودگی میں زبانی بات چیت کر لینا درست ہے خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہمزاد سے بات کرنا

(۱۱) اگر ہمزاد سے اس طرح کہنا مفید ہوتا ہے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قہقہہ اور ضحک کا فرق

(۱۲) جس ہنسی میں آواز نہیں نکلے اگرچہ بدن کا لرزہ اچھی طرح محسوس ہوا ہو وہ قہقہہ نہیں ہے نہ ضحک ہے۔

ناخن کاٹے کہ کٹوائے۔ چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی۔

(۱۳) ناخن آپ کاٹے یا دوسرے سے کٹوالے دونوں حال سنت ادا ہوگی۔ چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خچر بنانا۔ خصی کرانا۔

(۱۴) خچر بنانا حنفیہ کے نزدیک بکراہت تنزیہ درست ہے تجارت کرے خواہ خود رکھے کذا فی کتب الفقہ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم خصی کرنا سب بہائم کا نفع کے واسطے یا دفع سرز کے واسطے درست ہے سوائے آدمی کے کہ حرام ہے اور گھوڑے میں خلاف ہے راجح یہ ہے کہ دفع ضرر ناس کے واسطے جائز ہے ورنہ ناجائز کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس گھڑی کا چاندی سونے کا کیس ہو یا چاندی سونا اس پر غالب ہو اس کا استعمال۔

(۱۵) جس گھڑی کا کیس چاندی کا ہو یا سونے کا ہو یا چاندی سونا اس میں غالب ہو اس گھڑی کا استعمال چلانا کوکنا اس میں ساعت کا دیکھنا منع ہے اگر ہاتھ نہ لگاوے جیسے آئینہ چاندی سے منہ دیکھنا چاندی کی دوات میں سے قلم سے سیاہی لے کر لکھنا اور جو جیب میں رکھے اور پھر چلاوے نہیں کچھ حرج نہیں جیسا روپیہ جیب میں رکھنا درست ہے فقط ان دو ۲ نظیر سے آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ ظرف ساعت سے مراد اس کے کیس ہیں اور جو گھڑی کے اوپر کا خانہ چاندی کا ہو اس کا بھی یہ حکم ہے فقط والسلام۔

کتاب: وراثت کے مسائل

پوتوں کا حصہ

(سوال) ایک عورت فوت ہوئی ایک بھتیجا یعنی بھائی کا بیٹا اور چار پوتے اس نے چھوڑے ترکہ کس کو پہنچے گا۔

(جواب) سب ترکہ چاروں پوتوں کو ملے گا اور برادرزادہ کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصیت کے مسائل

(سوال) پہلے ایک امر ضروری لکھنا ضرور ہے بعد اس کے جواب دفعات مسائل کا دیا جاوے گا

اگر چہ سوال میں اور بھی امور قابل استفسار ہیں مگر چونکہ سائل نے اسی قدر کو دریافت کیا ہے لہذا طویل مناسب نہیں زید نے وقت موت عمر و اپنے پسر کلاں کو وصی ترکہ اور اپنی اولاد صغار و دیگر ورثہ پر بنایا ہے چنانچہ عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ تربیت اولاد کی اور خدمت گزاری ازواج کی اور محافظت اموال کی سپرد عمرو کے کی ہے۔ **انت وصیی او سلمت الیک الا ولا بعد موتی او تعهد اولا دی بعد موتی او ماجری مجری هذه الا لفاظ یکون وصیا انتهی.** (۱) ردمحتار عقارات کے باب میں اگر چہ کچھ نہیں کہا مگر جب ایک امر کا وصی بنایا تو سب امور کا وصی ہو جاتا ہے۔ **ولو جعل رجلا وصیافی نوع صار وصیافی الا نواع کلها انتهی** (۲) ردمحتار پس عمرو وصی اپنے پدر کا مکانات و جاگیر میں اور اموال منقولہ میں اور اولاد و دیگر ورثہ کے باب میں ہو گیا سو اب تصرف عمرو کا سب امور میں اپنے حصہ میں مالکانہ ہوگا اور حصص دیگر ورثہ زید میں وصی ہونیکی وجہ سے چنانچہ ظاہر ہے پس بعد اس کے جواب دفعات مسائل کا یہ ہے۔

(دفعہ نمبر ۱) جو اراضیات عمرو نے اپنے تعویذ گنڈہ اور مریدین اور غیر مریدین سے اور فروخت زیورات اہلیہ اپنے سے خریدیں یا رہن کرائی ہے اور جو اس کو بطریق ہبہ مرید یا غیر مرید سے اور جو مویشی اور پارچہ وغیرہ بطور شراء یا ہبہ اس کو پیدا ہوئی ہیں باقی ورثہ بھی اس میں شریک ہیں یا نہیں۔

(جواب) جو کچھ عمرو کو خاص اس کے مریدین نے دیا اس نے اپنے زیور یا مال خاص سے خرید کیا یا مریدان پدر نے بالخصوص عمرو کو ہی دیا عقارات یا روپیہ یا دواب یا کوئی شئے وہ سب خاص ملک عمرو کی ہے اس میں کسی وارث زید کا کچھ دخل نہیں **من اعطی شیئاً فهو له** (۳) پس وہ خاص عمرو کی ہے۔

(دفعہ نمبر ۲) حویلی پختہ کلاں دوبارہ تعمیر شدہ جس طرح زید نے ہر ایک وارث کو دی ہوئی تھی چنانچہ والدۂ خالد نے کہا کہ ہمارا حصہ تعمیر نہ کراؤ اسی طرح پر رہنے دو۔ آیا یہ اسی طرح پر منقسم رہے گی یا اور دوسری تقسیم جاری ہوگی۔

(جواب) حویلی پختہ جس کو زید نے تعمیر کیا تھا اور سب ورثہ اس میں رہتے تھے وہ بظاہر ملک سب ورثہ میں ہے اور میراث میں داخل ہے کیونکہ مسکن زید کے ذمہ پر ازواج اور اولاد صغار کا

(۱) تو میرا وصی ہے یا یہ میں نے اولاد کو اپنی موت کے بعد تیرے حوالہ کیا یا میری موت کے بعد میری اولاد کی نگرانی کر یا ایسے الفاظ کہے جو ان الفاظ کے قائم مقام ہیں تو وصی ہو جائے گا۔
(۲) اور اگر اس نے کسی شخص کو ایک قسم میں وصی بنایا تو تمام اقسام میں وصی ہوگا۔

واجب تھا جس مکان میں جس کا چاہار کھا اس سکنی سے ہبہ ثابت نہیں ہوسکتا جب تک الفاظ ہبہ کے ثابت نہ ہوویں یا قرائن دالہ پر ہبہ ثابت نہ ہوں معہذا مشاع کا ہبہ موجب ملک نہیں ہوتا سو حویلی مذکور بہ سبب مشاع ہونے کے اس کے درجات مشترکہ ملک موہوب لہم کے نہیں ہوسکتی۔ **شرائط صحتها في الموهوب ان يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول وركنها الا يجاب والقبول انتهى** (۱) درمختار اور عبارت سوال سے کوئی صورت ہبہ حویلی کی ثابت نہیں ہوتی لہذا میراث کی طرح منجملہ میراث تقسیم ہووے گی اور والدۂ خالد کا یہ کہنا کہ ہمارا حصہ تعمیر مت کرو مفید تقسیم اور ہبہ کا نہیں ہوسکتا فرض کرو کہ وہ اپنے ذہن میں ملک ہی جان رہی تھی مگر شرعاً اس کی ملک جب ہووے گی ثبوت ہبہ غیر مشاع مفرغ کا ہو جاوے لہذا میراث ہی رہے گی باقی تعمیر کرنا عمرو وصی کا سو اگر عمرو نے ترکہ کی آمدنی سے تعمیر کیا ہے تو کچھ کلام ہی نہیں اور جو اپنے مال خاص سے تعمیر کیا ہے تو رجوع ورثہ پر کرے گا اگر نیت رجوع ورثہ کی تھی۔ **انفق الوصي من مال نفسه على الصبي وللصبي مال غائب فهو متطوع في الا نفاق استحسانا الا ان يشهدانه يرجع عليه لان قول الوصي لا يقبل في الرجوع فيشهد لذلك وفي العنايةويكفيه النيةفيما بينه وبين الله تعالىٰ انتهى اشهاد** (۲) کی ضرورت قضاء ہے مفتی کو یہی کافی ہے کہ نیت رجوع ہووے تو صورت سوال سے بھی نیت رجوع حصہ ورثہ میں معلوم ہوتی ہیں لہذا رجوع عمرو کا تعمیر کے خرچ میں ورثہ پر درست ہوگا اور مکان میراث کی طرح تقسیم ہوگا۔

(دفعہ نمبر ۳) حویلی خورد متصل حویلی کلاں اور دیگر مکانات جو عمرو نے زمین مشترکہ میں تیار کرائے ہیں ان کی تقسیم کس طرح کی جاوے گی۔

(جواب) علیٰ ہذا حویلی خورد عمر نے مشترکہ میں بنائی وہ سب ورثہ کی ہے میراث اس میں جاری ہووے گی اور جواب زیر تعمیر کا اوپر کی دفعہ سے واضح ہوا کہ اگر ترکہ سے دیا ہے تو کچھ رجوع نہیں اور جو عمرو کا مال خالص خرچ ہوا بشرط نیت رجوع کی رجوع ورثہ پ حصص ورثہ میں کرے گا۔

(دفعہ نمبر ۴) خدمت مریدین اولاد پیر کو جو سجادہ نشین ہو یا غیر اس کا یا آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر

---

(۱) موہوب میں اس کی صحت کے شرائط یہ ہیں کہ مقبوض ہوں غیر مشترک ہو ممیز ہو اور مشغول نہ ہو اور اس کا رکن ایجاب وقبول ہے۔

(۲) اگر وصی نے لڑکے پر اپنا ذاتی مال خرچ کیا اور لڑکے کا مال غائب ہے تو وہ وصی کا خرچ کرنا استحساناً خیرات ہوگا الا اینکہ وہ اس بات پر گواہ کرے کہ وہ اس مال پر رجوع کرے گا کیونکہ وصی کا قول رجوع کے بارے میں قبول نہیں کیا جائے گا تو اس کے لئے وہ گواہ کرلے اور عنایہ میں ہے کہ اس کے لئے وہ نیت کافی ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہوگی۔

اشخاص جس کی کریں اسی کی ہوتی ہے یا دوسری اولاد کو بھی اس میں اشتراک ہے۔

(جواب) مریدان پیر جو خدمت سجادہ نشینی کی کرتے ہیں اس میں نیت خدمت کرنے والوں کی دیکھنی چاہئے کہ کیا ہے اگر سب ورثہ کی نیت ہے تو سب ورثہ بحصہ برابر مالک ہووے گے میراث کے سہام اس میں نہ ہووے گے۔ کیونکہ یہ میراث نہیں بلکہ ہبہ مشترکہ ہے اور جو فقط سجادہ نشین کو خاص کر دیا ہے تو وہ ہی مالک ہے اور اگر نیت کی تحقیق نہیں ہو سکتی تو عرف کا اعتبار ہووے گا۔ وضعوا اهدايا الختان بين يدى الصبى فما يصلح للصبى كالثياب فالهدية له و الا فان كان المهدى من اقرباء الاب او معارفه فللاب او من معارف الام فللام قال هذا للصبى او لا ولو قال اهديت للاب او للام فالقول له انتهى . (۱) درمختار اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول اعتبار نیت کا جو معلوم ہو جاوے گا ورنہ عرف وقرینہ ظاہر پر مدار ہے سو مریدین پر اولاد پیر کی بظاہر سب کی ہی خدمت چاہئے۔ مگر چونکہ سجادہ نشین وصی اور سب کا کارگزار ہے اس کو ہی دیتے ہیں۔

(دفعہ نمبر ۵) خدمت مریدین اولاد پیر کو یا آمدنی تعویذ گنڈہ اور دیگر اشخاص جو خدمت سجادہ نشین کرتے ہیں شرع شریف اس کو کیا مقرر کرتی ہے۔

(جواب) خدمت مریدین اولاد پیر کو شرع ہبہ کا حکم دیتی ہے اور اجرت تعویذ گنڈہ کی اجرت کے حکم میں ہے پس اجرت خاص اس شخص کو ہووے گی جو تعویذ لکھتا ہے اور نذرانہ کی شرح اوپر کے سوال سے واضح ہوئی کہ نیت دینے والوں کی دیکھو ورنہ عرف پر رہے گا اور عرف میں سب اولاد پیر کی خدمت کرنا منظور ہوتا ہے اگرچہ پیش کش سجادہ نشین کے کیا جاتا ہے اور جو اس ملک کا دوسرا عرف ہو تو ویسا حکم ہووے گا المعروف کالمشروط (۲) قاعدہ مقرر شرع کا ہے۔

(دفعہ نمبر ۶) جو کچھ جائیداد مثل زیورات اور پارچات اور برتن مسی اور مال مویشی جس وارث کے پاس بطور قبضہ حین حیات زید میں تھا اسی کا ہوگا جس کا قبضہ تھا یا تقسیم ہونا چاہئے

(جواب) جو کچھ زیور پارچہ وغیرہ اشیاء منقولہ کسی وارث کے پاس زید کی وقت کی مقبوض ہے وہ اس قابض کی ہی مملوکہ ہووے گی کیونکہ ایسی اشیاء عرف میں ملک کر کے دیتے ہیں نہ عاریت معہذا الفاظ زید کی بھی دلیل صریح ملک پر ہیں چنانچہ سوال مذکور میں ہے کہ زید نے کہا کہ ہر ایک وارث کا حصہ ادا کر کے راضی کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زید نے یہ اشیاء بطور ملک ہی

(۱) ختنہ کے ہدیے جو بچے کے سامنے رکھے جاتے ہیں تو جو بچے کے لائق ہیں جیسے کپڑے تو یہ تو اسی کے لئے تحفہ ہو اور نہ اگر ہدیہ دینے والا باپ کے اقرباء یا اس کے دوستوں میں سے ہے تو ہدیے باپ کے ہوئے اور اگر ماں کے جاننے والوں کے ہوئے تو ماں کے ہوئے خواہ اس نے کہا ہو یا نہ کہا ہو کہ یہ بچہ کے لئے ہے اور اگر کہا کہ یہ ہدیہ باپ کے لئے ہے یا ماں کے لئے ہے تو اسی کا قول معتبر ہوگا۔ (۲) معروف چیز مشروط کے مثل ہے۔

دیا تھا۔ اتخذ لو لدہ ثیا با ارادد فعھا لغیرہ لیس لہ ذلک مالم یلق وقت اتخاذ انھا عاریۃً در مختار وفی رد المحتار ای لو لدہ الصغیر واماالکبیر فلا بد من التسلیم (۱) پس بعد قبض کبیر کے اور نیت صغیر کے وہ اشیاء ملک موہوب لہ کی ہوگئی اب اس میں میراث نہیں ہوسکتی اور نہ میراث میں محسوب ہو سکے اگر چہ زید کی یہ مراد ہو کہ ہر ایک کا حصہ دے دیا ہے باقی سب عمرو کا ہووے گا کیونکہ ترکہ مال باقی کو کہتے ہیں۔ کما قال الترکۃ ما ترکہ المیت من الاموال صافیا عن تعلق حق الغیر بعین من لا موال اور ترکہ میں حصص سب ورثہ میں جاری ہوویں گے تخصیص کسی کی لغو ہے غیر معتبر شرعاً پس جو منقول متاع کسی وارث کی مقبوض ہے وہ خاص اس کی ہی ہے اس میں میراث کا کچھ دخل نہیں۔

(دفعہ نمبر ۷) کتب خانہ جو کچھ عمرو کا بعد انتقال زید کے خرید کیا ہوا ہے اور کچھ زید کے وقت کا ہے اور خراس جو واسطے آٹا پینے مسافر خانہ اور خانگی کے زید کے وقت سے ہے اور حمام کہ وہ بھی زید کے وقت کا ہے تقسیم ہونا چاہئے یا نہیں اگر ہو تو کتابیں جو عمرو نے اور بعد انتقال زید کے خرید کری ہیں تقسیم سے علاوہ ہوں گی یا نہیں۔

(جواب) خراس اور حمام اور کتب متروکہ زید منجملہ میراث ہیں تقسیم ہوویں گی الترکۃ ماترکہ المیت الخ (۲) پس یہ بھی داخل ترکہ ہوویں گی اور جو کتب عمرو نے اپنے خاص مال سے خرید کیں وہ خالص ملک عمرو کی ہیں اور جو مال ترکہ سے خریدیں وہ داخل ترکہ ہوویں گی۔ کما ھو ظاھر۔

(دفعہ نمبر ۸) جو باغ اور اشجار مثمر و غیر مثمرہ نصب کردہ عمرو زمین مشترکہ میں ہیں ان کی تقسیم کس طرح ہونی چاہئے۔

(جواب) اشجار نصب کردہ عمرو زمین مشترکہ میں بھی مشترک سب ورثہ کے ہیں کیونکہ عمرو نے اپنے حصہ میں مالک ہو کر تصرف کیا اور دیگر ورثہ کے حصص میں وصی ہو کر اور تصرف نافع وصی کا سب کی طرف سے ہوتا ہے جیسا حویلی کے جواب میں گزرا ہاں خرچ باغ کا اگر اپنے مال سے کیا ہے تو رجوع کر سکتا ہے بشرط نیت رجوع کے چنانچہ اوپر واضح لکھا گیا پس بطور میراث تقسیم ہوویں گے۔

(دفعہ نمبر ۹) معافیات جو منجانب سرکار معاف ہیں واسطے مصارف فقراء کے متعلق مکان کے ذہنی

---

(۱) اپنے لڑکے کے لئے کپڑ بنانا پھر وہ اور کسی کو دینا چاہا تو اس کو اس کا حق نہیں۔
(۲) جیسا کہ کہا ترکہ وہ ہے جس کو میت نے ان مالوں سے چھوڑا ہو جو غیر کے حق سے بعینہ مال کا تعلق نہ رہے۔
(۲) ترکہ وہ ہے جس کو میت نے چھوڑ دیا ہو۔

چاہئے یا تقسیم ہونی چاہئے۔

(جواب) جو معافی صرف فقراء کے واسطے بنام مکان وقف ہے اس میں میراث جاری نہ ہووے گی۔ **فاذا تم ولزم الوقف لا یملک ولا یملک ولا یرھن ولا یقسم انتھی در مختار**. (۱)

(دفعہ نمبر۱۰) جو زمین زید کو ہبہ ہوئی اور کاغذات اس کے عمرو نے مرتب کرادیئے ہیں اور بعض جگہ قبضہ بھی اسی نے کیا اس کی کس طرح تقسیم ہونی چاہئے۔

(جواب) جو زمین زید کو ہبہ ہوئی اور کاغذات اس کے عمرو نے مرتب کرادیئے زید کی حیات میں کاغذ مرتب نہ ہوئے تھے اور جو زمین کہ قبض زید بھی نہیں ہوا تھا عمرو نے ہی قبضہ لیا ہے یہ سب اراضی میراث میں داخل ہو کر تقسیم ہوویں گی اس واسطے کہ تمامی ہبہ کی ایجاب قبول اور قبض تام پر ہے تحریر وثیقہ پر کچھ موقوف نہیں وثیقہ یادداشت اور انکار کے رفع کردینے کے واسطے ہوتا ہے اور بس **قال فی الدر المختار وتصح الھبۃ بایجاب وقبول وقبض انتھیٰ ملخصا**(۲) پس اول قسم میں تو عمرو نے وثیقہ ہی بنوایا ہے اور وصی کا یہ کام ہی ہے کہ تعاہد ترکہ میت کی کرے کما مر اور قبض کرنے کی قسم میں اس واسطے کہ جو شئے زید کو ہبہ ہوئی تھی اور بدون قبض زید کے ہبہ ناتمام رہا تھا تو اب ظاہراً واہب نے اس ہی نیت سے ہبہ کیا ہے کہ عمرو جانشین زید کا ہے گویا ورثہ زید کو ہبہ کیا ہے خصوصاً عمرو کو ہبہ نہیں ہوا جیسا اوپر مذکور ہو چکا مگر ہاں اگر صراحۃً واہب نے یہ ہبہ خاص عمرو کو کیا ہو تو اس وقت بشرط ثبوت اس امر کی ملک خاص عمرو کا قرار دیا جائے گا ورنہ عمرو نائب زید کا ہے جو اس کو واہب نے قبض کرایا یہ سابق کی نیت سے ہی قبض کرایا چنانچہ معروف ہے اگرچہ شرعاً یہ سابق ناتمام ہو کر لغو ہو گیا تھا اور یہ سب حالات معافی وقف اور معافی بنام زید اور ہبات کے کاغذات سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

(دفعہ نمبر۱۱) برتن، دیوان خانہ مسافرین کے تقسیم ہوں یا نہیں۔

(جواب) ظروف دیوان خانہ جو مسافرین کے کام میں آتے تھے ان کی تقسیم ہوگی۔

(دفعہ نمبر۱۲) حویلی خام جو زید نے مسافروں اور درویشوں کے لئے بنا کرائی تھی تقسیم ہونی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) خام حویلی جس میں مسافر قیام کرتے تھے وہ سب ملک زید کی تھی اب ان کی تقسیم کی

(۱) پس جب پورا ہو جائے اور وقف لازم ہو جائے تو نہ کوئی اس کا مالک ہو سکتا ہے اور نہ وہ چیز کسی کی ملک ہو سکتی ہے اور نہ عاریت دی جاسکتی ہے نہ رہن ہو سکتی ہے اور نہ تقسیم ہو سکتی ہے۔

(۲) در مختار میں کہا اور ہبہ صحیح ہوتا ہے ایجاب وقبول اور قبضہ سے۔

جاوے گی فقط کسی کے استعمال کے واسطے بنانے سے وقف نہیں ہوسکتا لہذا ترکہ میں داخل و تقسیم ہوگا رکن الوقف الا لفاظ الخاصة کارضی هذه صدقة موقوفة موبدة علی المساكين ونحوه من الا لفاظ انتهیٰ درمختار۔

(دفعہ نمبر ۱۳) جو چیز اولا دعمرو کو ہبہ ہوئی ہو یا اس نے خرید کری ہو اس سے عمرو کو یا دیگر ورثاء اولا د زید کو حیات ان کی میں تعلق ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شئے اولا دعمرو کو خصوصاً ہبہ ہوئی یا انہوں نے خریدی اس میں کسی وارث زید کا علاقہ نہیں ہوسکتا کما مر۔

(دفعہ نمبر ۱۴) حسب اقرار ورثہ وقت چہلم کہ نہ ہم حصہ لیتے ہیں نہ قرضہ دیتے ہیں ان کو اس جائیداد سے لا دعویٰ ہے یا نہیں اگر دعویٰ کے مستحق ہیں تو مبلغات ادا کردہ عمرو بابت قرضہ ان کو دینے ہوں گے یا نہیں۔ اور قول عمرو کا کہ کل کو اگر میں تنگدست ہو گیا اور تم مالدار ہو گئے تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ تم قرضہ کا روپیہ دو اور خواستگار حصہ کے ہو عدم تحقیق استحقاق دعویٰ ان کی میں مؤثر ہے یا نہیں۔

(جواب) ورثہ کا وقت چہلم کے یہ کہنا کہ نہ ہم حصہ لیویں اور نہ قرضہ دیویں لغو ہے کچھ معتبر نہیں قرضہ دیویں گے اور حصہ لیویں گے۔ کیونکہ یہ انکار اپنے حصہ لینے سے ہے نہ ابراء اور انکار سے ابراء لازم نہیں آتا اور اگر ابراء تصور کیا جاوے تا ہم باطل ہے لان الا براء عن الاعیان باطل هداية پس اس انکار سے حصہ ساقط نہ ہووے گا اور حصہ قرض موت کا دینا واجب ہووے گا علی ہذا عمرو کا قول موجب عدم استحقاق کا نہیں ہوسکتا حصہ لیویں گے اور قرض اپنے حصہ کا دیویں گے فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

بیوی بھائی لڑکی کے حصے

(سوال) ہمارے دادا صاحب کے پاس کچھ جائیداد مکان اور دوکان تھی اور ان کے امیر علی فرزند علی امداد علی تین لڑکے ہیں اور امداد علی کی ایک لڑکی تھی وہ فرزند علی کے لڑکے سے منسوب تھی اس لڑکی کا انتقال ہوگیا صرف امداد علی کی زوجہ حیات ہیں اور امیر علی کا ایک لڑکا وہ زندہ ہے اور امیر علی اور امداد علی کا انتقال ہوگیا اور فرزند علی زندہ سلامت ہیں اب امیر علی کے لڑکے کو کس قدر حصہ پہنچتا ہے اور امداد علی مرحوم کی زوجہ کو کس قدر پہنچتا ہے اگر مہر معاف کر دیا ہو تو کس قدر اور اگر معاف

(۱) وقف کے الفاظ خاص ہوتے ہیں جیسے میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے ہمیشہ کے لئے مساکین پر ہے اور اسی قسم کے الفاظ

نہیں کیا تو کس قدر اور جب سے امداد علی کا انتقال ہوگیا تب سے فرزند علی ان کی زوجہ کا خرچ اٹھاتے ہیں اب معلوم ہونا چاہئے کہ امداد علی کی زوجہ کو کس قدر حصہ ملے گا اور امیر علی مرحوم کے لڑکے کو کس قدر حصہ شرعاً ملنا چاہئے اور فرزند علی کو جو زندہ ہیں کس قدر ملنا چاہئے فقط۔

(جواب) اگر مہر زوجہ امداد علی کا معاف ہو چکا ہے اور امداد علی سے پہلے امیر علی کا انتقال ہو چکا تھا تو امداد علی کے ترکہ میں آٹھ حصہ کریں گے بعدہ اس میں سے ایک حصہ زوجہ کو اور سات ۷ حصے میں سے برادر کو تین سہام اور چار سہام دختر کو ملیں گے اور اگر دونوں بھائی امداد علی کی موت کے وقت زندہ تھے تو کل ترکہ سولہ ۱۶ سہام پر تقسیم ہوکر دو ۲ سہام زوجہ کے اور آٹھ دختر کے اور تین تین دونوں بھائیوں کو ملیں گے اور اگر مہر زوجہ نے معاف نہیں کیا تو اول ترکہ امداد علی سے اس کا مہر دیا جاویگا، بعد ازاں جو کچھ باقی رہے اس میں سے تقسیم ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لاولد میت کا وارث

(سوال) ایک متوفی شخص محض لاولد نے صرف چھوٹا بھائی اور اسی بھائی کا بیٹا چھوڑا ترکہ کس قدر پر تقسیم ہوگا۔

(جواب) چھوٹا بھائی وارث ہوگا فقط۔

ملفوظ

ترکہ کی تقسیم

ملفوظ

ماں ، بیوی ، بھائی ، بہن ، بیٹی
۴/۱۲ ۳/۹ ۲ ۱ ۸/۲۴ ۸/۲۴

باپ ، زوجہ ، اخوات ، دختر ، پسر
۴/۲۰ ۳/۱۵ ۴ محروم ۲/۱۷ ۸/۲۴ ۲ ۶/۲۴ ۰/۲۴

شرعاً صورت مندرجہ مسئلہ اولیٰ میں ترکہ متوفی بعد تقدیم ماحقہ التقدیم ازادائے دیون وتنفیذ وصایا بشرط حصر ورثہ وغیرہ کے بہتر سہام پر اور ترکہ متوفی مسئلہ دوم میں ایک سوبیس سہام پر منقسم ہوکر اس میں سے بہ تفصیل مندرج حصص نوشتہ آسامی دیئے جاویں گے یعنی ۱۲ سہام ماں کو اور ۹ بیوی کو اور ۲ دو بھائی اور ایک بہن کو اور ۲۴۔۲۴ سہام ہر دو ۲ دختران کو مسئلہ اولیٰ میں دیئے

جاویں گے اور مسئلہ ثانیہ میں بیس ۲۰ سہام باپ کو اور پندرہ ۱۵ از وجہ کو اور سترہ ۱۷ دختر کو اور ۳۴۔۳۴ ہر دو پسران کو دیئے جاویں گے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ رشید احمد ۱۳۰۱ (بنام حافظ عبدالرحیم صاحب مرادآبادی)۔

کتاب: ذکر ودعا آداب قرآن وتعویذ کے مسائل!

ذکر جہری

(سوال) ذکر سے یہ بات دل میں پیدا ہوتی ہے کہ اب تجھ کو ہر شخص عابد زاہد جانے گا اس ریا کے دفع کی کیا تدبیر ہو آج کل آواز بیٹھ گئی ہے اگر حکم ہو تو آہستہ شروع کردوں جب کہ آواز کو نفع ہوگا پھر جہر ہی کروں گا۔ فقط

(جواب) ذکر جہر سے ریا پیدا ہوتا ہے تو اس کے واسطے لاحول بکثرت پڑھا کریں مگر اس لئے ترک جہر مناسب نہیں البتہ عذر مرض کی وجہ سے تا زوال مرض ترک رکھنا اور اخفا پر اکتفاء کرنا مناسب ہے۔

ذکر جہری کی حقیقت

(سوال) ذکر جہر کرنا قرآن حدیث سے ثابت ہے یا صوفیہ کرام نے اپنی طرف سے مقرر کرلیا زید کہتا ہے کہ ذکر جہر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت ہے عمرو کہتا ہے کہ جب ذکر جہر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت ٹھہرا تو بڑے بڑے حنفی اس ذکر کرنے کی کیوں اجازت دیتے ہیں مفتی بہ کس طور پر ہے؟

(جواب) ذکر جہر اور خفی دونوں حدیث سے جائز معلوم ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے جہر کو بدعت اس موقع پر فرمایا ہے جہاں ذکر کا موقع ہے آپ علیہ الصلوٰۃ سے وہاں جہر ثابت نہیں جیسا عید الفطر کی نماز کو جاتے ہیں اور مطلقاً ذکر جہر کو منع نہیں فرمایا ذکر ہر طرح درست ہے فقط۔

ذکر جہری کا ثبوت

(سوال) ذکر جہر کون سی حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کس موقع پر بدعت اور کس جگہ جائز فرمایا ہے زید کہتا ہے کہ ذکر جہر کرنا کیا ضرورت ہے کیا اللہ بہرا ہے کہ چپکے سے نہیں سنتا ہے جناب اس مسئلہ کو مع ثبوت آیت وحدیث کے ارقام فرماویں اور جس حدیث سے ثابت ہوا ہے وہ حدیث ضرور لکھ دیں اور وجہ بدعت ہونے اور جائز ہونے کی اور مفتی بہ ہونے کی زیب قلم فرماویں اور جناب نے پہلے فتویٰ میں جو ذکر جہر کا ثبوت لکھا ہے وہ سمجھ میں

نہیں آیا؟

(جواب) السلام علیکم بندہ مفتی ہے مسئلہ حق جو اپنے نزدیک ہوتا ہے اس کو بتانا فرض ہی جانتا ہوں اور مسائل کے دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں اور وہ واجب نہیں اس کی تحقیق کتب میں ہے۔ اگر علم ہو اس کو دیکھو ورنہ دلائل سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔

ذکر جہری

(سوال) ذکر جہر مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرماویں؟

(جواب) ذکر جہری میں حنفیہ کتب میں روایات مختلفہ ہیں کسی سے کراہت ثابت ہوتی ہے غیر محل ثبوت میں اور بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور یہی راجح ہے اور اس کی دلیل طلب کرنا بے سود ہے کیونکہ مجتہدین کا خلاف ہے سو اب کون فیصلہ کر سکتا ہے مگر جواز کی دلیل یہ ہے کہ قال اللہ تعالیٰ۔ اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجهر الآیة (۱) دون الجہر بھی جہری ہے کہ ادنیٰ درجہ ہے قال علیه السلام اربعوا علی انفسکم .(۲) الحدیث.

اور یہ بھی ذکر جہری ہے رفق کو فرمایا ہے۔ گو پھاڑ نے سے منع کیا ہے اور مطلق آیات و حدیث بہت جواز پر دال ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

ذکر جہری

(سوال) ذکر بجہر اور دعا بجہر اور درود بجہر خواہ جہر خفیف ہو یا شدید جیسے نماز میں نزدیک حضرات محدثین اور حضرات ائمہ اربعہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کیا حکم رکھتا ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ذکر خواہ کوئی ذکر ہووے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سوائے ان مواقع کے کہ ثبوت جہر نص سے ہے وہاں مکروہ ہے اور صاحبین اور دیگر فقہاء و محدثین جائز کہتے ہیں۔ اور مشرب ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین علیہما الرحمۃ ہے۔ والسلام۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کیا کرو عاجزی سے اور خوف سے اور زیادہ پکار کر نہیں۔
(۲) اپنے نفسوں پر قرار پکڑو۔ (حدیث)

ذکر جہری میں ضرب کا طریقہ

(سوال) ذکر جہر میں ضرب اللہ کس قدر جہر سے قلب پر مارنا چاہئے کیا ایسی شدت ہو کہ آواز بیٹھ جاوے۔

(جواب) ایسی شدت کی ضرورت نہیں ہے۔

ذکر کے وقت تصور

(سوال) مسئلہ یا باسط یا مغنی کے پڑھنے میں کیا خیال رکھے؟

(جواب) ان کے معنی کا دھیان رکھے۔

ذکر جہری افضل ہے یا خفی

(سوال) ذکر جہر افضل ہے یا خفی بالدلائل ارقام فرماویں؟

(جواب) دونوں میں فضیلت ہے من وجہ کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حکم مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے **اذ کرو اللہ ذکرا کثیراً** (۱) مطلق کی فرو میں جو ہو مامور ہے اور فضائل خارجی مختلف ہوتے ہیں باعتبار ذکر اور وقت اور کیفیت اور ثمرات کے۔ فقط

حیض ونفاس کی حالت میں ذکر کرنا

(سوال) عورت حیض ونفاس کی حالت میں مراقبہ جیسا طریق نقشبندیہ میں دستور ہے کر سکتی ہے یا نہیں اور اسی حالت میں حلقۂ مرشد میں توجہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب) عورت کو حیض ونفاس میں سوائے قرآن شریف کے سب اذکار درست ہیں۔ لہذا مراقبات واشتغال مشائخ بھی جائز ہیں اور صحبت پیر میں بیٹھ کر اس کو توجہ لینا بھی درست ہے مگر دخول مسجد حائضہ ونفساء کو حرام ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے: **قال فی الدر المختار فی بیان الحیض مع الصلوٰۃ وصوما ودخول المسجد انتھی ثم قال لا باس لحائض وجنب بقرأۃ ادعیۃ ومسھا وذکر اللہ تعالیٰ لتسبیحہ انتھیٰ**۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو۔

(۲) درمختار میں کہا حیض کے مسائل بیان کرتے ہوئے نماز روزہ اور مسجد میں داخل ہونے کے متعلق پھر کہا کہ کوئی حرج نہیں کہ حائضہ ناپاک دعا کو پڑھے اور سنے اور ذکر کرے اللہ تعالیٰ کا اس کی تسبیح سے ۱۲۔

بغیر وضو کے ذکر کرنے کا مسئلہ

(سوال) ذکر بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ذکر بلا وضو درست ہے۔ فقط

جن درودوں کا ذکر احادیث میں نہیں آیا ہے

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ درود ماثورہ کا ثواب حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ ملتا ہے اور جو درود بنائے دوسرے لوگوں کے ہیں ان کا ثواب نہیں ہوتا مثل ثواب ماثورہ کے مگر ایسا ہے جیسے نعت غزل پڑھتے ہیں۔ یہ مقولہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) بے شک درود شریف جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا ثواب زیادہ ہے اور یہ ان کا خیال درست نہیں کہ اور درود شریف کا ایسا ہی ثواب ہے جیسے غزلیات کا فقط۔ واللہ اعلم۔

تراویح میں قرآن مجید کا اجرت پر سننا

(سوال) مسئلہ جو حافظ کہ اجرت پر قرآن بلا تعین کے سناوے اس قرآن کو وہ تراویح میں سنے اور وہ سامع کچھ نہ دے تو اس نادہندہ کو سننا ایسے قرآن کا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جو حافظ اجرت پر سناتے ہیں وہ سنانا عبادت نہیں ہے پس اس کو سننا بھی نہیں چاہئے فقط واللہ اعلم۔

قرآن کے اوراق کی تعظیم کا طریقہ

(سوال) ورق قرآن کے کسی شخص کے پاس موجود ہوں اگر ان کی بے تعظیمی ہوتی ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) گھول کر پانی یا کسی شے میں پی لیوے یا ادب کے ساتھ پارچہ پاک میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ کہ پامال نہ ہوتی ہو دفن کردے۔ فقط

قرآن کو تعویذ بنانا

(سوال) قرآن شریف تحدیداً روپیہ کی برابر اگر تعویذ موم جامہ میں کر کے گلے میں ڈالے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں۔ فقط

قرآن مجید کے گرانے کا صدقہ

(سوال) یہ طریقہ جو اکثر عوام میں مروج ہے کہ اگر کلام اللہ شریف ہاتھ سے گر جاوے تو اس کی برابر وزن کر کے گندم و جو وغیرہ مساکین کو صدقہ کرتے ہیں۔ اور اس خاص طریقے کو ضروری لازم جانتے ہیں اگر چہ قرض کی نوبت ہو لہٰذا یہ خاص طور پر بالخصوص کیسا ہے اگر چہ صدقہ دیوے؟

(جواب) یہ امر کہیں ثابت نہیں اختراع عوام کا ہے البتہ صدقہ دینا ایسی حالت میں اچھا ہے کہ صدقہ سے کفارہ معاصی کا ہوتا ہے مگر واجب نہیں بشرط قدرت کے صدقہ کر دیوے خواہ کچھ ہو خواہ کسی قدر ہو سوائے اس کے دیگر سب لغو بے اصل ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بغیر وضو کے کلام اللہ کو چھونا

(سوال) حفظ کلام اللہ شریف میں بوجہ کثرت مزاولت پڑھنے و مس کرنے کلام اللہ کے وضو رہنا یا کپڑے سے مس کرنا ہر چند احتیاط رکھی جاوے تاہم ہر وقت دشوار ہوتا ہے ایسی صورت میں کسی طرح سے رخصت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب) طفل نابالغ تو معذور غیر مکلف ہے مس مصحف بلا وضو اس کو درست ہوگا۔ مگر بالغ کو اجازت نہیں ہو سکتی پس باوضو ہو یا ثوب (کپڑے) وغیرہ سے تقلیب (الٹ پلٹ) اوراق کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

حالت جنابت میں قرآن شریف کا چھونا

(سوال) حالت جنابت میں کلام اللہ شریف ایک مقام سے دوسرے مقام پر رکھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جنابت کی حالت میں مصحف شریف کا اٹھانا جزودان میں یا کسی شے سے پکڑ کر درست ہے اور مس کرنا حرام ہے اگر چہ دوسری جگہ کے رکھنے کے واسطے ہو۔

قرآن شریف کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا

(سوال) قرآن شریف کی تعظیم کے واسطے اٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قرآن شریف کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا درست ہے قرآن شریف کلام الٰہی تعالیٰ

شانہ ہے اس کی جس قدر تعظیم ہو بجا ہے۔ فقط

چور معلوم کرنے کے لئے یٰسین شریف پڑھ کر لوٹا پھرانا

(سوال) نام کا نکلوانا جو طریقہ عاملوں کا ہے کہ سورۂ یٰسین وغیرہ پڑھ کر لوٹا وغیرہ گھومتا ہے کسی شخص معین کے نام پر یہ نام نکالنا اور اس پر اعتقاد کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ عمل کرنا اس غرض سے کہ چور خوف کر کے سرقہ دے دیوے تو درست ہے اور بایں وجہ کہ اس سے حال چور کا معلوم ہوتا ہے درست نہیں کہ علم غیب کا(۱) نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔

نماز فجر کے بعد تلاوت و ذکر کرنا

(سوال) تلاوت قرآن شریف کی بعد نماز صبح کے قبل طلوع کے کیسی ہے۔ زید کہتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیریہ اور درمختار میں ہے کہ اس وقت ذکر اللہ کرنا مستحب ہے اور بعض کراہت کے قائل ہوئے ہیں۔ پس یہ قول زید کا بسند کتب مذکورہ صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس وقت قرآن شریف پڑھنا جائز ہے بلا کراہت ہے اور ذکر کرنا اولیٰ۔

وضو کی دعائیں

(سوال) جو لوگ وضو کے اندر ہر ہر عضو پر اذکار پڑھتے ہیں آیا کوئی اصل معتمد اس کی ہے یا نہیں؟

(جواب) جو وضو کے اندر ہر ہر عضو پر اذکار پڑھتے ہیں ان کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔ لیکن روایات قابل عمل ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

ہیضہ کے لئے دعاء

(سوال) یہاں ہیضہ کی نہایت کثرت ہے کوئی خاص دعا و عمل بتلا دیا جائے کہ جس کی برکت سے حافظ حقیقی محفوظ رکھے؟

(جواب) ہیضہ کے لئے مجھے کوئی خاص دعاء تو معلوم نہیں ہے مگر اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق(۲) ہر صبح و شام تین تین بار پڑھ لیا کریں۔

---

(۱) قول الجمیل مؤلفہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں اسی طرح ہے۔

(۲) میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا فرمایا ہے۔

عہد نامہ کا پڑھنا

(سوال) عہد نامہ ایک چھوٹی کتاب ہے اور اس کے پڑھنے کا ثواب حد درجہ لکھا ہے۔ یہ عہد نامہ اور اس کی اسناد معتبر ہے یا غیر معتبر؟

(جواب) عہد نامہ کے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں مگر اس کا ثواب جو لکھا ہے وہ غلط ہے۔

ادائے قرضہ کی دعاء

(سوال) حدیث شریف میں لکھا ہے **اللّٰھُمَّ انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من غلبة الدین والقھر** اس کو صبح وشام پڑھے قرض وغم رفع ہو لہذا عرض پرداز ہے کہ اگر حضور اجازت تحریر فرماویں تو پڑھ لیا کروں۔ فقط۔

(جواب) اس دعاء کے پڑھنے کی آپ کو اجازت ہے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس سے نفع ہوگا۔

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا

(سوال) بعد اختتام دعا کے ہاتھ منہ پر جو ہاتھ پھیرنے کی کیا وجہ ہے یعنی ہاتھ منہ پر کیوں پھیرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) بعد ختم دعاء ہاتھ منہ پر پھیر لینا درست اور ثابت ہے اور حصول برکت کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض نماز کے بعد دعا بلند آواز سے پڑھنا

(سوال) فرضوں کے بعد دعاء جہر سے مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) بعد فرض نماز کے دعاء جہر سے کرنا جائز ہے اگر کوئی مانع عارض نہ ہو۔ فقط

---

(۱) اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور رنج سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں عجز اور سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی اور بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور قہر سے۔

ملفوظات

خط کے ذریعہ بیعت

۱۔خط پہنچا حال معلوم ہوا عزیزم احمد شفیع کے حالات سن کر مسرت ہوئی حق تعالیٰ برکت عطا فرماوے ان کی بیعت بندہ قبول کرتا ہے حتی الوسع اتباع سنت کریں اور بدعات سے محترز رہیں مگر زیادہ اپنی توجہ تحصیل علم دین کی طرف رکھیں اور اس کے ماسوا کی طرف زیادہ رغبت نہ کریں حسب تحریر آپ کے ایک ایک تعویذ بھیجتا ہوں اگرچہ مجھے اس بارے میں کچھ مداخلت نہیں ہے بڑا تعویذ اپنی اہلیہ کے بازو پر باندھ دیں اور چھوٹا اپنے فرزند کے گلے میں ڈالیں سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا لب ناسور پر لگاتے رہیں۔فقط واللہ اعلم والسلام۔

تعویذ مرسل پیر

۲۔تعویذ ارسال ہیں فقط والسلام۔از بندہ محمد یحیٰ عفی عنہ بعد سلام۔

مسنون گذارش ہے کہ تعویذ حسب طلب ارسال ہیں بڑا تعویذ اپنے بھائی کے بچے کے سامنے کھول اس کو دکھلا کر اس کے گلے میں ڈالیں۔فقط والسلام ۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ۔

یا باسط یا مغنی دعائے ضرب الجھر کے اوقات

۳۔یا باسط یا مغنی دعائے ضرب الجہر اگر فجر کے وقت نہ ہوں اور کسی وقت پوری کر دیا کریں البتہ سنت فجر اور اوقات میں کچھ کمی ہوگی اور قبل نماز فجر پڑھ لی جاویں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔البتہ نماز فجر با جماعت بنی مقررہ وقت پر ہو اس میں کچھ فرق نہ آوے۔فقط واللہ اعلم۔

باب حقوق کے مسائل

حقوق العباد میں روزہ دلایا جائے گا یا نہیں

(سوال) حقوق العباد میں روزہ نماز سب دلایا جاوئیگا۔ بروز قیامت یا روزہ نہیں دلایا جائے گا؟

(جواب) حقوق العباد میں روزہ بھی دلایا جاوے گا۔ فرض روزہ ہو یا نفل۔ فقط واللہ اعلم۔

کس قدر مقبول نمازیں کتنے قرضہ میں دلائی جائیں گی

(سوال) سنا ہے کہ ساٹھ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ بدلہ تین پیسوں کے قرض دار کو دے گا جو نمازیں مقبول ہوں گی؟

(جواب) درمختار میں لکھا ہے کہ سات سو نمازیں مقبول عوض ایک وانگ کے دلائی جاویں گی فقط

والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینا

(سوال) اگر والدین نفسانیت سے یا بوجہ اپنے اطاعت نہ کرنے کے طلاق زوجہ کو کہیں نہ بوجہ عذر شرعی کے تو پسر کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں۔ فقط۔

(جواب) طلاق دے دینا چاہئے خواہ وہ کیسے ہی کہیں۔ فقط

والدین کے خلاف احکام شرع

(سوال) کسی پیر یا شہید یا استاد یا باپ کا قول خلاف شرع ہو مگر دنیاوی کوئی مصلحت ہو تو مان لے یا نہیں؟

(جواب) خلاف شرع کسی کا قول ماننا درست نہیں جو قول ماننا بحکم شرع درست ہے وہ ماننا جائز ہے ورنہ ہرگز درست نہیں۔

والدین اور مرشد میں اگر اختلاف ہو جائے

(سوال) اتفاقاً اگر مرشد اور والدین میں کوئی نقیض ونزاع واقع ہو جاوے اور باہم صلح کرانا بھی ممکن نہ ہو تو کیا کرے اور کس کی طرف داری کرے درانحالیکہ مرشد کہے والدین کو چھوڑ دے اور

والدین کہیں مرشد کو چھوڑ دے اور یہ مرشد بھی کامل ہو اور خلاف شرع بھی کوئی کام نہ کرتا ہو۔
(جواب) اگر مرشد حق کہے تو اس کا چھوڑنا گناہ ہے والدین کی اطاعت اس میں نہ کرے اور والدین کی خدمت اور امر مباح کا تسلیم کرنا بھی واجب ہے ترک اس کا گناہ ہے مرشد کے کہنے سے گناہ بھی نہ کرے۔

خفیہ نکاح کرنے کے بعد بیوی سے احکام شرع کی تعمیل کرانا

(سوال) مسئلہ اگر کسی نے عورت سے نکاح خفیہ کرلیا ہو لیکن بوجہ اخفائے امور وغیرہ کے احکام شرع کی تعمیل وہ نہ کرا سکتا ہو تو اس صورت میں دیوث ہوگا یا نہیں؟
(جواب) جس نے کسی عورت سے نکاح کرلیا خواہ خفیہ یا ظاہراً اگر وہ اس کے بارے میں احتیاط نہ کرے گا دیوث ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

زنا حقوق اللہ میں ہے کہ حقوق العباد میں

(سوال) مسئلہ عورت شوہر دار اور عورت بیوہ اور عورت لاوارث کسبی وغیرہ ہر سہ عورات کے ساتھ زنا میں کیا تفاوت ہے ان میں کس کے ساتھ زنا کرنا حق اللہ ہے اور کس کے ساتھ زنا کرنا حق العبد ہے؟
(جواب) زنا ہر سہ قسم کی عورتوں کے ساتھ حق اللہ ہے حق العبد نہیں ہے۔ فقط

مہر بخشوانے کا طریقہ

(سوال) مہر بخشوانے کے واسطے کوئی خاص شرائط کی طرفین سے ضرورت ہے زوجہ خلوت میں مہر زوج کو بخش دے تو معاف ہو جائیگا یا نہیں کوئی نقصان تو نہ رہے گا زیادہ۔
(جواب) مہر بخشوانے کے لئے کوئی شرط درکار نہیں ہے صرف اس کا معاف کردینا کافی ہے۔

محلہ کی مسجد کی بجائے جامع مسجد کو جانا

(سوال) مسجد محلہ چھوڑ کر جامع مسجد میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے یا نہیں؟
(جواب) مسجد محلہ چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جانا چاہئے البتہ احیاناً ایسی حالت میں کہ جماعت مسجد محلہ میں اس کے چلے جانے سے حرج نہیں آتا مضائقہ نہیں ہے کہ جامع مسجد میں نماز پڑھ لیا کرے۔

والدین کے احکام کی تعمیل کے حدود

(سوال) اگر والدین کہیں کہ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ دو تو ضرور ہے کہ چھوڑ دے یا نہیں؟

(جواب) زوجہ کو چھوڑ دے مگر اولاد کو چھوڑنا درست نہیں ہے۔

ہمسایہ کے حقوق بنا میں کیا کیا ہیں

(سوال) ایک شخص نے مکان نیا بنایا اور اس کا پرنالہ ہمسایہ کی جانب کو کیا وہ لوگ بوجہ اس شخص کی زبردستی کے کچھ نہ کہہ سکے منع کیا بھی مگر بند نہ کر سکے اگر یہ شخص فقط پانی اپنی چھت کا اس طرف کو جاری رکھے کسی قسم کا قبضہ اراضی پر نہ کرے نہ چاہے بلکہ وصیت نامہ اپنے پاس لکھ کر رکھے کہ میں پانی جاری کرنے کا اس طرف کو مستحق ہوں باقی کسی قسم کا اراضی سے سوا پانی جاری کرنے کے کچھ نفع میرے بعد جس کو بھی یہ مکان منتقل ہو کچھ منصب نہیں اگر یہ شخص پانی روک دے اور پرنالہ بند کردے مگر اس کے گھر سے نشان نہ توڑوادے کیونکہ نصف حق اراضی میں اس کا بھی ہے تاکہ بعد عدم نشان کے نٹیاں بھی دیوار پر نہ ڈالنے دیں گے اور اس نشان کا بھی ایک وصیت نامہ تحریر کردے کہ میں اس جانب کو سوائے نٹیاں ڈالنے کے پانی وغیرہ کا مستحق نہیں ہوں یہ نشان پرنالہ کا ناحق ہے اس پر کوئی آدمی جس پر یہ مکان منتقل ہو وہ کچھ دعویٰ نہ کرے اب بعد اس وصیت نامہ کے جو اس کے پاس رکھا ہوا تھا اس کے ورثا نے اس پرنالہ کو جاری کیا اور زمین بھی اس نے دعوی سے لے لی ہو وصیت نامہ تحریر کنندہ کچھ عنداللہ مواخذہ دار ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر اس کی زمین اس طرف چھوٹی ہوئی ہے تو اس کو پرنالہ اتارنے کا حق ہے اور اگر اس کی زمین اس طرف چھوٹی ہوئی نہیں ہے تو وہ پرنالہ نہیں اتار سکتا اس صورت میں اس طرف پرنالہ اتارنا سراسر ظلم ہے اور وصیت نامہ لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ امر بے جا خلاف منشاء مالک ہر حال حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

میت کے حقوق کی ادائیگی

(سوال) میت پر جو حقوق اللہ اور مثل فرائض واجبات کے ہوں اگر وارثان ادا کریں تو ساقط ہو جاویں گے یا نہیں اور طریقہ اسقاط مروجہ عوام جو حیلہ وغیرہ کرتے ہیں اس کا وجود خیر القرون میں تھا یا نہیں باوجود نہ ہونے کے بدعت ہے یا نہیں؟

(جواب) حقوق مالیہ تو ادائے حقوق سے ادا ہو سکتے ہیں اور حقوق بدنیہ جیسے نماز روزہ تو ہر نماز اور

روزہ کے بدلے نصف صاع گیہوں اور ایک صاع جو ادا کرنے سے امید ادا ہے انشاء اللہ باقی رہا یہ اسقاط مروجہ محض لغو اور بیہودہ حیلہ ہے اور اس کا خیر القرون میں کچھ اثر نہیں ہے۔ فقط

بزرگان دین سے حق تلفی کا مواخذہ

(سوال) ایک شخص ہمیشہ صوم داؤدی (۱) رکھتا ہے اور تہجد اور نوافل بھی کل پڑھتا ہے اور درود شریف بھی خوب کرتا ہے اور اچھا پہنتا ہے اور چار نکاح بھی اس نے کئے ہیں اور یاد خدا بھی ہر وقت کرتا ہے اور ایک شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ اپنے والدین سے اور اپنی زوجہ سے تعلق کامل رکھتا ہے اور درحقیقت اس کو اپنے متعلقین کا ہونا ہی بار ہے اور یہ شخص عاقل ہے نہ مجذوب بلکہ اس کے ذہن میں یہ بات سما گئی ہے کہ سوائے یاد خدا کے کچھ باقی نہ رہے کسی سے کچھ تعلق نہ ہو نہ مال ہو نہ کھانا ہو اہل وعیال ہوں نہ والدین ہوں نہ عزیز واقارب ہوں کسی سے کچھ تعلق نہ ہو تہجد ہو تلاوت ہو یاد خدا ہو اور کچھ نہ سب سے کنارہ ہو تو اب استفسار طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں شخصوں میں کون زیادہ بہتر ہے اور یہ شخص دوم کہ جس نے بالکل تعلقات دنیوی ترک کر دیئے ہیں اس سے اس کے متعلقین اور والدین کے کھانے کے واسطے جائیداد قدیمی بہت موجود ہے انکو کسی بات کی تکلیف نہیں ہے۔

(جواب) حق تلفی کا مواخذہ بزرگ سے بھی ہوویگا اور ہر شخص کا حال متفاوت ہے اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ کون افضل ہے افضل وہ ہے کہ جس کا تقرب الی اللہ زیادہ ہو بعض کو تعلقات مانع ہیں اور بعض کو مانع نہیں بلکہ بعض کو معین ہیں اور پھر نسبت کا تفاوت ہے پس ایسے امور کا فیصلہ ممکن نہیں اسی ہی سبب سے حالات مشائخ کے بھی مختلف رہے ہیں۔

دستوری کے احکام

(سوال) کوئی شے بیع کی مشتری کے ہمراہ ملازم وغیرہ نے کہا کہ ہمیں دستوری دوایسے وقت دینی پڑتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جہاں کا عرف ورواج دستوری لینے دینے کا ہو اور بائع ومشتری دونوں کو معلوم ہو وہاں تو دینی چاہئے اور جہاں یہ بات نہ ہو وہاں دینے والے کو اختیار ہے دے یا نہ دے۔ فقط

---

(۱) یعنی ایک دن روزہ رکھے ایک دن نہ رکھے۔

ملفوظ

نمازی کے نیچے سے بوریا کھینچنا

ا۔نمازی کے نیچے سے بوریا کھینچنا تعدی کر کے ظلم ہے اور گناہ کبیرہ ہے **الظلم ظلمات یوم القیامۃ.** (۱) بوریا مسجد کا کسی کی ملک نہیں جو پہلے اس پر کھڑا ہو گیا وہ دوسرے سے احق ہے پس اس کو دھکیلنا اور بوریا چھین لینا ظلم ناحق ہے۔ واللہ اعلم۔

کتاب: آداب اور معاشرت کے مسائل

کھانے کے پہلے اور بعد میں ہاتھ کا دھونا

(سوال) قبل غذا اور بعد غذا اگر ہاتھ پاک صاف ہو تو بھی ضرور دھووے یا نہیں؟

(جواب) قبل غذا ہاتھ دھونا ضروری نہیں ہے البتہ ادب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سونے کے بعد اٹھ کر ہاتھ دھونا

(سوال) بعد سونے کے اگر ہاتھ پر نجاست کا شک ہو تو دھونا ہاتھوں کا مسنون ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر ہاتھ پر نجاست کا شک نہ ہو تب بھی سونے کے بعد وضو میں دھونا مسنون ہے ۔فقط

سونے کے بعد اٹھ کر ہاتھوں کا دھونا

(سوال) بعد سونے کے اگرچہ ہاتھ پر نجاست کا شک نہ ہو تو دھونا ہاتھوں کا مسنون ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر ہاتھ پر نجاست کا شک نہ ہو تب بھی سونے کے بعد ہاتھوں کا دھونا مسنون ہے۔

بغیر طب پڑھنے کے اپنا اور دوسروں کا علاج کرنا

(سوال) جس شخص کی تحصیل علم وطب کافی نہ ہو اور شفا بہانہ دوا پر اعتقاد ہو اور اپنے مرض کا بھی علاج کرتا ہو یقین کامل ہو کہ اللہ شافی مطلق ہے اور بوجہ اس توکل کے بلا تشخیص کے مریض کا علاج کرے عنداللہ مواخذہ دار ہے یا نہیں اور خاص اپنے ترک علاج سے مصیب ہو گا یا نہیں۔

---

(۱) قیامت کے دن اندھیرا ہو گا۔

(جواب) بغیر واقفیت معالجہ کرنا درست نہیں ہے اور اپنا علاج نہ کرنا درست ہے۔

بغیر سند کے علاج کرنا

(سوال) جو شخص فارسی پڑھا ہوا طب کا علاج مریضاں کا کرے اور مطب بھی کیا ہو اور تشخیص مرض بھی بخوبی کرتا ہو مگر سند اس زمانہ کے حکماء کی نہ ہو تو بغیر سند اگر وہ علاج کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور اس شخص نے اپنے استاد سے بخوبی علم طب فارسی میں پڑھا ہے؟
(جواب) ایسے شخص کہ جس کا حال درج سوال ہے علاج کرنا درست ہے ہرگز گناہ نہیں اور سند کی حاجت نہیں فن طب سے ماہر ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

طبیب کی صفات

(سوال) حضور نے جو لکھا ہے کہ علاج مریض جب جائز ہے جب کہ ظن غالب صواب ہو ورنہ جائز نہیں تو یہ ظن کس درجہ کے طبیب کا معتبر ہے؟
(جواب) یہ ظن غالب اسی شخص کا معتبر ہے جو فی الجملہ علم اور تجربہ بھی رکھتا ہو جاہل محض اور ناواقف کا ظن معتبر نہیں ہے میں ایسے طبیب کے شروط اور تعریف کو کیا لکھوں جو اہل علم اور واقف ہے وہ طبیب ہے اور اسی کے غلبہ ظن کا اعتبار ہے۔ فقط

بدعتیوں اور مشرکوں سے تعلقات رکھنا

(سوال) بدعتی اور مشرکوں کا کوئی کام یا حاجت پوری کرنے سے یا اخلاق سے باتیں کرنے سے کچھ ثواب ہے یا عذاب بلکہ اخلاق ورسم سے تو فائدہ نصیحت وغیرہ کا معلوم ہوتا ہے اور ترش روئی سے تو یہ متصور نہیں اور کلام کا نہ ہونا بالکل محروم نصیحت سے رکھنا ہے اور شرکت جنازہ سے تجہیز و تکفین مراد ہے یا جنازہ کے ساتھ جانا ہے اگر بدعتی کے جنازہ کی شرکت نہ کرے تو ثواب ہے؟
(جواب) جو شخص بوجہ گناہ ترک کرے گا اس کو زیادہ ثواب ہے اور جو بوجہ طعنہ یا کفالت وغیرہ ترک کرے گا تو اگر خدمت کا ثواب اس کو نہ ہو مگر گناہ سے وہ بچ گیا۔ فقط

بدعتی نمازیوں کی امام کو خاطر تواضع کرنا

(سوال) اگر نمازیان مسجد بدعتی ہوں مگر بوجہ اس کے کہ اخلاق اور محبت ان سے کرنے سے وہ میری امامت سے خوش رہیں گے ورنہ بغض رہے گا اور جماعت میں فساد پڑے گا۔ لہٰذا ان سے

سلام واخلاق وغیرہ کرنا اولی ہے یا نہ کرنا؟
(جواب) اس وجہ سے مدارات درست ہے۔

احسان کر کے ظاہر کرنا

(سوال) احسان کیا بوجہ ازدیاد محبت یا بغرض عوض اس کا اظہار کیا یا باہمی رسم جاری کرنے کو ظاہر کر دیا تو کچھ ثواب اظہار سے کم ہوگا یا نہیں؟
(جواب) اگر بوجہ اللہ نیت غیر سے ایک کام کو ظاہر کر دے تو مضائقہ نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ازدیاد خیر ہے۔فقط

زوجہ کو کب تک نماز کی نصیحت کرے

(سوال) کتنے دنوں تک ضرور ہے کہ خاوند زوجہ کو نماز کی نصیحت کرے جب کہ عرصہ تک نصیحت کرتا ہو اور وہ نہ مانے بعدہ کہنا چھوڑ دے تو گنہگار شوہر ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر ماننے سے مایوس ہو جاوے تو چھوڑنے سے گنہگار نہیں ہے اور دنوں کی کچھ تعداد نہیں ہے۔فقط

ملفوظات

اندیشہ ضعف ہو تو غذا تر وقوی کھانا

۱۔اگر غذا تر اور قوی کھالیوے تو بہتر ہے کہ اندیشہ ضعف سے اطمینان ہو جاوے۔فقط

سنت وفرض فجر کے درمیان تھوڑی دیر سو جانا۔

۲۔سنت وفرض فجر کے درمیان اگر تھوڑی دیر لیٹ جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے بلکہ اگر رات کو زیادہ جاگنے کا اتفاق ہوا ہے تو دفع تکان کی وجہ سے بہتر ہے۔فقط۔

تمام شد

---

(۱) ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص صبح کے فرضوں کے پہلے دو۲ رکعت پڑھ لے تو اپنے سیدھے بازو پر لیٹ جائے اس کو احمدؒ داؤد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور بلوغ المرام من ادلة الاحکام نے اس کی تصحیح کی ہے اور سفر السعادت میں ہے اور جمہور علماء کہ سیدھا راستہ توسط کا اختیار کئے ہیں اور استحباب کے قائل ہوئے ہیں۔